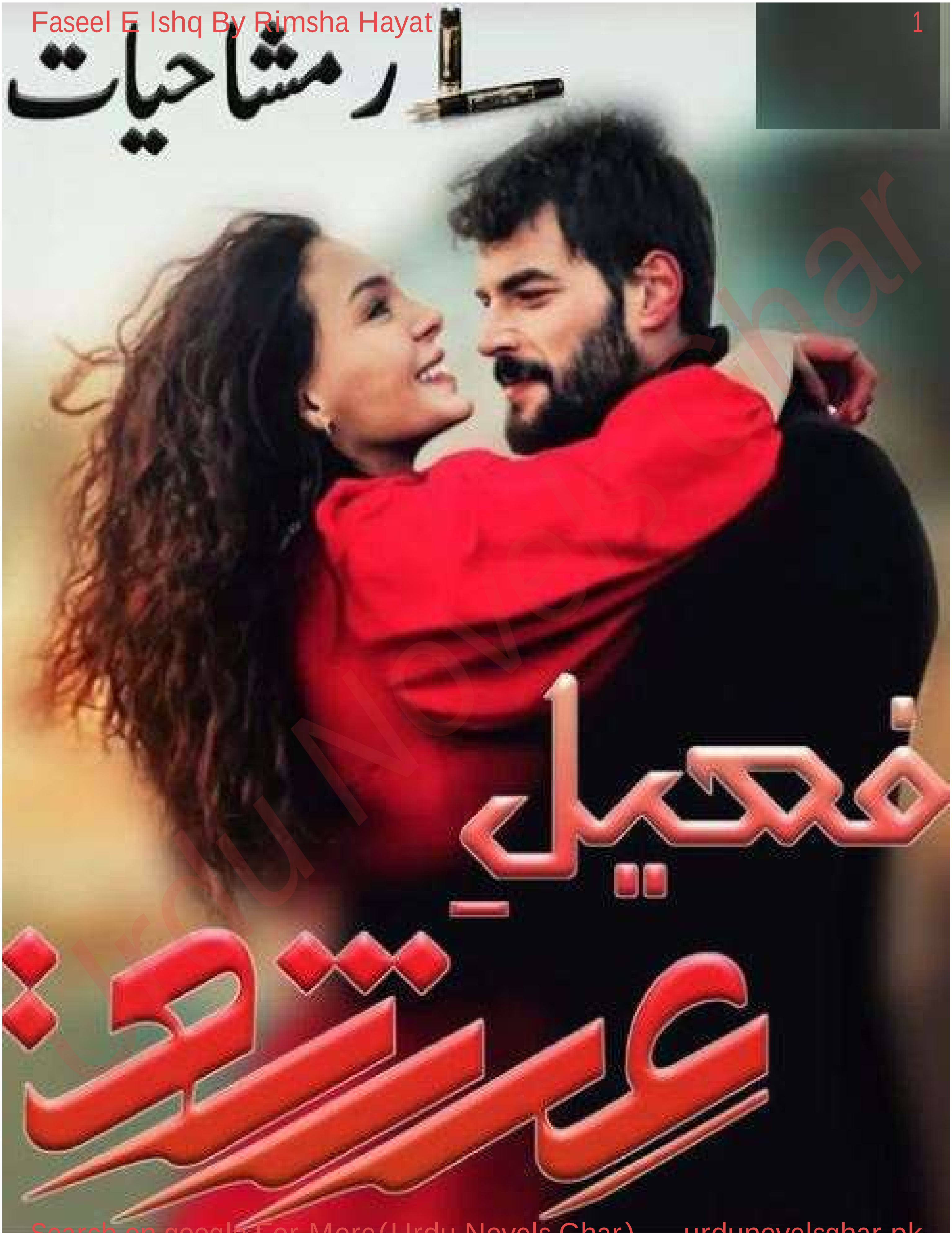

Urdu Novels Ghar

فصیلِ عشق

از قلم رمشا حیات

باہر سے آتی عورتوں کی آوازیں اندر بیٹھے وجود کو پوری طرح پاگل کر چکی تھیں۔

وہ ایسی تو نہیں تھی لیکن اپنے کردار کے بارے میں جو باتیں ایک رات میں اسے سننے کو ملی تھیں وہ سن کر خود بھی دہل گئی تھی ۔

اپنے خیالوں میں کھوئی زری زور سے دروازہ کھلنے کی آواز پر چونکی تھی ۔

ایک عورت کمرے میں داخل ہوئی جو شاید لڑکی کی ماں تھی ۔

”اماں میری بات کا یقین کر تیری بیٹی ہوں میں تجھے زرا سا بھی بھروسہ نہیں ہے مجھ پر اللہ کا واسطہ ہے میرے ساتھ یہ ظلم مت کر۔“

Urdu Novels Ghar

زری نے اپنی ماں کے آگے ہاتھ جوڑتے بے بسی سے کہا۔جو سچائی جانتے ہوئے بھی اپنی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کر پارہی تھی ۔

"آہستہ بول باہر لوگ بیٹھے ہیں میں تجھے عزت سے رخصت کرنا چاہتی ہوں ایک غلطی تو نے حویلی جا کر کی یہ تجھے اُسی کی سزا مل رہی ہے اب خاموشی سے تیار ہو جا باہر مولوی صاحب آ گئے ہیں۔"

رضیہ نے زری کی بات کو نظر انداز کرتے کہا

اماں میں چھوٹے صاحب سے نکاح نہیں کروں گی تو میرا گلہ دبا دے لیکن میں اُس نیچ اور گھٹیا انسان سے نکاح نہیں کروں گی

زری نے اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا ۔

"میری دھی صبر رکھ کوئی تیرے ساتھ ہو یا نا ہو پاک پروردگار کی ذات ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گی میں اکیلی عورت کچھ نہیں کر سکتی

گاؤں والے تیرے کردار پر انگلی اٹھا رہے ہیں

Urdu Novels Ghar

جانتی ہوں میری دھی رانی کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن غلط ہمیشہ عورت ذات کو ہی سمجھا جاتا ہے مرد کا کیا ہے وہ تو گناہ کر کے بھی سینہ چوڑا کیے چلتا ہے لیکن عورت ہمیشہ بے بسی کا پتلا بن جاتی ہے۔"

زری کی ماں نے اپنی لاڈلی کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ۔

لیکن اماں مجھے اُس جانور کے ساتھ نکاح نہیں کرنا میرا کیا قصور ہے؟ میں ہی کیوں قربانی دوں

وہ سب اُس کی چال تھی وہ میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا اماں وہ جھوٹ بول رہا ہے آپ لوگوں کو کیوں نظر نہیں آرہا؟

زری نے روندی آواز میں بے بسی سے کہا ۔

دیکھ زری نکاح تیرا چھوٹے صاحب کے ساتھ ہی ہو گا چاہے تو راضی ہو یا نا ہو یہ بات تو بھی جانتی ہے ۔

Urdu Novels Ghar

اس لیے خاموشی سے تیار ہو کر باہر آجا اگر تیرا نکاح چھوٹے صاحب کے ساتھ نا ہوا تو وہ کیا کرے گا یہ بھی تو اچھے سے جانتی ہے تیری ماں تیرے آگے ہاتھ جوڑتی ہے اپنی ماں کو مزید رسوا نا کرا اگر آج تیرا باپ زندہ ہوتا تو یہ سب کبھی نا ہونے دیتا ۔

رضیہ نے زری کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

اپنی ماں کے جڑے ہاتھوں کو دیکھ کر زری نے اپنی ماں کو ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیا اور سر نیچے کیے اپنے آنسوؤں کو باہر نکلنے سے روکنے لگی ۔

میں نکاح کے لیے تیار ہوں کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد زری نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پختہ لہجے میں کہا

جو تکلیف سے مسکرا پڑی تھیں ۔

کیسے صبر کرلوں یار کیسے ؟

میری بیوی مارکیٹ جاتی ہے اور واپس نہیں آتی ہر جگہ میں نے اسے تلاش کر لیا دن سے رات ہو گئی لیکن اقرا کا کچھ بھی پتہ نہیں

کیسے میں صبر کر لوں؟

عباس نے سرخ آنکھیں عمر کے سنجیدہ چہرے پر گاڑھتے ہوئے کہا۔

عمر جانتا تھا اس وقت عباس کس قدر غصے میں ہے وہ یہ بھی جانتا تھا اس وقت عباس جتنا بھی باہر سے مضبوط نظر آنے کی کوشش کر رہا ہو اندر سے اتنا ہی اس ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا ہے۔

عباس ہمیں پولیس کی مدد لینی چاہیے وہ ہماری مدد ضرور کریں گی ۔

عمر نے عباس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جس نے عمر کا ہاتھ زور سے جھٹک دیا تھا۔

پولیس والے ہماری مدد کریں گئے اتنا یقین کیوں ہیں تمہیں؟

عباس نے تمسخرانہ انداز میں عمر کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو عباس کی بات سن کر خاموش ہو گیا تھا۔مزید کیا کہتا کچھ پرانی تکلیف دہ یادوں نے زبان پر قفل باندھ دیا تھا ۔

دونوں میں کچھ دیر خاموش چھائی رہی۔۔ نہیں چھوڑوں گا جس نے بھی میری بیوی کو اغوا کیا ہے عمر اُسے اتنی آسانی سے میں نہیں چھوڑوں گا۔

عباس تم اُسے ڈھونڈ چکے ہو اور میری نظر میں ایسا کوئی انسان نہیں ہے یہاں جو تم سے بہتر ہو اس معاملے میں اگر بھابھی تمہیں نہیں ملی تو کسی اور انسان کا کیا کہہ سکتے ہیں؟

عمر نے ڈھکے چھپے الفاظ میں عباس کو بہت کچھ باور کروادیا تھا۔ جس نے بے بسی سے اپنے ہاتھ کا مکا بنا کر دیوار ردے مارا۔

عباس نے اتنی شدت سے دیوار پر مکا مارا کہ اس کے ہاتھ سے خون نکلنے لگا تھا۔

عمر نے سنجیدگی سے عباس کو دیکھا جو بے بسی کا پتلا بنا کھڑا تھا۔

عباس دو انسان ہماری مدد کر سکتے ہیں ایک پاشا اور دوسرا شیر و عمر نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

اُس انسان سے میں کبھی مدد نہیں لوں گا اور میں قسم نہیں توڑنا چاہتا۔

عباس نے سرد لہجے میں کہا

تمھارے پاس اگر دوسرا راستہ ہے تو بتادو اور اس وقت یہ سوچو کہ بھابھی کس حالت میں ہوں گی ایک بار وہ مل جائے تو پھر اپنی مرضی کرنا۔ شیر و کو بے شک چھوڑ دو لیکن اس وقت ہمیں پاشا کی ضرورت ہے۔ ہم اُس سے مدد لے سکتے ہیں اس سے تمھاری قسم بھی نہیں ٹوٹے گی۔ اور پاشا بھابھی کو جلدی تلاش کرلے گا۔ عمر نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

عباس نے گہرا سانس لیا۔

بے شک عمر ٹھیک کہہ رہا تھا۔

ٹھیک ہے اقرا کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ عباس نے پختہ لہجے میں کہا۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا پاشا کے پاس واپس جاکر وہ کتنی بڑی غلطی کرنے والا ہے۔

شاہ میر کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا جیسا وہ چاہتا تھا وہ ہو گیا تھا جیسے چاہا اُس کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ سفید شلوار قمیض میں اپنی لمبی مونچھوں کو تاؤ دیتے ٹانگ ہر ٹانگ رکھے وہ سامنے صوفے پر براجمان تھا ۔

پتر اب تو خوش ہے نا؟ فضیل اعوان نے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

ابا جان یہ سب آپ کی وجہ سے ممکن ہوا ہے اور میں آج بہت خوش ہوں ۔

شامیر نے چہرے پر شاطر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا ۔

ابا جان میں اپنی محبت سے کب مل سکتا ہوں ؟ شاہ میر نے بے تابی سے پوچھا ۔

پتر یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے وہ اب تیری بیوی ہے کسی بھی وقت تو اُس سے مل سکتا ہے جا میرا پتر

فضیل اعوان نے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا ۔

ابا جان کیا رخصتی آج نہیں ہو سکتی ؟ شاہ میر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے اپنے باپ سے پوچھا ۔

ایک مہینے کی بات ہے فضیل نکاح تو تیرا ہو گیا تھوڑا اور صبر کر لے

فضیل اعوان کی گرجدار آواز شاہ میر کے لبوپر مسکراہٹ لے آئی تھی وہ جانتا تھا جب اس کا باپ اس کا نام لیتا تو معاملہ سنجیدہ ہوتا تھا۔

جی ابا جی جیسی آپ کی مرضی

شاہ میر نے فرمانبرداری سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی اس نے رانی کو دیکھا جس کی سوجی ہوئی آنکھیں کھلی کتاب کی طرح سب بیان کر رہی تھیں۔لیکن مقابل کو پرواہ کہاں تھی۔

کیا ہے؟شاہ میر نے ماتھے پر بل ڈالے کرخت لہجے میں پوچھا۔

وہ میں ابا جان کے لیے لسی لے کر جا رہی تھی۔رانی نے ڈرتے ہوئے جلدی سے کہا۔

تو جاؤ اندر یہاں کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو؟شاہ میر نے گھورتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا رانی نے اپنے آنسوؤں کو باہر نکلنے سے روکا تھا یہ تکلیف اور بے رخی تو اسے اب پوری زندگی برداشت کرنی تھی۔

Urdu Novels Ghar

رانی بوجھل قدموں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی سامنے ہی فضیل اعوان حقہ پی رہا تھا

۔

آؤ بہو رانی تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا ۔

فضیل اعوان نے آنکھوں میں خباثت لیے رانی کو سر سے پاؤں تک گھورتے ہوئے کہا۔ جس نے بڑی سی کالی چادر سے خود کو ڈھانپا ہوا تھا۔

ابا جی آپ کی لسی

رانی نے فضیل اعوان کے پاس لسی رکھتے ہوئے کہا۔اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی

بہو رانی....

فضیل نے رانی کو آواز دی جس کے قدم تھمے ضرور تھے لیکن اس نے مڑ کر نہیں دیکھا ۔

شاہ میر تو اپنی دوسری بیوی کے پاس گیا ہے تم تھوڑی دیر اپنے سسر کے پاس بیٹھ جاؤ

فضیل اعوان نے حقے کا کش لیتے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

ابا جی مجھے کچن میں کام ہے اگر آپ نے باتیں کرنی ہے تو میں کسی ملازم کو آپ کے پاس بھیج دیتی ہوں رانی نے دوٹوک انداز میں کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے فضیل نے غصے سے حقے کو زمین پر پھینک دیا تھا

دیکھ لوں گا تجھے بھی

فضیل اعوان نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

زری بیڈ کی دائیں جانب بیٹھی تھی بے تاثر نظروں سے اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی کتنی خوش تھی جب وہ اپنی ماں کے گاؤں آئی تھی۔کاش وہ یہاں نا آتی ۔

زری اپنے خیالوں میں اس قدر کوئی ہوئی تھی کہ اسے شاہ میر کا کمرے میں داخل ہونا بھی اسے معلوم نہیں ہوا ۔

شاہ میر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو ہوش میں آتے ہی ایک دم شاہ میر سے کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی تھی ۔

Urdu Novels Ghar

شاہ میر گہری نظروں سے زری کو دیکھ رہا تھا۔جو سرخ رنگ کے سوٹ میں بنامیک اپ کے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہورہی تھیں ۔

مجھے نہیں معلوم تھا برسات کے بعد کا موسم اس قدر دلکش ہوتا ہے شاہ میر نے زری کی نم آنکھوں کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

جواب اپنا رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی تھی ۔

شاہ میر نے زری کو بازو سے پکڑا اور اسکا رخ خود کی طرف کیا یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ زری کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔

شاہ میر نے زری کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے اسے خود کے بے حد قریب کیا جو خود کو آزاد کرنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی ۔

شاہ میر تو زری کے چہرے میں کہی کھو سا گیا تھا اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں کو اس نے اپنے انگوٹھے سے صاف کیا ۔

زری نے نظریں اٹھا کر شاہ میر کی طرف دیکھا جو دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

چھوڑو مجھے زری نے اپنا پورا زور لگاتے ہوئے شاہ میر کو پیچھے دھکا دیا۔

جو ایک دم ہوش میں آیا تھا اور اسے زری کی یہ حرکت بہت بری لگی تھی۔

اس نے زری کو بالوں سے پکڑا جس کے منہ سے درد کے مارے سسکی نکلی تھی۔

"تمھیں پسند ضرور کرتا ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کرتا کہ تم مجھے نخرے دکھاؤ

ایک بات یاد رکھنا تم اب میری بیوی ہو اگر پیار سے رہو گی میری ساری باتیں مانو گی تو میں بھی تمہیں پیار سے رکھوں گا۔

اور اگر تم نے مجھے اپنے قریب آنے سے روکا تو میں زبردستی بھی کر سکتا ہوں یہ بات تو تم. اچھے سے جانتی ہو۔

اگر شاہ میر زرتشہ پر الزام لگا کر اس سے نکاح کر سکتا ہے سب کی ہمدردی لے سکتا ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

Urdu Novels Ghar

میری اس بات کو اپنے دماغ میں اچھے سے بیٹھا لینا تمھارے پاس صرف ایک مہینہ ہے اُس کے بعد تم میرے پاس آ جاؤ گی تو خود کو تیار کر کے آنا۔اور ہاں وہ تھپڑ میں بھولا نہیں ہوں اُس تھپڑ کی سزا کے لیے بھی تیار رہنا۔"

شاہ میر نے زری کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو بے آواز رو رہی تھی۔ جھٹکے سے اسکے بالوں کو چھوڑا جو اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکی اور زمین پر جا گری ۔

رانی کی طرح تیری اوقات بھی یہی ہے اگر تو نے اُس دن مجھے تھپڑ نا مارا ہوتا تو آج شاہ تجھے سر آنکھوں پر بیٹھا کر رکھتا

شاہ میر نے زمین پر گری اپنی قسمت پر آنسو بہاتی زری کو دیکھتے ہوئے حقارت سے کہا

اور کمرے سے نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہی رضیہ کمرے میں داخل ہوئی اور اپنی بیٹی کی حالت دیکھ تڑپ گئی تھی۔

زری میری دھی تو ٹھیک ہے؟ چل گھر چلتے ہیں رضیہ نے زری کا ڈوپٹہ ٹھیک کرتے اسے کھڑے کرتے کہا جو بت بنی اپنی ماں کے ساتھ چل پڑی تھی آج سے پورے ایک ماہ بعد

اس نے اس جہنم میں دوبارہ آنا تھا۔ویسے تو حویلی کے پیچھے بنے کمرے میں ہی جا رہی تھی لیکن اس نے سوچ لیا تھا اب اسے کیا کرنا ہے۔

واہ میرے شیر آج تجھے کیسے میری یاد آگئی یا کوئی مجبوری تمہیں میری طرف کھینچ لائی ہے؟

پاشا نے وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے عباس کو دیکھ کر کہا۔جو چہرے پر سرد تاثرات لیے بیٹھا تھا۔

مجھے تمھاری مدد چاہیے عباس نے سیدھے مدعے کی بات پر آتے ہوئے کہا۔

شیر و پاشا سے مدد مانگ رہا ہے؟ پاشا نے حیرانگی سے پوچھا اس کے ارد گرد کھڑے گارڈ بھی عباس کی بات سن کر حیران ہوئے تھے۔

میرا نام عباس ہے اگر میں شیر و ہوتا تو تم سے مدد مانگنے کبھی نا آتا۔شیر و مر چکا ہے۔

عباس نے سرد لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

تم میرے لیے ہمیشہ سے شیر و تھے اور شیر وہی رہو گے۔اور یہ بات بھی سچ ہے شیر وا کیلا ہی کافی ہے اُسے پاشا کی مدد کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں عباس کی مدد کیوں کروں؟

پاشا نے تھوڑا آگے جھکتے ہوئے پوچھا۔

پاشا جو کچھ بھی کرتا پیسے کے لیے کرتا میں بھی تمہیں منہ مانگی قیمت دوں گا۔

عباس نے پاشا کی براؤن آنکھوں میں اپنی کالی آنکھیں گاڑھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے بولو کیسی مدد چاہیے تمہیں؟

پاشا نے سگار کو جلاتے ہوئے پوچھا۔

میں اپنی بیوی کو صبح سے تلاش کر رہا ہوں لیکن وہ مجھے کہی نہیں ملی میں چاہتا ہوں تم اسے تلاش کر واور کل تک مجھے اپنی بیوی چاہیے۔

عباس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

اووتو بیوی کی محبت تمہیں دوبارہ یہاں تک کھینچ لائی

ہو جائے گا تمھارا کام اور تم سے پیسے میں کام ہونے کے بعد لوں گا

Urdu Novels Ghar

پاشانے سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی"

عباس نے کہااور وہاں سے اٹھ کر جانے کے لیے مڑ گیالیکن پھر رکا اور چلتاہوا پاشا کے پاس آیا۔

دعا کرنا شیر و کبھی واپس نا آئے ورنہ پاشا کا پھر کوئی وجود نہیں رہے گا۔عباس نے ہلکا سا مسکرا کر کہااور لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

تمہاری یہی باتیں تو مجھے متاثر کرتی ہیں شیر و

آئی لائیک اٹ پاشانے مسکراتے ہوئے خود سے کہا۔

"کل صبح شیر و کی بیوی کی لاش اس کے گھر میں پہنچ جانی چاہیے اور سارے ثبوت مٹا دینا۔"

پاشانے سنجیدگی سے اپنے آدمیوں کو کہااور اپنے کوٹ کا بٹن بند کرتے وہاں سے چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

رضیہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتی تھی اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی زرتشہ جسے بچپن سے اس کی خالہ اپنے ساتھ لے گئی تھی اس کی خالہ کی کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے زری کو اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔

رضیہ کے شوہر کا انتقام ہو چکا تھا وہ فضیل اعوان کا خاص ملازم تھا اور جب فضیل کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی تو اسے بچانے کے چکر میں گولی اس کے دل پر جا لگی تھی اور اُسی وقت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

رضیہ حویلی میں ملازمت کرنے لگی تھی۔اور فضیل اعوان نے اسے حویلی کی پیچھلی سائیڈ پر ایک چھوٹا سا کمرہ دیا تھا جہاں رضیہ اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ رہتی تھی۔

"بابا جانی یہ حویلی میں کیا ہو رہا ہے؟" کرن نے مشکوک انداز میں پوچھا جو آج ہی حویلی آئی تھی۔

میری لاڈو رانی تمھاری امی نے تمہیں بتایا نہیں؟

فضیل اعوان نے مسکراتے ہوئے پوچھا کرن نے نفی میں سر ہلایا۔

تمھارے بھائی کا آج نکاح تھا۔ فضیل صاحب نے خوشی سے کرن کو بتایا۔

کیا سچ میں اور آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں ؟امی نے بھی کچھ نہیں بتایا

کرن نے ناراضی سے کہا۔

بیٹا تمھاری ماں کو میں نے تمھارے ماموں کی طرف بھیج دیا تھا ورنہ اُس نے ضرور کوئی نا کوئی مسئلہ کھڑا کر دینا تھا اور مجھے اپنے بیٹے کی خوشی تمھاری ماں کی خوشی سے زیادہ عزیز ہے۔

فصیل نے تفصیل سے کہا۔

ہمم اس لیے امی جان مجھ سے بھی سیدھے منہ بات نہیں کر رہی کرن نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو گھر واپس آئی ہے اور اسے نکاح کا پتہ چل گیا ہے کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گی تم فکر مت کرو اور جاؤ آرام کرو تھک گئی ہو گی۔"

فصیل نے پیار سے کہا ۔

جی میں چلتی ہوں کرن نے مسکراتے ہوئے کہااور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

کرن اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی جب اسے کچن میں رانی نظر آئی ۔

"بھابھی جی پلیز ایک کپ چائے میرے روم میں بھیج دیجیے گا سر میں بہت درد ہے ۔"

کرن نے دروازے کے پاس کھڑے رانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو ابھی بھی اپنے خیالوں میں گم کھڑی تھی ۔

کرن نے گھور کر رانی کو دیکھااور چلتی ہوئی رانی کے پاس آئی جو چولہے کے پاس کھڑی تھی ۔کرن نے رانی کا ہاتھ پکڑااور چولہے پر پڑی گرم دیگچی کے ساتھ لگا دیا۔رانی ایک دم ہوش میں آئی اور اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا ۔

رانی نے اپنا دوسرا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ کر چیخ کو روکا تھا آنسو نا چاہتے ہوئے بھی چہرے کو بھگو گئے تھے ۔

”بھابھی جی چائے میرے کمرے میں لے آیئے گا کرن نے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لاتے کہااور وہاں سے چلی گیا ۔“

رانی نے بے بسی سے اپنا کانپتا ہوا سرخ ہاتھ دیکھااور چائے کا پانی چولہے پر رکھنے لگی اب تو وہ ان سب چیزوں کی عادی ہو گئی تھی ۔

_---

زری؟

رانی نے چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے زری کو آواز دی جو چارپائی پر اپنے گھٹنوں پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

رانی اسکے پاس آکر بیٹھی اور اس کو دوبارہ مخاطب کیا۔

جس نے اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر رانی کی طرف دیکھا رانی تو زری کا چہرہ دیکھ کر تڑپ گئی تھی ۔

دونوں کی کچھ ہی دنوں میں بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔زری جب گاؤں آئی تھی تو اکثر حویلی کے کچن میں اپنی ماں کے ساتھ کام کرتی تھی زری کو رانی وہی ملی تھی اور جب اسے معلوم ہوا کہ رانی اس حویلی کی بڑی بہو ہے تو یہ جان کر اسے بہت خوشی ہوئی تھی اور پھر ان کی گہری دوستی ہو گئی۔

زری کی نظر رانی کے سرخ ہاتھ پر پڑی جس نے جلدی سے اپنا ہاتھ چادر کے نیچے کر لیا ۔

"یہ کیا ہوا؟" زری نے بے تاثر لہجے میں رانی سے پوچھا ۔

وہ کھانا بناتے وقت میرا ہاتھ جل گیا تھا رانی نے جلدی سے کہا۔اب تم مجھ سے جھوٹ بھی بولو گی؟زری نے رانی کے جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اگر تمہیں پتہ ہے تو کیوں مجھ سے بار بار پوچھتی ہو؟

رانی نے گہرا سانس لیتے بے بسی سے کہا ۔

کب تک ایسے خاموش رہو گی؟کب تک ظلم سہتی رہو گی؟

زری نے رانی کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو ہلکا سا مسکرا پڑی تھی اس کی مسکراہٹ بھی کھوکھلی تھی۔

میرے آواز اٹھانے سے کچھ نہیں ہو گا زری تم خود کو دیکھ لو کیا گاؤں والوں نے تمھاری بات مانی؟ کیا تم پر یقین کیا؟ شاہ میر اعوان کو غلط ہوتے ہوئے بھی اسے کچھ نہیں کہا گیا ۔کیوں؟ کیونکہ وہ مرد ہے اور ہمارے گاؤں میں تو مرد کو سات خون بھی معاف ہیں

رانی نے تلخ لہجے میں کہا۔

میں ہوں نا میں آواز اٹھاؤں گی لیکن سب سے پہلے مجھے اپنی نند کو ٹھیک کرنا ہے جتنا میں نے رونا تھا رو لیا یہاں بیٹھ کر سوگ منانے سے کچھ نہیں ہو گا میں دوسری رانی نہیں بن سکتی۔زری نے دوٹوک انداز میں کہا۔

زری دیکھ تو ایسا ویسا کچھ نہیں کرے گی یہ لوگ بہت ظالم ہے انسان کو مار کر نا جانے کون سی جگہ پھینکتے ہیں کہ دوبارہ اُس کا پتہ نہیں چلتا۔

تجھے میں کھونا نہیں چاہتی تو ایسا کچھ نہیں کرے گی

رانی نے زری کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

رانی شاہ میر بھی ہماری طرح انسان ہی ہے اور میں صرف اللہ کی سے ڈرتی ہوں تو بھی ڈرنا چھوڑ دے۔

ٹھیک ہے میں کچھ نہیں کروں گی تو پریشان نا ہو۔لیکن تھوڑا بہت تو سبق ہم دونوں حویلی والوں کو سکھا سکتے ہیں نا؟زری نے بات کو بدلتے ہوئے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی رانی اس کے معاملے میں بہت حساس تھی۔

لیکن زری نے سوچ لیا تھا کہ کس طرح حویلی والوں کو سیدھا کرنا ہے۔شاہ میر سے نکاح ہونا اس کی قسمت میں لکھا تھا۔وہ دوسری رانی نہیں بننا چاہتی تھی ۔

میرے ساتھ آ تیرے ہاتھ پر کریم لگا دیتی ہوں زری نے رانی کو کہا جس نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ چل پڑی ۔

اگلی صبح پاشا کے آدمی اقرا کی لاش کو عباس کے گھر چھوڑ گئے تھے۔ عمر نے جب عباس کو بتایا تو اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ چادر پیچھے کر کے اپنی بیوی کے چہرے کو. دیکھ لے۔ لیکن دل میں ایک چھوٹی سی امید بھی تھی کہ ہو سکتا ہے یہ اقرا نا ہو یہی سوچتے ہوئے عباس نے اپنا ہاتھ چادر کی طرف بڑھایا اور تھوڑی سی چادر کو نیچے کیا۔

لیکن سامنے اپنی بیوی کا چہرہ دیکھ عباس کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا جھٹکا لگا تھا۔اس نے وہی سے اپنے ہاتھ کھینچ لیا۔عباس وہی زمین پر بیٹھ گیا تھا

آنسو گال سے ہوتے ہوئے سفید چادر پر گر رہے تھے۔

جس انسان نے آج تک ایک آنسو بھی نہیں بہایا تھا آج رو رہا تھا۔ جس لڑکی نے اسے ہنسنا سکھایا اُس کے جانے پر آج عباس رو رہا تھا۔

عمر وہی پیچھے کھڑا اپنے دوست کو دیکھ رہا تھا کاش وہ اس کا دکھ کم کر سکتا۔

عمر جاؤ یہاں سے میں کچھ وقت اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔

عباس کی وزنی آواز ہال میں گونجی عمر بنا کچھ بولے وہاں سے چلا گیا تھا۔اس کے جاتے ہی عباس پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا اگر اسے کوئی اس حالت میں دیکھ لیتا تو کبھی یقین نا کرتا ۔

تم نے تو کہا تھا کبھی بھی مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤ گی؟تم نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا۔پھر اپنا وعدہ تم کیسے توڑ سکتی ہو؟

عباس نے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

آج وہ خاموش تھی اسے نہیں یاد تھا کہ اقرا کبھی خاموش بھی ہوئی تھی ہاں ایک بار عباس لیپ ٹاپ پر ایک ضروری کام کر رہا تھا اور اقرا اپنی عادت سے مجبور سامنے صوفے پر بیٹھی بولتی جارہی تھی اور آخر کار چڑ کر عباس نے کہا تھا کہ تم کچھ دیر کے لیے خاموش نہیں ہو سکتی۔اقرا ایک دم خاموش ہوگئی تھی عباس کو جب احساس ہوا تو اس نے فوراً اقرا سے معافی مانگی تھی ۔

اور آج اسے اقرا کی خاموشی بہت بری لگ رہی تھی اب تو وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگئی تھی اور اپنے ساتھ عباس کا سکون لے کر بھی جارہی تھی ۔

تم ہمیشہ میرے پاس رہو گی اقرا میرے دل میں اور میں وعدہ کرتا ہوں جس نے بھی تمہیں مجھ سے دور کیا ہے اُس کی جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا اور آج میں تمھاری دی ہوئی قسم بھی توڑ رہا ہوں ۔

اب میں دوسروں کے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھوں گا اپنا دشمن خود تلاش کروں گا میں نے تمہیں کہا تھا نا یہ دنیا بہت ظالم ہے ہمیشہ کمزور کو نشانہ بناتی ہے لیکن تم نے میری بات نہیں مانی اور دیکھو آج تک مجھ سے دور جا رہی ہو پھر سے مجھے اکیلا چھوڑ کر جا رہی ہو۔

لیکن میں جانتا ہوں تم میرے دل میں بستی ہو مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑو گی۔عباس نے کہتے ہی اقرا کے ماتھے پر جھک کر بوسہ دیا۔اس کے آنسو گر کر اقرا کے بالوں میں جذب ہو گئے تھے ۔

عباس کافی وقت تک وہی بیٹھا اقرا سے باتیں کرتا رہا تھا۔عمر نے بے بسی سے اسے دیکھا اور دوبارہ کمرے سے باہر نکل گیا ۔

Urdu Novels Ghar

نغمہ بیگم کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے آپ کا؟

فضیل اعوان نے اپنی زوجہ محترمہ سے پوچھا۔کرن بھی ان سے ساتھ بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔رانی کچن میں تھی وہ بہت کم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتی تھی کیونکہ جب بھی بیٹھتی کوئی نا کوئی اسے کام کا کہہ کر کچن میں بھیج دیتا۔

السلام علیکم اس سے پہلے نغمہ بیگم کوئی جواب دیتی ایک مردانہ بھاری آواز نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

وعلیکم السلام آگئی تمہیں گھر کی یاد؟ فضیل اعوان نے مسکراتے ہوئے اپنے چھوٹے لاڈلے سے پوچھا۔جو کرن کے سامنے والی کرسی پر براجمان ہو گیا تھا۔

نغمہ بیگم نے بھی مسکرا کر سلام کا جواب دیا تھا۔

چاچو جان آپ کو بتایا تو تھا دوست کی شادی تھی اس لیے وہی رک گیا تھا۔

مصطفی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں بیٹا جی جانتا ہوں اچھا کیا وہی رک گئے۔ فضیل اعوان نے پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے کہا

چچا جان باقی سب کہاں ہیں ؟۔ مصطفیٰ نے سر سری سا پوچھا ۔

بیٹا شاہ میر کام کے سلسلے میں شہر گیا ہے اور تمہیں ایک خوشخبری بھی دینی ہے۔ فضیل اعوان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

خوشخبری کیسی خوشخبری؟

مصطفیٰ نے نوالہ اپنے منہ کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

شاہ میر نے زرتشہ سے نکاح کر لیا ہے۔ فضیل نے فخریہ انداز میں بتایا لیکن مصطفیٰ کا منہ کی طرف جاتا ہاتھ وہی رک گیا تھا۔ کرن اور نغمہ بیگم سر جھکائے کھانا کھا رہی تھیں ۔

کیا مطلب ؟ رانی کا کیا ہو گا ؟ مصطفیٰ کے گلے سے بمشکل آواز نکلی تھی ۔

اُس کا کیا ہونا ہے وہ بھی اسی گھر میں رہے گی اور اسلام میں مرد کو تو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ شاہ میر نے تو صرف دوسری شادی کی ہے۔ فضیل اعوان نے کہا اور اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اسلام نے تو عورت پر ظلم کرنے سے بھی منع کیا ہے لیکن یہ ان کو نظر نہیں آتا۔ دوسری شادی یعنی دوسری لڑکی کی بھی زندگی خراب مصطفٰی نے دل میں سوچا بھوک تو اب اس کی کہی غائب ہو گئی تھی اور بھلا ہو اس کے موبائل کا جو اسی وقت رنگ ہوا تھا۔ مصطفٰی نے شکر ادا کیا اور کال اٹینڈ کرتا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا ۔

کال سنتے ہی اس کی نظر دائیں جانب باغ کی طرف گئی جہاں رانی گھاس پر بیٹھی اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی ۔

مصطفٰی نے اپنا موبائل پینٹ کی پاکٹ میں رکھا اور باغ کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار پھر اس کے کانوں میں مدہم سی آواز گونجی تھی

"لیکن پسند تو میں آپ کو کرتی ہوں تو کیسے شاہ میر سے شادی کر سکتی ہوں۔"

مصطفٰی نے وہی اپنے قدموں کو روکا تھا آگے جانے کی ہمت اب اس میں نہیں تھی ۔

الٹے قدم لیتا وہی سے مڑ گیا۔رانی نے آہٹ پر اپنی نظریں ارد گرد گھمائی جب کوئی نظر نہیں آیا تو گہرا سانس لیتے دوبارہ دور پودوں کو دیکھنے لگی۔جن کو مالی پانی دے رہا تھا ۔

مصطفٰی فضیل اعوان کے چھوٹے بھائی کا بیٹا تھا مصطفٰی جب چھوٹا تھا تو اس کے ماں باپ کو کسی نے قتل کر دیا اُس کے بعد فضیل اعوان نے اسے بھی اپنے بیٹے کی طرح پالا تھا ۔فضیل نے کبھی شاہ میر اور مصطفٰی میں فرق نہیں کیا اسے دونوں بہت عزیز تھے ۔

شیرو کی طرف سے کوئی خبر؟ پاشا نے سگار کا کش لیتے ہوئے پاس کھڑے آدمی سے پوچھا۔

سر وہ اپنی بیوی کی نماز جنازہ کے بعد نظر نہیں آیا اور عمر کا بھی کچھ آتا پتہ نہیں۔آدمی نے تفصیل سے بتایا۔

ہمم ایک ماہ بس ایک ماہ بعد دیکھنا شیر وواپس آئے گا۔پوری تیاری کے ساتھ

Urdu Novels Ghar

جہاں تک میں اسے جانتا ہوں وہ خاموش نہیں بیٹھے گا۔

پاشا نے عام سے لہجے میں مسکرا کر کہا ۔

سر اگر اس بار شیر و واپس آیا تو پہلے سے زیادہ خطرناک ہو گیا آدمی نے نظریں جھکا کر کہا ۔

جانتا ہوں زخمی شیر زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔اور اسی میں تو مزا ہے۔پاشا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ۔

لیکن سر آپ نے شیر و کی بیوی کی جان کیوں لی؟ آدمی نے ڈرتے ہوئے ایک اور سوال پوچھا۔

۔پاشا نے غصے سے اُس آدمی کی گردن کو پکڑا اور اسکے کان کے پاس غرایا ۔

کیا کہا تھا شیر و نے پاشا ہر کام پیسوں کے لیے کرتا ہے اگر مجھے کوئی شیر و کو مارنے کے بھی پیسے . دیتا تو میں اسے بھی مار دیتا۔میرے اندر جذبات نام کی کوئی چیز نہیں ہے اگر پاشا اپنے باپ کی جان لے سکتا ہے تو شیر و کی بیوی کیا چیز ہے؟

Urdu Novels Ghar

پاشانے آدمی کا گلہ چھوڑتے ہوئے دھاڑ کر کہا جو کھانسنے کے ساتھ گہرے سانس لینے لگا تھا۔

آئندہ کچھ بھی بولنے سے پہلے سو بار سوچ لینا ورنہ..... پاشانے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا ۔

اگر آپ پاشا ہیں تو جس کی بیوی کا آپ نے قتل کیا وہ بھی شیر و ہے اور آپ نے سوئے ہوئے شیر کو جگا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔اُس آدمی نے دل میں سوچا کیونکہ یہاں جتنے بھی آدمی تھے وہ اچھے سے جانتے تھے کہ شیر و کیا چیز ہے ۔

کچھ دنوں بعد شاہ میر حویلی واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک خوبصورت سا لڑکا بھی تھا۔

بیٹا یہ کون ہے؟ فضیل اعوان نے شاہ میر سے ملنے کے بعد اس کے ساتھ کھڑے خوبرو نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔جس نے بلیک پینٹ اور ساتھ بلیک ہی شرٹ

پہنی ہوئی تھی شرٹ کے بازو فولڈ کیے تھے آنکھوں پر نظر کی گلاسز لگائے بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

ابا جان یہ دبیر ہے اس نے میری جان بچائی اور میں شہر میں ان دونوں کے پاس ہی رکا تھا کچھ لوگوں نے میری گاڑی کو گھیر لیا تھا تو دبیر اور اس کے بھائی نے میری مدد کی اور میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے آیا کیونکہ دونوں بھائی امریکہ سے یہاں بزنس کے سلسلے میں آئے ہیں۔اور اپنا گھر اس کا ابھی بن رہا ہے تو یہ دونوں ہوٹل میں رہ رہے تھے میں نے سوچا جب تک ان کا گھر نہیں بن جاتا یہ ہمارے ساتھ رہ لے گئے اس طرح میں دونوں کا شکریہ بھی ادا کر دوں گا ۔

شاہ میر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا

یہ تو تم نے بہت اچھا کیا اگر تم ان دونوں کے کو گھر نا لاتے تو پھر میں نے تم .سے ناراض ہو جانا تھا۔ فضیل اعوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے انکل اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو ہم لوگ یہاں سے چلے جاتے ہیں میں نے شاہ میر کو بہت منع کیا لیکن اُس نے میری بات نہیں سنی۔دبیر نے جلدی سے کہا اسے فضیل کی

بات سمجھ میں نہیں آئی تھی اس لیے اسے لگا وہ ناراض ہو رہے ہیں۔شاید اس نے فضیل اعوان کی بات کو غور سے نہیں سنا تھا

نہیں بیٹا میرے کہنے کا مطلب ہے تم نے میرے بیٹے کی جان بچائی اور ہم تمھاری اور تمھارے بھائی کے شکر گزار ہے تم جتنے دن یہاں رہنا چاہو رہ سکتے ہو تمہیں بھی پتہ چل جائے گا کہ گاؤں کے لوگ کتنے مہمان نواز ہوتے ہیں

فضیل نے ہنستے ہوئے کہا اور ملازم کو آواز دی تاکہ وہ دبیر اور کے بھائی کا سامان کمرے میں رکھ دے ۔

بیٹا تمھارا بھائی کہاں ہے ؟فضیل نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

جی وہ آگیا دبیر نے مسکرا کر کہا جہاں سے ایک خوش شکل نوجوان داخل ہوا۔السلام علیکم میرا نام فاز ہے

فاز نے اپنے کندھے پر ڈالے بیگ کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

وعلیکم السلام بیٹا آپ لوگ تھک گئے ہو گئے ابھی آرام کرو رات کو بات ہوتی ہے شاہ میر بیٹا انکو کمرا دیکھا دو فضیل اعوان نے کہا اور خود وہاں سے چلا گیا ۔

شاہ میر دونوں کو کمرے کی طرف لے گیا تھا۔

رات سب نے مل کر کھانا کھایا تھا کرن نے جب دبیر کو دیکھا تو وہی ساکت ہو گئی تھی ۔دبیر اچھے سے جانتا تھا کہ کرن اسے دیکھ رہی ہے اس نے صرف ایک بار اسے دیکھا تھا اور ہلکا سا مسکرا کر دوبارہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

مصطفیٰ کو ایک ضروری کا تھا وہ یہاں موجود نہیں تھا کھانے کے بعد اپنے کمروں میں چلے گئے تھے ۔

دبیر اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کافی کا کپ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا کہ اسے باہر اندھیرے میں کسی کا سایا نظر آیا ۔

دبیر کو لگا شاید اس کا وہم ہے لیکن جب اسے دوبارہ وہی سایا نظر آیا تو اس نے کب وہی رکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا اسکے ساتھ والا کمرا افاز کا تھا دبیر نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو فاز سو چکا تھا دبیر وہی سے واپس مڑ گیا ۔

رات کے دو بج رہے تھے اور پوری حویلی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی ۔

دبیر نے اپنے موبائل کی ٹارچ اون کی اور ارد گرد نظر دوڑائی جب اس کوئی نظر نا آیا تو واپس اپنے کمرے کی طرف جانے کے لیے مڑ گیا ۔

کہ اچانک کوئی نازک وجود اس کے ساتھ ٹکرایا تھا۔

زری جو اپنے پیٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر کچن کی طرف جا رہی تھی تا کہ کچھ کھا سکے سیدھی دبیر کے ساتھ آ ٹکرائی تھی دبیر کے ہاتھ سے موبائل نیچے زمین پر گر گیا اور ایک بار پھر سے اندھیرا چھا گیا ۔

زری جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی اندھیرے میں کسی وجود کے ساتھ ٹکرانے کی وجہ سے کانپ گئی تھی اسے پہلے وہ چیخ مارتی دبیر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھے اس کی چیخ کا گلا گھونٹا اور اسے پیچھے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔

جہاں چاند کی مدھم روشنی پڑ رہی تھی زری کے سامنے دبیر کھڑا تھا اندھیرے کی وجہ سے وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پائی لیکن دبیر زری کی خوفزدہ خوبصورت آنکھیں دیکھ کر ایک پل بھر کو حیران رہ گیا تھا۔

زری نے اپنے ہاتھوں کا استعمال کر کے دبیر کو پیچھے دھکا دینا چاہا لیکن دبیر نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے پیچھے کمر کے ساتھ لگا دیا تھا۔

زری کی آنکھیں خوف سے مزید پھیل گئی تھیں وہ تو جانتی بھی نہیں تھی سامنے کون ہے ۔لیکن اتنا اسے ضرور پتہ تھا سامنے شاہ میر ہر گز نہیں ہے مقابل کے پرفیوم کی خوشبو کچھ الگ سی تھی ۔

دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب کھڑے تھے۔زری دبیر کی گرفت میں پھڑپڑا رہی تھی۔جس کا ایک ہاتھ زری کے منہ پر اور دوسرے ہاتھ سے اس نے زری کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیا ہوا تھا۔

اب تو زری کو اپنی بے بسی پر رونا آنے لگا تھا اور اس کی آنکھوں کے کونے نمکین پانی سے بھر گئے تھے اور دبیر کو اس وقت ماننا پڑا تھا جو منظر اس وقت وہ دیکھ رہا ہے شاید ہی ایسا کوئی منظر ہو جو اس کا مقابلہ کر سکے

۔بے ساختہ دبیر نے زری کے ہونٹوں سے ہاتھ پیچھے کر کے اس کی آنکھ کے کونے سے نکلتے آنسو کو اپنی انگلی کی پور سے چنا تھا۔

مجھے جانے دو زری کا تکلیف دہ لہجہ مقابل کو ہوش کی دنیا میں لایا تھا وہ ایک سیکنڈ سے پہلے زری سے دور ہٹا۔جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔

اور زری نے پھر ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا اور باہر کو بھاگ گئی۔

زری کے جاتے ہی دبیر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

یہ مجھے کیا ہو گیا تھا؟اور یہ لڑکی کون تھی؟دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جھک کر اپنا موبائل اٹھایا جس کی سکرین ٹوٹ چکی تھی۔

حویلی کے تمام افراد سے میں مل .چکا ہوں تو یہ کون ہو سکتی ہے؟ کہی کوئی چڑیل تو نہیں؟ دبیر اپنی ہی بات پر خود ہی مسکرا پڑا تھا اگر چڑیل ہوتی تو مجھ سے یوں نا ڈر رہی ہوتی۔جو بھی ہے دوبارہ ملاقات ضرور ہو گی۔دبیر نے دل میں کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

صبح چھ بجے ہی فاز جاگ گیا تھا آج اسے ایک ضروری کا کے سلسلے میں گاؤں سے باہر جانا تھا۔اس نے دبیر کو .بتایا اور حویلی سے باہر نکل گیا۔

ان کی گاڑی حویلی سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی فاز نے بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنی تھی جس میں اس کے مسلز دکھائی دے رہے تھے آنکھوں پر گلاسز لگائے اپنے دھیان چل رہا تھا۔

Urdu Novels Ghar

کہ کچھ فاصلے پر کھڑی مریم پر اس کی نظر پڑی جو ایک بڑے سائز کے پانی کے مٹکے کو اٹھانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی پانی سے کافی حد تک اس کے کپڑے بھی بھیگ گئے تھے۔ہر آتا جاتا شخص گہری نظروں سے مریم کو دیکھ رہا تھا لیکن اسے پرواہ کہاں تھی۔

اسے ایک ہی چیز کی فکر کھائے جارہی تھی کہ پانی نے مٹکے کو کیسے گھر لے کر جائے۔

فاز چلا ہوا مریم کے پاس گیا اور اسے دیکھنے لگا۔مریم اپنے پاس کھڑے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر چونکی ضرور تھی جو اسے شکل سے ہی شہری لگا تھا۔

جی آپ کون؟مریم نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا

جو نظارہ آپ اپنے گیلے کپڑوں کے ساتھ پیش کر رہی ہے اور آتے جاتے لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی کر رہی ہیں میں نے سوچا ذرا قریب سے میں بھی یہ نظارہ دیکھ لوں۔

فاز نے اپنی آنکھوں سے گلاسز اتارتے ہوئے مریم کے گیلے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے کہا۔جس نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا جو پانی کی وجہ سے اس کے جسم کے ساتھ چپک

Urdu Novels Ghar

رہے تھے مریم نے جلدی سے اپنے ڈوپٹے کو کھول کر لیا اور غصے سے فاز کی طرف دیکھا جو ابھی بھی سنجیدگی سے کھڑا مریم کو دیکھ رہا تھا۔

تم تو اپنی نظرے نیچے کر کے جا سکتے تھے نا؟ مریم نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

فاز ایک قدم چل . کر مزید مریم کے قریب آیا۔ غلطی تمھاری ہے محترمہ اور میں انکار نہیں کر رہا میری نظر پڑی اور میں نے بہت غور سے تمہیں دیکھا بھی..

فاز نے مریم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں کہا ۔

ایک اور بات فاز نے دوبارہ گلاسز لگاتے ہوئے کہا اگر شیر کے سامنے گوشت رکھ دیا جائے اور اسے کہا جائے اسے کھانا نہیں ہے تو کیا وہ ہماری بات مانے گا؟ فاز نے پوچھا

جبکہ مریم کو اس کی بات بلکل بھی سمجھ میں نہیں آئی تھی اس کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا کہ اسے بات سمجھ میں نہیں آئی ۔

وہ گوشت ضرور کھائے گا محترمہ اور گھر جا کر کسی بڑے سے اس بات کا مطلب ضرور پوچھنا۔ فاز نے سخت لہجے میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

مجھے کیا لگے شیر گوشت کھائے یا نا کھائے بے شرم آدمی مریم نے فاز کے جانے کے بعد منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اور مٹکے کو دوبارہ اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔

—

مریم کہاں رہ گئی تھی تو میں کب سے تیری راہ دیکھ رہی ہوں رضیہ بیگم نے غصیلے لہجے میں اپنی چھوٹی لاڈلی سے پوچھا ۔

اماں ایک تو تو نے مجھے اتنا بڑا پانی کا مٹکا دے دیا جانتی ہے کتنی مشکل سے اٹھا کر لائی ہوں اور تو مجھے ہی بول رہی ہے مریم نے چارپائی پر زری کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا جو شاید اُٹھ گئی تھی لیکن پھر بھی آنکھیں مونڈے لیٹی تھی۔

دیکھ تو سارے اپنے کپڑے بھی گیلے کر کے آ گئی ہے اگر کوئی تجھے اس حالت میں. دیکھ لیتا تو جانتی ہے کیا ہوتا؟ تجھے بھی گاؤں کا کوئی مرد پسند کرنے لگتا اور تیری بہن کی طرح زبردستی نکاح کر لیتا۔

ہم غریبوں کو اپنا بہت خیال رکھنا پڑتا ہے اللہ کے سوا کوئی ہماری مدد نہیں کرتا ۔

اور اب سے تو بڑی چادر اوڑھ کر باہر جائے گی۔رضیہ بیگم نے اپنی گال پر بہتے آنسو کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

اماں اچھا جیسا تو کہے گی میں ویسا ہی کروں گی تو رویا نا کر تو جانتی ہے نا تجھے تکلیف میں دیکھ کر تیری مریم کو بھی تکلیف ہوتی ہے ۔

ابا تو ہمیں چھوڑ کر چلے گئے لیکن تجھے میں کھونا نہیں چاہتی تو فکر مت کر سب ٹھیک ہو جائے گا بس تو پریشان نا ہوا کر

مریم نے اپنی ماں کی گال پر پیار سے بوسہ دیتے کہا جو ہلکا سا مسکرا پڑی تھی ۔

اپنی بہن کا اب تجھے بہت خیال رکھنا ہے وہ اندر سے ٹوٹ گئی ہے باہر سے وہ چاہے کتنا بھی کہہ دے وہ ٹھیک ہے لیکن میں اُس کی ماں ہوں ایک نظر اُس کے چہرے کو دیکھ کر اُس کے دل کا حال جان لیتی ہوں ۔

Urdu Novels Ghar

جس طرح میرا تم دونوں کے سوا کوئی نہیں ہے ویسے ہی زری کا بھی تیرے اور میرے سوا کوئی نہیں ہے ۔

تو جانتی ہے نا چھوٹے صاحب کیسے ہیں جب اُن کی رانی سے شادی ہوئی تو کتنا پیار جتاتے تھے اور جب دل بھر گیا تو کمرے سے نکال دیا اور اب حویلی والوں کی نظر میں رانی بھی ایک ملازم کی حیثیت رکھتی ہے ۔

اور میں جانتی ہوں میری دھی رانی کے ساتھ بھی یہی ظلم ہو گا۔

بس اللہ سے یہی دعا ہے میری بیٹی کو ہمیشہ خوش رکھے

رضیہ نے بے بسی سے کہا۔

آمین اماں تو فکر مت کر سب ٹھیک ہو گا چل میں ناشتہ بنا دیتی ہوں تو آرام سے بیٹھ جا

مریم نے اپنی ماں کر چارپائی پر بیٹھاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر بنے چھوٹے سے کچن کی طرف چلی گئی۔

رضیہ نے اپنا رخ زری کی طرف کیا اور اس کے بالوں میں پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی جس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر تکیے کو بھگو رہے تھے۔شاید وہ اپنی ماں کی ساری باتیں ان چکی تھی۔

ماضی.........

شیر و چھوڑ دو اسے

پاشا نے شیر و کو دیکھتے ہوئے کہا جو زمین پر بے سدھ پڑے آدمی کو ٹھوکر مار رہا تھا۔

اس کمینے نے میری بیوی کو ہاتھ کیسے لگا یا میں اس کی جان لے لوں گا۔

عمر چاقو دو مجھے شیر و نے پاس کھڑے عمر کو کہا جس نے تیز دھار والا چھوٹا سا چاقو شیر و کی طرف بڑھایا۔

Urdu Novels Ghar

اور یہ سب ایک سیکنڈ میں ہوا تھا شیر و نے عمر کے ہاتھ سے چاقو پکڑا اور زمین پر گرے آدمی کا وہ ہاتھ کاٹ دیا جس سے اس نے اقرا کا ہاتھ پکڑا تھا۔سفید فرش پل بھر میں سرخ ہوا تھا اور زمین پر گرے آدمی کی چیخیں پوری دکان میں گونجی تھیں ۔

اور زمین پر پڑا وہ تڑپنے لگا تھا ۔

شیر و میں نے کہا رک جاؤ پاشا نے غصے سے شیر و کو دیکھتے ہوئے کہا جو اپنے ہوش میں نہیں تھا عمر رو کو اپنے دوست کو پاشا نے دھاڑے ہوئے کہا ۔

پاشا تم اس آدمی کو بچانا کیوں. چاہیے ہو کہی اس لیے تو نہیں کہ تم نے ہی اسے ایسا کرنے کو کہا تھا؟

عمر نے طنزیہ لہجے میں پاشا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔جس نے سختی سے اپنے جبڑے بھینچے تھے ۔

تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو عمر جانتے ہو میں کون ہوں؟ پاشا نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

مجھے تمہیں جاننے میں کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے پاشا اگر میں تمہیں برداشت کرتا ہوں تو صرف اپنے دوست کی وجہ سے اور ہاں بہتر یہی ہوگا کہ اب تم شیر واور اُس کی بیوی سے دور رہو۔کیونکہ میں اچھے سے طجان گیا ہوں تم کیا چیز ہو۔

عمر نے پاشا کو دیکھتے ہوئے بے خوفی سے کہا۔

اتنے میں شیر و اپنا کام کر چکا تھا وہ آدمی اب زمین پر خون میں لت پت بے جان پڑا تھا۔

شیر و نے ایک نظر پاشا کو دیکھا اور وہاں سے چلا گیا۔

عمر بھی اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔اب تم ایک لڑکی کی خاطر اپنے بھائی کو نظر انداز کروں گئے؟نہیں شیر و ایسا میں کبھی نہیں ہونے دوں گا۔پاشا نے دروازے کو گھورتے ہوئے کہا جہاں سے شیر و باہر گیا تھا۔

پاشا اور عباس بھائی ہونے کے ساتھ دونوں دوست بھی تھے۔پاشا کا اصل نام علی تھا۔

Urdu Novels Ghar

۔عباس کے باپ نے دو شادیاں کی تھیں دونوں بیویوں میں سے ایک ایک بیٹا تھا۔عباس کی ماں کا انتقال چھت سے گرنے کی وجہ سے ہوا تھا۔لیکن اسے بعد میں پتہ چلا کہ اس کے باپ نے اس کی ماں کو چھت سے نیچے گرایا تھا۔

اُس وقت عباس چھوٹا تھا۔عباس کا باپ نشہ کرتا تھا اور جب اسے نشہ نا ملتا تو ہر چیز تہس نہس کر دیتا گھر کا سارا سامان بھی بیچ چکا تھا۔یہاں تک کہ ایک دن نشے کی حالت میں اپنی دوسری بیوی علی کی ماں کو بھی بیچ آیا اور اُسی رات علی کی ماں کی لاش گھر آئی جس نے اپنی کلائی کاٹ کر جان دے دی تھی ۔

عباس اور علی بہت روئے تھے ایک یہی بس آخری سہارا تھا ان کے پاس

محلے سے کچھ عورتیں آئیں جنہوں نے دونوں کو کافی حوصلہ دیا اور رات کو اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔

کفن دفن کا انتظام بھی محلے والوں نے کر دیا تھا ۔

رات کو عباس کا باپ نشے کی حالت میں گھر واپس آیا اور وہیں صحن پر گر کر لیٹ گیا۔

Urdu Novels Ghar

علی کی آنکھوں میں خون سوار تھا۔اس نے کچن سے ایک بڑی سی چھری پکڑی اور اپنے باپ کے سینے پر تین چار بار وار کیا اس وقت علی اور عباس کی عمر لگ بھگ بارہ سال تھی

عباس آنکھیں پھاڑے علی کو دیکھ رہا تھا

تو نے بابا کو مار دیا؟

عباس نے بے یقینی سے اپنے باپ کی خون میں لت پت لاش کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں مار دیا اب چل میرے ساتھ علی نے کہا۔

ایک منٹ میں آتا ہوں عباس نے یاد آنے پر کہا اور اپنی ماں کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

الماری سے اپنی ماں کی تصویر نکالی اور ایک چین گولڈن کلر کی جو اس کی ماں نے عباس کے لیے سنبھال کے رکھی تھی عباس نے سکول میں ایک لڑکے کے گلے میں چین دیکھی تھی ۔اور گھر آکر اپنی ماں سے ضد کی کہ اسے بھی ویسی ہی چین چاہیے اور اس کی ماں نے کچھ ماہ تک کپڑے سلائی کر کے عباس کے لیے چین لی تھی لیکن عباس کی ماں نے کہا تھا یہ تحفہ وہ

اسے اس کی سالگرہ پر دے گی سالگرہ آنے میں ابھی تھوڑا وقت تھا لیکن اس سے پہلے ہی اس کی ماں دنیا سے چلی گئی۔

عباس چین کو دیکھ رہا تھا جب اسے علی کی آواز آئی چلو علی نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گیا۔

دونوں کے پاس کوئی ٹھکانا نہیں تھا اور دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ناجانے قسمت ان کو کہاں لے جانے والی تھی۔

حال......

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟ کرن نے دبیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو لیپ ٹاپ کھولے کام کر رہا تھا۔

جی بلکل آپ کا اپنا گھر ہے آپ کہیں بھی بیٹھ سکتی ہیں دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

کرن دبیر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

دبیر دوبارہ اپنے کام میں بزی ہو گیا۔

آپ مجھے گھورنا بند کریں گی دبیر نے تھوڑی دیر بعد لیپ ٹاپ بند کرتے کرن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جو دبیر کی بات پر کھل کر مسکرا پڑی تھی ۔

میں آپ کو گھور نہیں رہی پیار سے دیکھ رہی ہوں کرن نے بے باکی سے کہا ۔

کرن کی بات سن کر دبیر کے ماتھے پر بل میں اضافہ ہوا تھا۔

لیکن جلد ہی اس نے اپنے غصے پر قابو پالیا اس سے پہلے دبیر کچھ کہتا فاز نے اسے خود کی طرف متوجہ کیا جو ابھی واپس آیا تھا ۔

بھائی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

اوکے میں آرہا ہوں دبیر نے کہا اور اپنا لیب ٹاپ پکڑے وہاں سے چلا گیا اس نے ایک نظر بھی کرن کو نہیں دیکھا تھا اور یہی بات کرن کو بہت بُری لگی تھی۔۔۔

دونوں بھائی ہی کھڑوس ہیں ۔

Urdu Novels Ghar

کرن نے غصے سے کہااور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

بہورانی

فضیل اعوان نے رانی کے کان کے پاس جھک کر اسے بلایا جو ایک دم ڈر گئی تھی اور جلدی سے فضیل سے تھوڑا پیچھے کھڑی ہو گئی۔

اس وقت کچن میں بھی کوئی نہیں تھا۔

ابا جی آپ کو کچھ چاہیے تھا؟رانی نے اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کرتے پوچھا۔

بہورانی جلدی سے ایک اچھی سی چائے بنا کر میرے کمرے میں لے کر آؤ اگر تم نہیں آئی تو فضیل نے رانی کا جلا ہوا ہاتھ پکڑتے مزید کہا۔دوسرا ہاتھ میں جلادوں گا

فضیل نے کہتے ہی رانی کا ہاتھ چھوڑا جواب ہولے ہولے سے کانپ رہی تھی۔

میں انتظار کر رہا ہوں فضیل نے آنکھوں میں چمک لیے کہااور وہاں سے چلا گیا۔

رانی وہیں زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔وہ جانتی تھی فضیل کے کمرے میں جانا خطرے سے خالی نہیں ہے اپنے ہاتھ کی جلن تو وہ برداشت کر سکتی تھی لیکن اپنی عزت کو نہیں کھو سکتی تھی ۔

رانی بیٹا کیا ہوا ہے؟تم ٹھیک ہو؟

نغمہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا رانی نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے اور کھڑی ہو گئی کچھ نہیں امی جان وہ میں ابا جی کے لیے چائے بنانے لگی تھی۔رونی نے جلدی سے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے کہا ۔

نغمہ بیگم کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی تو ایک سیکنڈ میں ان کے تاثرات تبدیل ہوئے تھے نغمہ بیگم نے سرد لہجے میں رانی سے کہا ۔

تم جاؤ اپنے کمرے میں اور جب تک تمھارا ہاتھ ٹھیک نہیں ہو جاتا تم کوئی کام نہیں کرو گی جاؤ یہاں سے نغمہ بیگم نے دوٹوک انداز میں کہا اور وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہ کس کا کام ہے۔

جی رانی نے نظریں جھکا کر کہا اور کچن سے باہر چلی گئی نغمہ بیگم نے ملازم کو چائے بنا کر فضیل کے کمرے میں دے کر آنے کا کہا۔اور خود بھی کچن سے باہر چلی گئی ۔

ملازم جب فضیل کے کمرے میں چائے لے کر گیا تو رانی کی جگہ کسی اور کو دیکھ کر اسے غصہ تو بہت آیا تھا لیکن کچھ کہا نہیں کیونکہ پیچھے ہی نغمہ بیگم بھی کمرے میں داخل ہوئی تھی جسے دیکھ کر فضیل خاموش ہو گیا تھا ۔

بیٹا تمہیں یہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے ؟ نغمہ بیگم نے پیار سے دبیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں آنٹی ہمیں یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے دبیر نے اپنا سر نغمہ بیگم کے آگے کرتے ہوئے کہا جن کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی انہوں نے دبیر کے سر پر پیار دیا ۔

تمھارا بھائی کہاں ہے ؟ نغمہ بیگم نے بیٹھتے ہوئے دبیر سے پوچھا اور اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔

وہ کمرے میں ہے۔آنٹی آپ کب سے اس گاؤں میں ہیں ؟

Urdu Novels Ghar

دبیر نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

بیٹا فضیل کا تو یہ آبائی گاؤں ہے فضیل نے مجھے دیکھا اور پسند کرنے لگے اور پھر میں بھی بیاہ کر اسی گاؤں آگئی۔

نغمہ بیگم نے افسردگی سے کہا۔دبیر نے نوٹ کیا تھا کہ نغمہ بیگم کسی سے زیادہ بات نہیں کرتیں تھیں۔خاموش اور پریشان سی رہتی تھیں۔

آنٹی آپ اتنی خاموش کیوں رہتی ہیں اگر میں سچ بتاؤں تو مجھے ایسا لگتا آپ زبردستی یہاں رکی ہوئی ہیں۔دبیر نے نغمہ بیگم کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

جنہوں نے حیرانگی سے دبیر کو دیکھا یہ وہی سوال تھا جو ان کے بچوں نے تو کبھی نا کیا لیکن مصطفیٰ ہمیشہ کرتا تھا۔

مجھے ایسا لگا کہ یہ سوال مصطفیٰ نے پوچھا تم مصطفیٰ سے نہیں ملے چلو میں تمہیں اُس سے ملا دیتی ہوں۔

نغمہ بیگم نے دبیر کی بات کو اگنور کرتے کہا۔جو ہلکا سا مسکرا پڑا تھا۔

جی ضرور دبیر نے کہااور نغمہ بیگم کے ساتھ چل پڑا تھا۔

نغمہ بیگم نے مصطفٰی کے کمرے کا دروازہ نوک کیااور دونوں روم میں داخل ہوئے چچی جان آپ؟ مصطفٰی کی آدھی بات دبیر کو دیکھ کر منہ میں ہی رہ گئی تھی۔

بیٹا تم تو ان سے ملے نہیں ان کا نام دبیر ہے۔نغمہ بیگم نے دبیر کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

دبیر بیٹا یہ میرا چھوٹا بیٹا ہے مصطفٰی

آپ سے مل کر خوشی ہوئی مصطفٰی

دبیر نے اپنا ہاتھ مصطفٰی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا خشمگین نظریں مصطفٰی کے گھبرائے ہوئے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

اور مصطفٰی کو لگا اس کے ہاتھ کی ہڈیاں آج ٹوٹ جائیں گیں۔مصطفٰی کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔دبیر نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

آنٹی اب میں چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے دبیر نے نغمہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا تم جاؤ نغمہ بیگم نے پیار سے کہا اور دبیر ایک گھوری مصطفیٰ کے چہرے پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

مریم حویلی کے اندر داخل ہوئی اسے زری کے لیے اُس سے میڈیسن لینی تھی۔

مریم اپنے دھیان چل رہی تھی جب سامنے سے آنے فاز سے اس کا زبردست تصادم ہوا۔

اس سے پہلے مریم زمین بوس ہوتی فاز نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گرنے سے بچایا تھا۔

مریم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے فاز کی شرٹ کو پکڑا اور آنکھیں بند کیے فاز کی بانہوں میں قید تھی۔

فاز مریم کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مسکرا پڑا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کیا تھے۔

مریم نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھولیں فاز کی پکڑ مریم کی کمر پر کافی مضبوط تھی۔اس نے جلدی سے فاز کی شرٹ کو چھوڑا لیکن اُس سے الگ نہیں ہو سکی۔

چھوڑو مجھے چھچھوڑے انسان مریم نے دانت پیستے کہا۔

اوکے جیسی تمھاری مرضی فاز نے مریم کے کان کے پاس جھک کر کہا فاز کے ایک دم قریب آنے پر مریم ایک دم سٹپٹا گئی تھی اس سے پہلے وہ کچھ کہتی یا سوچتی

فاز نے اسے چھوڑ دیا تو معیم سیدھی زمین پر جا گری تھی۔

آہ مریم کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی

تم پاگل بھی ہو مریم نے دانت پیستے کہا۔

میں تو بہت کچھ ہوں محترمہ آہستہ آہستہ تمہیں پتہ چل جائے گا فاز نے تھوڑا مریم کی طرف جھکتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

پیچھے مریم اپنی کمر پکڑے بیٹھی تھی ۔

زری تمہیں چھوٹے صاحب اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں۔ملازمہ نے زری کو کہا جس کا چہرہ بخار کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا ۔

اپنے چھوٹے صاحب کو کہو میری طبعیت ٹھیک نہیں ہے زری نے نفرت بھرے لہجے میں کہا ۔

انہوں نے کہا ہے اگر تم نا آئی تو وہ خود آ جائیں گے ملازمہ نے کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

مرتی کیا نا کرتی مریم چادر لے کر اٹھی اور حویلی کی طرف چلی گئی۔ٹانگیں اس کی کانپ رہی تھیں ۔

اور حویلی میں داخل ہوتے ہی اسے سامنے کوئی وجود کھڑا نظر آیا تھا۔

پھر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہیں جھوم کر گر گئی ۔

Urdu Novels Ghar

—

دبیر جو موبائل کان سے لگائے حویلی سے باہر جارہا تھا زری کو اندر آتے دیکھ وہی رک گیا تھا۔

وہی آنکھیں...

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک سیکنڈ میں سامنے والی کو پہچان گیا تھا۔

دبیر کے ہونٹوں کو بے ساختہ مسکراہٹ نے چھوا۔ جس سے وہ خود بھی انجان تھا۔

لیکن جب دبیر نے زری کو لڑکھڑاتے دیکھا تو جلدی سے اُس کے پاس گیا اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی اس نے زری کو اپنی بانہوں میں بڑھ لیا۔

زری وہی دبیر کی بانہوں میں بے ہوش ہوگئی تھی۔

دبیر بہت غور سے زری کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ جو بخار کی وجہ سے سرخ ہورہا تھا۔

اس سے پہلے اس کوئی دیکھتا دبیر اسے اٹھائے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔

دبیر نے زری کو بیڈ پر لیٹایا۔

یہ کون ہے؟

فاز نے حیرانگی سے پوچھا جو وہی کمرے میں موجود تھا ۔

لڑکی ہے اور مصطفیٰ کو یہاں لاؤ

دبیر نے عام سے لہجے میں کہا لیکن نظریں زری کے چہرے پر ٹکی تھیں۔

اوکے فاز نے ناسمجھی سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا ۔

دبیر زری کے پاس ہی بیٹھ گیا ۔

تم بہت خوبصورت ہو۔ لیکن تمہیں ابھی بہت کچھ برداشت کرنا ہے۔

دبیر نے زری کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑھتے ایک ہاتھ سے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے کہا ۔

زری کی شرٹ کا گلہ تھوڑا ڈیپ تھا جہاں دبیر کی نظر بھٹک کر بار نار وہاں جا رہی تھی

۔اس نے نظریں چرائی اور زری کا ڈوپٹہ ٹھیک کیا ۔

Urdu Novels Ghar

زری کے چھوٹے سے ناک پر اب اس کی نظر پڑی تھی جس میں چھوٹی سی بالی بہت بھلی لگ رہی تھی ۔

دبیر نے ہلکا سا اُس بالی کو اپنے ہاتھ کی انگلی سے چھوا اور مسکرا پڑا۔ تھوڑی دیر بالی سے چھیڑ خانی کرنے کے بعد اس نے زری کے دونوں کانوں سے چھوٹی جھمکیاں اتار دی ۔

دبیر نے زری کے کان کی لو کو ہاتھ سے ہلکا سا مسلا جو سرخ ہو رہی تھی اور اپنی جیب سے ویسے ہی جھمکیاں نکالی جیسے زری نے پہنے تھی اور اس کے کانوں میں پہنا دی ۔

مجھے نہیں پتہ تھا ہماری اگلی ملاقات اتنی جلدی ہو جائے گی پرنسس

لیکن تمہیں شاہ میر سے نکاح نہیں کرنا چاہیے تھا تم نے نکاح کر کے بہت بڑی غلطی کی جانِ من تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ۔

دبیر نے تھوڑا زری کے چہرے کی طرف ترچھا ہوتے اس کے سرخ ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے مسکرا کر کہا۔

تمہیں تکلیف دیتے وقت مجھے دکھ تو ضرور ہو گا لیکن اتنا بھی نہیں ہو گا ۔

Urdu Novels Ghar

ہاں بس تم میرے سامنے رونامت ورنہ میں میں خود پر کنڑول کھودوں گا

دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا۔

اور زری سے دور جا کھڑا ہوا۔

اتنے میں فاز مصطفیٰ کو بھی لے آیا تھا ۔

گھر والوں کو کہو یہ تمہیں باہر بے ہوش ملی اور تم اسے اس کمرے میں لے آئے اور باہر کوئی ملازم بھی نہیں تھا ۔

دبیر نے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا

لیکن بھائی میں کیسے ؟آپ نہیں جانتے شاہ میر وہ......

یہ میرا مسئلہ نہیں ہے جو بھی کرنا ہے تمہیں کرنا ہے دبیر نے مصطفیٰ کی بات کو کاٹتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا ۔

بھائی... مصطفیٰ نے فاز اور دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے بے چارگی سے کہا فاز نے تو صاف اپنے کندھے اچکا دیے تھے ۔

Urdu Novels Ghar

اس کے بعد مجھے رانی کے بارے میں بھی بات کرنی ہے رات میرے کمرے میں آنا اور جاؤ گھر والوں کو بلا کر لاؤ اور اسے جلدی سے یہاں سے لے جاؤ دبیر نے کہا اور فاز کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ دونوں کھڑکی سے باہر نکل گئے تھے ۔

مصطفی نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

جب واپس آیا تو شاہ میر بھی ساتھ تھا اُس نے زری کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور کمرے سے باہر لے گیا۔ مصطفی نے سکون کا سانس لیا یہ وہی جانتا تھا کس طرح اس نے شاہ میر کو مطمئن کیا تھا ۔

شاہ میر اسے میرے کمرے میں لے آؤ شاہ میر زری کو اپنے کمرے میں لے کر جا رہا تھا جب نجمہ بیگم نے اسے دیکھتے کہا۔ تو وہ زری کو نجمہ بیگم کے کمرے میں لے گیا ۔

اور گاؤں کے ڈاکٹر کو فون کیا وہ تھوڑی دیر بعد ہی آگیا تھا اس نے زری کا چیک اپ کیا اور میڈیسن لکھ کر دی۔

ٹینشن کی کوئی بات نہیں ہے کمزوری کی وجہ سے ان کو چکر آگیا تھا۔

میں نے میڈیسن لکھ دی ہے دو تین دن تک بخار بھی اتر جائے گا۔

ڈاکٹر نے روایتی انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا ۔

شاہ میر زری مہمانوں کے کمرے میں کیا کر رہی تھی؟

نجمہ بیگم نے شاہ میر سے پوچھا مصطفیٰ نے چور نظروں سے شاہ میر کو دیکھا ۔

امی جان زری جب بے ہوش ہوئی تو مصطفیٰ کو سامنے جو کمرا نظر آیا وہاں لے گیا شکر ہے دبیر کام کے سلسلے میں باہر گیا تھا اور اس نے مجھے آ کر بتایا میں اسے باہر لے آیا اکثر انسان پریشانی میں بوکھلا جاتا ہے۔ شاہ میر نے عام سے لہجے میں کہا ۔

ہاں یہ تو اچھی بات ہے کہ دبیر اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ ورنہ وہ کیا سوچتا ابھی تو اسے رزی کے بارے میں بتایا بھی نہیں ہے

نجمہ بیگم نے کہا اور دونوں کو باہر جانے کا اشارہ کیا ۔

مصطفیٰ اور شاہ میر کے کمرے سے نکلتے ہی رانی کمرے میں داخل ہوئی تھی ۔

Urdu Novels Ghar

رانی بیٹا جب تک زری ٹھیک نہیں ہو جاتی تم اس کے پاس ہی رہو گی

نجمہ بیگم نے پیار سے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔رانی زری کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی

۔

رات کو دبیر اور فاز واپس حویلی آئے تو تقریباً سب لو جاگ رہے تھے۔دونوں فضیل اعوان سے مل کر کمرے میں آ گئے ۔

دبیر نے اپنی گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کیے ۔

فاز ٹانگ پر ٹانگ رکھے سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔

تمہیں کتنی بار منع کیا ہے سگریٹ نوشی سے پرہیز کیا کرو ۔

دبیر نے بنا پلٹے فاز کو کہا جو ہلکا سا مسکرا پڑا تھا ۔

دبیر صاحب اگر انسان کو نشے کی لت پڑ جائے تو پھر اُس سے چھٹکارا پانا بہت مشکل ہوتا ہے ۔اور نشہ کسی بھی قسم کا ہو سکتا ہے۔فاز نے ہنستے ہوئے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے فاز کے چہرے کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ۔

اتنی سموکنگ تو تم کبھی نہیں کرتے آج ایسا کیا ہوا صبح تک تو بلکل ٹھیک تھے ۔

دبیر نے ایک آبرو اچکاتے پوچھا ۔

ایک منٹ وہ لڑکی کون تھی فاز جو کسی لڑکے سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہی تھی ؟

کیا تم .اُسے جانتے ہو ؟ جیسے اُس نے تمہیں دیکھ کر اپنے چہرے کے تاثرات تبدیل کیے تھے مجھے تو لگتا ہے وہ تمہیں جانتی ہے ؟

دبیر نے عام سے لہجے میں فاز کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کے ماتھے کی رگیں غصے سے پھول گئی تھیں ۔

ہم اس بارے میں بات نا ہی کریں تو زیادہ اچھا ہے فاز نے دوٹوک انداز میں کہا ۔

ٹھیک ہے پھر میں نے تمھارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے امید کرتا ہوں تمہیں پسند آئے گا۔

دبیر نے فاز کو دیکھتے ہوئے کہا جو ناسمجھی سے دبیر کو دیکھ رہا تھا اتنے میں دروازہ ناک ہوا اور مصطفی اندر آیا ۔

Urdu Novels Ghar

بھائی آپ نے کیا بات کرنی تھی مصطفٰی نے دبیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جو چلتا ہوا مصطفٰی سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا اور ایک زور دار تھپڑ مصطفٰی کے چہرے پر رسید کیا جو پورا ہل گیا تھا ۔

فاز جانتا تھا دبیر یہی کرے گا اس لیے خاموشی سے وہی بیٹھا رہا۔

مصطفٰی نے سرخ آنکھوں سے دبیر کی طرف دیکھا لیکن کچھ بھی کہنے کی ہمت اس میں نہیں تھی ۔

کیا رانی ہی وہی لڑکی ہے جس سے تم محبت کرتے تھے ؟ مجھے جواب ہاں یا نا میں چاہیے ۔

دبیر نے سرد لہجے میں مصطفٰی سے سوال پوچھا ۔

جی مصطفٰی نے نظریں جھکا کر جواب دیا ۔

کیا تم جانتے تھے کہ رانی بھی تمہیں پسند کرتی ہے ؟اور وہ تمہیں کہہ بھی چکی تھی کہ وہ شاہ میر سے نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ وہ تمہیں پسند کرتی ہے ؟ دبیر کے آگلے سوال پر مصطفٰی نے حیرانگی سے سامنے کھڑے انسان کو دیکھا اسے سب کچھ پہلے سے معلوم تھا ۔

Urdu Novels Ghar

اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے جب تم مجنون بنے فاز کے گلے لگے رو رہے تھے اور اپنے پیار کی کہانی اُس کے سنا رہے تھے اُس وقت میں بھی وہی تھا اور میرے سوال کا جواب دو ۔

دبیر نے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا ۔

جی لیکن میں نے اُسے منع کر دیا تھا کہ میں اُسے پسند نہیں کرتا ۔

مصطفیٰ نے سر جھکائے جواب دیا ۔

اور میں پوچھ سکتا ہوں یہ احسان آپ نے کیوں کیا ۔

بھائی

شاہ میر اُسے پسند کرتا تھا تو میں کیسے اُس سے شادی کر سکتا تھا۔

مصطفیٰ نے بے تکی سی دلیل دیتے کہا ۔

واہ جناب کیا کہنے ہیں آپ کے ایک لڑکی خود چل کر تمھارے پاس آتی ہے تمہیں اپنے احساسات سے آگاہ کرتی ہے اور تم کیا کرتے ہو اُس کے جذبات کو اپنے پیروں تلے روند

کر اُسے انکار کر دیتے ہو وہ بھی اُس بے غیرت شخص کے لیے جو عورت کو اپنے پاؤں کی جوتی سمجھتا ہے اب کہاں گیا اُس کا پیار؟ رانی کے ساتھ اس گھر میں نوکروں سے بھی زیادہ برا سلوک ہوتا ہے اور کیسے انسان ہو تم؟ کیسی محبت ہے تمھاری جو اُد کی آنکھوں میں تکلیف اور درد نہیں دیکھ سکتے تمھارا وہ ٹھرکی چاچا جانتے ہو وہ رانی کو کس نظر سے دیکھتا ہے؟

مجھے کچھ دنوں میں معلوم ہو گیا اور حیرت ہے تمہیں آج تک نظر نہیں آیا۔

دبیر نے دھاڑتے ہوئے کہا اس کا دل کر رہا تھا تھپڑوں سے مصطفیٰ کا چہرہ لال کر دے۔

بھائی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چچا جان وہ کیسے وہ تو رانی کو اپنی بیٹی کہتے ہیں۔ مصطفیٰ نے بے یقینی سے کہا۔

تمھارے چچا کی صرف ایک ہی بیٹی ہے وہ کرن ہے اس کے علاوہ وہ بڈھا کسی کو اپنی بیٹی نہیں مانتا۔اور ایک بات تم نے جو کرنا تھا کر لیا رانی تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی اتنا تو مجھے معلوم ہے۔

اور میں نے تم دونوں کے لیے کچھ سوچا ہے جو بہت جلد تم دونوں کو بتا دوں گا اور تم اپنے چچا پر نظر رکھوا گر رانی کو کچھ بھی ہوا تو تمہیں نہیں چھوڑو گا اس تھپڑ کو ہمیشہ یاد رکھنا اور آگے زندگی میں فیصلہ کرنے سے پہلے سو بار سوچنا اگر تم نہیں بھی سوچو گے تو یہ تھپڑ تمہیں سوچنے پر مجبور کر دے گا۔ دبیر نے کرخت لہجے میں کہا اور اپنا رخ موڑ لیا۔

اس کا مطلب تھا دبیر نے جو کہنا تھا کہہ لیا اب تم دونوں جا سکتے ہو۔ فاز اور مصطفیٰ کمرے سے باہر نکل گئے۔

کتنا وزنی ہاتھ ہے بھائی کا مصطفیٰ نے کمرے سے باہر نکلتے اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھتے کہا ۔

کوشش کرنا آئندہ کوئی ایسی حرکت نا کرو ورنہ اگلی بار دبیر نے تمھارے سارے دانت توڑ دینے ہیں اور ٹوٹے ہوئے دانتوں کے ساتھ تم بہت واہیات لگو گئے ۔

فاز نے سنجیدگی سے مصطفیٰ کے کندھے کو تھپتھپاتے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا ۔ مصطفیٰ نے جاتے ہوئے فاز کو گھورا اور خود بھی جلدی سے کمرے کی طرف چلا گیا دبیر کی باتیں ابھی بھی اس کے دماغ میں گھوم رہی تھیں۔

دبیر نے الماری سے کپڑے نکالے اور واشروم کی طرف چلا گیا۔

اگلے دن مریم حویلی میں زری کی طبعیت کا معلوم کرنے آئی تھی ۔

وہ تو کل ہی آنا چاہتی تھی لیکن اس کی ماں نے منع کر دیا کہ بہت رات ہو چکی ہے صبح چلی جانا اور اب زری دوائی کے زیرِاثر سو رہی ہے ۔

مریم اپنے پراندے کو کبھی دائیں کرتی تو کبھی بائیں کرتی چل رہی تھی ۔

اس کی ماں نے بتایا تھا کہ زری رانی کے کمرے میں ہے اور رانی کا کمرا اوپر تھا۔

مریم نے ابھی پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا ہی تھا جب کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور گھسیٹے ہوئے وہاں سے لے گیا۔ مریم نے اپنے ہاتھ پاؤں چلانے کی کوشش کی لیکن مقابل اسے کمرے میں لے آیا تھا ۔

کمرے میں آتے ہی فاز نے اس چھوڑا اور کمرے کو لاک کیا ۔

Urdu Novels Ghar

جب سے فاز نے مریم کو کسی لڑکے کے ساتھ ہنس ہنس کے باتیں کرتا دیکھا تھا اُسی وقت سے اسکی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی جسے سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھا ۔

مریم نے فاز کو. دیکھا تو اس کی بڑی بڑی آنکھیں مزید کھل گئیں ۔

یہ کیا کرر ہے ہو تم؟ مریم نے دروازے کی طرف اپنے قدم بڑھاتے خوف سے کہا ۔

فاز مریم کی طرف بڑھا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کی طرف کھینچا جو سیدھی فاز کے چوڑے سینے سے آلگی تھی ۔

کیا کرر ہے ہو؟ چھوڑو مجھے مریم نے اپنا پورا زور لگاتے خود کو فاز سے دور کرتے کہا لیکن ناکام رہی ۔

فاز مریم کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑے کھڑا تھا۔فاز نے پیچھے دیوار کے ساتھ مریم کو لگایا اور اس کے دائیں بائیں اپنے ہاتھ رکھ کر گھیرا بنایا ۔

کل جس لڑکے سے تم. ہنس ہنس کے باتیں کرر ہی تھی وہ کون ہے؟

فاز نے سیدھا مدعے کی بات پر آتے پوچھا۔

تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال جواب کرنے والے اور میں تمہیں کیوں بتاؤں؟

مریم نے دانت پیستے فاز کی طرف دیکھتے پوچھا۔

فاز نے اس کو بالوں سے پکڑا اور اس کا چہرہ خود کی طرف کیا۔اس کی پکڑ اتنی سخت ضرور تھی کہ مریم کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔

کون تھا وہ لڑکا؟

فاز نے مریم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ مریم نے اپنے لبوں پر زبان پھیرتے کہا فاز کی نظریں اس کے ہونٹوں پر جم گئی تھیں۔

کیا وہ؟ فاز نے مریم کے نچلے لب کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے پوچھا۔

مریم کو لگ رہا تھا وہ گرنے والی ہے۔

اسے اپنی ٹانگوں میں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

میرا کزن ہے وہ

مریم نے جلدی سے کہا ۔

اُسے کزن کی حد تک ہی رکھنا اور وہ تمھارا بھائی ہے سمجھی

فاز نے سنجیدگی سے کہا ۔

وہ بھائی نہیں ہے میرا ہماری منگنی ہو چکی ہے اور میں اُسے پسند کرتی ہوں ۔

مریم نے خود میں ہمت پیدا کرتے کہا ۔

فاز کے چہرے کے تاثرات ایک دم. تبدیل ہوئے تھے ۔

کیا کہا تم نے ؟ فاز نے سختی سے مریم کے جبڑوں کو دبوچتے ہوئے پوچھا جس کی ہمت اب جواب دے گئی تھی ۔آنکھوں سے آنسو نکل کر فاز کے ہاتھ پر گرے اپنے ہاتھ پر مریم کے آنسو دیکھ کر فاز ہوش میں آیا اور مریم کو چھوڑ کر کچھ فاصلے پر جا کھڑا ہوا ۔

مریم رونا نہیں چاہتی تھی لیکن پھر بھی اس کا دل کیا یہی بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے

فاز اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے خود کو پر سکون کرنے لگا ۔

جب اس کی نظر زمین پر گرے مریم کے ڈوپٹے کی طرف پڑی تو ڈھیروں شرمندگی نے اسے آن گھیرا تھا۔

اس نے جھک کر مریم کا ڈوپٹہ اٹھایا اور بنا اس کی طرف دیکھے مریم کی طرف اچھال دیا۔

جاؤ یہاں سے اور کوشش کرنا میرے سامنے مت آؤ

فاز نے بنا رخ موڑے کرخت لہجے میں مریم سے کہا۔

لیکن اسے لگ رہا تھا اس کی ٹانگوں میں جان نہیں ہے

تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آ رہی جاؤ یہاں سے اس بار فاز نے دھاڑ کر کہا۔

مریم نے جھک کر اپنا ڈوپٹہ اٹھایا اور اپنے مردہ قدموں کے ساتھ بمشکل فاز کے کمرے سے نکلی۔آج وہ فاز سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔اور اس بات کا احساس فاز کو بھی ہو گیا تھا۔

آج جو کچھ مریم ساتھ ہوا وہ اس کے لیے ناقابل یقین تھا ۔

آج تک کسی مرد نے اسے چھوا تک نہیں تھا اس کا اپنا منگیتر بھی نظریں جھکا کر اس سے بات کرتا تھا۔ چھونا تو بہت دور کی بات ہے۔

مریم پھر زری کے پاس نہیں گئی اس کی ایسی حالت نہیں تھی کہ وہ زری کے پاس جا سکتی ۔

جاؤ باہر

شامیر نے رانی کے کمرے میں داخل ہوتے اسے ہی باہر جانے کا کہا جو نظریں جھکائے کمرے سے باہر چلی گئی ۔

زری بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی ۔

شاہ میر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جو کچھ ہی دنوں میں مرجھا گیا تھا ۔

شاہ میر زری کے پاس ہی بیٹھ گیا جس نے اپنے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ لیا تھا ۔

میری طرف دیکھو زری شاہ میر نے پیار سے زری کا چہرہ خود کی طرف کرتے کہا جس نے بری طرح شاہ میر کا ہاتھ جھٹک دیا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

شاہ میر کو زری کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا اس نے زری کو بالوں سے پکڑا اور اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

تکلیف کے مارے اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی اس نے شاہ میر کے ہاتھ سے اپنے بال چھڑوانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

بخار ابھی پوری طرح سے اترا نہیں تھا کمزوری کی وجہ سے اسے ابھی بھی چکر آرہے تھے۔

میں نے کیا کہا تھا ایک بات تجھے سمجھ میں نہیں آتی؟

شوہر ہوں تمھارا تم پر پورا حق رکھتا ہوں۔شاہ میر نے اپنا چہرہ زری کے ہونٹوں کے پاس لاتے غصے سے کہا جس نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکا دیا جو زری سے دو قدم پیچھے جا کھڑا ہوا۔

شوہر..... زبردستی کے شوہر ہو تم زبردستی نکاح کیا۔

تم نے میری ماں کو اور مجھے مجبور کیا۔

میں تم جیسے انسان سے کبھی نکاح نا کرتی جس کی نظر میں عورت کی رتی برابر بھی عزت نہیں ہے ۔

تم جانتے تھے کہ میں کبھی بھی تم سے نکاح کے لیے راضی نا ہوتی اس لیے اُس دن وہ سارا ڈرامہ کیا ۔

زری نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

جس پر شاہ میر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔واہ تم تو بہت سمجھدار ہو۔اور ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو میں نے ہی ملازمہ کو تمھارے پاس بھیجا تھا ۔

اور مجھے حیرت بھی ہوئی تم آ بھی گئی جبکہ تم بھی اچھے سے جانتی تھی تمھارے ماں کے حویلی آنے سے منع کیا تھا اور جب ملازمہ نے تمھیں کیا کہ تمھیں رضیہ بولا رہی ہے تو بنا کچھ سوچے سمجھے تم حویلی چلی آئی ۔

شکر کرو تمھاری جگہ تمھاری بہن نہیں تھی ویسے وہ بھی تم سے کم نہیں ہے لیکن یہ دل کمبخت تم پر آ گیا تھا ۔

تمھاری ساتھ زبردستی بھی نکاح نہیں کر سکتا تھا لیکن گاؤں والے مجھے اپنا مسیحا سمجھتے ہیں بہت نیک اور شریف آدمی سمجھتے ہیں تو اُن کو میں غلط ثابت نہیں کر سکتا تھا اس لیے سارا ڈرامہ کیا۔

شاہ میر نے خوشی نے اپنا کارنامہ زری کو بتایا جسے وہ دن یاد آگیا تھا۔

شاہ میر نے زری کو رضیہ کا بول کے حویلی بلایا اور اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی۔

اُس دن فضیل اعوان نے گھر میں گاؤں والوں کے لیے دعوت رکھی تھی یہ دونوں باپ بیٹے کی ایک چال تھی۔

شاہ میر نے زری کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی جب وہ چیخنے چلانے لگی تو اُسے بالوں سے پکڑ کر باہر لایا اور اپنے باپ کے قدموں میں زری کو پھینکا۔

ابا جی کسی بے شرم لڑکی ہے یہ میرے کمرے میں آکر مجھ سے اپنے پیار کا اظہار کر رہی ہے۔مجھے آپ کی عزت کا خیال تھا اس لیے ایک لگا کر اسے باہر لے آیا ورنہ میں نے اسے

جان سے مار دینا تھا شاہ میر نے غصے سے زمین پر گری زری کو دیکھتے ہوئے کہا جو بے یقینی سے شاہ میر کو. دیکھ رہی تھی ۔

گاؤں والے بھی حیرانگی سے زری کو دیکھ رہے تھے ۔

ایسی لڑکی کو ہم. اپنے گاؤں میں رہنے نہیں دے سکتے آج چھوٹے صاحب سے یہ حرکت کی ہے کل کسی اور سے بھی کر سکتی ہے۔

وہاں کھڑے ایک بزرگ آدمی نے کہا۔

دیکھیے میں مانتا ہوں زرتشہ سے غلطی ہوئی ہے بچی ہے وہ ہمیں اُسے سمجھانا چاہیے اور اور اگر یہ بچی میرے بیٹے کو پسند کرتی ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے میرا بیٹا میری کوئی بات نہیں ٹالتا اور میں چاہتا ہوں زرتشہ کا شاہ میر سے نکاح ہو جائے۔اب بچی نے غلطی کی ہے جو انجانے میں کی لیکن ہمیں بچی کو معاف کر کے اُسے ایک موقع دینا چاہیے اور جس کو وہ پسند کرتی اس سے نکاح کر دینا چاہیے اب آپ بتائیں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں میرا بیٹا تو عورتوں کا بہت احترام کرتا ہے۔ فضیل اعوان نے ساری بات کرتے گاؤں والوں کی طرف دیکھا۔

جن کے چہروں سے لگ رہا تھا ان کو فضیل اعوان کی بات پسند آئی ہے ۔

بڑے صاحب آپ کا دل بہت بڑا ہے اگر آپ چاہتے تو لڑکی کو سزا بھی دے سکتے تھے لیکن آپ اپنے بیٹے کے ساتھ اُس کا نکاح کر رہے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے دوسرے آدمی نے فضیل اعوان کو کہا اس سے پہلے وہ آگے سے کچھ کہتا زری ہوش میں آتے ہی بول پڑی تھی ۔

یہ سب جھوٹ ہے میں چھوٹے صاحب کے کمرے میں چائے دینے گئی تھی انہوں نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی۔یہ جھوٹ بول رہے ہیں

زری نے چلاتے ہوئے کہا۔

خاموش ہو جاؤ لڑکی چھوٹے صاحب کو ہم بہت اچھے سے جانتے ہیں وہ ایسی حرکت مر کر بھی نہیں کر سکتے ۔

ایک موٹے سے آدمی نے زری کو گھورتے ہوئے کہا۔زری نے اپنی ماں کو دیکھا تو اس کے گلے جا لگی ۔

Urdu Novels Ghar

بیٹا میں چاہتا ہوں کل ہی تمھارا اس بچی کے ساتھ نکاح ہو جائے تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے ؟فضیل اعوان نے شاہ میر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔جو کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔

ابا جی اگر آپ نے فیصلہ کیا ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا۔میں اس لڑکی کو اپنا نام دینے کے لیے تیار ہوں ۔

شاہ میر نے احسان کرنے والے انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔گاؤں والے مزید شاہ میر کی تعریف میں پل باندھنے لگے تھے ۔

زری کی اتنی غلطی تھی کہ شاہ میر کے ہاتھ پکڑنے پر اس نے اسے تھپڑ دے مارا تھا اور اُسی کا بدلہ وہ آج اس سے لے چکا تھا ۔

تم میں کچھ تو ایسا خاص ہے جانِ من شاہ میر کی آواز اسے خیالوں کی دنیا سے باہر لائی تھی ۔

میری ایک بات یاد رکھنا میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔کبھی نہیں

زری نے دوٹوک انداز میں کہا

یہ تو وقت بتائے گا جانِ من شاہ میر کہتا اچانک زری کی گردن کی طرف جھکا اور اس کے کالر بون کو اپنے لبوں سے چھو کر کمرے سے نکل گیا۔ یہ سب اچانک ہوا تھا۔

زری کے جسم میں ایک دم. کرنٹ سا دوڑ گیا تھا۔ آنکھوں کے سامنے چھاتے اندھیرے کی وجہ سے وہی زمین پر اپنا سر پکڑے بیٹھ گئ تھی..

سر آپ کو ایک خبر دینی ہے پاشا کے آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

پاشا نے نظریں اٹھا کر اُس آدمی کی طرف دیکھا۔

سر آپ کی فیکٹری میں آگ لگ گئی ہیں جس میں وہ سارے ہتھیار موجود تھے جو آپ نے کل ہی بھجوانے تھے ۔

آدمی نے اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کرتے کہا ۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہاں مرے ہوئے تھے تم سب لوگ؟

تم لوگوں کو تو میں بعد میں دیکھتا ہوں ۔

Urdu Novels Ghar

پاشانے غصے سے دھاڑے ہوئے کہااور وہاں سے چلا گیا ۔

آپ کو ہی شوق تھا شیر و سے پنگا لینے کا اب بھگتو آدمی نے شکر کا سانس لیتے کہا۔

—

سر آپ کے لیے ایک پارسل آیا ہے۔پاشا کے آدمی نے ڈرتے ہوئے اپنے کھڑوس بوس کو کہا جو فیکٹری میں آگ لگنے کی وجہ سے سب آدمیوں پر قہر بن کر برسا تھا۔

کھولو اسے پاشانے پارسل کی طرف اشارہ کرتے سرد لہجے میں کہا۔

آدمی نے پارسل کھولا تو اندر ایک باکس میں کچھ تصویر تھیں ۔

آدمی نے وہ تمام تصاویر پاشا کے سامنے ٹیبل پر رکھی۔پاشانے اُن تصاویر کو دیکھا تو ایک دم اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے تھے ۔

شیر و یہ تم نے اچھا نہیں کیا ۔

Urdu Novels Ghar

پاشا نے تصویر میں موجود عباس کو دیکھتے ہوئے کہا جو پٹرول کو وہاں پڑے ہتھیاروں پر ڈال رہا تھا۔

اُسی تصویر کے پیچھے لکھا تھا۔

تمھارا شیر وواپس آ گیا ہے پاشا۔

پاشا کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔شیر و نے آتے ہی اس کا بہت زیادہ نقصان کر دیا تھا اب آگے پتہ نہیں کیا کرنے والا تھا۔

پتہ لگاؤ شیر واس وقت کہاں ہے؟ پاشا نے اپنے آدمی کو حکم دیتے کہا۔

اور خود وہی آنکھیں موندے صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔

ماضی

علی اور عباس دونوں گھر سے کافی دور آ گئے تھے۔اندھیرا ختم ہوتا جا رہا تھا دونوں تھوڑی دیر رکتے اور پھر بھاگنے لگتے۔

Urdu Novels Ghar

کہاں جانا تھا اس بات سے دونوں انجان تھے ۔

ہم کہاں جا رہے ہیں ؟

عباس نے خالی سڑک کو دیکھتے ہوئے علی سے پوچھا۔

پتہ نہیں علی نے جواب دیا اور ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھ گیا دونوں کے کی ٹانگیں اب درد کرنے لگے تھیں۔

عباس بھی علی کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا ۔

ابھی انکو بیٹھے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ ان کے پاس سے کچھ کالے رنگ کی مرسڈیز گزریں۔

علی بہت غور سے اُن گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا ۔

گاڑی روکو گاڑی میں بیٹھے آدمی نے اپنے گلاسز اتارتے ڈرائیور کو حکم دیا۔ گاڑی کچھ فاصلے پر جا کر رک گئی تھیں ۔

تیسری گاڑی کا دروازہ کھلا اور اندر سے ایک خوش شکل آدمی باہر نکلا جس کی عمر لگ بھگ چالیس سال لگ رہی تھی۔

وہ آدمی چلتا ہوا علی اور عباس کے پاس آیا اس نے کالے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔

بچوں کیا تم لوگ اپنے گھر کا راستہ بھول گئے ہو؟

اُس آدمی نے دونوں کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھے پوچھا۔

نہیں ہم تو اپنے گھر سے بھاگ کر آئے ہیں علی نے ابو کا قتل کر دیا اس لیے ہم وہاں سے بھاگ آئے۔عباس نے اچھے بچوں کی طرح ساری بات آدمی کو بتا دی جو پہلے تو تھوڑا حیران ہوا پھر مسکرا پڑا اور علی کا دل کیا عباس کا سر پھاڑ دے۔

انکل ہم اپنے گھر چلے جائے گئے یہ جھوٹ بول رہا ہے چلو یہاں سے علی نے عباس کو بازو سے پکڑتے کھڑے کرتے کہا اور وہاں سے جانے لگا۔

اگر تم لوگ چاہو تو میں تمھاری مدد کر سکتا ہوں اور میں وعدہ کرتا ہوں تم دونوں کو پولیس سے بھی بچا لوں گا کسی کو کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا۔

اُس آدمی نے کہا۔

علی کے قدموں کو بریک لگی تھی۔

آپ کون ہیں؟

علی نے اُس آدمی کو دیکھتے ہوئے پوچھا

چلو میرے ساتھ سب پتہ چل جائے گا اُس آدمی نے کہا اور دونوں پھر اُس کے ساتھ چلے گئے۔

اُس آدمی کا نام دانیال تھا۔ جو دنیا کے سامنے تو ایک کامیاب بزنس مین تھا لیکن اس کے تعلقات مختلف ملکوں کے ڈان سے تھے۔ ڈرگز، لڑکیاں اور ہتھیاروں کو سپلائی کرنا دانیال کا کام تھا۔

اس نے علی اور عباس کو پڑھایا لکھایا اور اپنے بزنس کے بارے میں بھی ان کو وقت کے ساتھ ساتھ بتاتا رہا۔

دانیال اور علی نے عباس کا نام شیر ور کھا تھا۔

عباس کو یہ نام بہت پسند آتا تھا۔دانیال پیار سے عباس کو شیر و کہتا تھا ۔

چونکہ عباس کو کتے پالنے کا بہت شوق تھا تو دانیال نے ایک جرمن شیفرڈ عباس کو گفٹ کیا یہ کتا خاص دانیال نے عباس کے لیے منگوایا تھا ۔

عباس کو دانیال کا. یہ گفٹ بہت پسند آیا۔ جس کا نام اس نے بولٹ رکھا تھا۔ جرمن شیفرڈ کسی بھی انسان کے ساتھ اتنی جلدی ایڈ جسٹ نہیں ہو جاتے۔اسے بھی ٹائم. لگا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بولٹ عباس کا لاڈلہ بن گیا تھا۔دانیال کے رکھے ہوئے سارے پالتو کتوں پر بولٹ اکیلا بھاری تھا ۔

علی کو جانور کچھ خاص پسند نہیں تھے۔اس لیے وہ ان سب چیزوں سے دور رہتا تھا ۔

دانیال نے علی اور عباس کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

دونوں دانیال کے کام میں بہت مدد کرتے تھے وقت کے ساتھ دانیال نے اپنا سارا کاروبار عباس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا۔

کیونکہ وہ کچھ سالوں میں ہی جان گیا تھا عباس اور علی دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔اور دانیال کے کام کو زیادہ اچھے سے عباس ہی سنبھال سکتا تھا۔

لیکن یہ بات جب علی کو پتہ چلی تو اسے دانیال پر بہت غصہ آیا۔ لیکن خاموش رہا۔

عباس کام کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا تو اس کو خبر ملی کہ دانیال کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور ایکسیڈنٹ اتنا شدید تھا کہ گاڑی کو آگ لگ گئی اور دانیال کی لاش بھی جل گئی۔اور اُسی وقت دفنا دیا گیا۔

عباس کے لیے یہ خبر کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔وہ اُسی دن گھر واپس آ گیا تھا۔اور دانیال کی قبر پر کافی وقت تک خاموشی سے بیٹھا رہا۔

علی نے عباس کو بہت حوصلہ دیا دونوں نے پھر دانیال کے کام کو. سنبھال لیا تھا۔

علی نے اپنا نام پاشا رکھا اور علی نام کو اپنی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال دیا۔

دانیال کے جانے کے بعد پاشا نے لوگوں کے دلوں میں اپنی دہشت پیدا کی۔

اور بہت سے ایسے کام کرنے لگا جو اسے نہیں کرنے چاہیے تھے عباس ابھی اس بات سے لاعلم تھا۔

حال

رانی مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے چلو میرے ساتھ

مصطفٰی نے کچن میں چائے بناتی رانی کو کہا۔ جس نے حیرانگی سے مصطفٰی کی طرف دیکھا کیونکہ نکاح کے بعد اس نے رانی سے بات کرنا چھوڑ دی تھی بلکہ دیکھتا بھی نہیں تھا ایسا رانی کو لگتا تھا۔

جو بھی بات کرنی ہے آپ یہی کرلیں میں آپ کے ساتھ کہی نہیں جاؤں گی۔ رانی نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے تو سنو تم شاہ میر سے طلاق لے لو

مصطفیٰ نے سنجیدگی سے کہا۔

رانی نے مصطفیٰ کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔

شادی کیا آپ کے لیے بچوں کا کھیل ہے؟ رانی نے سنجیدگی سے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جب تم شاہ میر کے ساتھ خوش نہیں ہو اور وہ بھی زرتشہ سے نکاح کر چکا ہے تو اب اُس کے نام کے ساتھ جڑے رہنے کا کیا مطلب ہے؟

مصطفیٰ نے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا۔

آپ کو کس نے کہا کہ میں خوش نہیں ہوں؟ میں بہت خوش ہوں اور بہتر ہو گا آپ میرے معاملے سے دور رہیں۔

رانی نے سرد لہجے میں کہا اور مصطفیٰ کے پاس سے گزر کر باہر جانے لگی۔

جب اچانک مصطفیٰ نے اس کی کلائی پکڑی اور اپنے سامنے کھڑا کیا۔

Urdu Novels Ghar

کیا تم شاہ میر سے محبت کرتی ہو؟ مصطفیٰ نے تھوڑا رانی کی کے چہرے کی طرف جھکتے ہوئے اس کی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

شاہ میر میرا شوہر ہے اور اس سے میں بہت محبت کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہتی ہوں کم از کم انہوں نے مجھے ابھی تک اس حویلی میں تو رکھا ہے اور میں بہت خوش ہوں

رانی نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

مصطفیٰ نے گہرا سانس لیا آج اسے رانی ایک الگ ہی رانی لگی تھی۔ جسے اب کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ اور اسے بے حس بنانے میں زیادہ ہاتھ حویلی والوں کا ہی تھا

مصطفیٰ بھی کچن سے باہر چلا گیا تھا۔ وہ جانتا تھا جو غلطی وہ کر چکا ہے اُس کی اتنی جلدی اسے معافی نہیں ملے گی.

مریم اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو ابھی بھی اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

اس نے شکر ادا کیا کہ اس کی ماں کمرے میں موجود نہیں ورنہ مریم کو دیکھ کر ضرور پریشان ہوتی۔

وہ انسان پاگل ہے میں اب کبھی اُس کے سامنے نہیں جاؤں گی۔

مریم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اسے اب فاز سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

مریم وہی چارپائی پر آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

اس نے اپنے لیے ایک فیصلہ کیا جس سے اس نے اپنی ماں کو آگاہ کرنا تھا۔اور وہ فیصلہ اس کی زندگی بدلنے والا تھا۔

زری اب کافی بہتر تھی آج موسم بھی خوشگوار تھا باہر بادل گرج رہے تھے ۔

رانی مجھے لگتا ہے بارش ہونے والی ہے زری نے کھڑکی سے باہر موسم کو دیکھتے ہوئے خوشی سے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

رانی نے چونک کر زری کی طرف دیکھا اور ہلکا سا مسکرا پڑی وہ جانتی تھی زری بارش کی دیوانی ہے ۔

زری میڈم ابھی تجھے بخار ہے اور بارش میں جانے کا خیال اپنے دماغ سے نکال دے ۔

رانی نے صاف اسے منع کرتے ہوئے کہا ۔

رانی تو جانتی ہے مجھے نہیں روک سکتی اس لیے بارش نا ہونے کی دعا کر اگر بارش ہوئی تو میں ضرور جاؤں گی ۔

زری نے مسکراتے ہوئے کہا آج کافی دنوں بعد زری مسکرائی تھی۔رانی بھی اسے مسکراتا دیکھ خاموش ہو گئی تھی ۔

میں سونے لگی ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے جگا دینا رانی نے زری کو کہا اور بیڈ کی دوسری سائیڈ آکر لیٹ گئی اور مصطفیٰ کی باتوں کو یاد کرنے لگی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی جو اس نے مصطفیٰ کو جواب دیا۔

لیکن یہ بھی سچ تھا اب اسے کسی چیز کی خواہش نہیں رہی تھی۔

یہی سب کچھ سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی۔

زری کھڑکی کے پاس جاکر کھڑی ہو گئی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اس کے چہرے پر پڑتی سکون دے رہی تھی۔اس نے حویلی کی چھت پر جانے کا سوچا اپنا ڈوپٹہ بیڈ سے اٹھایا اور کمرے کی لائٹ بند کر کے کمرے سے باہر نکل گئی ۔

حویلی کی چھت سے پورا گاؤں نظر آتا تھا زری نے گہرا سانس لیا اور آنکھیں بند کیے وہی کھڑی ہلکی ہلکی ٹھنڈ کو محسوس کرنے لگی چاند کی روشنی اس پر پڑ رہی تھی ۔

چھت کے کونے میں ایک ہیولا سا کھڑا تھا جسے زری دیکھ نہیں پائی تھی۔جو پہلے سے یہاں موجود تھا۔

دبیر کافی وقت سے چھت پر تھا اس نے زری کو آتے دیکھا اور غور سے اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھنے لگا اسے زری بہت معصوم لگی تھی بے شک جو اس کے ساتھ ہوا وہ غلط تھا ۔

زری نے آنکھیں کھولی اور چاروں اور اپنی نظر دوڑائی اسے چھت کے ایک کونے میں کسی کا عکس نظر آیا۔

زری نے غور سے دیکھا تو وہاں کوئی کھڑا تھا۔زری ایک دم گھبرا سی گئی تھی اس سے پہلے وہ نیچے جانے کا سوچتی بارش شروع ہو گئی تھی اور بارش اس کی کمزوری تھی ۔

بارش کو دیکھتے ہی زری کے چہرہ کھل اٹھا تھا۔جو مقابل نے بھی محسوس کیا تھا۔

بارش تیز ہو گئی تھی ۔

زری سب کچھ بھولے بارش کو انجوائے کرنے لگی ۔

اس کے کپڑے بھیگ کر جسم کے ساتھ چپک گئے تھے۔دبیر جو زری کو دیکھ رہا تھا اس نے اپنی نظروں کا رخ تبدیل کر لیا۔لیکن اس کی نظر بار بار بھٹک کر زری کی طرف جا رہی تھی ۔

دبیر زری کے پاس آیا اور اسے بازو سے پکڑ کر اس کا رخ خود کی طرف کیا زری نے مقابل کو دیکھا جس کا چہرہ اندھیرے کی وجہ سے نظر نہیں آرہا تھا ۔

زری کو ایک دم مقابل سے خوف محسوس ہوا تھا۔ابھی تو وہ اُس دن کا خوف بھی اس کا کم نہیں ہوا تھا۔

کو کون ہو تم؟

زری نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے کپکپاتے لہجے میں پوچھا۔

دبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئ تھی۔اس نے زری کا بازو چھوڑا اور اس کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا۔

زری دبیر کے اس قدر قریب آنے پر بوکھلا گئی تھی۔وقت آنے پر بتا دوں گا ڈارلنگ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔

دبیر نے زری کے کان کے پاس سرگوشی کرتے کہا جس سے اس کے ہونٹ زری کے کان سے ٹچ ہوئے تھے۔

زری نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دبیر کے سینے پر رکھا اور اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

Urdu Novels Ghar

لیکن ناکام رہی ۔

جاؤ نیچے ابھی تمھارا بخار ٹھیک نہیں ہوا دبیر نے زری کو چھوڑتے سنجیدگی سے کہا۔زری بھاگتے ہوئے وہاں سے چلی گئی اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا ۔

جلد ہی کچھ کرنا پڑے گا دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا اور خود بھی وہاں سے نیچے چلا گیا ۔

—

اماں مجھے تیرے سے اک ضروری بات کرنی ہے مریم نے اپنی ماں کو دیکھتے اپنی ہاتھ کی انگلیاں مروڑتے پریشانی کہا ۔

ہاں بول کیا کہنا ہے رضیہ نے مریم کو دیکھتے پوچھا۔

اماں میں شہر جا کر نوکری کرنا چاہتی ہوں تو جانتی ہے شہر جا کر نوکری کرنا میرا شوق تھا اور میں نے بارہ جماعتیں اسی لیے پڑھی تھی ۔

مریم نے سنجیدگی سے اپنی ماں کو دیکھتے کہا ۔

تیرا دماغ تو ٹھیک ہے اور تو نے سوچ کیسے لیا میں تجھے اکیلی کو شہر بھیج دوں گی؟ رضیہ نے غصے سے کہا۔

اماں میں خالہ جان کے پاس رہو گی اور وہ بھی تو زری کے بعد اکیلی رہ گئی ہیں اور اسلم بھی تو شہر میں جاب کرتا ہے لیکن وہ خالہ کے پاس رک نہیں سکتا اُس کی جاب ہی ایسی ہے ۔

مریم نے تفصیل سے بتایا۔

لیکن مریم تو وہاں کون سی نوکری کرے گی؟ رضیہ نے حیرانگی سے پوچھا ۔

اماں کوشش کرنے سے سب کچھ مل جاتا ہے تو پریشان نا ہو مریم نے سنجیدگی سے کہا

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے تو کلثوم اکیلی ہو گئی ہے ٹھیک ہے تم شہر چلی جانا لیکن اپنا بہت سارا خیال رکھنا۔اور کب جانا ہے؟ رضیہ نے پوچھا

مریم خوشی سے اپنی ماں کے گلے لگ گئی تھی ۔

اماں آج ہی جانا ہے اور تو مجھے چھوڑ کے آئے گی مریم نے کہا ۔

میں کیسے جا سکتی ہوں زری یہاں اکیلی ہو گی رضیہ نے پریشانی سے کہا۔

اماں کچھ گھنٹوں کی تو بات ہے اور تو ہی مجھے شہر خالہ کے پاس چھوڑ کر آئے گی مریم نے ضدی لہجے میں کہا۔

چل ٹھیک ہے تو ایک بار مریم سے مل لے جا کر پھر چلتے ہیں رضیہ نے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

مریم کا دل بوجھل ہو گیا تھا اسے شہر جانے کا بلکل بھی شوق نہیں تھا اور جاب کا شوق تو ختم ہو چکا تھا۔ لیکن فاز کی وجہ سے اسے اپنا گاؤں چھوڑنا پڑ رہا تھا ۔

کلثوم کچھ ماہ پہلے ہی شہر چلی گئی تھی اور وہاں اُس نے ایک بنگلے میں کھانا پکانے کی نوکری ملی تھی ۔

زری سے ملنے کے بعد رضیہ مریم کو لے کر گاؤں سے نکل گئی تھی۔اس نے مریم کو اپنی بہن کے پاس چھوڑا اور واپس آ گئی ۔

مریم تو یہاں کیوں آئی ہے یہ گاؤں نہیں ہے یہ شہر ہے اور یہاں کے لوگ کیسے ہیں تو نہیں جانتی اور یہاں پر جاب ملنا بہت مشکل ہے کلثوم نے مریم کو دیکھتے کہا۔

خالہ میرا یہاں آنا بہت ضروری تھا اور جہاں تک بات ہے جاب کی تو وہ بھی کوئی نا کوئی مل جائے گی ۔

مریم نے افسردگی سے کہا۔

خالہ آپ کہاں جاب کرتی ہیں؟ مریم نے یاد آنے پر پوچھا؟

بیٹا میں بلیک پیلس بہت بڑا بنگلہ ہے وہاں کھانا پکاتی ہوں تین بھائی ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں ۔

اور بیٹا بڑے صاحب نے مجھے کہا میں وہی بلیک پیلس آجاؤ اور میں اپنا یہ کمرہ بیچ کے وہی جا رہی ہوں

کلثوم نے کہا

Urdu Novels Ghar

لیکن خالہ میرا کیا ہو گا میں کہاں جاؤں گی مریم نے پریشانی سے پوچھا ارے بیٹا تم فکر مت کرو تم بھی وہی میرے ساتھ رہو گی آج میں بات کرتی ہوں اور مجھے پوری امید ہے اُن کو تمھارے وہاں رہنے سے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

کلثوم نے مسکرتے ہوئے کہا ۔

جی ٹھیک مریم نے بھی مایوسی سے کہا

زری کیسی ہے ؟ کیا وہ اس نکاح سے خوش ہے ؟ کلثوم نے اپنے لہجے میں پیار سموئے پوچھا

۔

خالہ جان وہ ٹھیک ہے بس اللہ سے دعا ہے کہ وہ میری بہن کی مشکلات آسان کرے

مریم نے گہرا سانس لیتے کہا ۔

آمین چل میں تیرے لیے کھانا لگا دیتی ہوں پھر مجھے جانا بھی ہے کلثوم نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

مریم نے بھی چارپائی سے اتر کر جوتی پہنی اور کچن کی طرف چلی گئی ۔

فاز میں تین دنوں کے لیے ملک سے باہر جارہا ہوں تم آفس کا سنبھال لینا

دبیر نے فاز کو کہا ۔

ٹھیک ہے میں سنبھال لوں گا اور ویسے بھی میں آج گھر جارہا ہوں

اور ہاں شاہ میر گھر کے بارے میں پوچھ رہا تھا میں نے کہا ابھی کچھ ٹائم .لگے گا

فاز نے موبائل پر ٹائپنگ کرتے کہا۔

اچھا کیا اور اُسے اپنے گھر کے بارے میں اُس وقت تک معلوم نہیں ہونا چاہیے جب تک میں وہ حاصل نا کرلوں جس کے لیے میں یہاں آیا ہوں دبیر نے بے حد سنجیدگی سے کہا ۔

دبیر تم زری میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی نہیں لے رہے ؟

فاز نے یاد آنے پر موبائل اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتے ہوئے پوچھا ۔

وہ ہے ہی ایسی انسان کا نا چاہتے ہوئے بھی دلچسپی لینے لگتا ہے ۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے مسکراتے ہوئے فاز کو. دیکھ کر کہا ۔

لیکن یہ مت بھولو کہ وہ کون ہے فاز نے سرد لہجے میں کہا۔

بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ وہ کون ہے؟ دبیر نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہااور کمرے سے نکل گیا۔اس نے فضیل اعوان کو بھی بتادیا تھا کہ وہ تین دنوں کے لیے ملک سے باہر جارہاہے ۔

دبیر جانے سے پہلے ایک بار زری سے ملنا چاہتا تھااس سے پہلے دبیر حویلی کی پیچھلی سائیڈ کی طرف جاتاراستے میں اسے کرن مل گئی تھی۔

کہاں جارہے ہیں آپ ؟ کرن نے تھوڑا سرد لہجے میں پوچھااور دبیر کواس کالہجہ زرا بھی پسند نہیں آیا تھا ۔

میں آپ کو کیوں بتاؤں کہ میں کہاں جارہاہوں مس کرن؟

دبیر نے سینے پرہاتھ باندھے سنجیدگی سے پوچھا ۔

کیونکہ یہ میرا گھر ہے اور اگر میں کچھ پوچھوں تو جواب دینا آپ پر لازم ہے کرن نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

ابھی تک ایسا کوئی انسان پیدا نہیں ہوا جسکا میں جوابدہ ہوں اور آئندہ اس طرح کے لہجے میں مجھ سے بات کرنے سے پہلے سو بار سوچنا ورنہ بعد میں پچھتانے کا. موقع بھی نہیں ملے گا دبیر نے کرخت لہجے میں کہا اور حیران پریشان کھڑی کرن کو وہی چھوڑ کر حویلی کی پیچھلی سائیڈ کی طرف چلا گیا ۔

رضیہ واپس آگئی تھی

دبیر نے دروازہ نوک کیا تو رضیہ دبیر کو باہر کھڑے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

صاحب آپ ؟رضیہ نے بے یقینی سے پوچھا

جی میں آپ کی بیٹی کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا۔جس دن وہ بے ہوش ہوئی تو میں بھی وہی پر تھا اور مصطفیٰ سے پتہ چلا وہ اس گھر کی بہو ہے تو میں نے سوچا خیریت معلوم کرلوں

۔

دبیر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا

صاحب یہ تو آپ کی رحم دلی ہے یہ کمرہ آپ کے مطابق تو نہیں ہے لیکن اگر آپ اندر آنا چاہے تو آسکتے ہیں رضیہ نے اندر آنے کا راستہ دیتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ اور میرا نام دبیر ہے آپ مجھے میرے نام سے بلا سکتی ہیں۔

دبیر نے کمرے میں داخل ہوتے کہا کمرہ چھوٹا لیکن خوبصورت تھا ۔

دبیر نے اپنے کوٹ کا بٹن کھولا اور چارپائی کے ایک کونے میں بیٹھ گیا میں زری کو بلا کر لاتی ہوں رضیہ کہتے ہی کچن کی طرف چلی گئی۔

زری دبیر صاحب تیری خیریت معلوم کرنے آئے ہیں وہ شاہ میر کے مہمان ہیں اور بہت اچھے ہے رضیہ نے نے زری کو کہا۔

کون اماں؟ زری نے حیرانگی سے پوچھا پھر اچانک اسے یاد آیا کہ جس دن وہ بے ہوش ہوئی اُس دن کسی نے اسے زمین پر گرنے سے پہلے تھام لیا تھا اسے دھندلا سا چہرہ یاد تھا۔

ٹھیک ہے میں دیکھتی ہوں زری نے کہااور اچھے سے اپنے سر پر سے ڈوپٹہ ٹھیک کرتی باہر آئی۔

السلام علیکم

زری نے آتے ہی سلام کیا۔

دبیر نے گہری نظروں سے زری کا معائنہ کیا جو بلیک کلر کی شلوار قمیض میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ معصوم سی گڑیا

وعلیکم السلام !اب کسی ہے آپ کی طبیعت ؟

دراصل جب آپ بے ہوش ہوئی تو میں وہی پر تھااور میں ہی آپ کو روم تک لے کر گیا تھا لیکن حویلی میں کسی کو میں نے نہیں بتایا کیونکہ یہ گاؤں ہے تو مجھے لگا آپ کا شوہر کچھ غلط نا سوچے

دبیر نے زری کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا جواب کافی بہتر لگ رہی تھی۔ مصطفیٰ یا فازا سے اس لہجے میں بات کرتے دیکھ پکا غش کھا کر گر جاتے۔

جی اب میں بہتر ہوں اور آپ کا بہت بہت شکریہ زری نے ہلکا سا مسکرا کر کہا اس نے دبیر کو غور سے دیکھا تھا کہی یہ وہی انسان تو نہیں جو اسے چھت پر ملا تھا۔

زری نے اُس کا چہرہ تو نہیں دیکھا تھا لیکن آواز اچھے سے پہچانتی تھی۔ لیکن سامنے بیٹھے انسان کی آواز تبدیل تھی اور اس کی آنکھوں اور لہجے میں زری کے لیے عزت تھی تو یہ وہ انسان نہیں تھا۔

چلیں اب مجھے چلنا چاہیے دبیر نے کھڑے ہوتے کہا۔زری نے سر سے پاؤں تک دبیر کو دیکھا جو بلیک کلر کے تھری پیس سوٹ میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا اور اس کی شخصیت ایسی تھی کہ زری پہلی ملاقات میں ہی اس سے متاثر ہو گی تھی زری کے لیے تو یہ پہلی ملاقات ہی تھی۔

دبیر نے زری کو خود کا معائنہ کرتے دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

کیا میں جاؤں؟

دبیر نے زری کو دیکھتے پوچھا

ج جی بلکل زری نے ہڑ بڑا کر جواب دیا اور نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی دبیر نے ایک آخری نظر زری پر ڈالی اور کمرے سے نکل گیا۔

رضیہ چائے لے کر آئی تو دبیر جا چکا تھا

اماں وہ چلے گئے ہیں تو یہ چائے میں پی لیتی ہوں زری نے دبیر کے جانے کے بعد اپنا سر جھٹکا اور اپنی ماں کو۔ دیکھتے کہا جو زری کو چائے پکڑا کر کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟ جو شاہد کچھ کہنا چاہ رہی تھی.

فاز نے کلثوم سے پوچھا

ہاں بیٹا وہ دبیر بیٹا نے کہا تھا میں یہی آجاؤ تو میری بھانجی گاؤں سے آئی ہے وہ یہاں جاب کرنا چاہتی ہے اسے میں اکیلی نہیں چھوڑ سکتی

کلثوم نے اپنی پریشانی بتائی

Urdu Novels Ghar

آپ اپنی بھانجی کو بھی اپنے ساتھ لے آئے میں دبیر کو بتادوں گا فاز نے مسئلہ حل کرتے ہوئے کہا۔

آپ کا بہت بہت شکریہ بیٹا کلثوم نے خوشی سے کہا

پلیز ایک کپ چائے لادیں فاز نے اپنی کنپٹی دباتے کہا

جی میں ابھی لاتی ہوں ۔

کلثوم نے کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

فاز وہی صوفے پر ترچھا سا لیٹ گیا تھا اس نے اپنی آنکھیں بند کی تو سامنے جسکا چہرہ آیا وہ مریم کا تھا فاز نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھول لیں۔

یہ لڑکی تو اب میرے خیالات پر بھی قابض ہو رہی ہے فاز نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ۔

کچھ کرنا پڑے گا تمھارا بھی

فاز نے خود سے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا ۔

Urdu Novels Ghar

کلثوم مریم کو بھی بلیک پیلس لے آئی تھی اُس نے مریم کو کہا تھا جب تک اسے جاب نہیں مل جاتی وہ کلثوم کی تھوڑی مدد کر دے

مریم کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

رات کے کھانے کے بعد فاز کو کافی پینے کی عادت تھی کلثوم کو کافی بنانا بھی فاز نے سکھائی تھی۔اوراب وہ بہت اچھی کافی بناتی تھی۔

مریم یہ اوپر فاز بیٹا کے کمرے میں کافی دے آؤ میں باقی کا کچن سمیٹ لیتی ہوں۔

کلثوم نے کافی کا کپ مریم کو پکڑاتے ہوئے کہا جس نے کافی کو دیکھ کر منہ بسوڑا۔

اگر اسے معلوم ہوتا کہ جس انسان سے بھاگ کر وہ یہاں شہر آئی ہے اُس کا نام فاز ہے تو مریم اُس کے کمرے میں جانے سے پہلے سو بار سوچتی لیکن اُسے نام معلوم نہیں تھا۔

مریم فاز کے کمرے میں. داخل ہوئی تو کمرے کو دلچسپ نظروں سے دیکھنے لگی جس میں دو رنگوں کا استعمال کیا گیا تھا ہر ایک چیز کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

مریم نے کافی کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور واپس جانے کے لیے مڑنے لگی فاز جو ٹیرس پر تھا واپس کمرے میں آیا تو اس نے مریم کو. دیکھتے سرد لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اس کے دماغ سے نکل گیا تھا کہ کلثوم نے اپنی بھانجی کو لانے کی بات کی تھی ۔

کون ہو تم؟ مقابل کی آواز سن کر مریم کے قدم وہی جم گئے تھے اس آواز کو وہ کیسے بھول سکتی تھی مریم نے شدت سے دعا کی کاش جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا نا ہو ۔

محترمہ آپ سے بات کر رہا ہوں فاز نے مریم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن مریم وہی بت بنی کھڑی رہی تھی ۔

اب تو فاز کو بھی سامنے کھڑی لڑکی کچھ مشکوک لگنے لگی۔ فاز نے چار قدم کا فاصلہ طے کیا اور مریم کے سامنے جا کھڑا ہوا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ اس کی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں ۔

ایسی بھی کیا مصیبت آ گئی تھی کہ تم نے مجھے ارجنٹ بلایا؟

شاہ میر نے غصے سے پاشا کو دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

تمھاری دوستی مجھے کتنی مہنگی پڑی ہے تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے ۔

اور آج تمھاری دوستی کی وجہ سے مجھے کروڑوں کا نقصان ہوا ہے پاشا جو پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا تھا پھٹ پڑا تھا ۔

کس کی اتنی ہمت کہ اُس نے پاشا کے ساتھ دشمنی مول لی ہے؟

شاہ میر نے حیرانگی سے پوچھا ۔

تم اچھے سے جانتے ہو یہ کس کا کام ہے ۔

پاشا کی بات پر شاہ میر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

تم خود ہی تو چاہتے تھے شیر و واپس آجائے تو دیکھو وہ آگیا

شاہ میر نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔

ہاں میں چاہتا تھا وہ واپس آئے لیکن مجھے لگ رہا ہے کچھ تو گڑ بڑ ہے کچھ تو ایسا ہے جو مجھے نظر نہیں آرہا شیر و نے میری فیکٹری میں آگ کیوں لگائی مجھے کچھ بھی ابھی سمجھ نہیں آرہا ۔

Urdu Novels Ghar

پاشانے اپناماتھامسلتے ہوئے کہا ۔

تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو پاشا

شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

تم شیرو کو ابھی نہیں جانتے شاہ میر وہ غصے میں مجھ سے بھی چار قدم آگے ہیں۔ میری تمھارے ساتھ پانچ ماہ پہلے دوستی ہوئی اور اُس وقت میں نے تمہیں صرف اتنا بتایا کہ میرا بھائی شادی کرنے والا ہے اور اُسی لڑکی کی خاطر وہ سب کچھ چھوڑ چکا ہے بس اتنا ہی میں نے تمہیں اُس کے بارے میں بتایا۔اور نا ہی تم نے اسے دیکھا ہے کیونکہ یہاں سے جانے سے پہلے وہ یہاں لگی اپنی ساری تصاویر جلا چکا تھا۔

میں اپنے بھائی کی رگ رگ سے واقف ہوں وہ کچھ بھی بنا مطلب کے نہیں کرتا

پاشانے سنجیدگی سے کہا ۔

وقت آنے پر میں تمھارے بھائی سے مل بھی لوں گا اور اُسے دیکھ بھی لوں گا جو ہونا تھا ہو گیا اب اپنا موڈ ٹھیک کروں

شاہ میر نے وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ لیکن پاشا کی باتیں سن کر اسے اب وہ ایک بات شیر وبسے ملنا ضرور چاہتا تھا ۔

پاشا نے گہرا سانس لے کر خود نارمل کیا۔

تم .اچھے سے جانتے ہو میرا موڈ کیسے ٹھیک ہوتا ہے پاشا نے ایک آنکھ دباتے کہا۔

ویسے تم تو دوسرا نکاح کر چکے ہو تو اپنی پہلی بیوی کے بارے میں کیا خیال ہے ؟

پاشا نے کمینگی سے شاہ.میر کو دیکھتے پوچھا

بیوی..... جس دن میں نے اُسے اپنے کمرے سے نکالا تھا اُس کے اگلے دن ہی میں نے اُسے طلاق دے دی تھی اور یہ بات صرف میری امی جان کو معلوم ہے اس لیے تو مجھ سے ناراض رہتی ہے جس چیز سے میرا ایک بار دل بھر جائے دوبارہ میں اُس کی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔

شاہ میر نے گردن اکڑا کر اپنا کارنامہ پاشا کو بتاتے کہا ۔

لیکن وہ تو تمھاری مرحوم خالہ کی بیٹی ہے نا اگر حویلی میں کسی کو پتہ چل گیا تو کیا کرو گئے ؟

پاشا نے بھی وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے پوچھا

مجھے اتنا تو یقین ہے رانی کبھی بھی یہ بات کسی کو نہیں بتائے گی اور امی جان بھی جانتی ہیں اگر یہ بات کسی کو پتہ چلی تو لوگوں نے رانی کو ہی غلط کہنا ہے اس لیے وہ بھی خاموش ہیں ۔تو مجھے کسی کی کوئی ٹینشن نہیں ہے ۔

شاہ میر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

تو ٹھیک ہے رانی کو کچھ دنوں کے لیے میرے پاس بھیج دو اچھے سے اُس کی دیکھ بھال کروں گا۔

پاشا نے بے باکی سے قہقہہ لگاتے کہا۔

کیوں نہیں یار کچھ نا کچھ کرتا ہوں میں شاہ میر نے بے شرمی سے کہا۔

پھر دونوں دوسری باتیں ڈسکس کرنے لگے تھے۔اور رانی معصوم نہیں جانتی تھی کہ اُس پر کونسی قیامت گزرنے والی ہے ۔

فاز نے اپنے سامنے مریم کو دیکھا تو اس کی آنکھیں پوری کھل گئی اسے لگا یہ سب خواب ہے

بھلا مریم یہاں کیسے ہو سکتی ہے ۔

مریم جو وہاں بت بنی کھڑی تھی فاز کو دیکھتے ہی اسے لگا کسی نے آسمان سے کھینچ کر اسے

زمین پر پھینک دیا ہے۔ خود میں ہمت پیدا کرتی وہاں سے جانے لگی

فاز بھی ہوش میں آیا تو اس نے مریم کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

فاز پل بھر میں سنجیدہ ہوا تھا اور اب اسے ساری بات سمجھ میں آ رہی تھی۔ مریم اس سے

بھاگ کر یہاں شہر آئی تھی لیکن اس کی بد قسمتی کے اسی کے گھر آ گئی ۔

میں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلی جاؤں گی

مریم نے اپنا ہاتھ جھٹکے ہوئے سرد لہجے میں کہا ۔

اب تم خود چل کر آئی ہو تو اتنی آسانی سے تو میں تمہیں جانے نہیں دوں گا ۔

فاز نے کمرے کے دروازے کو لاک لگاتے ہوئے کہا کیوں؟ کیا کر رہے ہو؟ میں چلی جاؤں گی مجھے نہیں پتہ تھا یہ تمھارا گھر ہے

مریم نے بھاری لہجے میں کہتے اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھائے ۔

چلو اب تو پتہ چل گیا ہے نا اور تم خود ہی اپنے گھر آگئی ہو ۔

فاز نے اپنے قدم مریم کی طرف بڑھاتے کہا

یہ میرا گھر نہیں ہے۔

مریم نے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہا ۔

شادی کے بعد شوہر کی ہر چیز ہر اُد کی بیوی کا بھی حق ہوتا ہے

فاز نے مریم کو دیکھتے ہوئے کہا اسے دیکھتے ہی فاز کو اپنے اندر سکون سا اترتا ہوا محسوس ہوا تھا ۔

کیا مطلب؟ مریم نے نا سمجھی سے پوچھا

مطلب یہ کہ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔

فاز نے ایک سیکنڈ میں فیصلہ کیا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اُس نے کیوں مریم کو نکاح کا کہا

۔

مریم نے آنکھوں میں نے یقینی لیے فاز کو دیکھا جواب کافی حد تک مطمئن کھڑا تھا ۔

میں تمھارے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی میں تمہیں پسند نہیں کرتی اور نا ہی تم سے نکاح کروں گی

مریم نے دو ٹوک انداز میں کہا ۔

تو پھر ٹھیک ہے اگر تم نے مجھ سے نکاح نہیں کیا تو مجبوراً مجھے تمھاری خالہ کے ساتھ کچھ برا کرنا پڑے گا

تم بتاؤ کیا کرنا چاہیے؟ فاز نے سوچنے والے انداز میں کہا

تم ایسا کچھ نہیں کروگئے مریم خوفزدہ لہجے میں کہا ۔

بے بی میں اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں تم مجھے تھوڑا بہت تو جان ہی گئی ہو گی۔

سیدھی سی بات ہے پہلی نظر میں ہی تم یہاں آبسی تھی ہر کسی لڑکی کو دل میں نہیں بیٹھا لیتا لیکن تم خاص ہو اور تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں اگر تم پیار سے مان گئی تو ٹھیک ورنہ تمھاری خالہ کے ساتھ کیا ہوگا اُس کی کوئی گارنٹی میں نہیں دے سکتا۔

فاز نے مریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

میری منگنی ہو چکی ہے تمہیں میری بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی میں محبت کرتی ہوں اپنے منگیتر سے مریم نے اس بار چلاتے ہوئے کہا ۔

منگیتر منگیتر سب سے پہلے تو میں تمھارے منگیتر کی جان لوں گا جب وہ رہے گا ہی نہیں تو کیسے پھر اُس سے محبت کروگی۔

فاز نے زور سے ہاتھ دیوار پر مارتے مریم کی آنکھوں میں دیکھتے کہا جس نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کرلیں تھیں ۔

ہونٹ ہولے ہولے کانپ رہے تھے فاز کی نظریں مریم کے ہونٹوں پر جم گئی تھیں۔اس نے ہاتھ بڑھا کر ہونٹوں کو چھونا چاہا لیکن پھر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا ۔

اب تمہیں نکاح کے بعد ہی ہاتھ لگاؤں گا فاز نے مریم کے کان کے پاس جھکتے سرگوشی نما انداز میں کہا فاز کی گرم سانسیں مریم کو اپنے کان پر پڑتی محسوس ہو رہی تھی ۔

میں مولوی صاحب کا انتظام کر کے آتا ہوں اور ہاں اگر کوئی ہوشیاری کی تو.... فاز نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے پسٹل نکالتے ہوئے بات کو ادھورا چھوڑا..

پسٹل کو. دیکھ کر مریم کی سیٹی گم ہو گئی تھی اس کا مطلب جو فاز کہہ رہا ہے وہ کر بھی سکتا ہے اور مریم خود کی وجہ سے اپنی خالہ اور اسلم کی جان خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی۔یا اللہ میں کن لوگوں میں پھنس گئی ہوں ۔

میں تیار ہوں لیکن اس نکاح کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے اور تم میری خالہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گئے ۔

مریم نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے بھیگے لہجے میں کہا ۔

یہ ہوئی نا اچھے بچوں والی بات چلو جاؤ اور اپنی خالہ کو راضی کرو ۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے مریم کی کمر کے پاس ہاتھ لے جاتے دروازہ کھولتے کہا جو تھوڑا دائیں جانب ہو گئی تھی ۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر مریم باہر بھاگ گئی تھی ۔

فاز نے دبیر کو کال کی جس نے دوسری بیل پر فون اٹھالیا۔

میں نکاح کر رہا ہوں

فاز نے سیدھے مدعے کی بات کہی۔

جب ایک بچہ پیدا ہو جائے اُس وقت مجھے بتا دینا تھا ابھی تو کافی ٹائم ہے دبیر نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

فاز کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

بہت جلد تمھاری یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی فاز نے خوشگوار لہجے میں کہا ۔

Urdu Novels Ghar

کاش میں تمھارے نکاح میں شامل ہو سکتا خوش رہو اگر لڑکی نہیں مانتی تو ایک دن کے لیے اُسے تہہ خانے میں ڈال دینا خود ہی مان جائے گی۔ دبیر نے دعا دینے کے بعد مشورہ دیتے کہا۔

آپ اپنے مفید مشورے اپنے پاس رکھیے فاز نے مسکراتے ہوئے کہا

چلو ٹھیک ہے اس وقت میں ایک میٹنگ میں جا رہا ہوں بعد میں بات ہوتی ہے دبیر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

گھڑی پر ٹائم دیکھا تو دس بج رہے تھے۔

فاز کمرے سے باہر نکلا تو کلثوم گھبرائی ہوئی فاز کے پاس ہی آ رہی تھی

کیا ہوا آپا خیریت؟

فاز نے پوچھا

بیٹا وہ میری بھانجی پتہ نہیں کیا ہوا اُسے کہتی وہ گاؤں جا رہی ہے میں نے بہت روکا لیکن اُس نے میری بات نہیں سنی اور چلی گئی۔

کلثوم نے پریشانی سے کہافاز نے اپنے غصے کو کنڑول کیا۔اور کہا

آپاآپ پریشان ناہو میں دیکھتاہوں وہ زیادہ دور نہیں گئی ہو گی ۔

اور خود بھی وہاں سے چلا گیا ۔

مریم نے اپنے ڈوپٹے کو ہی اپنے سر پر اچھے سے سیٹ کیااور بلیک پیلس سے نکل گئی تھی ۔

اسے بس یہاں سے دور جانا تھا لیکن وہ نہیں جانتی تھی ایک مصیبت سے نکل کر دوسری مصیبت کی طرف جارہی ہے۔

یہ علاقہ کافی سنسان تھا سڑک کے ایک طرف کچھ اوباش لڑکے کھڑے باتیں کرتے قہقہے لگارہے تھے۔

ایک لڑکے کی نظر مریم پر پڑی اس نے باقی کے تین لڑکوں کو بھی مریم کی جانب متوجہ کیا۔

حسینہ کہاں جارہی ہو اکیلی اکیلی؟ ایک کمزور سے لڑکے نے آگے بڑھتے ہوئے لوفرانہ انداز میں پوچھا

مریم کا دل زور و شور سے دھڑک رہا تھا۔اس نے اُن لڑکوں کو نظر انداز کر کے آگے جانا چاہا کہ دوسرے لڑکے نے اس کے ڈوپٹے کو پکڑ کر کھینچا ڈوپٹہ سر سے اتر کر کندھوں تک آگیا تھا باقی کے دو لڑکے بھی آگے آگئے اور چاروں نے مریم کو گھیر لیا تھا ۔

مریم کا دل کیا خود کو ختم کر لے۔ تیسرے لڑکے مریم کے ڈوپٹے کو کھینچا جو اس کے ہاتھ میں آگیا ۔

آج تو بہت اچھا مال ہاتھ لگا ہے پہلے لڑکے نے مریم کا ہاتھ پکڑتے کہا

مریم نے اپنا ہاتھ چھڑوا کر لڑکے کو دھکا دیا اور وہاں سے بھاگنے لگی کہ لڑکے نے مریم کی شرٹ کو پیچھے سے پکڑا جو جو گلے سے لے کر کمر تک پھٹ گئی۔

پیچھے کھڑے تین لڑکے قہقہہ لگائے ہنسنے لگے تھے مریم کا دل کیا زمین پھٹے اور اُس میں سما جائے ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اس سے پہلے وہ لڑکا دوبارہ مریم کا ہاتھ پکڑتا اُس لڑکے کے ہاتھ پر ہوا کو چیرتی ایک گولی آ لگی تھی وہ کراہ کر وہی اپنے ہاتھ کو لے کر بیٹھ گیا جس میں سے خون ابل ابل کر باہر کو آ رہا تھا۔

تینوں لڑکوں نے سامنے سے آتے فاز کو دیکھا اور وہاں سے بھاگ گئے لیکن جس کے ہاتھ ہر گولی لگی تھی وہ وہی بیٹھا کراہ رہا تھا۔فاز نے آتے ہی اُسے اتنا مارا کہ وہ وہی بے ہوش ہو کر گر گیا۔

فاز نے سرخ آنکھیں مریم کے چہرے پر گاڑی جو خوف کے مارے کانپ رہی تھی۔اس کی حالت دیکھ فاز اس کے پاس آیا اور ایک کھینچ کر تھپڑ مریم کو دے مارا جو زمین ہر اوندھے منہ جا گری تھی۔

پیچھے سے تقریباً اس کی شرٹ پھٹ چکی تھی۔مریم کے ہونٹ سے خون رسنے لگا تھا۔

کیا لینے آئی تھی باہر؟ فاز نے مریم کو بالوں سے پکڑتے اس کا چہرہ اوپر کرتے غصے سے پوچھا۔

یہ سوچ ہی اس کی جان نکال رہی تھی اگر تھوڑی دیر وہ لیٹ ہو جاتا تو کیا ہوتا۔

جواب دو فاز نے دھاڑے ہوئے پوچھا۔

مریم بے آواز رونے لگی تھی۔فاز نے اس کے بالوں کو چھوڑا اور ڈوپٹہ اس کی طرف پھینکا جس کے ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے۔

بڑی مشکل سے اس نے ڈوپٹہ لیا۔فاز گاڑی مریم کے پاس لے آیا تھا۔مریم خاموشی سے اندر بیٹھ گئی۔

صبح تک مجھے چاروں لڑکے تہہ خانے میں چاہیے ورنہ تمھاری خیر نہیں

فاز نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

مریم چہرہ نیچے کیے بیٹھی تھی آنسو ٹپ ٹپ اس کی گود میں رکھے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔

۔بلیک پیلس کے پاس فاز نے گاڑی روکی مریم خاموشی سے اتر کر اندر چلی گئی تھی۔

کلثوم نے مریم کو دیکھا تو فوراً سے پہلے اسے اپنے کمرے میں لے گئی۔

فاز نے وہی سٹیرنگ پر سر رکھے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے غصے کو کنڑول کرنے لگا۔

Urdu Novels Ghar

تھوڑی دیر بعد خود بھی گاڑی سے نکل کر بنگلے کے اندر چلا گیا ۔

آج حویلی میں کوئی نہیں تھا سب لوگ شادی میں گئے تھے جو گاؤں میں ہی تھی ۔

شاہ میر جب گھر آیا تو یہ سن کر بہت خوش ہوا تھا ۔

زری کچن میں اپنے لیے کھانا نکال رہی تھی جب اس اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

شاہ میر چلتا ہوا زری کے پاس آیا اور اس کے پیچھے کھڑے ہوتے کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب تر کیا شکر ہے مجھے تم یہی. مل گئی ۔

شاہ میر نے زری کے کان کے پاس سرگوشی نما کرتے اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں سے ہلکا سا دبایا ۔

زری نے بوکھلاہٹ میں شاہ میر کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی ۔

Urdu Novels Ghar

تم کتنی خوبصورت ہو شاہ میر نے بہکے انداز میں ایک. جھٹکے سے زری کا رخ خود کی طرف کرتے کہا اور اپنے ہونٹوں کا لمس زری کے چہرے کے ایک ایک نقوش پر چھوڑنے لگا۔

چھوڑو مجھے یہ کیا کر رہے ہو زری نے اپنا پورا زور لگاتے شاہ میر کو پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا ۔ جس نے مسکرا کر زری کی طرف دیکھا۔

بیوی ہو تم میری اپنا حق وصول کر رہا ہوں اس سے فرق نہیں پڑتا آج کروں یا پندرہ دنوں بعد

شاہ میر نے کہتے ہی زری کو بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کیا اور اس کی گردن سے ڈوپٹہ پیچھے کرتے وہاں جھک گیا۔

شاہ میر کی گرم سانسیں زری کی گردن کو جھلسا رہی تھیں ۔

شاہ میر زری کی گردن پر جا بجا اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑنے لگا تھا۔زری مسلسل شاہ کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی ۔

تھوڑی دیر بعد شامیر خود ہی زری سے پیچھے ہٹ گیا تھا زری کو اپنی گردن پر جلن کا احساس ہو رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید شاہ میر سے دور ہوتی اس نے زری کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور اسے کچن سے باہر لے آیا۔

زری شاہ میر کے سینے پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مکے مارنے لگی اور خود کو آزاد کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی لیکن شاہ میر جیسے ہٹے کٹے انسان کے سامنے زری کیا چیز تھی۔

شاہ میر نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے کمرے کا دروازہ اپنے پیر سے بند کیا اور زری کو بیڈ پر لا کر پھینکا۔

زری بیڈ سے اٹھ کر دروازے کی طرف جانے لگی تو شاہ میر نے اسے بالوں سے پکڑ کر دوبارہ بیڈ پر پھینکا تھا زیادہ نخرے دکھائے تو بہت برا پیش آؤں گا۔

شاہ میر نے غصے سے زری کو دیکھتے کہا جو تھوڑا سہم گئی تھی۔

نکاح کے بغیر تو میں تمہیں ہاتھ نہیں لگا رہا اگر نکاح کے بغیر کر رہا ہوتا تو پھر مجھے تمھارے ان آنسو کی سمجھ بھی آتی لیکن اب ان موتیوں کو ضائع کرنے کا فائدہ؟

شاہ میر نے زری کے قریب بیٹھتے اپنے لبوں سے اس کے آنسو کو چنتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔

زری اس وقت خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی وہ جانتی تھی کہ شاہ کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی اس لیے اس نے خود کو شاہ میر کے حوالے کر دیا۔

شاہ میر نے سائیڈ لیمپ بند کیا اور زری پر جھکتا چلا گیا زری نے خود کو شاہ میر کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔ جو پوری رات اسے نوچتا رہا تھا۔ کیسی محبت تھی جس میں اسے سامنے والے کی تکلیف نظر نہیں آ رہی تھی۔

پوری رات زری بے آواز روتی رہی تھی۔

—

مریم پوری رات روتی رہی تھی کلثوم نے بہت پوچھا لیکن مریم نے کچھ نہیں بتایا۔

فاز دو بجے تک آفس سے واپس آگیا تھا۔

اس نے کلثوم کو بلایا اور مریم کے بارے میں پوچھا۔

بیٹا رات بھر بس روتی رہی ہے کچھ بتا بھی نہیں رہی اور اب بھی کمرے میں بند ہے

کلثوم نے پریشانی سے کہا۔

کل جن لڑکوں نے مریم کو پریشان کرنے کی کوشش کی تھی وہ کوئی عام انسان نہیں تھے

آپ نے پاشا کا نام تو سنا ہو گا وہ اُس کے آدمی تھے اور رات میں نے جو حالت اُن لڑکوں کی

کی اب اُن کا بوس اُس لڑکی کو ڈھونڈ رہا ہے۔فاز نے بے حد سنجیدگی سے کہا جبکہ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔

بیٹا میں نے تو سنا ہے وہ بہت خطرناک ہے وہ لوگ تو مریم کو ڈھونڈ لیں گئے

کلثوم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اب آپ بتائیں میں کیا کروں جہاں تک ہو سکا میں آپ کی مدد کروں گا ۔

فاز نے کہا ۔

بیٹا کوئی راستہ نہیں ہے کس سے مریم بچ جائے۔کلثوم نے پوچھا

ایک طریقہ ہے لیکن مجھے لگتا ہے وہ آپ کو پسند نہیں آئے گا۔

فاز نے اپنی ٹائی کو ڈھیلا کرتے کہا ۔

بیٹا آپ بتاؤ مجھے بھلا کیوں نہیں پسند آئے گا۔مجھے مریم زیادہ عزیز ہے ۔

کلثوم نے جلدی سے کہا۔

آپ میرا نکاح مریم سے کروادیں پھر اُس کی حفاظت کرنا میری ذمہ داری ہے۔اور بنا کوئی رشتے کے میں آپ دونوں کی مدد نہیں کر سکتا ہے بھائی کی یہاں اچھی جان پہچان ہے یہ تو آپ بھی جانتی ہیں اور اُن کے ہوتے اُنکے بھائی کی بیوی پر کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا

۔

فاز نے کلثوم کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔وہ جانتا تھا کلثوم بہت معصوم ہے اور وہ فاز کی بات پر یقین کر بھی لے گی۔

لیکن بیٹا مریم کی منگنی ہو چکی ہے اور وہ کبھی نہیں مانے گی ۔

کلثوم نے پریشانی سے کہا ۔

دیکھیے معاملہ ٹھیک ہوتے ہی میں مریم کو چھوڑ دوں گا اور گاؤں میں نکاح کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔آگے جیسی آپ کی مرضی

فاز نے عام سے لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے میں مریم سے بات کرتی ہوں کلثوم نے کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

سچ میں گاؤں کے لوگ کتنے سچے اور معصوم دل کے ہوتے ہیں اگر یہ وجہ میں کسی اور کو بتایا تو وہ کہتا کوئی اور بھی طریقہ ہو سکتا ہے نکاح کرنا ضروری نہیں ہے لیکن سامنے کلثوم تھی ۔

چل بیٹا اپنے نکاح کی تیار کر فاز نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

کلثوم نے مریم سے بات کی لیکن وہ نہیں مانی

خالہ تو جانتی بھی ہے کیا کہہ رہی ہے؟ میں اسلم سے محبت کرتی ہوں کیسے کیسی اور سے نکاح کر سکتی ہوں اور مجھے پرواہ نہیں ہے جو ہوگا دیکھی جائے گی۔

لیکن میں اُس انسان سے نکاح نہیں کروں گی۔اور یہ سب اُس کی چال ہے مریم نے کلثوم کو.دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹا وہ ہماری مدد کرنا چاہتا ہے اور تو نہیں جانتی پاشا کون ہے یہ پورا علاقہ اُس سے ڈرتا ہے۔

فاز ہماری مدد کر رہا ہے دیکھ گاؤں میں کسی کو کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا۔

اور جب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا تو وہ تجھے چھوڑ دے گا۔

کلثوم نے ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

خالہ تو اتنی معصوم کیوں ہے ؟ا گر اُس نے چھوڑنا ہی ہوتا تو نکاح کیوں کر رہا ہے

جا کر اُسے بتا دو میں ہر گز نکاح نہیں کروں گی۔

مریم نے دو ٹوک انداز میں کہا ۔

کلثوم نے بے بسی سے مریم کو دیکھا اور وہاں سے چلی گئ ۔

بیٹا میں نے کہا تھا نا وہ نہیں مانے گی وہ نہیں .مان رہی کلثوم نے پریشانی سے کہا۔

ٹھیک ہے میں تو آپ کی مدد کرنا چاہتا تھا۔اگر کچھ ہوتا ہے تو میں آپ کی پھر مدد نہیں کر سکتا۔اور دوسری بات پاشا کو کنٹرول شیر و کر سکتا ہے۔اور دیر شیر و کا دوست ہے وہ سب سنبھال لے گا۔

آپ بھی جانتی ہیں کہ پاشا کیسا انسان ہے

فاز نے ڈرانے والے انداز میں عام سے لہجے میں کہا ۔

بیٹا ایک بار آپ بات کر کے دیکھ لیں ہو سکتا ہے وہ مان جائے

Urdu Novels Ghar

کلثوم نے فاز کو کہا جس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی ۔

میرا سمجھانے کا انداز تھوڑا مختلف ہے اور مجھے پورا یقین ہے اگر میں نے اسے سمجھایا تو وہ فوراً نکاح کے لیے مان جائے گی اس لیے پہلے مجھے مولوی صاحب کا انتظام کرنا پڑے گا۔

فاز نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا ۔

بیٹا آپ کو اتنا یقین ہے ؟

کلثوم نے حیرانگی سے پوچھا ۔

جی بلکل آپ خود بھی دیکھ لیجیے گا

فاز نے اپنے موبائل پر نمبر ڈائل کرتے کہا اور مقابل کو مولوی صاحب کو لانے کا کہا۔

کچھ دیر میں مولوی صاحب آجائے گئے اب مجھے آپ کی ضدی بھانجی سے بات کرنی چاہیے

فاز نے کھڑے ہوتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

جی کلثوم نے کہا اسے جتنی دیر یہاں کام کرتے ہو گئی تھی اتنا تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لوگ عام نظر آتے ہیں لیکن ہے نہیں

فاز وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

کمرے کو ہلکا سا ناک کر کے اندر داخل ہوا تو مرہم ایک کونے میں زمین پر بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی ۔

فاز چلتا ہوا مریم کے پاس آیا اور گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا ۔

مریم نے انجان نظروں سے فاز کو دیکھا تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد مریم ہڑ بڑا کر ہوش میں آئی اور وہاں سے اٹھنے لگی تو فاز نے اس کا بازو پکڑ لیا اور اٹھنے سے روکا ۔

اتنے نخرے کیوں کر رہی ہو؟

فاز نے سرد لہجے میں پوچھا ۔

بازو چھوڑو میرا اور تم خالہ کو بے وقوف بنا سکتے ہو مجھے نہیں

مریم نے کرخت لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

اس کی بات سن کر فاز قہقہہ لگائے ہنسنے لگا تھا دیکھو یار مجھے زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑی اور ماننا پڑے گا تمھاری خالہ سچ میں بہت معصوم ہیں۔میری بے تکی کہانی پر بھی انہوں نے آنکھ بند کرکے یقین کرلیا۔

اگر مجھے تمھاری حفاظت کرنی ہے تو بنا نکاح کے بھی تو کر سکتا ہوں نا فاز نے مسکرتے ہوئے کہا۔اوراب آتے ہیں مدعے کی بات پر فاز نے آخری بات سنجیدگی سے مریم کو دیکھتے کہی ۔

نکاح کے لیے تیار ہو جاؤڈارلنگ ورنہ بنا نکاح کے تمہیں اپنے کمرے میں لے جاؤں گا ۔

فاز نے مریم کے چہرے پر جھولتی بالوں کی لٹ کو کھینچے ہوئے کہا ۔

میں تم سے نکاح نہیں کرناچاہتی تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟

مریم نے چیختے ہوئے کہا۔فاز نے اسے بے بس کردیا تھا ۔

تو ٹھیک ہے دوسرا آپشن پھر بہتر ہے اوت تم بھی جانتی ہو مجھے روک نہیں سکتی فاز نے کہتے ہی مریم کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کرتے سخت لہجے میں کہا۔

تم اتنے خود غرض کیسے ہو. سکتے ہو؟ تمہیں صرف اپنی خوشی عزیز ہے۔میں تمہارے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ سکتی تم پچھتاؤ گئے

مریم نے اپنے. بازو سے فاز کا ہاتھ الگ کرنے کی کوشش کرتے کپکپاتی آواز میں کہا ۔

دیکھو تم مجھے کتنی اچھی طرح جان گئی ہو۔اور پچھتاوا تمھارے جیسا حسین ہو تو میں پوری زندگی پچھتانے کے لیے تیار ہو۔فاز نے نرمی سے مریم کا چہرہ اوپر کرتے کہا ۔

مریم نے اپنی نظریں جھکا لیں تھیں اس میں مزید فاز کی طرف دیکھنے کی سکت نہیں تھی ۔

مجھے واپس گاؤں جانا ہے۔مریم نے فاز کو دیکھتے بے بسی سے کہا۔

نکاح کے بعد واپس چلی جانا میں خود تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔

فاز نے گہری نظروں سے مریم کو. دیکھتے کہا ۔

تم ابھی میرے بھائی کو نہیں جانتی اگر وہ یہاں ہوتا تو تمھارے پہلے انکار پر ہی تمہیں تہہ خانے میں بند کر چکا ہوتا ۔

لیکن مجھے تمھاری معصوم شکل پر ترس آگیا اس لیے اچھے بچوں کی طرح مان جاؤ اور باہر آجاؤ میں تمھاری خالہ کو اندر بھیج رہا ہوں

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

مریم وہی بے بسی سے گھٹنوں کے بل بیٹھی رونے لگی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کلثوم اندر آئی تو مریم کے فیصلے نے ان کو حیران ضرور کیا تھا اور مریم بھی جان گئی تھی فاز اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔لیکن اگر ابھی اس نے نکاح نہیں کیا تو جو وہ کہہ رہا تھا کر دکھائے گا نکاح ہونے کے بعد کم از کم اسے تھوڑا وقت تو مل جائے گا نا اور بعد میں سوچ لے گی فاز سے پیچھا کیسے چھڑوانا ہے۔

میں تیار ہوں نکاح کے لیے مریم نے سرد لہجے میں کہا ۔

تم .نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے میری بچی چلو باہر مولوی صاحب آگئے ہیں ۔

کلثوم نے کہتے ہی ایک سرخ رنگ کا ڈوپٹہ مریم کے سر پر سیٹ کیا اور اسے باہر لے گئی۔

Urdu Novels Ghar

مریم کو لگ رہا تھا اس کا دماغ پھٹ جائے گا اسے نہیں معلوم کب اس نے قبول ہے بولا اور کب اس کا نکاح فاز کے ساتھ ہوا۔

کلثوم مریم کو وہاں سے لے گئی تھی۔ جو کمرے میں جا کر دھاڑے مار کر روئی تھی۔ اس نے کلثوم کو بھی کمرے سے باہر نکال دیا تھا اور اندر بیٹھی اپنی بے بسی پر ماتم کر رہی تھی فاز بھی گھر سے باہر چلا گیا تھا آج اس نے ساری سیکورٹی کا انتظام کرنا تھا جواب ضروری بھی ہو گیا تھا۔

زری پوری رات نہیں سوئی تھی۔ شاہ میر اپنی درندگی دکھانے کے بعد سو گیا تھا۔ زری اپنے بکھرے وجود کو گھسیٹی ہوئی بمشکل اپنے کمرے میں چلی تھی۔

ایسی ہوتی ہے محبت؟ زری نے اپنی چارپائی پر لیٹتے ہوئے آنسو بہاتے خود سے کہا۔

صبح کے چار بجے کا وقت تھا ابھی اس کی ماں سو رہی تھی۔

زری کا دل کر رہا تھا خود کو ختم کر لے۔

شاہ میر کی جب آنکھ کھولی تو اس نے مڑ کر زری کو دیکھا جو یہاں موجود نہیں تھی ۔

کیا خوبصورت رات تھی شاہ میر نے مسکراتے ہوئے خود سے کہا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا اس نے سوچ لیا تھا آج ہی فضیل اعوان سے رخصتی کی بات کرے گا ۔

شاہ میر کی نظر بیڈ پر پڑی باریک سی چین پر پڑی جو زری ہمیشہ ہاتھ میں پہنتی تھی۔ چین کو پکڑتے شاہ میر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور اسے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھا اور خود فریش ہونے چلا گیا ۔

فاز واپس آیا تو کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔اس نے ملازم کو آواز دی اور اپنے کمرے میں کافی لانے کا کہا ۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے لگا جیسے اس کے کمرے میں کوئی ہے لائٹ اون کرنے کے لیے جب اس کا ہاتھ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھایا تو کوئی بجلی کی تیزی سے اس کے سامنے آیا اور اس کی گردن پر چاقو رکھ دیا ۔

Urdu Novels Ghar

فاز لائٹ اون کر چکا تھا لیکن سامنے مریم کو دیکھ کر مسکرا پڑا جو آنکھوں سے ہی فاز کو بھسم کرنے کا ارادہ رکھتی تھی ۔

مسز اتنی بھی کیا جلدی تھی ؟ مجھے بلا لیا ہوتا میں آجاتا۔

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک سیکنڈ میں مریم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر پیچھے کمر کے ساتھ لگائے اور اسے اپنے قریب کیا۔ جو سیدھی فاز کے سینے سے آلگی تھی ۔

مریم کو سمجھ نہیں آئی کہ ہوا کیا ہے لیکن جب اس کی نظر فاز کی گردن پر پڑی تو سہم کر فاز کی طرف دیکھا۔ جہاں سے ہلکا سا کٹ لگنے کی وجہ سے خون نکل رہا تھا۔

اتنا سا خون دیکھ کر گھبرا گئی ہو تو میری یان کیسے لیتی مسز

فاز نے مریم کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

اب مریم کو اپنی بے وقوفی پر افسوس ہو رہا تھا کیوں وہ اس کے کمرے میں آئی ۔

فاز نے نظر مریم کی گال پر پڑی جہاں اس نے تھپڑ مارا تھا لیکن اسے افسوس تو بلکل بھی نہیں تھا ۔

Urdu Novels Ghar

فاز مریم کے چہرے کی طرف جھکا اور اپنے ہونٹ مریم نے نرم گال رکھ دیے

مریم پوری کانپ سی گئی تھی ۔

چھو چھوڑو مجھے مریم نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔

فاز مریم سے تھوڑا پیچھے ہٹا لیکن اس کے دونوں بازو ابھی بھی فاز کی گرفت میں تھے۔

تم خود آئی ہو مسز میں نے تمہیں نہیں بلایا تھا اور فکر مت کرو ابھی کچھ نہیں کروں گا لیکن چھوٹی موٹی گستاخی تو کر سکتا ہوں نا

فاز نے کہتے ہی اپنے لب مریم کی کالر بون پر رکھ دیے۔

فاز... مریم نے بے بسی سے اس کا نام لیا فاز نے حیرانگی سے مریم کو دیکھا

کیا کہا؟ فاز نے خوشی سے پوچھا ۔

مجھے جانے دو مریم نے ڈرتے ہوئے کہا

میرا نام لو فاز نے حکمیہ لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

فاز مجھے جانے دو مریم نے اس بار دانت پیستے کہا ۔

ٹھیک ہے چلی جاؤ فاز نے مریم کے ہاتھ چھوڑنے سے پہلے اس کے لبوں کو ہلکا سا اپنے ہونٹوں سے چھوا اور پیچھے ہٹ گیا ۔

مریم ایک دم سٹپٹا کر پیچھے ہٹی تھی اور کمرے سے باہر بھاگ گئی ۔

فاز مسکراتا ہوا بیڈ پر آ کر لیٹ گیا تھا اس کی ساری تھکن دور ہو گئی ۔

—

عمر شاید یہ مجھے بھول گیا ہے میرے ہی ٹھکانے پر آ کر مجھے نہیں پہچان رہا ۔

کس طرح اس کی یادداشت واپس لائی جائے؟ شیرو نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے عمر سے پوچھا

سامنے زمین پر گرے انسان کو تو سانپ سونگ گیا تھا۔

ت تم نے تو یہ کام چھوڑ دیا تھا نا آدمی نے ڈر کے مارے کپکپاتے لہجے میں پوچھا ۔

تم جیسے گھٹیا انسان چاہتے ہی نہیں تھے کہ شیر وانسان بن کر سکون کی زندگی گزارے تم لوگ مجھے دوبارہ جانور بنے دیکھنا چاہتے تھے

اس لیے واپس آنا پڑا تا کہ تم جیسے گند کو ختم کر سکوں۔

شیر و نے آدمی کو بالوں سے پکڑتے ہوئے غصے سے داڑھتے کہا ۔

شیر و میرا کوئی قصور نہیں ہے مجھے جیسا رانا صاحب نے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔اُدنے کہا تھا کہ پتہ کرو شیر و آجکل کہاں ہے ۔

آدمی نے سامنے کھڑی موت کو دیکھتے ہوئے سچ بولنے میں ہی عافیت جانی

رانا رانا اُس کمینے کو لگتا ہے سکون نہیں ہے بے غیرت انسان ہمیشہ ذلیل ہونے اپنے کتوں کو بھیج دیتا ہے اس بار تو تیرے رانا صاحب کا وہ حال کروں گا کہ وہ اپنے پیدا ہونے پر بھی پچھتائے گا۔

شیر و نے اس کے سر کو پیچھے جھٹکتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا ۔

Urdu Novels Ghar

عمر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے رانا کو بھیج دو تاکہ دوبارہ مجھے ڈسٹرب کرنے سے پہلے سو بار سوچے اور ہاں اب رانا کو ہون بتائے گا کہ شیر و کہاں پر ہے ؟

عباس نے سوچنے والے انداز میں عمر کو. دیکھتے پوچھا جو ہنس پڑا تھا۔

عمر اپنے مہمان کی اچھے سے خاطر تواضع کرنا

شیر و نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

چھوڑ دو مجھے میں معافی مانگتا ہوں آدمی نے چیختے ہوئے کہا لیکن کسی نے اس کی نہیں سنی اور عمر کے اشارہ کرنے پر پیچھے کھڑے دو حبشی اُس آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔

کیا ہوا دبیر ؟ اتنے غصے میں کیوں ہو؟ فاز نے حیرانگی سے پوچھا دبیر سیدھا بلیک پیلس آیا تھا اور بے تحاشہ غصے میں تھا ۔

کچھ نہیں میں تو ٹھیک ہوں دبیر نے سرخ آنکھیں فاز کے چہرے پر گاڑھتے ہوئے اپنی کنپٹی دباتے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

گاؤں کب چلنا ہے؟ دبیر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

دبیر میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے گاؤں جانے کا ابھی میں اپنی بیوی کے پاس ٹھہروں گا فاز نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا حال ہے تمھاری بیوی کا؟ دبیر نے اپنی ٹینشن کو بھول کر فاز سے پوچھا جو کافی خوش نظر آرہا تھا۔

بے چاری کا رو رو کر برا حال ہے جیسے پتہ نہیں کون سے ظلم میں نے اُس پر ڈھا دیے ہیں

فاز نے گہرا سانس لیتے معصومیت سے کہا۔

دبیر نا چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا تھا

چلو مجھے اپنی بیوی سے ملا دو پھر مجھے گاؤں کے لیے نکلنا ہے دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔فاز نے اثبات میں سر ہلایا اور دونوں کمرے سے باہر چلے گئے۔

مریم.... فاز نے کمرے میں داخل ہوتے مریم کو پکارا جس نے غصے سے فاز کو دیکھا آنکھیں اور ناک رونے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

فاز کے پیچھے ہی دبیر کمرے میں داخل ہوا تھا ۔

دبیر نے ایک نظر مریم کو دیکھا تو فاز کو باہر جانے کا اشارہ کیا فاز خاموشی سے باہر چلا گیا تھا۔وہ جانتا تھا اد کی موجودگی میں وہ کوئی الٹا ہی جواب دے گی۔

کیسی ہو گڑیا؟

دبیر نے بیڈ پر کچھ فاصلے پر بیٹھتے میٹھے لہجے میں پوچھا ۔

مریم نے کوئی جواب نہیں دیا

میں فاز کا دوست ہوں تم یہ بھی سمجھ سکتی ہو میرے لیے وہ میرے بھائی کی طرح اہم ہے ۔

میں جانتا ہوں اُس نے جو کچھ بھی کیا وہ غلط تھا۔اور یقین کروں میں نے اسے بہت ڈانٹا لیکن اب تو نکاح ہو چکا ہے ۔

دبیر نے شرمندگی سے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

مریم نے حیرانگی سے دبیر کی طرف دیکھا۔اس کے اندر ایک چھوٹی سی امید کی کرن جاگی تھی۔

توکیا آپ میری مدد کریں گئے؟ مریم نے امید بھرے لہجے میں۔ پوچھا

بلکل دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میری بات سنو مریم تمہیں یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اور میں یہ بھی جانتا ہوں تمھاری منگنی بھی ہوچکی تھی اور تم اپنے منگیتر کو پسند بھی کرتی تھی۔

میں تم سے وعدہ کرتا ہوں میں اُس لڑکے کے بارے میں خود سب کچھ معلوم کرواؤں گا اگر وہ مجھے تمھارے لیے بہتر لگا تو وہی ہوگا جو تم چاہو گی

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

لیکن آپ اپنے بھائی کے خلاف جاکر میری مدد کیوں کررہے ہیں؟ مریم نے بےیقینی سے پوچھا۔

اگر سچ کہوں تو تمہیں دیکھتے ہی جو پہلا خیال دماغ میں آیا وہ یہی تھا اگر میری کوئی بہن ہوتی تو تمھارے جیسی ہوتی

تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی۔

ہودبیر نے کہا۔

شکریہ آپ کا مریم نے نظریں جھکا کر کہا

اگر میری بہن ہوتی تو مجھے شکریہ تو کبھی نا بولتی بلکہ پورے حق سے کہتی کہ بھائی میری مدد کرو

لیکن مجھے لگتا ہے تم نے مجھے اپنا بھائی نہیں مانا دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا ۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے مریم نے جلدی سے کہا۔

پھر ٹھیک ہے تمھارا بھائی تمھارے ساتھ ہے تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے

یہ گھر تمھارا بھی ہے جہاں جانا ہے جاؤ اور ہاں فاز سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے

اگر وہ کچھ کہے تو بلا جھجھک مجھے کال کرنا میں خود اُس کی کلاس لوں گا

Urdu Novels Ghar

دبیر نے کھڑے ہوتے کہااور پھر کمرے سے باہر نکل گیا ۔

دبیر کی بات نے مریم کو کافی حد تک مطمئن کر دیا تھا ۔

باہر فاز کھڑا تھا۔فاز مریم کو. کسی قسم کا یہاں مسئلہ نہیں ہونا چاہیے اگر تم نے اُسے کسی قسم کی بھی تکلیف دینے کی کوشش کی تو پھر میرے قہر سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا ۔

دبیر نے گلاسز لگاتے فاز کو کہاجو حیرانگی سے دبیر کو. دیکھ رہا تھا ۔

کون مجھے کہہ رہا تھا اگر نکاح کے لیے ناما نے تو تہہ خانے میں بند کر دینا فاز نے دانت پیستے پوچھا۔

اُس وقت میں اسے جانتا نہیں تھا لیکن اب وہ دبیر کی بہن ہے اگر کسی نے اُس کے ساتھ برا کیا تو اُس کی خیر نہیں پھر چاہے وہ دبیر کا اپنا دوست ہی کیوں نا ہو۔دبیر نے دو ٹوک انداز میں کہااور وہاں سے چلا گیا۔

فاز کا دل کیا اپنا سر پھاڑ لے کیونکہ اگر مریم کو دبیر نے اپنی بہن بنایا ہے تو مریم کو اگر ہلکی سی خراش بھی آتی ہے تو فاز کی خیر نہیں تھی۔

چل فاز بیٹا اب ساس کا کام دبیر سرانجام دے گا۔فاز نے گہرا سانس لیتے کہا اور خود بھی وہاں سے چلا گیا ۔

صبح زری کی آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر پھٹا ہوا محسوس ہوا تھا۔

گزری رات آنکھوں کے سامنے گھومی تو بے ساختہ آنسو آنکھوں سے نکل کر تکیے کو بھگونے لگے تھے ۔

میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی شاہ میر تم بہت برے ہو تمہیں کسی کی تکلیف کا احساس نہیں ہے تم بہت برے ہو.

زری نے اپنی سسکی کو دباتے دل میں کہا ۔

زری میرا بچہ تو ٹھیک ہے؟

رضیہ نے زری کے سرہانے بیٹھتے پیار سے پوچھا۔

اماں میرا سر درد سے پھٹا جارہاہے زری نے اپنی ماں کی گود میں سر رکھتے بھاری آواز میں کہا۔

اس نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ۔

زری میری دھی رانی میں تجھے دوالا دیتی ہوں تو رونا تو بند کر اور پوری رات کہاں تھی تو؟

رضیہ نے زری کے آنسو صاف کرتے پوچھا ۔

زری کا دل کیا پھوٹ پھوٹ کر روئے

اور سب کچھ اپنے ماں کو بتادے

لیکن اپنی ماں کو بتانے کی ہمت شاید اس میں نہیں تھی ۔

اماں میں رانی کے پاس رک گئی تھی باتیں کرتے وقت کا پتہ نہیں چلا۔زری نے اپنی ماں سے نظریں چراتے کہا ۔

چل ٹھیک ہے تو رونا بند کر میں تیرے سے دوالاتی ہوں ایسا کر پہلے ناشتہ کر لے پھر دوا بھی لے لی ۔

Urdu Novels Ghar

رضیہ نے اٹھنے سے پہلے زری کے ماتھے پر اپنا شفقت بھرا لمس چھوڑتے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

زری کا اس وقت دل کر رہا تھا کہی دور چلی جائے جہاں سوائے اللہ کی ذات کے کوئی نا ہو کچھ وقت وہ اکیلے تنہا رہنا چاہتی تھی خود کے بارے میں سوچنا چاہتی تھی۔شاید زری نے بہت جلد ہمت ہار لی تھی وہ نہیں جانتی تھی زندگی میں بہت ساری مشکلات آتی ہیں اور انسان کو ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

ابا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے شاہ میر نے فضیل اعوان کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا جو حقے کے گہرے کش لے رہا تھا۔

کیا بات ہے بیٹا جی؟

فضیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا

ابا جان میں چاہتا ہوں ایک ہفتے تک زری رخصت ہو کر اس حویلی میں آ جائے میں مزید صبر نہیں کر سکتا۔ شاہ میر نے دوٹوک انداز میں کہا ۔

ٹھیک ہے بیٹا جی جیسا آپ کو بہتر لگے میں کچھ سوچتا ہوں۔ فضیل نے عام سے لہجے میں کہا ۔

ابا جان آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا؟ شاہ میر نے حیرانگی سے پوچھا ۔

کیونکہ اسے امید نہیں تھی کہ فضیل اتنی جلدی مان جائے گا ۔

بیٹا جی مجھے کیا اعتراض ہونا ہے میرے بیٹے کی خوشی میرے لیے اول ترجیح ہے ۔

آپ کا بہت بہت شکریہ ابا جان شاہ میر نے خوشی سے کہا اس سے پہلے فضیل کچھ کہتا دبیر دروازہ ناک کر کے کمرے میں داخل ہوا اور دونوں کو مشترکہ سلام کیا دونوں نے خوشی دلی سے سلام کا جواب دیا۔

بیٹا جی آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے فضیل نے دبیر کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس نے ایک نظر شامیر کو دیکھا جو شاید دبیر کے جواب کا منتظر تھا ۔

جی وہ دراصل کام بہت زیادہ تھا نیند پوری نہیں ہوئی دبیر نے گہرا سانس لیتے سنجید گی سے کہا ۔

کوئی بات نہیں بیٹا تم کمرے میں جا کر آرام کرو ۔

ابھی تم بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہو فضیل نے پیار سے کہا ۔

جی بہتر دبیر نے کہا اور وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا ۔

بہت سمجھدار اور اچھا لڑکا ہے فضیل نے حقے کا کش لیتے ہوئے کہا ۔

جو تھکے سے چہرے کے ساتھ زیادہ پر کشش لگ رہا تھا۔

ٹھیک کہا آپ نے ابا جی

شاہ میر نے بھی اپنے باپ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا ۔

شاہ میر میں سوچ رہا تھا کیوں نا دبیر سے تم دوستی رشتے داری میں تبدل کر لو ۔

مجھے تو یہ لڑکا بہت اچھا لگا ہے اور تم بھی اسے جانتے ہو ہماری کرن کو بہت خوش رکھے گا۔

فضیل نے اپنے خیالات سے شاہ میر کو آگاہ کرتے کہا ۔

ابا جان ویسے تو مجھے بھی دبیر میں کوئی برائی نظر نہیں آئی لیکن اتنی جلدی بھی کیا ہے۔پہلے میں مزید اُس کے بارے جان لوں پھر بات کر لیں گئے ویسے مجھے بھی دبیر کرن کے لیے مناسب لگا ہے۔

شاہ میر نے لائٹر سے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا

ٹھیک کہہ رہے ہو تم ہمیں پہلے دبیر کے بارے میں جاننا چاہیے۔

کرن میرے دل کا ٹکرا ہے میں نہیں چاہتا اُس کے بارے میں کوئی غلط فیصلہ کر لوں فضیل نے سنجیدگی سے کہا ۔

جی بلکل اور ابا جان مجھے شہر میں ایک ضروری کام ہے میں کل تک واپس آجاؤ گا آپ کو یہی بتانے آیا تھا شاہ میر نے کھڑے ہوتے کہا۔ٹھیک ہے بیٹا جی خیال رکھنا اپنا فضیل نے کہا۔اور پھر شاہ میر وہاں سے چلا گیا ۔

Urdu Novels Ghar

دبیر اُس کے بعد اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔اس نے کھانا بھی اپنے کمرے میں منگوایا تھا یہ کہہ کر کہ اس کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے ۔

کرن کو جب سے دبیر کی واپسی کا علم ہوا تھا وہ اس سے بات کرنے کے لیے بے چین ہو رہی تھی لیکن وہ تو اپنے کمرے سے ہی باہر نہیں نکل رہا تھا۔

اور اب جب سب سو گئے تو چھت پر چہل قدمی کے لیے آیا تھا۔

اس نے اپنی جیب سے لائٹر اور سگریٹ نکالا اور اس سلگا کر غور سے سگریٹ کو دیکھنے لگا۔

سگریٹ پینے سے تو اس نے فاز کو بھی ہمیشہ سے روکا تھا۔

لیکن آج سینے میں لگے آگ کو کسی طرح بجھانا تھا جو شاید اب کبھی نہیں ختم ہونی تھی ۔عجیب سی بے چینی نے اسے گھیرا ہوا تھا ۔

دبیر نے لاسٹ ٹائم تقریباً دو سال پہلے سگریٹ کا پیا تھا۔لیکن آج نا جانے کیوں اسے سگریٹ کی طلب محسوس ہوئی تھی ۔

سنا تھا اس نے سگریٹ پینے سے انسان تھوڑی دیر کے لیے ہی لیکن اپنی تمام ٹیشن کو بھول جاتا ہے۔ لیکن دبیر کی ٹینشن ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھتی جارہی تھی ۔

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ آخر کس چیز پر اسے زیادہ غصہ آرہا ہے اور کیوں؟

اتنے میں اسے کسی دوسرے وجود کا بھی احساس ہوا۔ جیسے کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے۔

دبیر نے مڑ کے دیکھا تو کرن چہرے پر مسکراہٹ لیے دبیر کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی ۔

دبیر اس وقت کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ کرن کو. دیکھ کر تو مزید اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا ۔

دبیر نے سگریٹ زمین پر پھینکا اور اُس پر اپنا وزنی شوز رکھ کر وہاں سے جانے لگا ۔

کرن نے دبیر کا بازو پکڑ کر اسے روکنے کی کوشش کی ۔

دبیر جو پہلے ہی اپنے سینے میں لگی آگ میں جل رہا تھا غصے میں اس نے کرن کا وہی ہاتھ پکڑ کر اس کی کمر کے ساتھ لگا دیا

Urdu Novels Ghar

خاموشی میں کرن کی درد بھری کراہت گونجی تھی ۔

تمہیں زیادہ شوق نہیں ہے غیر مرد کو چھونے کا؟دبیر نے کرن کو دیکھتے ماتھے پر بل ڈالے سرد لہجے میں پوچھا۔

بازو چھوڑو میرا کرن نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا درد سے اس کی جان نکل رہی تھی ۔

کیوں؟

تم نے ہی مجھے جانے سے روکا تھا نا؟اب تمہارے قریب کھڑا ہوں تو اب کیا تکلیف ہو رہی ہے؟

دبیر نے مزید کرن کے قریب ہوتے کہا دونوں میں فاصلہ نا ہونے کے برابر تھا ۔

کرن کو اب دبیر کے چہرے سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔اندھیرے میں اس کا چہرہ مزید خطرناک لگ رہا تھا ۔

دبیر نے کرن کی آنکھوں میں خوف دیکھا تو مسکرا پڑا اور اس کا بازو چھوڑ کر ہلکا سا دھکا دیا ۔جو لڑکھڑا کر کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی اور اپنے بازو کو دیکھنے لگی ۔

آئندہ رات کے وقت کسی بھی مرد کے پاس جانے سے پہلے سو بار سوچنا

شیطان آتے دیر نہیں لگتی۔ لیکن ایک بات میری یاد رکھنا دوبارہ اگر تم میرے سامنے اس حلیے میں آئی تو...... آگے تم خود بھی سمجھدار ہو دبیر نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا

اس کا اشارہ کرن کے لباس کی طرف تھا۔

دبیر کہتے ہی وہاں رکا نہیں تھا۔

کرن نے جاتے ہوئے دبیر کو دیکھا ایک دن تم میرے پاس ہی آؤ گئے دبیر دیکھ لینا کرن نے غصے سے کہا اور پھر خود بھی نیچے چلی گئی۔

مجھے گاؤں جانا ہے مریم نے فاز کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا جو لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا۔

مریم کو دیکھتے ہی اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا اور مریم کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا مریم بول پڑی تھی دیکھو اگر تم نے کوئی بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تو میں دبیر بھائی کو بتا دوں گی۔ مریم نے انگلی سے فاز کو تنبیہ کرتے کہا۔

ارے واہ تم مجھے دھمکی دے رہی ہو؟

فاز نے مریم کو دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا اور اس کی طرف قدم بڑھانے لگا جو پیچھے کو کھسکتی جا رہی تھی۔

میں سچ کہہ رہی ہوں میں بتادوں گی مریم نے اپنے لہجے میں مضبوطی لاتے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے تو کیا کہو گی؟

فاز نے مریم کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب کرتے پوچھا۔ جو فاز کے قریب آنے پر ایک دم بوکھلا گئی تھی۔

مسز اپنے بھائی کو بتاؤ گی کہ میرے شوہر نے میرے قریب آنے کی کوشش کی؟ فاز نے مریم کے کان کے پاس سرگوشی کرتے بے باکی سے پوچھا۔

فاز چھوڑو مجھے ورنہ....

مریم نے بات کو ادھورا چھوڑتے کہا۔

ورنہ کیا مسز؟

فاز نے مریم کی آنکھوں میں دیکھتے خمار آلود لہجے میں پوچھا ۔

ابھی آپ کے بھائی کو کال کرو گی اور کہو گی آپ نے مجھے ڈانٹا ہے مریم نے دھمکاتے ہوئے کہا۔

اتنا تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ فاز ایک ہی انسان کی بات مانتا ہے اور وہ دبیر ہے ۔

ہمم ٹھیک ہے یہاں سے جانے کے بعد کال کر لینا دبیر کو فاز نے دبیر پر زور دیتے ہوئے کہا

۔

فاز مجھے واپس جانا ہے اماں اور زری بھی اکیلی ہیں اس بار مریم نے بے بسی سے بھاری لہجے میں کہا آنکھوں میں نا چاہتے ہوئے بھی آنسو آ گئے تھے۔

مریم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فاز بھی سیریس ہو گیا ۔

ٹھیک ہے میں تمہیں کل گاؤں لے جاؤں گا لیکن ہمارے نکاح کا حویلی میں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے میں نے تمھاری خالہ کو بھی منع کر دیا ہے وہ بھی کسی کو کچھ نہیں بتائے گی۔

فاز نے انگلی کی پور سے مریم کی آنکھ سے نکلے آنسو کو چنتے کہا ۔

مریم نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا ۔

اب تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو فاز نے کہتے ہی اپنے لب مریم کے ماتھے پر رکھ دیے

مریم کچھ پل کے لیے شوکڈ ہو گئی تھی ۔

لیکن بولی کچھ نہیں

جاؤ فاز نے مریم سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے کہا ۔

مریم نظریں جھکائے وہاں سے چلی گئی۔ فاز نے اپنی گاڑی کی چابیاں پکڑی اور خود بھی کمرے سے نکل گیا ۔

زری میری بچی کیا ہو گیا ہے تجھے ؟ رضیہ نے گم سم سی بیٹھی زری کو دیکھتے پوچھا اتنے میں رانی بھی وہی آگئی ۔

کیا ہوا اماں ؟

Urdu Novels Ghar

رانی نے رضیہ سے پوچھا۔

پتہ نہیں میری دھی کو کیا ہو گیا ہے کل سے ایسے ہی گم سم بیٹھی ہوئی ہے رضیہ نے پریشانی سے کہا۔

اماں آپ فکر مت کریں ہو سکتا ہے مریم کو یاد کر رہی ہو رانی نے حوصلہ دینے والے انداز میں کہا ۔

تو کہتی ہے تو مان لیتی ہوں لیکن تو اس سے پوچھ اسے ہوا کیا ہے؟ رضیہ نے رانی کو کہا اور خود اُٹھ کر باہر چلی گئی ۔

زری کیا ہوا ہے تجھے؟

رانی نے زری کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے پوچھا

زری جو خود پر ضبط کیے بیٹھی تھی رانی کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

زری اب تو مجھے ٹینشن ہونے لگی ہے کیا ہوا ہے تجھے؟ رانی نے زری کے آنسو صاف کرتے بے چینی سے پوچھا؟

Urdu Novels Ghar

رانی مجھے شاہ میر کے ساتھ نہیں رہنا

مجھے اُس جانور کے ساتھ نہیں رہنا

زری نے روتے ہوئے کہا ۔

زری میری طرف دیکھ

رانی نے زری کا چہرا اوپر کرتے کہا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ۔

ہو سکتا ہے تو شامیر کو سیدھے راستے پر لے آئے کہتے ہیں نا جو ہوتا ہے ہماری بھلائی کے لیے ہوتا ہے تیرا نکاح جیسے بھی ہوا آگے تیری ذمہ داری ہے کہ تو شامیر کو ٹھیک کرے اور تو اسے ٹھیک کر سکتی ہے وہ تجھ سے محبت کرتا ہے۔رانی نے درد بھرے لہجے میں سمجھاتے ہوئے کہا ۔

محبت؟تو جو تم سے کرتا تھا وہ کیا تھا رانی؟

زری نے طنزیہ لہجے میں پوچھا ۔

مجھ سے وہ کبھی محبت نہیں کرتے تھے زری میری خوبصورتی نے اُن کو متاثر کیا تھااور یہ بات وہ اپنی زبان سے کہہ چکے ہیں۔

یہاں بات میری نہیں تیری ہو رہی ہے زری یہ رونا دھونا چھوڑ

تو زرتشہ ہے میری سہیلی جو ہر مسئلے کو مسکرا کر حل کرتی تھی۔تو ہمت نہیں ہار سکتی ۔

مشکلات کے بعد ہی آسانی آتی ہے اور پھر سکون ہی سکون ہوتا ہے تو کمزور نہیں پڑ سکتی سمجھ گئی؟

رانی نے سمجھانے والے انداز میں کہا ۔

لیکن رانی.....

زری اللہ پر چھوڑ دے سب کچھ وہ جو کرتا ہے ہمارے لیے بہتر ہوتا ہے اس لیے اب کوئی بحث نہیں اور چل میرے ساتھ حویلی چھت پر چلتے ہیں موسم بھی اچھا ہو رہا ہے رانی نے کھڑے ہوتے کہا ۔

مجھے ابھی حویلی نہیں جانا زری نے دوٹوک لہجے میں کہا ۔

شاہ میر شہر گئے ہیں وہ کل واپس آ ئے گئے ۔

رانی زری کے انکار کی وجہ سمجھ گئ تھی۔اس لیے جلدی سے کہا۔

اچھا چلو زری نے رانی کی بات سننے کے بعد کہا۔

اور جس معصومیت سے زری نے کہا تھا رانی کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئ تھی ۔پھر دونوں کمرے سے باہر چلی گئ۔زری نے رانی کو رات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا وہ رانی کو تکلیف دینا نہی چاہتی تھی ۔

رانی زری کو حویلی کی چھت پر لے آئ تھی دوپہر کے وقت گاؤں کا منظر بہت پر کشش نظر آرہا تھا۔

بادل بھی چھائے ہوئے تھے۔ٹھنڈی ہوا کے جھونکے زری کو اچھے لگ رہے تھے ۔

زری میں چائے اور ساتھ کچھ کھانے کو لاتی ہوں رانی کہتے ہی وہاں سے چلی گئ ۔

زری نے گہری سانس لی اور آنکھیں بند کیے ٹھنڈی ہوا کو محسوس کرنے لگی ۔

السلام علیکم

پیچھے سے آتی آواز زری کو ہوش کی دنیا میں لائی زری نے مڑ کے دیکھا تو کچھ پل کے لیے تو اپنے پلکیں جھپکانا بھول گئی ۔

—

پاشا تم کیا کرنے کا سوچ رہے ہو ؟

رانا تو تمھارا بہت بڑا دشمن ہے اور اب تم اُس کی مدد کرنا چاہتے ہو ؟ کیوں ؟

شاہ میر نے حیرانگی سے پوچھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ پاشا رانا کی مدد کرنا چاہتا ہے جو اس کا سب سے بڑا دشمن ہے ۔

شاہ میر تم نے سنا ہو گا دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے اور رانا جتنا بھی کمینہ ہو لیکن وہ مجھ سے زیادہ شیر و سے نفرت کرتا ہے اُس کی سب سے بڑی وجہ جانتے ہو کیا ہے ؟

پاشا نے اپنے کوٹ کے بٹن کھولتے اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے شاہ میر کی طرف دیکھا۔

جو نا سمجھی سے پاشا کو دیکھ رہا تھا۔

رانا کی بیٹی جو عباس پر دل و جاں سے فدا ہے۔اور جب عباس نے منع کر دیا تو اُس کی بیٹی نے خودکشی کرنے کی کوشش کی رانا اور اُس کے دونوں بیٹے اُس دن کے بعد سے عباس سے نفرت کرنے لگے اور کافی بار تو اُس سالے نے عباس کو نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کی تھی۔

اور اب مجھے رانا اور اُس کے بیٹوں کی ضرورت ہے ایک سے بھلے دو ہوتے ہیں اور عباس اس وقت میرے گلے کی ہڈی بن چکا ہے جسے نا میں نگل سکتا ہوں نا اُگل سکتا ہوں

اور میں اچھے سے جانتا ہوں جب تک عباس مجھے سڑک پر نہیں لے آئے گا اُسے سکون نہیں ملے گا

پاشا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

بھائی سے زیادہ اسے پیسہ عزیز تھا۔

ایک اکیلا عباس تم پر بھاری پڑ رہا ہے؟

شاہ میر نے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

شاہ میر میرے دوست میں اس کھیل کا بہت پرانا کھلاڑی ہوں تم ابھی نئے ہو اس لیے نہیں جانتے کون سی چال کہاں اور کیسے چلنی ہیں رانا سے میں اپنا کام نکلواؤں گا۔

عباس رانا کے ساتھ الجھ جائے گا اور پھر جو میں کرنا چاہتا ہوں آرام سے کر سکتا ہوں

پاشا نے اپنا منصوبہ شاہ میر کو بتاتے ہوئے کہا۔

ویسے تم کرنا کیا چاہتے ہو؟ شاہ میر نے مسکراتے ہوئے پوچھا

وقت آنے پر پتہ چل جائے گا ۔

پاشا نے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا جس پر شاہ میر قہقہہ لگائے ہنسنے لگا ۔

یہ کیا ہے؟ رانا نے کرخت لہجے میں اپنے آدمی سے پوچھا جو نظریں جھکائے کھڑا تھا ۔

سر شیرو نے آپ کے لیے یہ تحفہ بھیجا ہے آدمی نے جلدی سے کہا۔رانا نے باکس کی طرف دیکھا جو کافی بڑا تھا ۔

کھولواسے رانانے کہا۔

آدمی نے باکس کھولا تواندار کا منظر دیکھ کراس کی اپنی روح فناہو گئی تھی۔

اندر اُسی آدمی کے جسم کے ٹکرے موجود تھے جیسے رانانے شیر و کے ٹھکانے کا معلوم کرنے کا کہا تھااور وہ آدمی شیر و کے ٹھکانے تک پہنچ بھی گیا تھالیکن اس کی قسمت خراب تھی جو شیر و کے ہاتھ لگ گیا۔

کچھ منٹ کے لیے تورانا بھی گھبرا گیا تھا۔

لے جاؤاسے یہاں سے رانانے غراتے ہوئے کہا۔

تین چار آدمی جلدی سے اُس آدمی کی لاش کو وہاں سے لے گئے تھے۔

رانانے اپنے خاص آدمی کو شیر و کاایڈریس معلوم کرنے کا کہا تھا۔

راناچاہتا تھاکہ شیر واس کی بیٹی کے ساتھ شادی کرلے لیکن اُس نے منع کردیا۔

اوراب راناشیر و کی جان کادشمن بناہوا تھااُسے جان سے مارناچاہتا تھاجو آسان بلکل بھی نہیں تھا۔

Urdu Novels Ghar

تقریباً پانچ مہینے شیر واپنے شادی کے بعد غائب رہا تھا وہ اس دنیا سے بہت دور چلا گیا تھا۔

لیکن اقرا کی موت اسے واپس اسی دنیا میں لے آئی تھی اور اس بار شیر وزیادہ خطرناک بن کر لوٹا تھا۔

راناصاحب کی عمر تقریباً پچاس کے قریب تھی۔

رانا دانیال کا بہت اچھا دوست تھا دونوں ایک ساتھ ہی کام کرتے تھے لیکن دانیال کی موت کی خبر رانا کے لیے بہت بڑا دھچکا تھی وہ دانیال کی موت کا ذمہ دار پاشا کو سمجھتا تھا۔

اور اسی بات کو لے کر ان دونوں کے درمیان دشمنی پیدا ہو گئی اور جب شیر و نے رانا کی بیٹی سے شادی کرنے سے انکار کیا تو رانا دونوں بھائیوں کی جان کا دشمن بن گیا تھا۔

زری نے مڑ کے پیچھے دیکھا تو دبیر پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے چہرے پر سنجیدگی لیے کھڑا تھا۔

اس کی گرے آنکھوں میں عجیب سا قرب تھا جیسے دبیر نے چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

زری تو پہلے ہی دبیر کی شخصیت سے متاثر ہو چکی تھی۔

اس وقت دبیر نے بلیک پینٹ اور اُس پر ڈھلی سی ہڈی پہنی تھی دبیر زیادہ ڈارک کلر پہنتا تھا جو اس پر جچتے بھی بہت زیادہ تھے۔

وعلیکم السلام زری نے سلام کا جواب دیا اور اپنے چہرے پر آتے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کیا۔

دبیر کو زری کچھ ٹھیک نہیں لگی تھی۔آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی جو دبیر کی نظروں کو بھٹکنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

پتہ نہیں اس لڑکی کی آنکھوں میں ایسا کیا ہے جو مجھے بھی ان کے جادو میں قید کرنے کا ہنر رکھتی ہیں

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اور اپنی نظروں کا زاویہ تبدل کیا۔

کچھ کہا آپ نے؟زری نے دبیر سے پوچھا۔

نہیں آپ کی طبعیت ٹھیک ہے؟

دبیر نے گہرا سانس لیتے الٹا زری سے سوال کیا۔

جی بلکل زری نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔اس کی مسکراہٹ میں بھی درد شامل تھا۔

دبیر کی گہری نظریں زری کو خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔

مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔دبیر نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے زری کو کہا۔

جی؟

زری نے ناسمجھی سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔مجھے شاہ میر کے بارے میں آپ سے بات کرنی تھی۔

کیا آپ جانتی ہیں آپ کا شوہر شہر جا کر کیا کرتا ہے؟

دبیر نے زری کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا جو پتھریلے ہو گئے تھے۔

اگر آپ کا اشارہ اُن لڑکیوں کی طرف ہے جن کے ساتھ وہ رات گزارتے ہیں تو یہ بات مجھے پہلے سے معلوم ہے ۔

زری نے سرد لہجے میں کہا۔

ویسے حیرت ہے اتنا سب جانتے ہوئے بھی آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا

دبیر نے سامنے دیکھتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا ۔

مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی زری نے کہا اور وہاں سے جانے لگی ۔

زری دبیر نے بنا مڑے زری کو آواز دی

ایک مشورہ دوں گا اگر آپ کو مناسب لگے تو اس پر غور ضرور کیجیے گا ۔

دبیر نے کہا ۔

زری وہی رک گئی تھی۔

دبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی

Urdu Novels Ghar

شاہ میر کو سدھارنے کی کوشش کریں ہو سکتا ہے اُسے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہو جو اُسے بری چیزوں سے دور لے جائے دیکھیے شاہ میر میرا دوست ہے اس لیے مجھے عزیز بھی ہے۔اگر وہ سارے برے کام چھوڑ دیتا ہے تو اس میں اُسی کی بھلائی ہے آخری بات کہتے دبیر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آگئی تھی ۔

آپ مجھے کہہ رہے ہے کہ میں شاہ میر کو برے کاموں سے دور کردوں لیکن یہ کام تو آپ بھی کر سکتے ہیں وہ تو آپ کے دوست ہیں

زری نے دبیر کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

دبیر نے مڑ کر زری کو دیکھا ۔

دراصل میرے سمجھانے کا طریقہ تھوڑا مختلف ہے جو شاہ میر کو سمجھ نہیں آئے گا دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

زری کو ابھی بھی بات کی سمجھ نہیں آئی تھی پھر بھی اس نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔

آہ شاہ میر زری کی خاطر تمہیں ایک موقع دے رہا ہوں سدھر جاؤ ورنہ.....

دبیر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی بات کو ادھورا چھوڑتے کہا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا جسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ بارش ہونے والی ہے ۔

تھوڑی دیر وہی کھڑے رہنے کے بعد دبیر بھی وہاں سے چلا گیا تھا ۔

عباس اب کیا کرنا ہے ؟ عمر نے عباس سے پوچھا جو بولٹ کے سر پر پیار کر رہا تھا۔

پاشا سے پہلے مجھے رانا کی عقل ٹھکانے لگانی ہے۔

جو ہر بار اپنے کتوں کو میرے پیچھے بھیج دیتا ہے ۔

شیر وں نے سرد لہجے میں کہا۔

رانا تم سے ملنا چاہتا ہے شیر و

عمر نے شیر و کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

ٹھیک ہے اسے کہو آج رات اُسی کے گھر ملتے ہیں شیر و نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہا

۔

رانا کے گھر تمھارا اکیلے جانا کیا ٹھیک ہو گا؟

عمر نے پوچھا

رانا کے گھر شیر و جارہا ہے عمر عباس نہیں

شیر و نے عمر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔اور وہاں سے چلا گیا ۔

عمر نے رانا کو کال کر کے شیر و کے آنے کی اطلاع دے دی تھی جو کافی حیران بھی ہوا تھا۔

شیر و اکیلا رانا کے گھر گیا تھا۔رانا کے دونوں بیٹے گھر نہیں تھے۔

کیا کام ہے؟شیر و نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا

دیکھو شیر و مجھے خبر مل چکی ہے کہ تمھاری بیوی کو کسی نے مار دیا مجھے اس بات کا دکھ ہے

اس سے پہلے رانا مزید کچھ کہتا شیر و درمیان میں بول پڑا تھا ۔

تمہیں کس بات کا دکھ ہے؟بیوی تو وہ میری تھی مجھے دکھ ہونا چاہیے تم کون ہوتے ہو دکھ منانے والے؟

سدھی کام کی بات پر آشیر وںنے سرد لہجے میں رانا سے کہا جو کچھ پل کے لیے بوکھلا گیا تھا۔

میں چاہتا ہوں تم میری بیٹی سے شادی کر لو میری تمھاری ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے

رانا نے جلدی سے کہا۔

تمھاری میری ساتھ اگر کوئی دشمنی نہیں ہے تو اپنے کتوں کو میرے پیچھے کیوں لگایا ہوا ہے رانا صاحب؟

اور دوسری بات تمھاری میرے ساتھ دشمنی ہو یا نا ہو مجھے فرق نہیں پڑتا۔یہاں پر میں تمھاری بات سننے نہیں آیا بلکہ اپنی بات کہنے آیا ہوں اگر دوبارہ تم نے یا تمھارے بیٹوں نے میرے کام میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کی تو جس طرح تمھارے پالتو کے ٹکرے کیے ہیں ویسے ہی ٹکرے تیرے بیٹوں کی بھی تجھے گفٹ کروں گا۔

تو زرا سنبھل کے رہنا اس بار شیر و کو کمزور سمجھنے کی کوشش مت کرنا کمزور تو وہ کبھی بھی نہیں تھا لیکن اس بار شیر و جانور بن کر لوٹا ہے۔

شیر و نے رانا کو تنبیہ کرتے ہیں اور وہاں سے اٹھ گیا ۔

آخر تمہیں مسئلہ کیا ہے ؟ پہلے تو تم اپنی بیوی کی وجہ سے میری بیٹی سے شادی نہیں کر رہے تھے لیکن اب کیا مسئلہ ہے ؟ میری بیٹی تمھارے پیچھے پاگل ہو چکی ہے

رانا نے بھی اس بار چیختے ہوئے کہا ۔

تو اپنی بیٹی کا علاج کروا پاگلوں کا علاج کرواتے ہیں شادی نہیں

شیر و نے غصے سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا ۔

پیچھے رانا نے غصے سے اپنے کنپٹی کو دبانے لگا تھا۔

کہاں جا رہی ہو ؟ فضیل نے رانی کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو شاید اپنے کمرے میں جا رہی تھی

۔

آپ کو کوئی کام تھا؟رانی نے سنجید گی سے پوچھا۔

بلکل چلو میرے ساتھ کمرے میں پھر بتاتا ہوں فضیل نے رانی کو سر سے پاؤں تک. دیکھتے ہوئے کہا۔

ویسے شرم نام کی کوئی چیز آپ دونوں باپ بیٹے میں نہیں ہے اتنا تو مجھے بھی پتہ چل گیا ہے بیٹا باہر منہ مارتا ہے اور باپ اپنے ہی بیٹے کی بیوی ہر گندی نظر رکھتا ہے۔

آپ کو کبھی خوف نہیں آیا کہ رات کو آپ سوتے ہو صبح اگر آنکھ نہیں کھلتی تو کیا کرو گئے ۔کم از کم بڑھاپے میں ہی کچھ اچھے کام کر لو رانی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

۔نجانے کیوں اب اسے فضیل سے ڈر محسوس نہیں ہوتا تھا ۔

تمھاری کھنچی کی طرح چلتی زبان کو تو میں شاہ میر کو کہہ کر کٹواتا ہوں فضیل اعوان نے غصے سے کہا ۔

زیادہ سے زیادہ مجھ پر ہاتھ ہی اٹھا سکتا ہے آپ کا بیٹا اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے ابا.جی رانی نے ابا.جی پر زور دیتے کہا اور پھر فضیل کو نظر انداز کرتی وہاں سے چلی گئ ۔

تیرا تو کچھ نا کچھ کرنا پڑے گا۔ فضیل نے غصے سے کھولتے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

کہاں تھے تم؟ دبیر نے مصطفیٰ کو دیکھتے پوچھا جو کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

آپ کو نہیں پتہ کیا؟

مصطفیٰ نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا جس پر دبیر ہنس پڑا تھا۔

کام ہو گیا ہے؟

دبیر نے کافی کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے پوچھا۔ دونوں اس وقت مصطفیٰ کے کمرے میں موجود تھے۔

جی ہو گیا ہے

مصطفیٰ نے کہا اور بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔

رانی سے بات کرو کہ وہ شاہ میر سے طلاق لے لیں۔ دبیر نے مصطفیٰ کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

وہ کبھی نہیں مانے گی اچھے سے جانتا ہوں اُسے میں مصطفیٰ نے گہرا سانس لیتے کہا۔

ہاں تم تورانی کی رگ رگ سے واقف ہو دبیر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

بھائی یار غلطی ہو گئی اب آپ مجھ پر طنز کے تیر تو مت چلائے

مصطفیٰ نے بے بسی سے کہا۔

بیٹا جی میرا کیا دل کرتا ہے ابھی آپ اُن خیالات سے واقف نہیں ہوئے اگر وہ سن لو تو خود کہو گے طنز کے تیر زیادہ بہتر تھے

دبیر نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

سوری بھائی مصطفیٰ نے نظریں جھکا کر کہا۔

جاؤ فرش ہو جاؤ میں تھوڑی دیر کے لیے باہر جا رہا ہوں فاز بھی یہاں نہیں ہے خیال رکھنا دبیر نے مصطفیٰ کو دیکھتے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

مصطفیٰ بھی فرش ہونے چلا گیا تھا۔

—

فاز مریم کو واپس لے آیا تھا اور مریم نے سوچ لیا تھا اب وہ واپس بلیک پیلس فاز کے ساتھ کبھی نہیں جائے گی۔

مجھے تو ایک بات صاف صاف بتا پہلے تجھے خالہ کے پاس جانے کی جلدی تھی۔شہر جا کر نوکری کرنے کا بھوت سوار تھا تیرے سر پر اور اب تو واپس آگئی ہے۔

کرنا کیا چاہتی ہے تو؟ رضیہ نے کمر پر ہاتھ رکھتے چہرے پر سخت تیور لیے مریم سے پوچھا۔

اس نے یہی بتایا تھا کہ خالہ اسے گاؤں چھوڑ کر گئی ہیں ۔

اماں شہر میں نوکری کرنا آسان کام نہیں ہے میں نے کوشش کی لیکن مجھے نوکری نہیں ملی اور اب میں یہی رہو گی ۔

مریم نے عام سے لہجے میں کہا ۔

تیرا کچھ نہیں ہو سکتا رضیہ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی لیکن پھر یاد آنے پر مریم کو دیکھتے کہا کہ اسلم آیا ہے تمھارا پوچھ رہا تھا۔

کہاں ہے وہ؟ مریم نے خوشی سے چارپائی سے اترتے پوچھا ۔

Urdu Novels Ghar

باہر گیا ہے آتا ہو گا ۔

رضیہ نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی ۔

مریم بھی کمرے سے باہر نکلی تو دور سے اسے اسلم آتا ہوا نظر آیا جو ایک خوش شکل کا پچیس سال کا لڑکا تھا ۔

مریم کیسی ہو تم ؟ اسلم نے مریم کو دیکھتے مسکرا کر پوچھا ۔

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو ؟

اور شہر میں سب ٹھیک ہے تمہیں وہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے ؟ مریم نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا ۔

ہاں سب ٹھیک ہے اور تم شہر آئی تھی مجھے بتایا کیوں نہیں

اسلم نے پوچھا تو مریم اپنی نوکری کے بارے میں بتانے لگی کہ اُس نے کافی کوشش کی لیکن اسے نوکری نہیں ملی ۔

دونوں باتوں میں مشغول ہو گئے تھے ۔

فاز جو اپنے دھیان چل رہا تھا اچانک اس کی نظر مریم پر پڑی اُس کے ساتھ وہی لڑکا تھا جیسے وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔

دونوں کو ساتھ ہنستے اور باتیں کرتے دیکھ فاز کو بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

مریم جس نے فاز کو دیکھ لیا تھا اور اسلم کو بھی اندر آنے کا کہہ کر کمرے میں جانے لگی تو اس کا پاؤں پاس پڑے بڑے سے پتھر کے ساتھ زور سے ٹکرایا۔

مریم گرنے لگی تھی کہ اس نے اسلم کو کندھے سے پکڑا اور خود کو گرنے سے بچایا تھا اسلم نے بھی مریم کو کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچایا اور یہ منظر فاز کے لیے نا قابل برداشت تھا اس نے زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھی بھینچی اور اپنے غصے کو کنٹرول کیا۔

گھبرا تو مریم بھی گئی تھی۔پتھر اس کے ناخن پر لگا تھا جہاں سے خون نکلنے لگا تھا۔لیکن اس وقت مریم کے درد سے زیادہ فاز سے خوف محسوس ہو رہا تھا اس لیے اسلم سے کچھ فاصلے پر. کھڑی ہو گئی۔

اس نے دوبارہ اُسی جگہ دیکھا تو اب وہاں فاز نہیں کھڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

تم. ٹھیک ہو؟اسلم نے مریم کودیکھتے پوچھا

ہاہاں میں ٹھیک ہوں مریم کہتے ہی اندر چلی گئی تھی۔اسلم بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔

شیر و نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا کہ اچانک نیہا نے دروازے پر ہاتھ رکھ دیا شیر و نے ناگواری سے نیہا کو. دیکھا۔

جو بے شک بہت خوبصورت تھی لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں بھی اس کی خوبصورتی سے متاثر ہوتی تھیں۔اگر کوئی نہیں ہوا تھا تو وہ شیر و تھا۔

اور اس وقت ریڈ ٹاپ کے ساتھ چست پینٹ اور ڈیپ گلے کے ساتھ کھڑی کسی کے بھی ہوش ٹھکانے لگا سکتی تھی۔

تمہیں زرا سا بھی مجھ پر ترس نہیں آتا نیہا نے شیر و کا ہاتھ پکڑتے بے بسی سے پوچھا۔آج پورے پانچ ماہ بعد وہ شیر و کو اپنے روبرو دیکھ رہی تھی۔

شیر و نے نیہا کا ہاتھ زور سے جھٹکا۔میرے راستے سے ہٹ جاؤ نیہا

عباس نے سرد لہجے میں کہا پہلے میری بات کا جواب سنے دو نیہا نے ضدی لہجے میں کہا ۔

میں تم سے محبت نہیں کرتا

میں نے صرف ایک لڑکی سے محبت کی ہے اور وہ میری بیوی اقرا تھی ۔

عباس نے ایک ایک لفظ چبا کر سرد لہجے میں کہا ۔

اب تو وہ مر گئی ہے پھر کیوں اُس کے پیچھے پڑے ہو تم ؟ اور ایسا بھی اُس میں کیا تھا جو مجھ میں نہیں ہے ؟ نیہا نے چیختے ہوئے کہا ۔

زبان سنبھال کر بات کرو نیہا ورنہ کاٹ کے رکھ دوں گا۔

وہ میرے لیے کیا تھی اور کیا ہے یہ تمہیں بتانا میں ضروری نہیں سمجھتا۔

عباس نے ماتھے پر بل ڈالے کہا اور نیہا کو بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکیلا۔

عباس تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے نیہا نے شیرو کے سامنے آتے پختہ لہجے میں کہا ۔

شیرو نے ایک آبرو اچکاتے ہوئے سامنے کھڑی نیہا کو دیکھا ۔

Urdu Novels Ghar

بس ایک رات اپنی ایک رات میرے نام کر دو۔میں کچھ حسین پل تمھارے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔

نیہا نے شیر و کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئ تھی۔شیر و نے نیہا کا وہی ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا جو سیدھی شیر و کے چوڑے سینے سے آ لگی تھی ۔

کیا تمھاری محبت ایک رات میں ختم ہو جائیں گی ؟عباس نے نیہا کے کان کے پاس سر گوشی کرتے پوچھا دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب کھڑے تھے کہ ایک دوسرے کی دھڑکن آسانی سے سن سکتے تھے۔

تم ایک رات تو میرے پاس آؤ پھر پوری زندگی دور نہیں جا سکو گئے نیہا نے اپنا دوسرا ہاتھ عباس کے گلے میں ڈالتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

عباس کے پرفیوم کی خوشبو کی تو نیہا دیوانی تھی۔

اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں بھی اُن مردوں میں سے ہوں جس کے ساتھ تم رات گزارتی ہو اور وہ تمھارے دیوانے ہو جاتے ہیں تو میں اُن میں سے نہیں ہوں نیہا میڈم

میرا ٹیسٹ کچھ الگ ہے تم میرے ٹائپ کی نہیں ہو۔

عباس نے نیہا کو دیکھتے ایک آنکھ دباتے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کا بازو چھوڑ کر گاڑی میں بیٹھ گیا ۔

نیہا نے بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں کو باہر نکلنے سے روکا تھا ۔

تم بہت برا کر رہے ہو عباس بہت برا نیہا نے گیٹ سے نکلتی گاڑی کو دیکھتے کہا ۔

ماضی

عمر دانیال کے دور کے کزن کا بیٹا تھا جو دانیال کے پاس رہتا تھا۔عباس کی عمر کے ساتھ بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی ۔

عمر کی ایک بہن بھی تھی جس کا نام اقرا تھا اور اقرا اپنی دادی کے پاس رہتی تھی ۔

عمر کے ماں باپ فوت ہو چکے تھے۔

عباس نے اقرار کو پہلی بار گارڈن میں کھیلتے دیکھا تھا اُس وقت اقرا دس سال کی تھی جو کچھ دنوں کے لیے عمر کے پاس رہنے آئی تھی ۔

عباس کو اقرا معصوم سی گڑیا لگی تھی دو پونیاں کیے خود میں مگن سی کھیلنے میں مصروف تھی۔

عباس نے اقرا سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اقرا نے اسے اگنور کیا وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتی تھی۔

اگلے دو دنوں تک اقرا واپس اپنی دادی کے پاس چلی گئ ۔

عمر نہیں چاہتا تھا کہ وہ زیادہ وقت یہاں رکے وہ اسے ان سب چیزوں سے دور رکھنا چاہتا تھا ۔

حال

تمھارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے رانی؟ مصطفٰی نے رانی کا ہاتھ دیکھتے بے چینی سے پوچھا جو سرخ ہو رہا تھا۔

کچھ نہیں رانی نے کہا اور رخ موڑے کھڑی ہو گئی۔

اس نے فضیل اعوان کو جواب دیا تھا کچھ نا کچھ تو اُس نے کرنا تھا ۔

رانی کا پورا ہاتھ سرخ ہو گیا تھا یہ وہی ہاتھ تھا جو کرن بھی جلا چکی تھی اور ابھی تک وہ ٹھیک بھی نہیں ہوا تھا۔

فضیل نے دوسری ملازم سے کہہ کر رانی کا ہاتھ جلایا تھا اور رانی کو یہی لگا کہ گرم پانی غلطی سے اس کے ہاتھ پر گر گیا ہے۔

یار تم پاگل ہو

مصطفٰی نے رانی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے غصے سے کہا۔

چھوڑو میرا ہاتھ رانی نے ارد گرد دیکھتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

شکر ہے کوئی بھی پاس موجود نہیں تھا۔

چلو میرے ساتھ مصطفیٰ نے رانی کی بات کو نظر انداز کرتے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑے اپنے کمرے میں لے گیا۔

رانی کو تو یہ فکر کھائے جا رہی تھی کوئی دیکھ نا لے

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ اگر کوئی دیکھ لیتا تو جانتے ہیں کیا ہوتا رانی نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

مجھے اب پرواہ نہیں ہے تم یہاں بیٹھو

مصطفیٰ نے رانی کو بیڈ پر بیٹھایا جو کھڑی ہو کر دروازے کی طرف جانے

مصطفیٰ نے اسے بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔جو آنکھیں پھاڑے مصطفیٰ کو دیکھنے لگی تھی ۔

میں کیا بکواس کر رہا ہوں تمہیں سمجھ نہیں آ رہی؟ مصطفیٰ نے رانی کے سہمے ہوئے چہرے پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے کہا اسے رانی پر بے تحاشا غصہ آ رہا تھا جو ہر دوسری دن خود کو زخمی کر لیتی تھی۔

Urdu Novels Ghar

میں کہی نہیں جاؤں گی رانی نے مصطفٰی کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہااور وہ جو غصے سے کھول رہا تھا رانی کی بات پر ہلکا سا مسکرا پڑا۔اور اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

بیٹھو جا کر

مصطفٰی نے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

رانی خاموشی سے بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی تھی مصطفٰی نے سائیڈ ڈرا سے کریم نکالی اور رانی کے سامنے بیٹھے اس کا سرخ ہاتھ تھامااور بہت احتیاط سے اس پر کریم لگانے لگا۔رانی کا تو سارا دھیان مصطفٰی کی طرف تھا۔

یہ وہ انسان تھا جسے رانی دل و جاں سے چاہتی تھی شاید ابھی بھی دل کا یہی حال تھا لیکن اب مانتی نہیں تھی۔

جانتے ہو مصطفٰی آج تک میرے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے اُن سب چیزوں کے ذمہ دار تم خود ہو۔اگر آج میں اس حالت میں ہوں تو صرف ایک انسان کی وجہ سے اور وہ تم ہو۔

مجھے خود پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ میں نے تم جیسے انسان سے محبت کی

Urdu Novels Ghar

آخری بات کہتے رانی کے آنسو نا چاہتے ہوئے بھی چہرے کو بھگو گئے تھے ۔

مصطفیٰ کا ہاتھ وہی رک گیا اس نے رانی کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپ گیا تھا۔

میں جانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔لیکن پلیز تم رویا مت کرو کیا مجھے معاف نہیں کر سکتی؟ مصطفیٰ نے بے بسی سے پوچھا ۔

کبھی نہیں رانی نے اپنا ہاتھ چھڑواتے سرد لہجے میں کہا اور بیڈ سے اُٹھ گئی ۔

مصطفیٰ نے گہرا سانس لیا وہ جانتا تھا سب کچھ اتنا آسان نہیں ہو گا لیکن اب اس نے ہمت نہیں ہارنی تھی ۔

رانی اُس کے بعد وہاں نہیں رکی تھی اور کمرے سے نکل گئی۔

پیچھے مصطفیٰ نے عہد کیا تھا رانی کو شاہ میر سے طلاق لینے پر راضی کر لے گا۔

اسلم تمہیں پوری رقم وقت پر ادا کر دی گئی ہے لیکن ابھی تک لڑکی نہیں آئی؟ کہاں ہے لڑکی؟

رانا کے بڑے بیٹے نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے کرخت لہجے میں پوچھا۔

صاحب مجھے کچھ دنوں کا اور وقت دے دیں میں وعدہ کرتا ہوں اُسے آپ کے پاس لے آؤں گا اور اب ویسے بھی وہ ہمیشہ کے لیے آپ کے پاس ہی رہے گی اُسلم نے نظریں جھکائے جواب دیا۔

پورے دس لاکھ میں نے اُس پری کے تمہیں دیے ہیں اگر کچھ دنوں تک تم اُسے میرے پاس نہیں لائے تو دوگنی رقم واپس لوں گا۔

رانا کے بیٹے نے اسلم کو گریبان سے پکڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

نہیں صاحب آپ فکر مت کریں میں اسے لے آؤں گا اسلم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنا کالر ٹھیک کیا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے رانا کے بیٹے نے غصے سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

اسلم ایک سیکنڈ میں وہاں سے غائب ہوا تھا۔اسلم یہی پر کام کرتا تھااس نے مریم کو رانا کے بڑے بیٹے سے دس لاکھ لے کر اسے بیچ دیا تھا۔

پیسہ تو بڑے بڑے لوگوں کے ایمان کو ڈگمگا دیتا ہے یہاں پر تو پھر اسلم تھا جس کے لیے دس لاکھ بہت بڑی رقم تھی۔

مریم چارپائی پر بیٹھی ٹینشن میں اپنے ہاتھ کے ناخن چبا رہی تھی یہ حرکت اُسی وقت کرتی تھی جب غصے میں یا ٹینشن میں ہوتی تھی ۔

مریم کیا ہوا؟ رضیہ نے حیرانگی سے پوچھا کچھ نہیں اماں مجھے نا بہت نیند آرہی ہے تو میں سونے لگی ہوں مریم نے کہااور چارپائی پر لیٹ گئی ۔

رضیہ نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

میں حویلی جارہی ہوں زری بھی وہی رانی کے پاس رکی ہے اب ہم دونوں رات واپس آئے گئے اگر تجھے بھوک لگے تو وہی آجائی رضیہ نے کہااور کمرے سے باہر چلی گئی۔

Urdu Novels Ghar

مریم منہ پر چادر لیے لیٹی تھی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ حویلی نہیں جائے گی اور جب حویلی نہیں جائے گی تو فاز سے اس کا سامنا بھی نہیں ہو گا لیکن وہ یہاں بھی تو آ سکتا ہے اس بارے میں مریم نے نہیں سوچا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد اسے دروازہ کھلنے اور بند کرنے کی آواز آئی اسے لگا کہ رضیہ واپس آئی ہے

۔

فاز جو رضیہ کے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا اس نے جب اُسے نکلتے دیکھا تو پھر خود کمرے میں داخل ہوا۔اور دروازے کو لاک کیا ۔

فاز نے ایک نظر پورے کمرے میں ڈالی مریم میڈم چارپائی پر منہ تک چادر اوڑھے لیتی ہوئی تھی۔

فاز چارپائی کی طرف بڑھا اور چادر کو مریم کے اوپر سے اتار کر بائیں جانب پھینک دیا ۔

مریم نے ہڑ بڑا کر سامنے کھڑے فاز کو دیکھا جسکا چہرہ بے حد سنجیدہ تھا۔

مریم نے تھوک نگلتے ہوئے فاز کو دیکھا۔

اور اُٹھنے کی کوشش کی۔

لیکن فاز نے اس کے دائیں اور بائیں جانب ہاتھ رکھ کر اسے اٹھنے نہیں دیا۔

مریم آنکھیں پھاڑے فاز کو اپنے اوپر جھکے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

جانتی ہو مجھے کتنی تکلیف ہوئی؟

تم نے اُس لڑکے کے سینے پر ہاتھ کیوں رکھا بے شک تم گر جاتی لیکن تمہیں اُس کے سینے پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہیے تھا۔

فاز نے مریم کے غلابی ہونٹوں پر نظریں گاڑھے مزید کہا۔

اور دوسرے ہاتھ سے مریم کی پیشانی سے لے کر اس کے ہونٹوں تک لائن کھینچی مریم کی تو جان حلق میں آگئی تھی۔

اگر تم مجھے دوبارا اُس شخص کے ساتھ بات کرتے نظر آئی تو میں کیا کر سکتا ہوں تم بھی اچھے سے جانتی ہو مسز فاز

فاز نے مریم کے کان میں سرگوشی نما کہا مریم کو لگا فاز کی گرم سانسیں اس کے کان کو جھلسا دیں گئیں۔

جان تو اس کی اُس وقت نکلی جب فاز نے اپنے لب مریم کی شفاف گردن پر رکھ دیے ۔

میں اُس سے بات نہیں کروں گی مریم نے جلدی سے کہا۔

فاز نے مریم کے گھبرائے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا اور ہنس تو ہنس پڑا۔

یہی تمھارے لیے اچھا ہے مسز....

فاز نے مریم کے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے ذو معنی الفاظ میں کہا ۔

اس سے پہلے فاز مریم کے ہونٹوں کی طرف جھکتا اس کا موبائل رنگ ہوا۔اور فاز بھی ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔اس نے مریم کے ماتھے پر بوسہ دیا اور وہاں سے اٹھ گیا ۔

امید کرتا ہوں تم میری بات کو اچھے سے سمجھ گئی ہو گی۔

فاز نے مریم کو. دیکھتے کہا جس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔فاز نے کال اٹینڈ کی اور موبائل کان سے لگائے وہاں سے چلا گیا ۔

مریم نے اُٹھ کر سب سے پہلے دروازہ لوک کیا کہی واپس ہی نا آجائے

بے ہودہ انسان فاز کے جاتے ہی مریم اپنی ٹون میں واپس آئی تھی۔

میں تو ملوں گی اسلم سے بھاڑ میں جائیں باقی سب مریم نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی اب ڈر کم ہوا تو بھوک کا بھی احساس ہوا تھا۔

رات زری پھر سے چھت پر آئی تھی جہاں پر صرف خاموشی ہی ہوتی تھی۔اور یہ خاموشی اسے اچھی لگتی تھی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود اپنی ماں سے اب رخصتی کی بات کرے گی ۔

ایک بار شاہ میر کو سدھارنے کی کوشش کرے گی۔زری کے دماغ میں بار بار یہی خیال آرہا تھا ہو سکتا ہے شامیر سچ میں اس سے محبت کرتا ہو۔

ہو سکتا ہے وہ بدل جائے ۔

یہ سب چیزیں سوچتے ہوئے اس کے سر میں درد ہو گیا تھا ۔

کچھ فاصلے پر کھڑے انسان نے زری کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا۔

لڑکی تو خوبصورت ہے

عباس جو شامیر کی حویلی میں آیا تھا تا کہ معلوم کر سکے گھر میں کون کون ہے اور یہاں آنے کا مقصد کچھ اور بھی تھا کسی کی یاد کھینچ لائی تھی اسے

عباس چھوٹے چھوٹے قدم لیتا زری کی طرف بڑھا جو اس سے پشت کیے اپنے خیالوں میں گم کھڑی تھی ۔

عباس نے اسے کمر سے پکڑ کر اس کا چہرہ خود کی طرف کیا زری ایک دم بوکھلا گئی تھی۔

سامنے کھڑے شخص سے اس کی نظریں ملی جس کی صرف کالی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھی چہرے کو رومال سے چھپایا ہوا تھا۔

کو کون ہو تم؟ زری نے اپنی کمر سے عباس کا. ہاتھ پیچھے کرنے کی کوشش کرتے پوچھا جس نے مزید پکڑ سخت کرتے زری کو اپنے قریب کیا اور اس کے کان کے پاس غرایا ۔

شیرو.......

—

کون شیر و؟

زری نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا۔

عباس زری سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

بھاگنے کی کوشش مت کرنا

جو پوچھوں گا اُس کا سچ سچ جواب دو

عباس نے اپنے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے سرد لہجے میں کہا ۔

زری نے بھاگنے کا ارادہ ترک کرتے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا۔

شاہ میر کہاں ہے؟

عباس نے پوچھا نظریں زری کے زد پڑتے چہرے پر مرکوز تھیں ۔

شہر گئے ہیں ۔

زری نے جلدی سے جواب دیا ۔

تم کون ہو ؟عباس نے اگلا سوال کیا ۔

بیوی ہوں شاہ میر کی زری نے نظریں جھکا کر جواب دیا ۔

اوہ تو آپ ہیں مسز شاہ میر

عباس کا لہجہ آخری بات پر طنزیہ ہو گیا تھا ۔

آپ کون ہیں ؟

زری کو جب تھوڑا حوصلہ ہوا تو ڈرتے ہوئے عباس سے پوچھا۔

بتا تو چکا ہوں میرا نام شیر و ہے میرا یہاں آنے کا مقصد کچھ اور تھا میری ایک قیمتی چیز مجھے یہاں کھینچ لائی

لیکن یہاں آکر تو مجھے ایک اور حسین دوشیزہ مل گئی اب تو یہاں آنا جانا لگا رہے گا ۔

عباس نے ایک آنکھ دباتے ہوئے زری کو دیکھتے کہا ۔

کیا مطلب ؟زری نے نا سمجھی سے پوچھا

مطلب تمھارے چھوٹے سے دماغ میں نہیں آئے گا۔

آیا تو میں کسی اور مقصد کے تحت تھا لیکن اب چلتا ہوں پھر کبھی آؤں گا اور اپنے گھر میں کسی کو میرے بارے میں بتانے کی کوشش نا کرنا کیونکہ کوئی بھی تمھاری بات پر یقین نہیں کرے گا

عباس نے زری کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔

نا جانے کیوں اسے اسے زری کا خوفزدہ چہرہ. اچھا لگ رہا تھا ڈری سہمی سی زری اسے اٹریکٹ کررہی تھی ۔

وہ یہاں پر کسی اور سے ملنے آیا تھا لیکن زری کو دیکھ کر وہی رک گیا۔

اور اب اس کا ارادہ واپس جانے کا تھا ۔

زری نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور نیچے بھاگ گئی۔

زری کے جاتے ہی عباس نے اپنے چہرے سے رومال اتارا اس کے چہرے کے تاثرات پھر سے پتھریلے ہو گئے تھے۔

اور کتنی لڑکیوں کی زندگیوں سے کھیلو گے شاہ میر

عباس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور جیسے آیا تھا ویسے واپس چلا گیا۔

ماضی.....

اقرا کی دادی کی موت کے بعد وہ عمر کے پاس آ گئی تھیں۔ جس دن سے عباس نے اقرا کو دیکھا تھا۔ اُس دن کے بعد سے عباس نے اس پر نظر رکھنی شروع کر دی تھی ۔

دانیال کی موت کے بعد عباس بھی خاموش ہو گیا تھا اسی دوران عمر نے عباس سے بات کی کہ وہ اقرار کو یہاں نہیں رکھ سکتا عباس نے کہا تھا وہ کچھ سوچے گا۔

Urdu Novels Ghar

اقرا کچن میں اپنے لیے کھانا بنا رہی تھی عباس جو اپنے لیے کافی بنانے آیا تھا اس نے اقرا کو کچن میں دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

کیسی ہیں آپ؟ عباس نے کچن میں داخل ہوتے پوچھا۔اقرا نے عباس کو ایک نظر دیکھا اور اور دوبارہ کھانا بنانے میں بزی ہو گئی۔

عباس نے تمام ملازمین کو کہہ دیا تھا کہ کوئی بھی میل سرونٹ اس طرف نہیں آئے گا۔

اقرا کے نظرانداز کرنے پر عباس ہنس پڑا تھا۔

تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتی

عباس نے کیبنٹ سے کپ نکالتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ مجھے آپ لوگ پسند نہیں ہیں اس لیے میں آپ سب کے سوالوں کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتی

اقرا نے دوٹوک انداز میں کہا۔

اور ہم لوگ تمہیں پسند کیوں نہیں ہیں؟ عباس نے حیرانگی سے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

آپ لوگ خون خرابہ کرتے ہیں مظلوم لوگوں کی جان لیتے ہیں اقرا نے عام سے لہجے میں کہا۔

وہ سب تو تمھارا بھائی بھی کرتا ہے کیا وہ بھی تمہیں پسند نہیں ہے؟ عباس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

جی بلکل جتنی نفرت مجھے آپ لوگوں سے ہے اُس سے زیادہ اپنے بھائی سے بھی ہے اقرا نے عباس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اپنے کھانے کی ٹرے اٹھا کر کچن سے باہر نکل گئی پیچھے عباس اقرا کی بات سن کت حیران ضرور ہوا تھا۔

حال.......

ڈیڈ مجھے عباس چاہیے کچھ بھی کریں آپ مجھے ہر حال میں عباس چاہیے

نیہا نے رانا کو دیکھتے کہا۔

نیہا میں عباس سے بات کر چکا ہوں وہ نہیں مان رہا اور وہ کبھی نہیں مانے گا

رانا نے بے بسی سے کہا ۔

ڈیڈ مجھے عباس چاہیے اگر مجھے عباس نا ملا تو میں اپنی جان دے دوں گی یاد رکھیے گا میری بات

نیہا نے غصے سے کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

پیچھے رانا اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تھا ۔

کیا ہوا ڈیڈ ؟ حسیب نے رانا صاحب سے پوچھا

تمھاری بہن کی ضد مجھے کہی کا نہیں چھوڑے گی ۔

اسے سمجھاؤ جو وہ چاہتی ہے وہ نہیں ہو سکتا۔اور مجھے تو لگتا ہے اگر اب میں نے کچھ بھی کیا تو شیر و میری جان لینے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا ۔

رانا نے غصے سے کہا ۔

ڈیڈ شیر و کی کوئی نا کوئی کمزوری ضرور ہو گی ہم اسے استعمال کر کے اپنی بات منوا سکتے ہیں ۔حسیب نے مشورہ دیتے ہوئے کہا ۔

اُس کی سب سے بڑی کمزوری مر چکی ہے ۔

اب اُس کی کوئی کمزوری نہیں ہے رانا نے کہا ۔

ڈیڈ کوئی نا کوئی کمزوری تو اُس کی ضرور ہو گی ۔

ہاں کیا نام ہے اُس کے دوست کا عمر

عمر اُسے بہت عزیز ہے ۔

حسیب نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

عمر؟ تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ عمر کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہے شیر و کا دایاں بازو ہے۔اُسے پکڑنا آسان کام نہیں ہے۔اور اگر ہم ناکام ہو گئے تو جانتے ہو وہ کمینہ ہمارے ٹکرے کر کے اپنے کتوں کے آگے ڈال دے گا۔

رانا نے سرد لہجے میں کہا ۔

تمھارا بڑا بھائی کہاں ہے؟ رانا نے حسیب کو دیکھتے ذیشان کے بارے میں پوچھا۔ذیشان رانا کا بڑا اور حسیب چھوٹا بیٹا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

رانا کی بیوی کا انتقام دو سال پہلے ہو چکا تھا۔

اُن کو کچھ کام تھا شہر سے باہر گئے ہیں کل تک آ جائیں گئے حسیب نے سنجیدگی سے کہا ۔

ٹھیک ہے اُسے کہنا آتے ہی میری بات سننے اس شیر و کے بارے میں کچھ سوچنا پڑے گا

رانا نے آخری بات منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہی اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا ۔

حسیب بھی اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا ۔

رانی الماری میں گھسی کچھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔جب کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوا ۔

رانی نے مڑ کر دیکھا تو پیچھے فضیل اعوان چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیے کھڑا تھا ۔

رانی کو اپنی روح فنا ہوتی نظر آئی۔

کیا چاہیے آپ کو رانی نے اپنے ڈر پر قابو پاتے مضبوط لہجے میں پوچھا ۔

تمہیں بتائے آیا ہوں کہ فضیل اعوان کچھ بھی کر سکتا ہے۔ تم اُسے روک نہیں سکتی ۔

فضیل نے رانی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

اگر آپ نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو میں چیخ کر سب گھر والوں کو جمع کر لوں گی پھر آپ کی کیا عزت رہ جائے گی ۔

رانی نے فضیل کو دھمکانے والے انداز میں کہا۔

فضیل کے قدموں کو بھی بریک لگی تھی۔

غصے میں بنا کچھ سوچے سمجھے وہ یہاں تو آ گیا تھا لیکن اگر گھر میں سے کسی کو بھی پتہ چل گیا تو کیا اس کی عزت نہ جائے گی ۔

رانی میری ایک بات یاد رکھنا تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا ۔

ابھی تو جا رہا ہوں لیکن اگلی بار خالی ہاتھ بلکل بھی نہیں جاؤں گا ۔

فضیل نے رانی کو دیکھتے ہوئے غصے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

رانی کو اپنی ٹانگوں میں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اور وہی زمین پر بیٹھ گئی ۔

یا اللہ میں کیا کروں ؟ رانی نے بے بسی سے کہا۔اور اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

راناصاحب آج کی رات بھی یہی رک جائیں لڑکی نے ذیشان کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

جس نے مسکرا کر لڑکی کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا اس لڑکی کا نام ایما تھا جو ایک ماڈل تھی اور غیر مسلم تھی۔

ایما رانا کے بڑے بیٹے ذیشان پر فدا تھی اور اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔

ابھی جانا ضروری ہے ڈیڈ نے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔

ذیشان کہتے ہی ایما کے ہونٹوں پر جھک گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پیچھے ہٹا اور اپنی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔ایما نے ذیشان کے ہاتھ شرٹ سے پیچھے کر کے خود بٹن بند کرنے لگی تھی۔

Urdu Novels Ghar

ذیشان نے ایما کی کمر میں ہاتھ ڈال کو خود کے قریب کیا۔

تم بہت خوبصورت ہو ایما ڈارلنگ

ذیشان نے ایما کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چومتے ہوئے کہا ۔

راناصاحب اب آپ کو دیر نہیں ہو رہی ایما نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

جلدی واپس آؤں گا۔ذیشان نے ایما کو گلے لگاتے کہا اور اپنا موبائل اور والٹ پکڑ کر کمرے سے نکل گیا ۔

اسلم کا فون آیا تھا۔وہ چاہتا ہے تمہیں شہر سے شاپنگ کروادے۔لیکن اب میں تجھے شہر جانے نہیں دوں گی پتہ نہیں کیوں میرا دل بہت گھبرا رہا ہے ۔

رضیہ نے مریم کو دیکھتے کہا

ارے اماں وہ کون سا مجھے پہلی بار شاپنگ کروا رہا ہے اور خالہ بھی ہمارے ساتھ ہی ہوتی ہیں تو فکر مت کر ۔

مریم نے کہا۔

مریم تو نے ہی کہا تھا اب تو شہر نہیں جائے گی اور اب؟

اماں میں شہر شاپنگ کے لیے جاؤں گی۔نوکری کے لیے تھوڑی جا رہی مریم نے ناک سے مکھی اُڑانے والے انداز میں کہا۔

رضیہ اپنی نالائق بیٹی کو گھور کر خاموش ہو گئی تھی۔کیونکہ کچھ بھی کہنا بے کار تھا۔

فاز کو ایک ضروری کام سے شہر جانا پڑ گیا تھا وہ یہاں پر نہیں تھا اس لیے جب اسلم مریم کو لینے آیا تو وہ آرام سے اُس کے ساتھ چلی گئی۔

اس بار اسلم مریم کو اپنے گھر نہیں بلکہ ایک فلیٹ پر لے کر آیا تھا۔

یہ تمھارا گھر تو نہیں ہے؟مریم نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں میرا گھر نہیں ہے مجھے اپنے دوست سے کچھ پیسے واپس لینے تھے وہی لینے آیا ہوں تم بھی میرے ساتھ آجاؤ یہاں اکیلی بیٹھی کیا کرو گی؟

اسلم نے مریم کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

نہیں تم پیسے لے آؤ میں یہی پر ٹھیک ہوں

مریم نے جلدی سے کہا

ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی لیکن یہ شہر ہے یہاں پر کچھ بھی ہو سکتا ہے خیال رکھنا اپنا

اسلم نے ڈرانے والے انداز میں کہا۔

مریم کو وہ رات یاد آگئی جب کچھ لڑکوں نے اسے گھیر لیا تھا ۔

اسلم میں بھی تمھارے ساتھ آتی ہوں مریم نے کہا اور اسلم کے ساتھ چلی گئی ۔

اسلم نے چابی سے فلیٹ کا دروازہ کھولا مریم نے نوٹ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھی ۔

چلو اسلم نے مریم کو۔ دیکھتے کہا جو کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئی ۔

اسلم خود باہر ہی کھڑا تھا مریم کے اندر جاتے ہی اس نے فلیٹ کا دروازہ بند کرتے لوکڈ کر دیا۔

مریم نے مڑ کر دیکھا تو دروازے بند تھا ۔

Urdu Novels Ghar

مریم نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اسلم تو وہاں سے جا چکا تھا مریم کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے ۔

اسلم دروازہ کھولو مریم نے چلاتے ہوئے کہا دل اس کا فل سپیڈ میں دھڑک رہا تھا ۔

آنکھوں سے آنسو روانگی سے بہنے لگے تھے۔ جس طرح کے وہم اس کے دل میں ارہے تھے اُن پر شاید وہ یقین نہیں کرنا چاہتی تھی ۔

اب تو اس کا ہاتھ بھی درد کرنے لگا تھا لیکن دروازہ نہیں کھلا

کیا ہوا ہے جانِ من ؟

مریم کو اپنے کان کے پاس کسی اجنبی کی آواز سنائی دی جو اس کے بے حد قریب کھڑا تھا ۔

مریم نے مڑ کر دیکھا تو پیچھے ذیشان چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیے مریم کو دیکھ رہا تھا۔

مریم دروازے کے ساتھ چپک گئی تھی ۔

کون ہو تم ؟

مریم نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

میں تمھارا خریدار ہوں آج سے تم میرے پاس ہی رہو گی۔ تمھارے کزن نے پورے دس لاکھ مجھ سے لیے ہیں۔اور تمہیں میرے آگے بیچ دیا۔

لیکن تمہیں دیکھ کر تو لگتا ہے دس لاکھ تمھارے آگے کچھ بھی نہیں ہیں۔

ذیشان نے مریم کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جس نے زور سے ذیشان کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو اسلم ایسا نہیں ہے مریم نے پختہ لہجے میں کہا ۔

اب تم خود یقین نہیں کر رہی تو میں کیا کر سکتا ہوں خود سوچو وہ تمہیں یہاں کیوں لایا اور خود کہاں چلا گیا؟

خیر تم جو بھی سوچو مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا

ذیشان نے قہقہہ لگاتے کہا۔

مجھے جانے دو مریم کو جب بھاگنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو بے بسی سے کہا ۔

جانے دوں؟اب ممکن نہیں ہے تمھیں دیکھنے کے بعد تو بلکل بھی نہیں ۔

Urdu Novels Ghar

ذیشان نے کہتے ہی مریم کو بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کیا جو اس کے سینے سے آلگی تھی۔

شاہ میر واپس آگیا تھا اور آتے ہی زری سے ملا تھا۔

وہ زری کے لیے ایک بریسلٹ لایا تھا لیکن جو خبر زری نے دی اُسے سن کر تو شاہ میر خوش ہو گیا تھا۔

زری نے اُسے کہا تھا وہ رخصتی کے لیے تیار ہے۔

اور یہ بات شاہ میر کے لیے خوشی کا باعث تھی۔

تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے زری شاہ میر نے زری کو گلے لگاتے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

اور ہاں تمھارے لیے ایک چیز لایا ہوں

شاہ میر کے زری سے پیچھے ہٹتے کہا اور اپنی جیب سے ایک پیارا سا بریسلٹ نکالا جو گولڈن کلر کا تھا اور اس پر چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ کے موتی لگے تھے ۔

شاہ میر نے اپنا ہاتھ زری کے آگے کیا زری نے ایک نظر سامنے کھڑے شاہ میر کو دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیا ۔

شامیر نے زری کی کلائی میں بریسلٹ پہنایا جو کافی اچھا لگ رہا تھا اور جھک کر زری کی کلائی پر اپنے لب رکھ دیے ۔

زری نے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی لیکن شاہ میر کی پکڑ سخت تھی ۔

مجھے امی نے بلایا تھا زری نے شاہ میر کو دیکھتے کہا جس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا

جاؤ... شاہ میر نے مسکراتے ہوئے کہا آج وہ بہت خوش تھا۔اس لیے زری کو بھی جانے دیا

زری ایک سیکنڈ سے پہلے وہاں سے غائب ہوئی تھی ۔

دبیر جو شاہ میر سے ایک ضروری بات کرنے آیا تھا شاہ میر کو لان میں دیکھ کر وہی آ گیا تھا۔

اسے شاہ میر کا زری کو چھونا انتہائی برا لگا تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا۔زری اُس کی بیوی ہے لیکن پھر بھی اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

ناجانے کیوں اسے جیلسی محسوس ہوئی تھی۔

دبیر نے بریسلٹ کو غور سے دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئ پھر دبیر وہاں رکا نہیں تھا اور اپنے کمرے میں واپس آگیا۔

جس طرح کا میں نے تمہیں بریسلٹ کہا ہے ویسا ہی مجھے ایک دن کے اندر چاہیے اگر تھوڑا سا بھی مختلف ہوا تو تمھاری خیر نہیں

دبیر نے کمرے میں آتے اپنا فون نکالا اور سیم ویسا ہی بریسلٹ بنوانے کا کہا۔

یہ کیا حرکت کی ہے میں نے دبیر نے موبائل رکھتے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے خود سے کہا ۔

جیسی بھی حرکت تھی لیکن مجھے اچھی لگی۔خود ہی اپنے سوال کا جواب دے کر دبیر ہنس پڑا تھا ۔

—

چھوڑو مجھے مریم نے ذیشان کو پیچھے دھکا دیتے روتے ہوئے کہا۔ڈوپٹہ اس کا کہی باہر ہی گر گیا تھا۔

ذیشان مریم کے دھکا دینے پر اس سے دو قدم پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔شاید اس کی پکڑ سخت نہیں تھی۔

پلیز مجھے جانے دو میں نے کیا بگاڑا ہے تمھارا مریم نے ذیشان ہے آگے ہاتھ چھوڑتے بے بسی سے کہا۔

آنسوؤں سے پورا چہرہ تر ہو چکا تھا۔

پورے دس لاکھ میں نے اس لیے نہیں دیے کہ تمھیں جانے دوں۔

ذیشان نے مریم کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے غصے سے کہا۔

لیکن مریم کے چہرے کو دیکھ کر بے ساختہ اس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا جس سے وہ خود بھی انجان تھا۔

Urdu Novels Ghar

تمھارے لیے میرے پاس ایک آفر ہے اُس آفر کو ماننے کے علاوہ تمھارے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے۔

ذیشان نے مریم کے کان کے پاس اپنا چہرہ لاتے سرگوشی نما انداز میں کہا اور اپنے لبوں سے مریم کی کان کی لو کو چھوا

مریم ایک دم کانپ سی گئی تھی۔

اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔پتہ نہیں ذیشان کیا کہنے والا تھا

۔

مجھ سے نکاح کر لو

ذیشان نے ٹھوڑی سے پکڑ کر مریم کا چہرہ اوپر کرتے کہا ۔

جس کی حیرت سے آنکھیں پھٹ پڑی تھیں۔

مجھ سے نکاح کر لو فائدے میں رہو گی اُس کے علاوہ یہاں سے تمھارا نکلنا مشکل ہے۔

ذیشان نے مریم کے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

نکاح پر نکاح وہ کیسے کر سکتی تھی۔لیکن کوشش کے باوجود بھی اس کی زبان سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔

کیاہوا ڈارلنگ کیا نکاح کے بغیر رہنا چاہتی ہو؟ذیشان نے مریم کی خوف سے پھٹی آنکھوں میں دیکھتے معنی خیزی سے کہا۔

مریم کی آنکھوں کے سامنے اچانک اندھیرا سا چھا گیا اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی ذیشان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی بانہوں میں بھرا اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

فاز تمھاری بیوی کہاں ہے کچھ علم ہے تمہیں؟

دبیر نے کمرے میں داخل ہوتے فاز کو دیکھتے کہا جس کے چہرے سے تھکن عیاں تھی۔

اپنے کمرے میں ہو گی اُس نے کہاں جانا ہے

فاز نے عام سے لہجے میں کہا اور جگ سے پانی گلاس میں ڈالا

اور گلاس کو لبوں سے لگایا۔

وہ ذیشان کے پاس ہے

دبیر نے فاز کے چہرے کے تاثرات دیکھتے کہا وہ جو پانی پی رہا تھا زور زور سے کھانسنے لگا۔

کیا مطلب وہ تو اپنے کمرے میں تھی۔فاز نے بے چینی سے پوچھا۔

اُس کا کزن اسے یہاں سے لے گیا ہے۔

اور اُس نے مریم کو دس لاکھ میں بیچ دیا۔

دبیر نے اپنی شرٹ کا بٹن کھولتے ہوئے کہا۔

یہ سب تمہیں کیسے پتہ؟

فاز نے دبیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جس نے ایک آبرو اچکا کر فاز کو دیکھا جیسا کہہ رہا ہوں مجھے معلوم کیوں نہیں ہو گا۔

ذیشان اس وقت کہاں ہے؟

فاز نے پوچھا

اپنے فلیٹ پر دبیر کہتا صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

فاز وہاں سے نکلنے لگا کہ دبیر نے اسے روکا۔

مریم کو دوبارہ یہاں مت لانا اور اُس کا کزن تہہ خانے میں بند ہیں اُس کی بھی اچھے سے خاطر تواضع کرنا

دبیر کہتے ہی اپنے موبائل میں بزی ہو گیا۔

اُس کمینے کو تو میں جان سے مار دوں گا۔

فاز نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

اور وہاں سے چلا گیا ۔

پیچھے دبیر موبائل سائیڈ پر رکھے آنکھیں موندے لیٹ گیا تھا۔

اور جس کا چہرہ اسے نظر آیا اس نے گھبرا جلدی سے آنکھیں کھول لیں۔

یہ لڑکی میرے حواسوں پر چھا رہی ہے

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

اور وہاں سے اٹھ کر خود بھی باہر چلا گیا ۔

زری نے اپنی ماں سے رخصتی کی بات کی لی تھی۔وہ حیران تو ضرور ہوئی تھی لیکن بولی کچھ نہیں

فضیل اعوان نے ایک ہفتے بعد ولیمے کا اعلان کیا تھا سارے گاؤں والوں کو بھی پتہ چل گیا

تھا شاہ میر بہت خوش تھا۔

اور اس نے پاشا کو بھی آنے کا کہا تھا۔

جس نے آنے کی حامی بھر لی تھی۔

حویلی میں تیار شروع ہو گئی تھیں۔

رانی بھی زری کے لیے خوش تھی۔اور اس وقت بھی کچن میں گھسی کام کرنے میں بزی تھی ۔

تمھارا ہاتھ کیسا ہے اب؟

مصطفیٰ نے رانی کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو ہلکے نیلے رنگ کے سوٹ میں سر پر ڈوپٹہ لیے پیاری لگ رہی تھی۔

ٹھیک ہے رانی نے بنا مصطفیٰ کی طرف دیکھے جواب دیا۔

رانی میری طرف دیکھو

مصطفیٰ کے لہجے کی بے بسی محسوس کر کے رانی نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا

تم شاہ میر سے طلاق لے لو مصطفیٰ کی بات پر رانی نے گھور کر دیکھا۔

اُس کے بعد کیا ہو گا؟

رانی نے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں

مصطفیٰ نے عام سے لہجے میں کہا جس پر رانی تمسخرانہ انداز میں ہنس پڑی۔

شاہ میر کی استعمال شدہ چیز کو قبول کر لو گے؟ رانی کا انداز مصطفیٰ کو بھڑ کا گیا تھا۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ مصطفیٰ نے رانی کو بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے غراتے ہوئے کہا۔

جو ایک دم سہم گئی تھی۔کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو کہ کیا بول رہی ہو اور تم کوئی چیز نہیں ہو سمجھی

اس لیے فضول سوچنا چھوڑ دو

مصطفیٰ نے رانی کی سہمی ہوئی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ویسے تمہیں پیار کی زبان سمجھ میں نہیں آتی آگر پیار سے میری بات مان لیتی تو اچھا ہوتا

لیکن تم انتہا کی ضدی ہو اب میں اپنے طریقے سے تمہیں ہینڈل کروں گا جو تمہیں بلکل بھی پسند نہیں آئے گا۔

اس لیے تیار رہنا مصطفیٰ نے رانی کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے رانی نے گہرا سانس لے کر خود کو نارمل کیا تھا۔ سمجھتا کیا ہے خود کو بد تمیز کہی کا رانی نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ذیشان نے مریم کو بیڈ پر لیٹایا اور خود اس کے پاس بیٹھے غور سے اُسے دیکھنے لگا۔

اور جھک کر مریم کے چہرے پر آئی بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کیا۔

اس سے پہلے وہ مریم کے ہونٹوں کی طرف جھکتا کوئی آندھی طوفان بنا کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ذیشان نے مڑ کر دیکھا تو حیران ضرور ہوا تھا۔

تم؟اندر کیسے آئے؟ذیشان نے فاز کو دیکھتے پوچھا۔جیسے پہلے سے ایک دوسرے کو جانتے ہو۔

فاز کی نظریں مریم پر جمی تھیں جو بنا ڈوپٹے کے آڑی ترچھی لیٹی تھی۔غصے سے فاز نے اپنے جبڑے بھنیچے تھے ۔

تمھارے کتے سے چابی لے کر آیا ہوں فاز نے داڑھتے ہوئے کہا اس کا اشارہ اسلم کی طرف تھا۔

لیکن تمھارا اس لڑکی سے کیا لینا دینا؟

ذیشان نے سگریٹ کو سلگاتے ہوئے عام سے لہجے میں پوچھا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ فاز یہاں مریم کے لیے آیا ہے۔

بیوی ہے میری فاز نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

تم نے شادی کرلی مبارک ہو بھئی بہت بہت مبارک ہو ۔

ذیشان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

لیکن اسے میں نے خریدا ہے تو اب یہ میری ہے۔

تم یہاں سے چلے جاؤ

ذیشان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

کمینے اپنی بیوی کو تیرے پاس چھوڑ کر چلا جاؤں تیرے باپ جیسا کینہ نہیں ہوں

فاز نے غراتے ہوئے کہا ۔

زبان سنبھال کر بات کر

ذیشان نے دھاڑتے ہوئے کہا ۔

تیرا اپنی رکھیل سے دل بھر گیا جو اب باہر منہ مار رہا ہے؟ فاز نے اس کی دکھتی رگ کو چھیڑتے ہوئے مسکرا کر کہا اسے معلوم تھا کیسے ذیشان کو ہینڈل کرنا ہے۔

اپنا منہ بند کرو ورنہ جان سے تجھے مار دوں گا۔

ذیشان نے فاز کے سامنے آتے دانت پیستے کہا ۔

فاز جس نے ہاتھ میں لوہے کا راڈ پکڑا ہوا تھا زور سے اس کے سر پر دے مارا۔

ذیشان کے سر سے خون نکلنے لگا تھا دیکھتے دیکھتے اس کا پورا چہرا خون سے بھر گیا۔

فاز نے اپنا پورا زور لگا کر اسے مارا تھا ذیشان کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور وہی زمین پر بیٹھ گیا۔

فاز مریم کی طرف گیا اور اسے اپنی بانہوں میں بھر کر وہاں سے باہر لے گیا۔

ذیشان وہی زمین پر بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا۔

فاز مریم کو بلیک پیلس لے آیا تھا اس نے مریم کو بیڈ پر لیٹا کر پانی کا بھرا پورا جگ اس پر ڈال دیا۔

مریم ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھی اور نا سمجھی سے فاز کو دیکھنے لگی جو ماتھے پر تیوری چڑھائے مریم کو دیکھ رہا تھا۔

پانی کی وجہ سے اس کا لباس سارا گیلا ہو گیا تھا۔

لیکن جیسے ہی مریم کا دماغ بیدار ہوا اسے آہستہ آہستہ سب یاد آنے لگا۔

تو سہمی ہوئی نظروں سے مریم نے فاز کو دیکھا جس نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

مسز فاز آپ کو میری بات سمجھ میں نہیں آئی اب آپ خود بتا دیں کس طرح کی سزا آپ کو دی جائے؟

فاز نے دانت پیستے مریم کے دونوں بازوں پر اپنی پکڑ سخت کرتے کہا۔مریم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

مجھے درد ہو رہا ہے فاز مریم نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔

جس نے مریم کو پیچھے دھکا دیا جو بیڈ پر جا گری تھی۔

مجھے بھی ہوا تھا یہاں پر فاز نے اپنے دل کے مقام پر انگلی رکھتے غصے سے کہا۔

جانتی ہو وہ کون تھا اگر میں نا پہنچتا تو کیا ہو جاتا۔

تم اتنی کم عقل کیسے ہو سکتی ہو۔

اتر گیا بھوت تمھارے سر سے اسلم کا وہ کمینہ تمہیں بیچ آیا اور اُس کے ساتھ ہمدردی کر رہی تھی۔فاز نے مریم کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

وہ جھوٹ بول رہا تھا

ہو سکتا ہے یہ تمھارا پلان ہو میری نظروں میں اسلم کو گرانا چاہتے ہو ۔

مریم نے بھی غصے سے کہا۔جو اس کے چھوٹے سے دماغ میں سمجھ آیا تھا اُس کے مطابق بول پڑی تھی۔

فاز مریم کی بات سن کر کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا ۔

پھر تھوڑی دیر بعد قہقہہ لگائے ہنسنے لگا۔اسے ہنستا دیکھ مریم کو احساس ہوا وہ کچھ غلط بول چکی ہے۔لیکن اب احساس ہونے کا کیا فائدہ....

فاز اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے پاس چھوڑ دے گا تا کہ اُس کمینے انسان کو غلط ثابت کر سکے۔

میری ایک بات کان کھول کے سن لو مریم

فاز نے مریم کو بازو سے پکڑ کر خود کے سامنے کھڑا کرتے کہا ۔

فاز بہت برا ہے بہت برا اور وہ ایسے کام کر چکا ہے اگر تم جان لو تو کبھی یقین نا کرو

لیکن فاز نے کبھی کسی عورت کی عزت کے ساتھ نہیں کھیلا ۔

اور تم تو میری بیوی ہو تم پر پڑتی کسی غیر کی نظر کو بھی میں برداشت نہیں کرتا اور تم کہہ رہی ہو یہ سب میرا پلان تھا ۔

فاز نے سرد لہجے میں کہا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ۔

اتنا بے غیرت میں کبھی نہیں تھا مریم آج تم نے فاز کو اُسی کی نظروں کے سامنے گرا دیا ہے کوشش کرنا میرے سامنے مت آؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گی۔

فاز نے مریم کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔مریم دوبارہ بیڈ پر جا گری تھی۔

—

فاز سٹڈی روم میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پی رہا تھا۔اسے ناجانے مریم کی بات کیوں اتنی بری لگی تھی۔

وہ فاز کو اس طرح کا انسان سمجھتی ہے جو اُسے نیچا دکھانے کے لیے اس حد تک چلا جائے گا۔

آج تو سگریٹ بھی اسے سکون نہیں دے رہے تھے۔

اب اپنے غصے کو کسی طرح تو کم کرنا تھا اس لیے وہ تہہ خانے کی طرف گیا تھا اسلم وہاں کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔

اسلم کو دیکھ کر فاز کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئ

فاز اسلم کے پاس گیا جو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا اور اس نے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا۔

اسلم جو نیم بے ہوش تھا پوری طرح ہوش میں آ گیا۔بند تہہ خانے میں فاز کے تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔

Urdu Novels Ghar

کون ہو تم؟ اسلم نے فاز کو دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔اسے لگ رہا تھا اس کا جبڑا ہل گیا ہے۔

تجھے ایسی کون سی سزا دی جائے جس سے مجھے بھی سکون مل جائے فاز نے اسلم کے سوال کو نظرانداز کرتے سوچنے والے انداز میں کہا ۔

ہاں تجھے میں پانچ دن تک زندہ رکھوں گا ۔

لیکن ان پانچ دن کا ایک ایک سیکنڈ تجھ جیسے کمینے انسان پر اتنا بھاری بنا دوں گا کہ تو خود اپنے منہ سے موت مانگے گا لیکن تجھے موت نہیں دوں گا ۔

فاز نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اسلم کے سامنے چھوٹا سا میز لا کر رکھا اسلم آنکھیں پھاڑے فاز کو دیکھ رہا تھا۔

فاز نے اسلم کا ایک ہاتھ کھولا اور اُسے میز پر رکھ کر تیز دھار والا چاقو پکڑا ۔

اسلم کی خوف کے مارے آنکھیں باہر آگئی تھیں۔

یہ کیا کرنے والے ہو تم؟ اسلم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

ابھی پتہ چل جائے گا اسلم میاں فاز نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور اسلم کی ایک انگلی کاٹ دی پورے تہہ خانے میں اسلم کی دردناک چیخیں گونجی تھیں ۔

فاز نے اس پر بس نہیں کیا اس کا دوسرا ہاتھ بھی میز پر رکھ کر دوسرے ہاتھ کی بھی انگلی کاٹ دی ۔

اسلم بنا پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔خون میز سے ہوتا ہوا زمین پر گر رہا تھا۔

ویسے تو پانچ دن سے پہلے بھی مر سکتا ہے یہ تو اب تجھ پر ڈیپنڈ کرتا ہے کب تک تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔

لیکن ابھی بھی کچھ کمی محسوس ہو رہی ہے مجھے فاز نے اسلم کی چیخوں کی پرواہ کیے بغیر خود سے کہا۔

یاد آیا کہاوت ہے نا ایک جلے پر اگر نمک چھڑکو تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے میں اگر اس پر نمک کی بجائے مرچیں چھڑک دوں

تو کیا خیال ہے تمھیں زیادہ تکلیف ہو گی ۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے اسلم کو دیکھتے معصومیت سے پوچھا۔

جس کی چیخوں میں اب کمی آگئی تھی لیکن ابھی بھی وہ کانپ رہا تھا۔

کیا یاد کرو گئے مرچوں والے آئیڈیا کو کسی اور پر استعمال کر لوں گا ۔

تم .ابھی اندھیرے کو انجوائے کرو فاز کہتے ہی وہاں سے چلا گیا اور تہہ خانے کا دروازہ بند ہوتے ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔

اور اب فاز قدرِ بہتر محسوس کر رہا تھا۔لیکن مریم کی بد قسمتی جو اس کے سامنے آگئی۔

مجھے گھر جانا ہے مریم کے فاز کو دیکھتے دو ٹوک انداز میں کہا۔

تمھیں بھی تھوڑا بہت سبق سکھانا چاہیے تا کہ تھوڑی عقل تم میں بھی آ جائے۔

تمھاری خالہ گاؤں گئی ہیں ضروری کام سے اور میں نے سارے ملازمین کو چھٹی دے دی ہے جو کچھ میں کہوں گا وہ تمہیں بنانا ہے۔

اور مسز ابھی تک میں نے آپ کی غلطی کو معاف نہیں کیا تو میرے سامنے اپنی زبان

چلانے سے تھوڑا پرہیز کریں۔

فاز نے ماتھے پر تیوری لیے مریم کو دیکھتے کہا جو فاز کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی

تھی۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ کی بات مانو گی؟

مریم نے سنجیدگی سے فاز کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جو ہلکا سا مسکرا کر مریم کے قریب آیا۔

مسز ابھی تک میں نے آپ سے اپنا حق نہیں لیا اگر آپ نے میری بات نا مانی تو رات کو تیار

رہنا اور تم مجھے روک بھی نہیں سکتی۔

فاز نے ہلکا سے مریم کے کان کو اپنے لبوں سے چھوا اور پیچھے ہٹ گیا۔

آج تم کھانا بناؤ گی کل۔ پورے پیلس کی اچھے سے صفائی کرو گی جب بزی رہو گی تو فضول

کے خیالات تمھارے چھوٹے سے دماغ میں نہیں آئے گے۔

Urdu Novels Ghar

اور تمھارے چہرے کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا ہے تم میری پہلی والی بات پر عمل کرو گی تو لگ جاؤ کام میں

فاز نے مریم کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا ۔

پیچھے مریم کا دل کیا کہ اُس کھانے میں زہر ملا دے تاکہ ساری پریشانی ختم ہو جائے لیکن ابھی اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا اس لیے خاموشی سے کچن کی طرف چلی گئی۔

مصطفیٰ شاہ میر کی ریسیپشن کے فوراً بعد تم رانی کو غائب کر دو گے۔دبیر نے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا ٹھیک ہے

کیا آپ جانتے ہیں پاشا بھی آ رہا ہے۔مصطفیٰ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ہاں جانتا ہوں۔

لیکن میں نے سوچا ہے میں شاہ میر کو ایک موقع دوں گا۔

دبیر نے اپنی کنپٹی سہلاتے ہوئے کہا ۔

کیا؟ بھائی آپ جانتے بھی ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ مصطفیٰ نے بے یقینی سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

ہاں میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اگر وہ سدھر جاتا ہے تو اچھی بات ہے دبیر نے کہا ۔

آپ کا دل سچ میں بہت بڑا ہے لیکن اس کرم نوازی کی وجہ کہی زرتشہ تو نہیں؟

مصطفیٰ نے دبیر کو دیکھتے پوچھا ۔

ایسا کچھ نہیں ہے مصطفیٰ بس میں اُسے ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔

دبیر نے کہتے ہی کھڑکی کی طرف رخ موڑ لیا تھا ویسے تو وہ اپنے تاثرات چھپانے میں ماہر تھا۔ لیکن آجکل زری کے معاملے میں اس کے ساتھ عجیب ہی ہو رہا تھا۔

مصطفیٰ نے مزید کچھ نہیں پوچھا تھا اُسے شاید اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔

مصطفیٰ کے جاتے ہی دبیر نے گہرا سانس لیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔

عباس انسانوں سے زیادہ تو اس گھر میں کتے ہیں ہر جگہ وہی نظر آتے ہیں عمر نے جھنجھلاتے ہوئے عباس کو کہا جو ہلکا سا مسکرا پڑا تھا۔

کتے کم از کم وفادار تو ہوتے ہیں نا

عباس کی بات پر عمر خاموش ہو گیا۔

تم حویلی گے تھے جس سے ملنا چاہتے تھے کیا اُس سے مل لیا تم نے؟

عمر نے عباس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں اُسے تو نہیں مل سکا لیکن ایک حسینہ سے بات چیت ہو گئی تھی آخری بات عباس نے دل میں کہی۔

تو دوبارہ اب کب جاؤ گے؟ عمر نے پوچھا

اب روبرو ہونے کا وقت آگیا ہے عمراب بہت جلد ایک دوسرے کے سامنے ہونگے بہت ہوا یہ چھپن چھپائی کا کھیل عباس نے سنجیدگی سے کہا۔

جیسے تمھیں بہتر لگے عمر نے کہا اور اپنے موبائل فون میں بزی ہو گیا۔

عباس کچھ سوچ کر مسکرا پڑا تھا۔

زری بوجھل دل کے ساتھ اپنے سامنے پڑے گلابی جوڑے کو دیکھ رہی تھی جو شاہ میر نے اس کے لیے خریدا تھا۔

اس نے رخصتی کا فیصلہ تو کر لیا تھا لیکن اس کا دل خوش نہیں تھا اس کی نظر اپنی کلائی کی طرف گئی جہاں شاہ میر نے بریسلٹ پہنایا تھا لیکن اب کلائی خالی تھی۔

یہ کہاں گیا؟

زری نے پریشانی سے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا لیکن بریسلٹ کہی نہیں تھا۔

کہی گر گیا ہو گا۔

Urdu Novels Ghar

اگر شاہ میر نے پوچھا تو اُسے میں کیا جواب دوں گی؟زری نے پریشانی سے سوچا

چھت پر گرا ہو گا۔زری کو یاد آیا کہ وہ زیادہ چھت پر ہی جاتی ہے تو وہی ہو گا۔

زری چارپائی سے اٹھی اور چھت کی طرف چلی گئی۔

چھت پر جاکر اس نے ہر طرف دیکھا لیکن بریسلٹ کہی نہیں تھا۔

اسے ڈھونڈ رہی ہیں آپ پیچھے سے آتی دبیر کی آواز نا چاہتے ہوئے بھی زری کے چہرے پر مسکراہٹ لے آئی تھی۔

شاید چھت پر آکر اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی وہ ضرور آئے گا۔

زری نے دبیر کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

زری نے دبیر کے ہاتھ میں پکڑے بریسلٹ کو دیکھا جو سیم ویسا ہی تھا جیسا شاہ میر نے زری کو دیا تھا۔لیکن یہ شاہ میر کا بریسلٹ نہیں تھا۔

Urdu Novels Ghar

رات جب زری سو رہی تھی تو دبیر اس کے کمرے میں گیا تھا اور اس کے ہاتھ سے بریسلٹ اتار کر جیسے آیا تھا ویسے ہی باہر چلا گیا اس نے زری کے چہرے کی طرف نظر بھر کے نہیں دیکھا تھا وہ جانتا تھا اگر وہ غور سے اسے دیکھ لیتا تو اس کا واپس جانا مشکل ہو جاتا۔

جی لیکن یہ آپ کو کہاں سے ملا زری نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دبیر کے آگے کرتے ہوئے پوچھا یہی چھت پر گرا ہوا تھا مجھے لگا شاید آپ کا ہی ہو گا زیادہ آپ ہی چھت پر آتی ہیں۔

دبیر نے بریسلٹ کو زری کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے کہا۔

دبیر کے ہاتھ کی انگلیاں زری کی ہتھیلی کے ساتھ ٹچ ہوئی تھی۔دبیر کی نظریں تو زری کے چہرے کی طرف تھی جس نے گھبرا کر جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور اپنے بریسلٹ کو پہنے لگی۔

لیکن اس کا لاک اس سے بند نہیں ہو رہا تھا۔

میں کر دیتا ہوں دبیر نے شاید زری سے پوچھا نہیں تھا بلکہ اُسے بتایا تھا اور آگے آ کر زری کا نرم بازو اپنی گرفت میں لیا ۔

زری کے چہرے کی ہوائیاں اُڑ گئی تھیں۔اگر کسی نے اسے دیکھ لیا تو اس کی خیر نہیں

دبیر نے بہت پیار سے زری کا ہاتھ پکڑا تھا۔

میں خود کر لوں گی زری ن ء کہا اور اپنا ہاتھ پیچھے کرنا چاہا لیکن دبیر کی گرفت اتنی بھی نرم نہیں تھی کہ زری آسانی سے اپنا ہاتھ باہر نکال سکے۔

دبیر کی ایک گھوری سے زری سہم گئی تھی۔

دبیر نے خود زری کو اپنا لایا ہوا بریسلٹ پہنایا اور پھر پیچھے کھڑا ہو گیا۔

زری نے شکر ادا کیا تھا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی

آپ نے رخصتی کا اچھا فیصلہ کیا ہے دبیر نے کہا۔

زری کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی تھی۔

زندگی تو میری خراب ہو چکی ہے اب چاہے رخصتی کر کے شاہ میر کے پاس جاؤ یا رخصتی کے بغیر اس سے فرق نہیں پڑتا۔

زری نے مڑ کر دبیر کو. دیکھتے کہا جو ہلکا سا ہنس پڑا تھا اور ایک پل کے لیے تو زری دبیر کو دیکھ کر مبہوت رہ گئی تھی۔

لیکن جلد ہی اس نے اپنے سر کو جھٹکا اور ہوش میں آئی ۔

دبیر زری کے پاس آیا اتنا پاس کے زری اس کے پرفیوم کی خوشبو کو اچھے سے محسوس کر سکتی تھی ۔

کہتے ہیں جو ہوتا ہے ہماری بھلائی کے لیے ہوتا ہے آگے ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے کسی کو نہیں پتہ لیکن ہمیں اتنا یقین ہونا چاہیے کہ اوپر والا کبھی بھی اپنے بندوں کے ساتھ برا نہیں کرتا۔ کوئی نا کوئی اس میں حکمت ہوتی ہے ۔

آپ کو بھی یہی سوچنا چاہیے دبیر نے زری کی سہمی ہوئی آنکھوں میں دیکھتے کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

یہ کیا بول کر گیا ہے زری نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خود سے کہا اور خود بھی نیچے بھاگ گئی۔

Urdu Novels Ghar

پاشا مجھے تمھاری آفر قبول ہے رانا نے اپنی غصے پر قابو پاتے کہا۔

ارے یہ تو اچھی بات ہے۔

اور تمھارا بیٹا کیسا ہے؟

پاشا نے ذیشان کے بارے میں پوچھا۔

ابھی تک بے ہوش ہے لیکن جس نے بھی اس کے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہے جان سے مار دوں گا اُسے میں

رانا نے سرد لہجے میں کہا۔

ذیشان نے حسیب کو ایک ضروری کام کے لیے بلایا تھا لیکن جب وہ وہاں پہنچا تو ذیشان کو خون میں لت پت دیکھ کر شوکڈ ہو گیا تھا اور جلدی سے اسے ہسپتال لے گیا۔

رانا کو جب پتہ چلا تو اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ پاشا کی آفر کو قبول کر لے گا ۔

اور اس وقت پاشا کے سامنے بیٹھا تھا۔

تم عباس کو جان نے مروانا چاہتے ہو؟

پاشا نے وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے پوچھا۔

نہیں میں اُسے بے بس کرنا چاہتا ہوں تا کہ وہ میری بیٹی سے شادی کرلے۔

میں اُسے مارنا نہیں چاہتا مجھے وہ زندہ چاہیے ورنہ میری بیٹی اپنی جان لے لیں گی۔

رانا نے غصے سے کہا۔

پاشا ہنس پڑا تھا رانا عباس کو بے بس کرنا چاہتا تھا جو کہ ناممکن تھا یہ بات تو پاشا کو بھی معلوم تھی لیکن کچھ نہیں بولا اسے بس اپنے لیے رانا کی ضرورت تھی۔ تو رانا کی مدد کیوں کرتا۔

ماضی......

اقرا کی بات نے عباس کو بہت بے چین کیا ہوا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کرے وہ سچ ہی کہہ رہی تھی ان کا م ہی ایسا تھا جس میں بے قصور لوگوں کی بھی جان چلی جاتی ہے تھی۔

لیکن اقرا کو تو وہ بچپن سے پسند کرتا تھا۔اور اس وقت بھی عباس نے اقرا کے لیے ایک فیصلہ کیا۔جو شاید اس کے بھائی کے لیے ناقابل قبول تھا۔

عباس اقرا کے پاس گیا۔جو بیڈ پر بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔

مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے عباس نے سنجیدگی سے اقرار کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی کیا کہنا چاہتے ہیں؟اقرا نے کتاب سائیڈ پر رکھتے عباس کی طرف دیکھا۔

میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں عباس نے سیدھا اپنا مدعا بیان کیا

جس پر اقرا ہنس پڑی تھی۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں آپ سے نکاح کے لیے تیار ہو جاؤں گی؟

اقرا نے عباس کے سامنے آتے ہوئے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

مجھ میں کمی کیا ہے وہ بتا دو

عباس نے بھی سنجیدگی سے پوچھا۔

میں بتا چکی ہوں اقرا کہہ کر وہاں سے جانے کے لیے مڑنے لگی کہ عباس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر رکا اور خود کے قریب کیا۔

جو اپنا متوازن برقرار نہیں رکھ پائی اور عباس کے سینے سے آ لگی تھی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے اقرا نے گھورتے ہوئے عباس کو کہا جو مسکرا پڑا تھا۔

اگر میں سب کچھ چھوڑ دوں جو تمہیں پسند نہیں ہے تو کیا پھر بھی تم مجھ سے نکاح نہیں کرو گی؟

عباس نے اقرا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔جو آنکھیں پھاڑے عباس کو دیکھ رہی ہو جیسے عباس کی بات پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

میرے لیے آپ سب کچھ کیوں چھوڑ رہے ہو؟اقرا نے بے یقینی سے پوچھا۔

جب تمہیں پہلی بار دیکھا تھا اُسی دن تم پر دل ہار بیٹھا تھا۔اس لیے تھوڑا خود غرض ہو رہا ہوں۔

Urdu Novels Ghar

اور تمھارے لیے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں میں وعدہ کرتا ہوں ہم دونوں یہاں سے دور

چلے جائے گے اس دنیا سے بہت دور

سب کچھ چھوڑ دوں گا۔

عباس نے اقرا کے چہرے پر آتی بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے کہا۔

اور اقرا کو ابھی بھی عباس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا ۔

اس وقت اقرا کو اپنا آپ بہت اہم محسوس ہوا تھا ۔

ٹھیک ہے اگر آپ نے یہ کام چھوڑ دیا تو میں آپ سے نکاح کر لوں گی۔

لیکن آپ بھی اپنے وعدے پر قائم رہیے گا ۔

اقرا نے رضامندی دیتے ہوئے کہا ۔

تھینک یو سو مچ اقرا عباس نے خوشی سے اقرا کو گلے لگایا اور اتنی زور سے بھنیچا

کہ اسے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

Urdu Novels Ghar

اووسوری اب تم سے نکاح کے بعد ملوں گا

اپنا خیال رکھنا عباس نے پیار سے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

پیچھے ابھی بھی اقرا بے یقینی سے کھڑی تھی۔

—

ماضی............

کیا ہوا؟ کیا بات کرتی ہے تم نے؟ عمر نے عباس کو دیکھتے پوچھا

میں اقرا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں

عباس نے عمر کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

میں اُسے اس دنیا سے دور رکھنا چاہتا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں ہمیشہ کے لیے اس جہنم میں اُسے لے آؤ؟

Urdu Novels Ghar

عمر نے سرد لہجے میں کہا۔وہ عباس کی بات سننکر حیران ضرور ہوا تھا۔

عمر میری ایک بات یاد رکھنا اگر میں چاہو تو تم سے پوچھے بغیر بھی اقرا سے نکاح کر سکتا ہوں اور. مجھے تم کیا کوئی بھی روک نہیں سکتا اتنا تو تم بھی جانتے ہو۔

اور میں جانتا ہوں تم اُس کے بھائی ہو تمہیں اُس کی پرواہ ہے۔ لیکن میں نکاح کے بعد اقرا کو یہاں سے لے کر بہت دور چلا جاؤں گا

اپنی نئی زندگی کی شروعات کروں گا۔اور تم بھی میرے ساتھ آؤں گے۔

عباس نے عام سے لہجے میں کہا۔

جہاں عمر کو عباس کی بات نے حیرت میں ڈالا تھا وہاں اسے عباس کی آخری بات طیش دلا گئی تھی ۔

تم تو اقرا کی خاطر سب کچھ چھوڑ رہے ہو لیکن میں کیوں ان سب چیزوں سے دور جاؤں؟

عمر نے عباس کو گھورتے ہوئے پوچھا جس پر عباس ہنس پڑا تھا۔

تم اپنی بہن کی خاطر سب کچھ چھوڑو گے

عباس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عباس یہ سب کچھ اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو ہمارے بہت سے دشمن ہے

اگراُن کو زراسی بھی بھنک لگ گئی تو ہمیں ختم کرنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گے۔

عمر نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

تم فکر مت کرو پاشا ہے ناجیسا بھی ہے میرا بھائی ہے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

عباس نے یقین سے کہا۔

عمر عباس کی بات پر خاموش ہو گیا تھا وہی تو سب سے بڑا مسئلہ تھا۔

اور جب یہ بات پاشا کو معلوم ہونی تھی تو اُس نے کیا ہنگامہ کرنا تھا اس کا بھی عمر کو اندازہ ہو گیا تھا۔

میں پاشا کو بتا کر جلد از جلد اقرا سے نکاح کر کے یہاں سے جانا چاہتا ہوں

پاشا بس واپس آجائے تو میں اُس سے بات کرتا ہوں۔

عباس نے کہا عمر خاموش ہو گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا عباس نے اپنی مرضی کرنی ہے تو اس کے بولنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

شاہ میر کی گاڑی خراب ہو گئی تھی اس وقت سڑک بھی سنسان تھی۔ پاشا بوکھلاہٹ میں بھاگتا ہوا شاہ میر کے پاس آیا

شاہ میر ایک پل کو ڈر گیا تھا۔

کون ہو تم ؟ شاہ میر نے پاشا کو. دیکھتے پوچھا جو شکل صورت سے اچھے گھر کا لگ رہا تھا

میرے پیچھے بیسٹ کے آدمی پڑے ہیں

تم. پلیز میری مدد کرو ۔

پاشا کہتا وہاں سے کچھ فاصلے پر درخت کے پیچھے جا چھپا تھا۔

شاہ میر کو ایک سیکنڈ لگا تھا سمجھنے میں کہ کیا معاملہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد ہی پانچ موٹے آدمی بھاگتے ہوئے وہاں آئے تھے ۔

یہاں ایک آدمی آیا تھا کہاں ہے وہ؟اُن میں سے ایک آدمی نے شاہ میر کو دیکھتے پوچھا جس کا حلق تک خشک ہو گیا تھا۔

سامنے کھڑے حبشیوں کو دیکھ کر ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اکیلا ان کا سامنا نہیں کر سکتا۔

یہاں کوئی نہیں آیا میں خود اپنے ڈرائیور کا انتظار کت رہا ہوں میری گاڑی خراب ہو گئی ہے اور تمہیں یہاں کوئی نظر آرہا ہے؟

شاہ میر نے اُس موٹے حبشی کو دیکھتے الٹا اُس سے سوال کیا۔

اُسی حبشی نے شاہ۔میر کی گاڑی کا دروازہ کھولا اور گاڑی کے اندر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ارد گرد دیکھنے پر بھی جب کوئی نظر نہیں آیا۔

تو اُسی آدمی نے کہا چلو یہاں سے یہاں کوئی نہیں ہے اور پھر وہاں سے چلے گئے ۔

اُن کے جاتے ہی پاشا باہر آیا اور شاہ میر کا شکریہ ادا کیا۔

کون ہو تم؟ شاہ میر نے پاشا کو. دیکھتے ہوئے پوچھا اور گاڑی سے پانی کی بوتل نکال کر پاشا کو دی۔

میرا نام پاشا ہے پاشا نے ایک ہی سانس میں پانی پینے کے بعد جواب دیا۔

تم پاشا ہو؟ میں نے تو سنا تھا پاشا کافی بہادر ہے اور تم تو بھاگ رہے ہو؟

شاہ میر نے مزاح اڑانے والے انداز میں کہا۔

جانتے ہو جو میرے پیچھے پڑے تھے وہ کس کے آدمی تھے؟

پاشا نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

شاہ میر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

وہ بیسٹ کے آدمی تھے ۔

پاشا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور بیسٹ سے مقابلہ کرنے کے ابھی میں لائق نہیں ہوں۔

بہر حال تمھارا مجھ پر احسان ہے جو میں کبھی نا کبھی ضرور اتار دوں گا

پاشانے سنجیدگی سے کہااسے دور سے ایک گاڑی آتی ہوئی نظر آئی۔

شاہ میر نے پاشا کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو مسکرا پڑا وہ میری گاڑی ہے ابھی تم میرے ساتھ چلو

شاہ میر نے کہا پاشا کو بھی اس وقت شاہ میر کی بات ٹھیک لگی تھی۔

پاشا شاہ میر کی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا وہ اُسے اپنے فلیٹ پر لے گیا۔

دونوں ایک جیسے تھے اس لیے ان کی دوستی جلدی ہو گئ ۔

پاشا کچھ دن شاہ میر کے فلیٹ پر ہی رکا تھا

اس کے بعد ان کی دوستی گہری ہوتی گئ تھی۔

پاشا کچھ دنوں کے بعد گھر آیا تھا عباس تو اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

کہاں تھے تم ایک ہفتہ پہلے آنے والے تھے ؟عباس نے پاشا کو دیکھتے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

کچھ ضروری کام میں پھنس گیا تھا۔

تم کیوں میرا انتظار کر رہے تھے؟

پاشا نے مسکراتے ہوئے پوچھا.

میں اقرا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں عباس نے پاشا کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا

پاشا سن کر حیران ہوا تھا۔

اور وہ عباس کے لیے خوش بھی تھا۔

اگر عباس اگلی بات نا کرتا تو

اور میں یہ کام بھی چھوڑ رہا ہوں عباس نے کہتے ہی رخ موڑ لیا۔

کیا کہا تم نے؟ پاشا نے اپنی حیرت پر قابو پاتے بے یقینی سے پوچھا۔

میں یہ کام چھوڑ رہا ہوں اور میں امید کرتا ہوں میرے بھائی ہونے کے ناطے تم میرا ساتھ دو گئے۔

Urdu Novels Ghar

عباس نے پاشا کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو پل بھر میں لہو رنگ کی ہوئی تھیں۔

آج شام میرا نکاح ہے اور کل صبح میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔

اور مجھے پوری امید ہے تم اچھے سے سب کچھ سنبھال لوں گے

میں صرف ڈیڈ کا آفس سنبھالو گا اور مجھے کچھ نہیں چاہیے آفس میں ڈیڈ ایک مشہور بزنس مین کے نام. سے مشہور تھے جو انہوں نے اپنی محنت سے کھڑا کیا میں اُسے لے کر آگے چلنا چاہتا ہوں ۔

عباس اپنی بات کہتے ہی خاموش ہو گیا تھا ۔

تم یہ سب کس لیے چھوڑ رہے ہو؟ کہی اقرا کی وجہ سے تو تم نے یہ قدم نہیں اٹھایا؟

پاشا نے سرد لہجے میں پوچھا

ایسا ہی سمجھ لو اور میرے نکاح میں ضرور شامل ہونا مجھے اچھا لگے گا۔

عباس پاشا کے کندھا تھپتھپاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا ۔

اور پاشا کی شکل سے لگ رہا تھا اسے عباس کا فیصلہ بلکل بھی پسند نہیں آیا۔

تم اُس لڑکی کی وجہ سے سب کچھ نہیں چھوڑ سکتے عباس تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتے

پاشا نے دروازے پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے غصے سے کہا۔

حال.........

دبیر بہت پیارا نام ہے بلکل تمھاری طرح اہل میر خان نے دبیر کو دیکھتے کہا جو ہلکا سا مسکرا پڑا تھا۔

پاس کھڑا کبیر جل بھن گیا تھا۔ کبھی میری تعریف تو کی نہیں

کبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جسے دبیر بھی سن چکا تھا۔دبیر جب پہلی بار میر سے ملا تھا تو وہ بہت متاثر ہوا تھا۔

میر نے خود کو بہت فٹ رکھا ہوا تھا۔

Urdu Novels Ghar

انکل آپ نے میری بہت مدد کی ہے میں آپ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے دبیر نے نظریں جھکا کر کہا۔

تم بھی میرے لیے کبیر کی طرح ہی ہو اور تم بھی مجھے بڑے پاپا کہہ سکتے ہو مجھے برا بلکل بھی نہیں لگے گا۔

بیسٹ نے مسکراتے ہوئے کہا کبیر تو آہل کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا جو آج زرا زرا سی بات پر مسکرا رہا تھا۔

اور جو کچھ بھی میں نے کیا وہ میرا فرض تھا۔

اس وقت تم کہاں رکے ہوئے ہو؟

بیسٹ نے سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا۔

شاہ میر کی حویلی میں دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔

بیسٹ نے مسکرا کر دبیر کو دیکھا۔

تو کیا سوچا تم نے؟

Urdu Novels Ghar

میر کا اشارہ جس بات کی طرف تھا دبیر اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

میں شاہ میر کو ایک موقع دینا چاہتا ہوں

دبیر نے ضبط سے کہا ۔

اور اس کی بات سن کر کبیر بھی حیران ہوا تھا۔

کیوں ؟میر نے دبیر کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے پوچھا جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

پتہ نہیں اس سوال کا جواب میرے پاس بھی نہیں ہے

دبیر نے نظریں جھکا کر کہا۔

دبیر میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کرو ۔

عزت اپنی جگہ لیکن اگر نظریں جھکا کر بات کروں گے تو لوگ سمجھے گئے کہ تم ڈر گئے ہو

اس لیے جس سے بھی بات کرو اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کرو ۔

تمھاری آنکھوں میں میں اپنے لیے عزت دیکھ چکا ہوں تو نظریں جھکا کر یہ ثابت مت کرو

کی میری عزت میں تم نے نظریں جھکائی ہیں۔

میر نے سنجیدگی سے کہا۔

دبیر نے میر کی طرف دیکھا اور مسکرا پڑا

آپ کے پاس چہرا پڑھنے کا ہنر بھی ہے دبیر نے متاثر ہوتے کہا۔

ان کے پاس اور بھی بہت کچھ ہے وہ بھی تمہیں پتہ چل جائے گا ۔

کبیر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

جس پر میر نے گھور کر اسے دیکھا۔

انکل اب میں چلتا ہوا میرا مطلب ہے بڑے پاپا دبیر نے کھڑے ہوتے مسکرا کر کہا طجبس پر میر بھی ہلکا سا مسکرا پڑا تھا ۔

دبیر کی نظر زمین پر بیٹھے بیسٹ کے بھیڑیے کی طرف گئی ۔

دبیر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بھیڑیے کے سر پر پیار کرنے لگا۔ جیسے شاید دبیر پسند آیا تھا ۔

کسی قسم کی بھی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا

اور اپنا خیال رکھنا میر نے دبیر کو دیکھتے کہا جواب میر میر کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا اور اچانک اس کے گلے لگ گیا۔

میر دبیر کی اس حرکت پر ہنس پڑا تھا۔

تم بھی مجھے دبیر کی طرح عزیز ہو میں ہمیشہ تمھارے ساتھ رہوں گا۔

اگر تم مجھے پہلے مل جاتے تو وہ سب کچھ نا ہوتا میر نے افسردگی سے کہا۔

قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے بڑے پاپا

دبیر نے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

اپنا خیال رکھنا میر نے دبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

دبیر نے ایک نظر کبیر کو دیکھا جو غصے سے اسے گھور رہا تھا۔دبیر جانتا تھا کہ کبیر غصے میں کیوں ہے اور آگے جا کر اور مزہ آنے والا تھا۔دبیر نے ایک مسکراہٹ کبیر کی طرف اچھالی اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔

آپ ہر ایک کے ساتھ رشتہ کیوں جوڑ لیتے ہیں؟

کبیر نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

کبیر لگتا ہے تم بات کرنے کی تمیز بھول گئے ہو اور دبیر کون ہے تم بھی اچھے سے جانتے ہو۔

میر نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

کالیا اور ٹائیگر دبیر کے ساتھ رہیں گئے سمجھ گئے؟

میر نے کبیر کو دیکھتے کہا جو غصے سے میر کو گھور بھی نہیں سکتا تھا۔

جی بڑے پاپا

کبیر نے فرمانبرداری سے نظریں جھکا کر جواب دیا کبیر میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کرو

میر نے سرد لہجے میں کہا۔

جی بلکل تاکہ آپ میرا چہرہ پڑھ کر مجھے مزید باتیں سنائے

یہ بات کبیر نے دل میں سوچی تھی زبان سے تو کہہ نہیں سکتا تھا۔

کبیر نے میر کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اور ایک گھوری سے نواز کر وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے کبیر قہقہہ لگائے ہنسنے لگا تھا اپنی قسمت پر لوگ ٹائیگر سے ڈرتے تھے اور ٹائیگر بیسٹ یعنی اپنے بڑے پاپا سے ڈرتا تھا ۔

مریم نے کبھی اتنا کھانا نہیں بنایا تھا اور کچھ ڈش کا نام تو وہ پہلی بار سن رہی تھی۔

لیکن جو کچھ اسے بنانا آتا تھا وہ بنا چکی تھی سارا کچن گندہ ہو رہا تھا۔

فاز جب مریم کو. دیکھنے کچن میں آیا تو مرہم کی حالت دیکھ اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنس کو روکا ۔

مریم بے حال سی کام کرنے میں لگی تھی۔فاز کو اس کی حالت پر ترس بھی آیا لیکن اسے سبق بھی سیکھانا تھا ۔

کھانا کب تک تیار ہو گا مسز

فاز نے مریم کے سامنے جاتے مزے سے پوچھا

مریم نے کھا جانے والی۔ نظروں سے فاز کو دیکھا۔

اگر یہ سارا کھانا آپ نے نا کھایا تو میں آپ کا سر پھاڑ دوں گی مریم نے فاز کو۔ دیکھتے دانت پیستے کہا۔

جو قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

غصے سے مریم کے پھولے ہوئے گال اور آنکھوں میں بھسم کر دینے والی نظر گھوری فاز کو اچھی لگی تھی۔

مسز یہ کھانا تو میں باہر کے غریب لوگوں کے لیے بنوا رہا ہوں اپنے لیے تو میں نے پیزا آرڈر کیا ہے فاز نے مزے سے کہا۔

اور یہ سنتے ہی مریم کے ہاتھ میں جو بھی چیز آئی اٹھا کر فاز کی طرف پھینک دی وہ تو شکر تھا فاز نیچے جھک گیا ورنہ اس کے اچھے بھلے چہرے کا ستیاناس ہو جاتا۔

کپ پیچھے زمین پر گرتے ہی ٹکروں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اتنا غصہ فاز نے ٹوٹے ہوئے کپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔فاز میری بات کان کھول کر سن لیں

میری بہن کی رخصتی ہے اور میں نے آج ہی گاؤں جانا ہے ۔

مریم نے فاز کے سامنے آتے چیختے ہوئے کہا ۔

تمھاری بہن کی رخصتی اب ایک ہفتے بعد نہیں بلکہ مہینے بعد ہے۔

فاز نے کچھ دیر سوچنے کے بعد مریم کو کہا ۔

کیا مطلب ؟ مریم نے نا سمجھی سے فاز کو. دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مطلب یہ کہ مسز

فاز نے مریم کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے کہا ۔

اب تمھاری بہن کی رخصتی ایک ماہ بعد ہے اور ایک ماہ بعد میں تمہیں گاؤں چھوڑ آؤں

کھانا تو بن گیا ہے اب میرے ساتھ چلو

مجھے بھی بھوک لگی ہے۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے مریم کو بازو سے پکڑتے ہوئے دروازے کی طرف لے جاتے کہا ۔

زری کی رخصتی آگے کیوں ہو گئی؟ مریم نے حیرانگی سے پوچھا ۔

اب یہ تو حویلی والوں کو پتہ ہو گا میں کیسے بتا سکتا ہوں فاز نے عام سے لہجے میں کہا ۔

مریم خاموش ہو گئی تھی ۔

رخصتی پر پاشا بھی آنے والا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا پاشا کی نظر مریم پر پڑے یا بات کچھ اور تھی۔

ایک اور بات فاز نے مڑ کر مریم کو دیکھا ۔

میں نے ابھی بھی تمہیں معاف نہیں کیا جو غلطی تم نے کی ہے ابھی اُس کی سزا باقی ہے۔

فاز نے گہری نظروں سے مریم کو. دیکھتے کہا۔

جو فاز کی نظروں سے کنفیوز ہوتی ارد گرد دیکھنے لگی جس پر فاز مسکرا پڑا۔

دبیر زری کی رخصتی تک حویلی نہیں گیا تھا بلکہ فاز اور دبیر دونوں زری کی رخصتی میں شامل نہیں ہوئے تھے۔

شاہ میر نے بہت کہا تھا لیکن دبیر نے کہا اسے ملک سے باہر جانا ہے ضروری میٹنگ ہے۔جبکہ وہ ملک سے باہر نہیں گیا تھا ۔

یا وہ ابھی پاشا کے سامنے نہیں جانا چاہتا تھا۔

پاشا نے رانی کو دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک پڑیں۔زری بے شک بہت خوبصورت لگ رہی تھی ۔

زری انجانے میں ہی سہی لیکن دبیر کا انتظار کرنے لگی تھی لیکن وہ اسے کچھ دنوں سے نظر نہیں آیا تھا۔مریم بھی شہر میں تھی کوثر نے بتایا تھا اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور یہ سب بھی فاز نے کوثر کو بولنے کو کہا تھا۔

اس وقت زری کے پاس رانی موجود تھی گاؤں کے لوگ تو زری کی قسمت پر رشک کر رہے تھے

Urdu Novels Ghar

لیکن زری بت بنی بیٹھی تھی۔

تمھارا وہ فرینڈ کہاں ہے؟ پاشا نے شاہ میر سے پوچھا جس نے سفید شلوار قمیض کے ساتھ براؤن واسکٹ پہنی تھی بلاشبہ شاہ میر بھی بہت پیارا لگ رہا تھا لیکن یہ اس کی ظاہری خوبصورتی تھی اندر سے تو وہ ایک شیطان تھا۔

یار اس کی ملک سے باہر ایک میٹنگ تھی اور جانا بھی ضروری تھا تمہیں پھر کبھی اُس سے ملوا دوں گا شاہ میر نے ہنستے ہوئے کہا۔

ویسے تمھاری پہلی بیوی بھی بہت خوبصورت ہے شاہ میر نے زری کے پاس بیٹھی رانی کو دیکھتے کہا جس نے پنک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی اور ڈوپٹے کو اچھے سے سر پر سیٹ کیا تھا۔

رانی زری کے لیے بہت خوش تھی۔اور یہ بات گاؤں والوں کے لیے عجیب تھی کیونکہ زری رانی کی سوتن بن کر آرہی تھی لیکن رانی کے کسی بھی تاثر سے ایسا نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اداس یا دکھی ہے۔

Urdu Novels Ghar

تو پھر کب ملا رہے ہو اپنی سابقہ بیوی سے؟ پاشا نے ایک آنکھ دباتے ہوئے بے باکی سے پوچھا۔

جس پر شاہ میر بھی ہنس پڑا تھا

بہت جلد میرے دوست بہت جلد

شامیر نے کمینگی سے کہا۔

پھر دونوں ہی ہنس پڑے تھے۔

—

ماضی......

شام میں عباس اور اقرا کا نکاح ہو گیا تھا پاشا بھی اس میں شامل ہوا تھا لیکن اس نے عباس کو دوبارہ کچھ نہیں کہا تھا۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

اقرا عباس کے کمرے میں بیٹھی اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو مڑوڑ رہی تھی۔

Urdu Novels Ghar

نکاح بلکل سادی سے ہوا تھا عمر بھی اپنی بہن کے لیے خوش تھا اور عباس کے ساتھ جانے کے لیے بھی تیار تھا۔

عباس اپنے کمرے میں داخل ہوا اور اقرا کو دیکھ کر مسکرا پڑا۔

جو کنفیوز سی بیٹھی ہوئی تھی عباس چلتا ہوا اقرا کے پاس آیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

تم نے گھونگھٹ تو نکالا نہیں اب میں تمہیں منہ دکھائی کیسے دوں گا؟

عباس نے شرارت بھرے لہجے میں اقرا کے میک اپ سے پاک چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا گھونگٹ نکلنا ضروری تھا؟

اقرا نے پریشانی سے پوچھا۔

بلکل پھر ہی تو منہ دکھائی کا تحفہ ملتا ہے عباس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو میں اب گھونگٹ نکال لیتی ہوں اقرا نے کہتے ہی اپنے سرخ رنگ کے ڈوپٹہ سے لمبا سا گھونگھٹ نکال لیا۔

Urdu Novels Ghar

عباس اب کھل کر ہنس پڑا تھا اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی ڈبی نکالی اور اسے کھول کر اندر سے گولڈن کلر کی رنگ نکالی جس پر چھوٹے چھوٹے موتی لگے تھے۔اور پھر اقرا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اُس میں انگوٹھی پہنا دی ۔

اور پھر اقرا کا گھونگھٹ اٹھا کر مسکرا پڑا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی ۔

کل صبح ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں گے تم خوش تو ہو نا؟

عباس نے اقرا کی ہتھیلی پر اپنی انگلی سے گول گول دائرہ بناتے پوچھا ۔

میں بہت خوش ہوں اقرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہیں رنگ پسند نہیں آئی؟عباس نے اقرا کی توجہ رنگ کی طرف کرواتے ہوئے پوچھا۔

بہت پیاری ہے اقرا نے رنگ کو دیکھتے کہا جو سچ میں اسے بہت پسند آئی تھی۔

اقرا میں یہ نہیں کہتا کہ میں پوری زندگی تمھاری حفاظت کروں گا کیونکہ انسان کو اپنی اگلے سانس کا بھی معلوم نہیں ہوتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا جب تک میں زندہ ہوں تمھاری حفاظت کروں گا۔

اور تم اچھے سے جانتی ہو میں کیسا کام کرتا تھا اگر کسی نے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پھر عباس شیر و بن جائے گا اور اس سے تم مجھے نہیں روکو گی۔

عباس نے سنجیدگی سے اقرا کو دیکھتے کہا جس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا ۔

گڈ گرل عباس نے کہتے ہی اقرا کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا ۔

اقرا نے شرم اور خفت سے نظریں جھکالیں تھیں۔

جاؤ چینج کر لو پھر پیکنگ بھی کرنی ہے عباس نے مسکراتے ہوئے کہا تو اقرا نے اثبات میں سر ہلایا اور چینج کرنے چلی گئی ۔

پیچھے عباس بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔جتنا وہ سب کچھ آسان سمجھ رہا تھا وہ آسان بلکل بھی نہیں تھا ۔؛ورنہ تو وقت بتانے والا تھا ۔

اگلے دن عباس اقرا اور عمر پاشا کے گھر سے چلے گئے تھے۔عباس اور اقرا دونوں خوش تھے۔

پاشا نے کچھ ٹائم بعد اپنے ایک آدمی کو بھیجا کہ اقرا کا کام تمام کر دے لیکن عباس نے پاشا کے سامنے اُس کی وہ حالت کی کہ دوبارہ پاشا کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اپنی کسی آدمی کو بھیج سکے اُس آدمی نے اقرا کا ہاتھ پکڑا تھا۔

عمر سمجھ گیا تھا کہ یہ پاشا کا کام ہے اس نے پاشا کو وارن بھی کیا تھا کہ عباس اور اقرا کی زندگی سے دور رہے ۔

پاشا دور بھی ہو گیا تھا۔

عباس اور اقرا ابھی بھی سکون کی زندگی گزار رہے ہوتے اگر شاہ میر نے مارکیٹ میں اقرا کو نا دیکھا ہوتا تو

شاہ میر کرن کے لیے گفٹ لینے آیا تھا اور واپسی پر اس نے پاشا کی طرف جانا تھا۔

جب اس کی نظر اقرا پر پڑی۔

شاہ میر شروع سے ہی ٹھرکی تھا اس لیے اقراک 2 دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خباثت جاگ اُٹھی اور اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا جو عباس کے لیے شرٹ دیکھ رہی تھی۔ اور آج وہ ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔

شاہ میر نے اقرا کے ہاتھ میں پکڑی شرٹ کو اس انداز سے پکڑا کہ اس کا ہاتھ اقرا کے ہاتھ سے ٹچ ہو گیا تھا۔

اقرا نے گھبرا کر اُس شرٹ کو چھوڑ دیا اور شاہ میر کی طرف دیکھنے لگی جو مسکراتے نظروں سے اقرا کو دیکھ کو رہا تھا اقرا کو غصہ تو بہت آیا لیکن پھر وہاں سے چلی گئی اس کے بعد اقرا جس بھی دکان پر جاتی

شامیر بھی اس کے پیچھے ہی ہوتا۔

اب تو اقرا کو ڈر کے ساتھ غصہ بھی آنے لگا تھا لیکن مارکیٹ میں سارے تھے تو اقرا نے خود کو حوصلہ دیا۔

Urdu Novels Ghar

اس نے سوچا ابھی گھر چلی جاتی ہے یہاں رکی تو کچھ بھی ہو سکتا ہے یہ سوچتے ہی اقرا وہاں سے جانے لگی تو شاہ جو کب سے اقرا سے بات کرنے کا سوچ رہا تھا اسے جاتے دیکھ بنا کچھ سوچے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ۔

اقرا نے جب اپنا ہاتھ دیکھا تو اس کا پارا ہائی ہو گیا۔اور بنا کچھ سوچے سمجھے اس کا ہاتھ اٹھا اور شاہ میر کے گال پر نشان چھوٹ گیا۔

لوگ رک کر دونوں کو دیکھنے لگے تھے۔شاہ میر قہر برساتی نظروں سے اقرا کو دیکھنے لگا تھا۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی

اقرا نے غصے شاہ میر کو دیکھتے کہا ۔

آئندہ کسی بھی لڑکی کا ہاتھ پکڑنے سے پہلے اس تھپڑ کو ضرو یاد کر لینا۔

اقرا نے انگلی اٹھاتے شاہ میر کو. دیکھتے کہا عباس کے ساتھ نے اس میں کافی حوصلہ اور ہمت پیدا کی تھی۔

اقرا پھر وہاں رکی نہیں تھی اور وہاں سے چلی گئی شاہ میر کو وہاں کھڑے لوگ نفرت سے دیکھ رہے تھے۔

شاہ میر غصے سے تن فن کرتا وہاں سے چلا گیا پاشا کا ڈرائیور بھی اس کے ساتھ تھا پاشا نے اسے شاہ میر کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے کر آئے کیونکہ شاہ میر آنے کا تو کہہ دیتا تھا لیکن آتا نہیں تھا اسے کوئی نا کوئی کام یاد آ جاتا تھا۔

اور پاشا کا ڈرائیور تو اقرا کو جانتا تھا ۔

وہ سب کچھ دیکھ بھی چکا تھا لیکن خاموش رہا۔

شاہ میر پاشا کے سامنے غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔

شاہ میر اگر مارکیٹ میں تم کسی بھی لڑکی کا ہاتھ پکڑو گے تو وہ تمہیں تھپڑ ہی مارے گی

پاشا نے سنجیدگی سے کہا ۔

اُس نے مجھ پر شاہ میر پر ہاتھ اٹھایا وہاں کھڑے لوگ مجھے نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

Urdu Novels Ghar

اُس لڑکی کو میں نہیں چھوڑوں گا

شاہ میر نے غصے سے کہا ۔

تم جانتے ہو وہ لڑکی کون ہے ؟ پاشا نے پوچھا

نہیں میں نہیں جانتا شاہ میر نے کہا ۔

تو پھر کیسے پتہ چلے گا ؟ پاشا نے شاہ میر کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

تمھارا ڈرائیور بھی میرے ساتھ ہی تھا ہو سکتا ہے وہ جانتا ہو

شاہ میر نے کہا تو پاشا نے کچھ فاصلے پر کھڑے گارڈ کو اشارہ کیا کہ وہ ڈرائیور کو بلا کر لائے جو

تھوڑی دیر بعد وہاں آ گیا تھا۔

جس لڑکی نے شاہ میر کو تھپڑ مارا کیا تم اُسے جانتے ہو ؟ یا کہی دیکھا ہو ؟

پاشا نے وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے پوچھا ۔

سر وہ عباس سر کی بیوی اقرا تھیں

ڈرائیور نے نظریں جھکا کر جواب دیا اور پاشا جو آرام سے بیٹھا تھا فوراً سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ۔

کیا کہا تم نے ؟ وہ اقرا تھی ؟ پاشا نے ڈرائیور کے سامنے آتے پوچھا ۔

جی سر ڈرائیور نے کہا ۔

ٹھیک ہے جاؤ یہاں سے

پاشا نے پریشانی سے کہا اور اپنی شرٹ کا اوپری بٹن کھولا ۔

یہ تو اور بھی اچھا ہو گیا۔ شاہ میر نے پاشا کو دیکھتے کہا ۔

شاہ میر تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو ؟ پاشا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ۔

پاشا مجھے وہ لڑکی کسی بھی حال میں چاہیے اُس نے شاہ میر کو تھپڑ. مار کر بہت بڑی غلطی کی ہے سزا تو اسے ملنی چاہیے اور ایسی سزا جو وہ پوری زندگی یاد رکھے۔

تم جانتے بھی ہو وہ لڑکی کون ہے ؟ پاشا نے دھاڑتے ہوئے شامیر کو کہا

وہ عباس کی بیوی ہے اگر اُسے پتہ چل کر تو بہت بری موت دے گا ۔

پاشانے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

پاشا پیسوں کے لیے کام کرتا ہے ناتو جتنے پیسے تم مانگو گے میں تمہیں دوں گا لیکن وہ لڑکی کل صبح تک مجھے اپنے کمرے میں چاہیے اور تم نے ہی کہا نا کہ عباس سب کچھ چھوڑ چکا ہے۔

تواب وہ کچھ نہیں کر سکتا اور تم نے کہا تھا میرا احسان ضرور اتاروگے تو وقت آگیا ہے مجھے وہ لڑکی لاکر دو ۔

شاہ میر نے سرخ آنکھوں سے پاشا کو دیکھتے ہوئے کہا جو خود کسی سوچ میں غرق تھا ۔

ٹھیک ہے کل صبح وہ تمھارے کمرے میں ہو گی ۔

پاشانے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

شاہ میر کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آگئی تھی۔

اقرا گھر میں داخل ہوئی تو بہت غصے میں تھی عباس تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا اور اقرا کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

اقرا تمہیں کتنی بار کہا ہے میرے یا عمر کے ساتھ باہر جایا کرو۔

عباس نے سخت گھوری سے اقرا کو نوازتے ہوئے کہا جو عباس کو غصے میں دیکھ کر مسکرا پڑی تھی۔

مجھے کچھ سامان لینا تھا۔اور آپ غصے میں بہت کیوٹ لگتے ہو۔اقرا نے عباس کے گال کو کھینچتے ہوئے کہا جس نے اقرا کو بازو سے پکڑ کر اپنی گود میں ہی بیٹھا لیا تھا۔

میں کیوٹ ہی ہوں

اور میں سوچ رہا تھا کیوں نا عمر کو ماموں بنا دیا جائے

عباس نے اقرا کے چہرے پر آتی بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ذو معنی انداز میں کہا جس پر اقرا شرما گئی تھی۔

کل آپ کی برتھ ڈے ہے اور میں نے آپ کے لیے ایک بہت اچھا سرپرائز سوچا ہوا ہے

اقرا نے شرماتے ہوئے کہا۔

عباس جانتا تھا اقرا کس سرپرائز کی بات کر رہی ہے اور آج عباس بہت خوش تھا لیکن وہ چاہتا تھا اقرا خود اسے بتائے

پھر تو مجھے کل کا بے صبری سے انتظار ہے

عباس نے اقرا کی ناک کو کھینچتے ہوئے کہا۔

جس پر اقرا ہنس پڑی تھی اور اس کے کندھے پر ہی سر رکھ کر لیٹ گئی کل ہی تو اس کی رپورٹ آئی تھی۔اور وہ عباس کو اس کی برتھ ڈے پر خوشخبری دینا چاہتی تھی کہ وہ بابا بننے والا ہے لیکن عباس پہلے ہی وہ رپورٹ کو دیکھ چکا تھا۔

آگے دن اقرا کو عباس کے لیے گفٹ لینا تھا اور وہ مارکٹ آئی تھی۔گھر کے پاسے والی مارکیٹ میں ہی اس نے جانا تھا۔

ابھی اُس نے اپنی گاڑی سے نکل کر پانچ قدموں کا فاصلہ طے کیا ہو گا جب پیچھے سے کسی سے اس کے منہ پر رومال رکھا یہ اتنی جلدی ہوا کہ اقرا کچھ سمجھ نا سکی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی رومال پر لگی بے ہوشی کی دوا کی وجہ سے ہوش سے بیگانہ ہو گئ ۔

پاشا کے آدمی نے ارد گرد دیکھا جو کافی دیر سے کھڑا اقرا کا انتظار کر رہا تھا۔

کیونکہ اقرا زیادہ اسی مارکیٹ میں آتی تھی۔

اور پاشا جانتا تھا آج ضرور اقرا گھر سے باہر نکلے گی ۔

اقرا کو ہوش آیا تو اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔اقرا نے کمرے کو غور سے دیکھا جو اس کا تو بلکل بھی نہیں تھا۔

آہستہ آہستہ اس کا دماغ بیدار ہونے لگا اور جیسے ہی اسے یاد آیا بیڈ سے کھڑی ہو کر دروازے کی طرف بھاگی۔

آج صبح ہی تو عباس نے اسے روکا تھا کہ باہر نا جائے لیکن وہ نہیں مانی تھی۔

کیاہوا جانِ من؟ شامیر جو صوفے پر بیٹھا اس کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔اسے دروازے کی طرف بھاگتے دیکھ مسکرا پڑا۔

اقرا نے سہمی ہوئی نظروں سے صوفے کی طرف دیکھا جہاں شامیر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔

اقرا کو اپنی روح پرواز ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

تمہیں کیا لگا تھا تم سے میں بدلہ نہیں لوں گا تم نے شاہ میر کو تھپڑ مار کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے

اور اب شامیر نے اقرا کے سامنے کھڑے ہوتے قہر برساتے لہجے میں کہا

تھوڑی دیر بعد تمہیں احساس ہو جائے گا کہ تم نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔

شاہ میر نے اقرا کو بالوں سے جکڑتے ہوئے کہا اور اسے گھسیٹتے ہوئے بیڈ کی کی لے جانے لگا۔

Urdu Novels Ghar

حال

زری رخصت ہو کر آج شاہ میر کے کمرے میں بیٹھی تھی۔

شاہ میر کمرے میں داخل ہوا تو زری نے نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔

شاہ میر کی تو آج زری سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھی وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی ۔

شاہ میر نے زری کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

زرتشہ میں جانتا ہوں میں نے تمہیں بہت تکلیف پہنچائی ہے تمھارے ساتھ بہت برا کیا ہے اور آج میں اُن سب چیزوں کے لیے تم سے معافی مانگتا ہوں ۔

کیونکہ مجھے احساس ہے کہ میں نے جو کچھ بھی تمھارے ساتھ کیا وہ غلط تھا اور میں اگر اپنی غلطی مان رہا ہوں تو صرف تمھارے پیار ہی خاطر

شاہ میر زری کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے بول رہا تھا ۔

اور زری جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا ۔

Urdu Novels Ghar

میں چاہتا ہوں ہم دونوں اپنی پیچھلی باتوں کو بھول کر اپنی نئی زندگی کی شروعات کریں میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔اور امید کرتا ہوں تم مجھے معاف کردو گی شامیر نے زری کی کلائی میں پہنے بریسلٹ کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے کہا ۔

زری شاہ میر کی بات سن کر اندر سے خوش ہوئی تھی ۔

شاہ میر نے زری کے لیے لایا ہوا پاکٹ نکال کر اس کے گلے میں پہنا دیا ۔

زری کو اب یقین ہو گیا تھا اس کی زندگی اب اچھی گزرنے والی ہے لیکن یہ اس کی بھول تھی۔

شاہ میر بے شک زری سے محبت کرتا تھا لیکن وہ اپنی عادتیں چھوڑ دے یہ ناممکن تھا ۔

پیو گے ؟ کبیر نے سگریٹ کی ڈبی دبیر کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔اس وقت دبیر کبیر کے فلیٹ پر موجود تھا ۔

میں سگریٹ نہیں پیتا دبیر نے ایک نظر ڈبی کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

تو پھر شراب پیتے ہو؟ کبیر نے دبیر کے سامنے بیٹھتے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

میں شراب بھی نہیں پیتا۔

ضروری نہیں جیسے تم خود ہو باقی سارے بھی ویسے ہی ہوں۔

دبیر نے پیچھے کرسی سے ٹیک لگاتے عام سے لہجے میں کہا۔

لیکن کبیر کو یہ لہجہ عام تو بلکل بھی نہیں لگا تھا۔

جیسا بھی ہوں سب کے سامنے ہوں تمھارے جیسا نہیں ہوں منہ کچھ اور اور پیٹھ پیچھے کچھ اور کبیر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ویسے تم مجھ سے اتنا چڑھتے کیوں ہو کہی اس لیے تو نہیں کہ میں تم سے زیادہ ہینڈ سم ہوں

۔

دبیر نے ایک آنکھ دباتے پوچھا۔اسے کبیر کو چھڑانے میں مزا آرہا تھا۔

میر نے کچھ ضروری بات کرنی تھی اس لیے دونوں کو بلایا تھا۔

دبیر کی بات سن کر کبیر قہقہہ لگائے ہنس پڑا زرا آئینے میں اپنی شکل دیکھو جواب خود ہی مل جائے گا ۔

کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

آہ روز دیکھتا ہوں اس لیے تو یقین ہے کہ میں تم سے زیادہ ہینڈ سم ہوں ۔

دبیر نے کبیر کے سامنے آتے اس کے ہاتھ سے سگریٹ لیتے ایک گہرا کش لے کر کہا اور پھر خود اندر چلا گیا اس وقت اسے سچ میں سگریٹ کی بہت ضرورت تھی لیکن کبیر کو. چڑھانا بھی تو تھا ۔

ایک نمبر کا چھوٹا انسان ہے آیا بڑا ہینڈ سم کبیر نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا اس کا موڈ سخت خراب ہو گیا تھا ۔

اور بے شک اب غصہ نور بے چاری پر نکلنا تھا۔نور کبیر کی بیوی کا نام ہے ۔

دبیر اندر جا کر چکر لگانے لگا تھا بے چینی نے اسے گھیرا ہوا تھا وہ جانتا تھا آج زری کی رخصتی ہے ۔

میں کیوں اُس کے بارے میں اتنا سوچ رہا ہوں دبیر نے جھنجھلا کر کہا۔

پیار جو کر بیٹھے ہو اس لیے پیچھے سے آتی کبیر کی آواز پر اس نے گھور کر دیکھا۔

میں کسی سے پیار نہیں کرتا۔دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔

چلو پیار نہیں تو محبت کرتے ہو گے کبیر نے مزے سے کہا۔اور ٹی-وی اون کر کے بیٹھ گیا

اب کبیر خوش تھا کیونکہ اس نے دبیر کو غصہ دلا دیا تھا۔

اور دبیر سچ میں اس وقت غصے میں کھڑا کبیر کو گھور رہا تھا

اب کیا نظر لگاؤ گے جانتا ہوں تم سے زیادہ پیارا ہوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے تم مجھے نظر لگا دو

کبیر نے اپنا چہرہ دبیر کی طرف مروڑتے ہوئے کہا۔

بڑے پاپا اگر آپ نے آنے میں مزید دیر کی تو ہو سکتا ہے اس شخص کا میں منہ توڑ دو۔

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضرور تھی کہ کبیر نے بھی سن لی تھی۔

بھائی صاحب میں نے بھی چوڑیاں نہیں پہنی

کبیر نے ڈبل گھوری سے نوازتے ہوئے کہا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظر سے دیکھا ۔

دبیر وہاں سے باہر چلا گیا اور کبیر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

—

یہ فلیٹ میرا تھا لیکن اب سے یہ تم چاروں کا ہے جب بھی کوئی کام وغیرہ ہوا تو ہم یہی ہر ملے گے ۔

اسد اور فاز تم دونوں سائے کی طرح ان دونوں کے ساتھ رہو گے

میر نے فاز اور اسد کو دیکھتے کہا۔

جنہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

اگر یہ دونوں کام کو چھوڑ کر کہی پر بھی جھگڑتے ہوئے نظر آئے تو فوراً سے پہلے مجھے کال کرنا میں خود ان دونوں کو دیکھ لوں گا۔

میر نے فاز اور اسد کو دیکھتے کہا جو مسکرا پڑے تھے۔

تم چاروں نے ایک ٹیم بن کر کام کرنا ہے ایک دوسرے کی مدد کرنی ہے اگر ایک مشکل میں ہے تو دوسرے نے اُسے باہر نکالنا ہے۔اگر تم. لوگ جھگڑتے رہو گے تو دشمن تم لوگوں کی اس کمزوری سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

میر نے چاروں کو سمجھانے والے انداز میں کہا چاروں نے فرمابرداری سے سر اثبات میں ہلا یا تھا۔

میر ایک دو باتیں مزید کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا۔

اسد اور فاز کی دوستی ہو گئی تھی دونوں کی نیچر ایک طرح کی ہی تھی اس لیے دونوں کی دوستی جلدی ہو گئی تھی۔

تمھاری اس کالی بلی کا نام کیا ہے؟

دبیر نے ایلکس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کبیر سے پوچھا۔

اس کا نام ایلکس ہے اور اگر کوئی اسے کالی بلی کہے تو برا مان جاتا ہے۔

کبیر نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا۔

ایلکس کیسے ہو یار؟

کیسے جھیلتے ہو اپنے مالک کو دبیر نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

جیسے تمھارے پالتو تمہیں جھلتے ہیں کبیر بھی کیوں پیچھے رہتا دبیر کے سوال کا جواب نا دے یہ تو ہو نہیں سکتا تھا۔

فاز نے نفی میں سر ہلایا ابھی میر جو کچھ کہہ کر گیا تھا ساری باتیں ان کی سر سے گزر گئی تھیں۔

کہی سے بھی دونوں سنجیدہ نہیں لگ رہے تھے بچوں کی طرح ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچ رہے تھے۔

فاز اور اسد کچن کی طرف چلے گئے۔

پاشا کی سرگرمیاں کیا ہیں؟

اسد نے فاز کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کرتاتووہ بہت کچھ ہے۔کوئی ایک کام کرتاہوتومیں بتاؤ

فازنے مسکراتے ہوئے کہا ۔

میں نے سناہے راناکابڑابیٹاکچھ کرنے والاکچھ بڑا

پاشااورراانانے ہاتھ ملالیاہے ۔

اسدنے سنجیدگی سے پوچھا۔

فلحال توراناکابڑابیٹا ہسپتال میں ہے ابھی تو وہ کچھ نہیں کر سکتا لیکن میں جانتا ہوں اُس کا

چھوٹابیٹاضرورکچھ ناکچھ کرے گا۔

اور ہمیں کبیر اور دبیر دونوں سے اس بارے میں بات کرنی چاہیے ۔

فازنے کہا۔

ابھی تو وہ دونوں لڑنے میں بزی ہیں اس کے بعد ہی بات ہو سکتی ہے اسد نے مسکراتے

ہوئے کہا ۔

جس پر فاز بھی ہنس پڑا ۔

Urdu Novels Ghar

آج ہم دونوں حویلی جا رہے ہیں تم رانا پر نظر رکھنا اور ہاں پاشا کا خاص آدمی آنے والا ہے

میں نہیں جانتا وہ کون ہے۔

لیکن اُس سے تھوڑا ہوشیار رہنا ہو گا۔

فاز نے اسد کو دیکھتے کہا۔

ٹھیک ہے اُسے بھی دیکھ لیں گے ۔

اسد نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

زری بہت خوش تھی خوشی اس کے چہرے سے عیاں تھی ۔

رانی نے بھی محسوس کیا تھا۔ لیکن وہ بھی زری کی خوشی میں خوش تھی۔

شاہ میراب پریشان تھا کہ کس طرح رانی کو حویلی سے باہر لے کر جائے۔

ابھی وہ اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اسے فاز اور دبیر سامنے سے آتے ہوئے نظر

آئے۔ دبیر نے ڈارک بلو کلر کی شرٹ اور ساتھ بلیک پینٹ پہنی تھی

اور فاز کا پورا سوٹ بلیک تھا۔

آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ کر شاہ میر بھی تعریف کیے بنا نہیں رہ سکا تھا.

السلام علیکم

دبیر نے بھاری لہجے میں سلام کیا جس کا شاہ میر نے خوش دلی سے جواب دیا۔

کیس رہی تمھاری میٹنگ؟

شاہ میر نے دبیر کو دیکھتے پوچھا

بہت اچھی

دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا۔

دبیر رات کھانے کے بعد بابا کے کمرے میں آجانا ایک ضروری بات کرنی ہے

شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

ٹھیک ہے ابھی میں انکل سے مل لوں دبیر نے کہااور فضیل کے کمرے کی طرف دونوں چلے گئے ۔

کمرے سے نکلنے کے بعد دبیر کی نظر زری پر پڑی جو سرخ رنگ کا سوٹ پہنے گلاب کا پھول ہی لگ رہی تھی ۔

ایک پل کے لیے تو دبیر بھی زری کو دیکھ کر تھم گیا تھا فاز نے زری کو دیکھا تو وہاں سے چلا گیا ۔

زری نے بھی دبیر کو دیکھ لیا تھا اس لیے اُس کی طرف مسکراہٹ اچھال کر وہاں سے چلی گئی ۔

پتہ نہیں کیوں زری کو مسکراتے دیکھ دبیر کے اندر سکون سا اترتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

وہ اپنا شاید یہاں آنے کا مقصد بھول رہا تھا۔

دبیر بھی اپنے کمرے کی طرف چلا گیا زری کے ہاتھ میں دبیر کا دیا ہوا ہی بریسلٹ موجود تھا ۔

Urdu Novels Ghar

مریم فاز کے ساتھ شاپنگ کرنے گئی تھی۔مریم تو جانا نہیں چاہتی تھی۔فاز ہی اسے زبردستی لے کر گیا تھا۔

فاز کیسے ہو تم؟مریم اور فاز کسی بات پر بحث کر رہے تھے کہ پیچھے سے آتی نسوانی آواز نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

فاز نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں عائشہ کھڑی تھی ۔

جو فاز کی فرینڈ تھی اور فاز کے گلے الگی تھی ۔

مریم کو یہ سب اچھا نہیں لگا تھا اس لیے فاز کو گھور کر دیکھا۔

تم اب نظر نہیں آتے کہاں ہوتے ہو؟اور یہ کون ہے؟عائشہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

عاشی اس سے ملو یہ ہے میری گرل فرینڈ

مریم فاز نے مسکراہٹ دباتے کہا ۔

مریم نے آنکھیں پھاڑے فاز کو دیکھا ۔

آہ یہ تو بہت کیوٹ ہے عائشہ نے مریم کو دیکھتے کہا ۔

جو غصے سے فاز کو دیکھ رہی تھی۔

تم واپس کب آئی؟

فاز نے عائشہ کو دیکھتے پوچھا۔

کل ہی واپس آئی ہوں۔عائشہ نے جواب دیا۔

مریم کو تو فاز کا گرل فرینڈ کہنا تپا گیا تھا اس سے پہلے مریم کچھ بولتی فاز نے اسے کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیے اپنی گرفت مضبوط کی تھی ۔

ٹھیک ہے فاز ابھی میں چلتی ہوں ایک ضروری کام ہے مجھے

کسی دن ڈنر پر ملتے ہیں عائشہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی ۔

اگر آپ کو اتنا مسئلہ ہے تو مجھے چھوڑ دیں مریم نے دانت پیستے فاز کا ہاتھ اپنی کمر سے پیچھے کرتے کہا ۔

چھوڑ ہی تو نہیں سکتا مسز

فاز نے مریم کے چہرے کی طرف جھکتے بے باکی سے ایک آنکھ دباتے کہا۔

مریم نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا اور فاز سے تھوڑا پیچھے کھڑی ہو گئی اس وقت دونوں مارکیٹ میں موجود تھے۔

فاز کو تو ہوش ہی نہیں تھا وہ کہی بھی شروع ہو جاتا تھا۔

شاپنگ نہیں کرنی مریم نے فاز کی گہری نظروں سے تنگ آ کر کہا.

چلو مسز فاز نے مریم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور دوسری شاپ کی طرف چلے گئے۔

کہاں جا رہی ہو؟

مصطفی نے رانی کو دیکھتے پوچھا

امی کے ساتھ شہر کچھ کام ہے انھیں رانی نے عام سے لہجے میں کہا

اور ساتھ کون جا رہا ہے؟

مصطفیٰ نے دوبارہ سوال کیا۔

ڈرائیور کے ساتھ ہم لوگ جا رہے ہیں اگر آپ کے سوال جواب ختم ہو گئے ہوں تو کیا

میں جاؤں

رابی نے گھورتے ہوئے پوچھا ۔

جاؤ میں نے کب تمہیں روکا ہے ۔

مصطفیٰ نے بھی ڈبل گھوری سے نوازتے ہوئے کہا۔

رانی وہاں سے چلی گئی اور مصطفیٰ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا ۔

شاہ میر نے جب اپنی ماں اور رانی کو گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تو پاشا کو فون کیا۔

میری امی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے پاشا لیکن رانی کے ساتھ جو تمھارا دل کرے تم کر سکتے ہو

اب سے وہ تمھاری ہے شاہ میر نے فون پر پاشا کو کہا اور موبائل بند کر دیا۔

نغمہ بیگم ہر مہینے شہر جاتی تھی کچھ سامان لینے اور اب جب شاہ میر کو معلوم ہوا کہ اس کی

ماں کے ساتھ رانی جا رہی ہے تو شاہ میر خوش ہو گیا اس کا کام تو آسان ہو گیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

دبیر بیٹا میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا تھا رات تک کا انتظار نہیں ہوا اس لیے ابھی میں آگیا۔

فضیل نے دبیر کے کمرے میں داخل ہوتے کہا اس کے پیچھے ہی شاہ میر بھی تھا۔

جی بیٹھیے آپ دبیر کے سنجیدگی سے کہا فاز بھی وہی موجود تھا۔

دبیر بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنا داماد بنالوں فضیل نے سیدھا مدعے کیا بات پر آتے ہوئے کہا۔

دبیر نے سنجیدگی سے پہلے شاہ میر کو دیکھا اور پھر فضیل کو دیکھا۔

انکل آپ نے اگر یہ فیصلہ کیا ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا مجھے منظور ہے۔

دبیر کی بات نے جہاں شاہ میر اور فضیل کو خوش کر دیا تھا وہی فاز سپاٹ چہرہ لیے دبیر کو دیکھ رہا تھا۔

تو بیٹا میں چاہتا ہوں سادگی سے نکاح ہو جائے۔ فضیل نے کہا ۔

انکل جیسا آپ کو بہتر لگے لیکن ابھی مجھے ایک ضروری کال آئی ہے آفس سے میرا جانا ضروری ہے تو اس بارے میں ہم کل بات کرتے ہیں۔آپ پلیز برامت منایئے گا دبیر نے کہا۔

ارے نہیں بیٹا کوئی بات نہیں ہم کل بات کرلیں گئے تم جاؤ فضیل نے جلدی سے کہا ۔

شاہ میر بھی بہت خوش تھا وہ دبیر کے گلے لگا پھر دونوں باہر چلے گئے ۔

چلو میرے ساتھ دبیر نے فاز کو دیکھتے کہا جو خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا تھا ۔

گاڑی میں بھی فاز خاموش رہا تھا۔

لیکن فلیٹ پر آتے ہی پھٹ پڑا اکبیر اور اسد بھی وہی پر تھے۔

یہ کیا تماشا لگار کھا ہے دبیر عباس آپ نے مجھے بتانا پسند کریں گے آپ؟

اور آپ تو کہتے تھے اقرا کے سوا کسی سے بھی محبت نہیں کرتے؟اور اب پہلے زرتشہ اب کرن یہ سب کیا ہے؟ فاز نے سینے پر ہاتھ باندھے دبیر کو دیکھتے پوچھا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

تمہیں کس نے کہا کہ میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں؟ دبیر عباس نے صرف ایک لڑکی سے محبت کی ہے اور وہ اقرا تھی۔

دبیر نے فاز کے سامنے کھڑے ہوتے سرد لہجے میں کہا۔

عباس کس سے جھوٹ بول رہے ہو خود سے یا مجھ سے؟

فاز نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے دبیر نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

میرا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ جانتے بھی ہو شاہ میر نے میری بہن کے ساتھ کیا کیا تمھارے ساتھ کیا کیا؟اور تم اُسے ایک موقع دے رہے ہو؟ کیوں

آخر تمھارا دل کیوں نرم پڑ گیا ہے؟

فاز نے غراتے ہوئے پوچھا ۔

تمھاری بہن میری بیوی بھی تھی۔اور میرے معاملے میں دخل اندازی مت کرو فاز ورنہ بہت برا ہو گا ۔

دبیر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

کیا بچوں کی طرح لڑ رہے ہو تم دونوں؟

فاز اگر دبیر نے کوئی فیصلہ کیا ہے تو سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا۔

اور تم دونوں دوست کم بھائی زیادہ ہو اتنی سی بات پر لڑنے لگو گے تو معمولی سے انسان سے بھی ہار جاؤ گئے ۔

کبیر جو کب سے ان کی بحث سن رہا تھا آخر کار بول پڑا دونوں خاموش ہو گئے تھے۔

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا دونوں دوست آج لڑ رہے تھے۔

فاز غصے میں باہر ٹرس پر چلا گیا ۔

کبیر نے اسد کو اشارہ کیا جس نے اثبات میں سر ہلایا اور خود کبیر فاز کے پیچھے چلا گیا ۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے اپنی جیب سے لیٹر نکالا اور سگریٹ کو سلگایا جسے آتے ہی کبیر نے لے لیا اور خود کش لینے لگا

فاز خاموش رہا تھا۔

تمہیں میں فاز کہہ کر بلاؤ یا عمر؟ کبیر نے سامنے دیکھتے پوچھا

عمر صرف مجھے دبیر کہہ سکتا ہے تم مجھے فاز کہہ سکتے ہو۔

فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

تو فاز میاں دبیر تمھارا دوست ہے بچپن سے اُسے جانتے ہو تم

کبیر نے ایک اور کش لیتے پوچھا

ہاں دبیر میرے لیے بہت اہم ہے فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

تو پھر تم سے اُس کی خوشی کیوں نہیں دیکھی جا رہی؟ اس بار کبیر نے سنجیدگی دے پوچھا تھا۔

کیا مطلب؟ فاز نے کبیر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیا تم چاہتے ہو ساری زندگی دبیر اسی طرح گزار دے میں جانتا ہوں جو اُس کے ساتھ حادثہ ہوا وہ ناقابل برداشت تھا لیکن اب اگر وہ کسی کی طرف بڑھ رہا ہے کسی میں دلچسپی لے رہا ہے تو تمہیں کیوں مسئلہ پیش آرہا ہے؟

اگر کوئی اُس کی خوشی کی وجہ بن رہا ہے تو تم درمیان میں کیوں آرہے ہو؟

کبیر نے فاز کو دیکھتے پوچھا۔

جواب سیدھا ہو کر کبیر کو. دیکھنے لگا تھا۔

کبیر دبیر میرا دوست ہے میرا بھائی ہے اور میں کبھی بھی یہ نہیں چاہو گا کہ وہ خوش نا رہے۔

لیکن تم اُسے نہیں جانتے میں اُسے جانتا ہوں اور بہت پہلے سے ہی میں جان گیا تھا کہ دبیر کے دل میں زرتشہ کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو چکا ہے۔

لیکن مجھے اُس لڑکی کی فکر ہے۔

دبیر یہ بات کبھی نہیں مانے کا کہ وہ اُسے پسند کرتا ہے بلکہ وہ اُسے مزید تکلیف دے گا

کیونکہ وہ شاہ میر کی بیوی ہے جس نے دبیر کی بیوی کی جان لی ۔

دبیر کب کیا کر جائے کسی کو کچھ نہیں پتہ

اور میں دبیر کو اُس لڑکی سے دور رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ اگر وہ دبیر کی ہو جاتی ہے تو دبیر

اُسے بہت تکلیف دے گا جو میں نہیں چاہتا

فاز نے سنجیدگی سے کہا ۔

لیکن وہ اس سے محبت کرتا ہے میں نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا ہے اور جس سے انسان

محبت کرتا ہے اگر اُسے تکلیف بھی دے دیں تو بعد میں مرہم بھی لگا دیتا ہے ۔

کبیر نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

اُس انسان سے کوئی بعید نہیں اُس نے کیا سوچا ہوا ہے یہ بھی میں نہیں جانتا۔ لیکن اتنا جانتا

ہوں مجھے غصے میں اتنا سب کچھ بھی بولنا نہیں چاہیے تھا فاز نے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا۔

بلکل اب جاؤ اپنے ہٹلر دوست کے پاس کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

جس پر فاز بھی ہنس پڑا

اور اندر کی جانب اپنے قدم بڑھا دیے ۔

دبیر کا پورا نام دبیر عباس تھا لیکن عمر اور پاشاہی صرف جانتے تھے۔باقی سب اسے عباس یا شیر و کے نام سے جانتے تھے۔

عمر کا اصل نام فاز تھا لیکن اقرا اسے عمر کہتی تھی تو اس نے اپنا نام عمر ہی بتایا تھا اصل نام سے دانیال،اقرا اور دبیر ہی واقف تھے۔

فاز روم میں داخل ہوا تو دبیر کسی سوچ میں غرق بیٹھا تھا۔فاز بھی اس کے سامنے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔

دبیر فاز کو دیکھتے ہی مسکرا پڑا اور فاز کے گلے لگ گیا اسے اتنا یقین ضرور تھا کہ فاز اس کے پاس ضرور آئے گا ۔

فاز بھی مسکرا پڑا تھا ۔

ایم سوری فاز نے شرمندگی سے کہا۔

ایک شرط پر میں تمہیں معاف کروں گا اگر تم مجھے دوبارہ کبھی سوری نہیں کہو گے تو

میں جانتا ہوں میں بھی کچھ زیادہ ہی بول پڑا ۔

لیکن ہمیں لڑنا نہیں چاہیے۔

تم میرے کسی بھی معاملے میں دخل اندازی کر سکتے ہو دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ تو میں ہمیشہ کرتا رہوں گا

لیکن تم نے کرن سے شادی کرنے کی ہامی کیوں بھرلی؟

فاز نے پوچھا تو دبیر ہنس پڑا تم لائیو شو دیکھنا وہ زیادہ مزیدار ہو گا ۔

دبیر نے پیچھے صوفے سے ٹیک لگاتے کہا ۔

کیا مطلب؟ فاز نے ناسمجھی سے پوچھا ۔

بس تھوڑا سا انتظار کرلو

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا اتنے میں کبیر دروازہ ناک کرتے کمرے میں داخل ہوا۔

تمھارا کتا یہاں کیا کر رہا ہے؟

کبیر نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

گھر دیکھنے آیا تھا پسند آ گیا تو یہی رک گیا دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔اور فاز تو حیران ہو رہا تھا کبیر کے ساتھ دبیر بلکل بچہ بن جاتا تھا۔

دیکھو بڑے پاپا نے سختی سے کہا ہے کہ میں نے تمھارے ساتھ رہنا ہے ابھی میرے پاس رہنے کے لیے صرف یہ ایک فلیٹ ہی ہے میری تو مجبوری ہے لیکن تم اپنے کتے کو اپنے گھر رکھ سکتے ہو۔

کبیر نے جھنجھلا کر کہا۔میر نے کہا تھا کچھ دن تک کبیر اسی فلیٹ میں رہے گا اور جو کچھ میر نے اسے معلوم کرنے کا کہا اُسے معلوم کیے بغیر گھر نہیں آئے گا۔

بولٹ اُس کا نام بولٹ ہے اگر اُسے بھی کوئی کتا کہے تو اُسے اچھا نہیں لگتا

دبیر نے کبیر کی بات دہراتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

کبیر بولٹ دبیر کا لاڈلہ ہے وہ زیادہ تر اس کے ساتھ ہی رہتا ہے تو وہ بھی اب یہی رہے گا

فاز نے کبیر کو دیکھتے کہا ۔

ٹھیک ہے کبیر نے فاز کو دیکھتے کہا اور وہاں سے چلا گیا ۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی کبیر کے ساتھ تم بچے کیوں بن جاتے ہو اور وہ بھی تمھارے ساتھ جب ہوتا تو بچہ بن جاتا۔ کہی سے بھی نہیں لگتا کہ وہ ٹائیگر اور تم شیر وہو۔

فاز نے ہنستے ہوئے کہا ۔

کبیر مجھے اچھا لگا ہے بس جلدی چڑ جاتا ہے۔

لیکن مجھے لگتا ہے آگے جا کر ہمارے تعلقات اچھے ہو جائے گے دبیر نے ہنستے ہوئے کہا ۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

اورہاں مجھے مارکیٹ میں عائشہ ملی تھی وہ کل ہی لندن سے واپس آئی ہے اور آج پاشا سے ملے گی

فاز نے کہا ۔

ظاہر سی بات ہے اُس کی گرل فرینڈ ہے تو اُسے ہی ملے گی۔

دبیر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور اب میں چلتا ہوں تم. صبح گاؤں چلے جانا میں خود آجاؤں گا مریم اکیلی پیلس میں ہے۔

فاز نے کھڑے ہوتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے دبیر اپنی اور فاز کی ہوئی بحث کے بارے میں سوچنے لگا۔

—

تو آخر کار دبیر کرن سے نکاح کرنے کے لیے راضی ہو ہی گیا؟

کرن نے دبیر کے قریب ہوتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے مسکرا کر پوچھا۔

جس نے زور سے کرن کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

نکاح ابھی ہوا نہیں ہے اس لیے مجھ سے دور رہو

Urdu Novels Ghar

دبیر نے سرد لہجے میں کہا ۔

تم سمجھتے کیا ہو خود کو کرن نے غصے میں دبیر کو دیکھتے کہا۔

میں کیا چیز ہوں وہ تمھارے چھوٹے سے دماغ میں کبھی نہیں آئے گا۔

اس لیے زیادہ مت سوچو

اورہاں میں اپنی ہونے والی بیوی کو ایک سرپرائز دینے والا ہوں تیار رہنا

دبیر نے آخری بات کرن کی طرف جھکتے ہوئے کہی اور ایک مسکراہٹ کرن کی طرف اچھال کر وہاں سے چلا گیا۔

کرن کو دبیر کی بات تو سمجھ نہیں آئی تھی اس لیے کندھے اچکاتے وہاں سے چلی گئی۔

دبیر سے اس کا نکاح ہونے والا تھا اس سے بڑی خوشی اس کے لیے کیا ہو سکتی ہے

لیکن کرن نہیں جانتی تھی دبیر کا سرپرائز اس کے لیے طوفان لانے والا ہے۔

تم واپس کب آئی؟ پاشا نے عائشہ کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے پوچھا۔

ریڈ کلر کے گھٹنوں تک آتے ٹاپ پہنے وہ پاشا کو کافی اچھی لگی تھی۔

کل واپس آگئی تھی اور تم تو مزید ہینڈ سم ہو گئے ہو لیکن عباس سے کم

عائشہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور یہ سنتے ہی پاشا کی گرفت عائشہ کی کمر پر مضبوط ہو گی تھی۔

کوشش کرنا کہ میرے سامنے عباس کا ذکر مت کرو ورنہ تمھارا یہ خوبصورت چہرہ بگاڑا کر رکھ دوں گا۔

پاشا نے سرد لہجے میں عائشہ کے لیپ سٹ سے سجے سرخ ہونٹوں پر نظریں گاڑھتے کہا جو اب پاشا کی وحشت کا نشانہ بننے والے تھے۔

تمہیں عباس سے مسئلہ کیا ہے وہ تمھارا بھائی ہے عائشہ نے بھی غصے میں پاشا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس نے پہلے کون سی پاشا کے غصے کی پرواہ کی تھی جواب کرتی۔

Urdu Novels Ghar

تمہیں میری ایک بار کی گئی بکواس سمجھ میں. نہیں آتی

پاشانے عائشہ کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی جانب کرتے کہا ایک پل میں پاشا کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔

اب وہ میرا دشمن ہے اور میں نہیں چاہتا تم اس کا نام بھی اپنی زبان سے ادا کرو۔

پاشانے عائشہ کے ہونٹوں کی طرف جھکتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا ۔

اس سے پہلے عائشہ کچھ بولتی پاشا اس کی بولتی بند کر چکا تھا۔

عائشہ پاشا کے پارٹنر کی بیٹی تھی۔ جسے پاشانے ایک پارٹی میں دیکھا تھا۔

عائشہ کو بھی پاشا پہلی نظر میں اچھا لگا تھا آہستہ آہستہ دونوں میں نزدیکیاں بھرتی گئی ۔

عائشہ کی فاز کے ساتھ دوستی ہو گئی تھی۔ وہ ان کے کام کو بھی اچھے سے جان گئی تھی لیکن اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا کیونکہ پاشا کی محبت کا نشہ اس کے سر پر چڑھ چکا تھا۔

اور اب عائشہ دو سال بعد واپس لندن سے آئی تھی۔

بڑے پاپا مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے کبیر نے سنجیدگی سے میر کو دیکھتے کہا۔

کیا بات کرنی ہے؟ میر نے پوری توجہ سے کبیر کو دیکھتے کہا ۔

پاشا اور رانا دبیر کے شکار ہیں تو ہم یہاں کیا کر رہے ہیں مجھے دبیر کی قابلیت پر پورا یقین ہے وہ سب سنبھال لے گا لیکن مجھے بس ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟

کبیر نے سنجیدگی سے پوچھا ۔

ویسے تم بھی سمجھدار ہو مجھے امید نہیں تھی کہ تم مجھ سے یہ سوال پوچھو گے میر نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔ جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے،

آپ کو ہمیشہ میری صرف برائیاں ہی نظر آتی ہیں کبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جس پر میر نے گھور کر اسے دیکھا ۔

تم دانیال کو جانتے ہو؟

میر نے کبیر کو دیکھتے پوچھا ۔

جی بلکل

اُس کو میں کیسے بھول سکتا ہوں لڑکیاں سپلائی کرتا تھا۔

کبیر نے غصے سے کہا ۔

وہ ایک دن میرے پاس آیا تھا پاشا اور دبیر دونوں اُس کے بیٹے ہیں سگے نہیں ہے لیکن دانیال نے اُسے اپنے بیٹوں کی طرح پالا تھا۔

وہ اپنی ساری جائیداد غریبوں میں بانٹنا چاہتا تھا۔اور اپنا آفس دبیر اور پاشا کو دینا چاہتا تھا ۔تاکہ وہ برے چھوڑ کر اچھی زندگی گزاریں۔

وہ دبیر اور پاشا دونوں سے پہلے ہی بات کر چکا تھا کہ وہ برے کام چھوڑ دے گا ۔

دبیر کو بھی اس نے یہی کہا تھا ۔

لیکن پاشا دانیال کی بات سے متفق نہیں تھا وہ سب برے کام چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

Urdu Novels Ghar

جس دن دانیال میرے پاس آیا وہ ساری صورتحال مجھے بتا چکا تھا۔اُس نے مجھے یہ بھی کہا کہ پاشا کو بے شک اُس نے باپ بن کر پالا ہے لیکن وہ کچھ ایسا ضرور کرے گا جس سے اُسے یہ سب کام چھوڑنا پڑے ۔

وہ مجھ سے ایک فیور چاہتا تھا کہ اگر اُسے کچھ ہو جاتا ہے تو پیچھے ان کے دونوں بیٹوں کا خیال رکھے۔

میر نے گہرا سانس لیا اور اپنی بات جاری رکھی۔

دانیال برے کام چھوڑ رہا تھا اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے اور وہ ایک امید لے کر میرے پاس آیا تھا اگر میں اُس کی مدد نا کرتا تو مجھے پچھتاوا ضرور رہتا۔

اور میں نے اُس کی مدد کرنے کی حامی بھر لی تھی۔دانیال جب مجھ سے مل کر واپس جا رہا تھا تو اس کی گاڑی میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے اس کی موت ہو گئی ۔

اور جب مجھے پتہ چلا تو مجھے لگا کہ یہ ایک حادثہ تو بلکل بھی نہیں ہے۔

میں نے جب معلوم کروایا تو پھر جانتے ہو کیا پتہ چلا؟

Urdu Novels Ghar

میر نے کبیر کو دیکھتے پوچھا جو چہرے پر سنجیدگی لیے میر کو سن رہا تھا۔

پاشا نے اپنے باپ کو مروا دیا۔مجھے یہ سن کر حیرت بلکل بھی نہیں ہوئی کیونکہ لوگ پیسوں کے پیچھے اپنے سگے رشتے داروں کی کی جان لینے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاتے یہاں تو پھر پاشا تھا۔

دانیال کے مرنے کے بعد اُس کی ساری جائیداد کے مالک صرف دو لوگ تھے ایک دبیر اور دوسرا پاشا

دبیر نے دانیال کی. موت کے بعد اپنی بیوی کے کہنے پر برائی کی دنیا سے دور جانے کا فیصلہ کیا۔

اُس کے بعد پاشا اور شامیر دونوں دبیر کی زندگی میں آگے اور جو حادثہ پیش آیا اُس کے بعد دبیر پھر سے شیر و بن کے لوٹا ۔

جب تک میں نے دبیر کا ٹھکانہ ڈھونڈھ اُس وقت تک اُس کی بیوی مر چکی تھی ۔

میں ساری صورتحال سے اسے آگاہ کر چکا ہوں

پاشا کی سچائی بھی میں نے اُسے بتادی تھی۔ کہ دانیال کی جان بھی اُسی نے لی ۔

میر نے ساری بات کبیر کو بتادی

ویسے آپ سے یہ سوال آپ سے پوچھنا کہ یہ سب آپ کو کیسے معلوم ہے تو بے کار ہے۔

لیکن وہ کس بارے میں بات کر رہا تھا کہ وہ آپ کا شکر گزار ہے ؟

کبیر نے پوچھا ۔

ایک دو بار میں عمر کی جان بچا چکا ہوں اور یہ بات دبیر کو معلوم ہے اور عمر نے ہی مجھے شاہ میر اور پاشا کا بتایا تھا۔اور پھر میں نے ساری سچائی دبیر کو بتادی

اگر نا بتاتا تو دبیر نے پاشا کے پاس ہی جانا تھا۔کیونکہ وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اور آنکھ بند کر کے اُس کی ہر بات پر یقین کرتا تھا۔لیکن پاشا نے دبیر کی پیٹھ پر وار کیا۔

میر نے سنجیدگی سے کہا ۔

تو ہمیں صرف اپنے دشمن کی تلاش ہے وہ کب یہاں آئے گا؟

کبیر نے پوچھا

کچھ دنوں بعد وہ واپس آرہا ہے اور تمھارا فوکس وہ شخص ہونا چاہیے جس کی ہمیں تلاش ہے دبیر کے معاملے میں تم دخل اندازی نہیں کرو گے ۔جہاں بھی اُسے ہماری مدد کی ضرورت ہوئی ہم اُس کی مدد کریں گے۔

میر نے سرد لہجے میں کہا اور وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا ۔

مجھے کیا ضرورت ہے اُس کے معاملے میں پڑنے کی کبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور خود بھی وہاں سے چلا گیا ۔

لیکن وہ آگے آنے والے حالات سے واقف نہیں تھا۔

یہ میں کیا سوچنے لگا تھا شاہ میر جیسے درندے کو میں ایک موقع دینے کا کہہ رہا تھا۔

دبیر تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو ۔

دبیر اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے خود سے کہہ رہا تھا۔

فاز نے بے شک غصے میں سب کہا تھا لیکن اُس نے سب کچھ سچ کہا تھا اور کل رات سے دبیر اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

میں اُس انسان کو موقع نہیں دے سکتا میں اپنا مقصد کیسے بھول سکتا ہوں۔

دبیر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ۔

بہت ہوا آج سے اب سے دبیر وہی کرے گا جو ٹھیک ہو گا اپنے دل کی نہیں سنے گا۔

یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا زری تم نے اپنی آنکھوں کا جادو چلا کر مجھے بے بس کیا تھا لیکن اب دبیر کمزور نہیں پڑے گا ۔

حویلی والوں نے ابھی صرف دبیر کو دیکھا ہے لیکن آج سے وہ شیر و کو دیکھے گے

دبیر نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا اس کے چہرے کی مسکراہٹ کسی بڑے طوفان کے آنے کا پیغام دے رہی تھی۔

بہت شوق ہے نا تم دونوں باپ بیٹے کو دوسروں کی عزتوں کے ساتھ کھیلنے کا تو اب میں دیکھتا ہوں جب اپنی بیٹی پر بھی وہی سب کچھ گزرے گا تو کیسا محسوس ہو گا

۔کیا عزت رہ جائے گی پورے گاؤں کے سامنے

دبیر نے کرخت لہجے میں کھڑکی سے باہر کھڑے شاہ میر اور فضیل کو دیکھتے کہا ۔

نغمہ بیگم اور رانی نے ساری شاپنگ کرلی تھی اور اب وہ گاؤں کی طرف واپس جارہی تھیں

جب ان کی گاڑی ایک سنسان جگہ پر رک گئی ۔

کیا ہوا؟

نغمہ بیگم نے پوچھا۔

بیگم صاحبہ سامنے کچھ لوگ کھڑے ہیں ڈرائیور نے جواب دیا ۔

شام کا وقت تھا۔

رانی تو اُن نقاب پوش کو دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کچھ غلط ہونے والا ہے ۔

Urdu Novels Ghar

ایک آدمی نے ڈرائیور کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا اور ڈرائیور کے باہر نکلتے ہی گاڑی میں سپرے کر دے جس سے نغمہ بیگم اور رانی کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا محسوس ہوا۔

اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں بے ہوش ہو گئیں ۔

کون ہو تم لوگ ؟

ڈرائیور نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

میر بات سن اگر تجھے اپنی جان عزیز ہے تو اپنی بڑی بیگم صاحبہ کو آرام سے گھر لے جا

اُس آدمی نے ڈرائیور کے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔

ڈرائیور نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اُسی آدمی نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر رانی کو اپنی بانہوں میں بھرا اور اپنی گاڑی تک لے گیا ۔

رانی بی بی کو کہاں لے کر جا رہے ہو تم لوگ ؟

ڈرائیور نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

تجھے جو کہا ہے وہ کر ورنہ یہاں سے تیری لاش واپس جائے گی۔دوسری نقاب پوش کے سرد لہجے میں کہا ۔

ڈرائیور نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور گاڑی سٹارٹ کر کے وہاں سے چلا گیا۔

اسلم تہہ خانے میں ہی بند تھا۔مریم نے پورا پیلس دیکھ لیا تھا جو کہ بہت خوبصورت تھا۔

اس نے اپنے قدم تہہ خانے کی طرف بڑھائے

یہ جگہ تھوڑی عجیب تھی،اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سامنے بنے کمرے میں کوئی ہے۔

اور نا جانے کیوں مریم کو ڈر بھی لگ رہا تھا وہ فاز کو کافی بار اس طرف سے آتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔

اس سے پہلے وہ تہہ خانے کا بنا چھوٹا سا دروازہ کھولتی کسی نے اسے بازو سے پکڑ کر خود کی طرف گھمایا تھا ۔

مریم نے فاز کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچایا جو مریم کو گھور رہا تھا۔

یہاں کیا کر رہی ہو؟

فاز نے سرد لہجے میں پوچھا۔

یہاں کوئی ہے مریم نے فاز کو دیکھتے کہا۔

یہاں پر جو ہے اُس کی حالت دیکھ کر کہی تمھاری روح پرواز نا کر جائے اس لیے سنبھل کر

فاز نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

کون ہے یہاں پر؟ مریم نے الٹا سوال کیا۔

جاننا چاہتی ہو؟ فاز نے مریم کے چہرے پر جھکتے ہوئے پوچھا جو گھبرا کر پیچھے ہو گئی تھی۔

لیکن فاز نے اسے دوبارہ اپنے قریب کر لیا۔

کیا ہوا تمہیں جاننا نہیں ہے کہ اندر کون ہے؟

فاز نے مریم کے سہمے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

تم مجھ سے دور رہ کر بھی بتا سکتے ہو۔

Urdu Novels Ghar

مریم نے گھورتے ہوئے کہا ۔

پھر مزہ نہیں آئے گا مسز

فاز نے نرمی سے مریم کی ناک کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے کہا جو کرنٹ کھا کر فاز سے پیچھے ہوئی تھی ۔

نہیں مجھے نہیں جانا مریم نے لڑکھڑاتی زبان میں کہا اور وہاں سے بھاگ گئی ۔

پیچھے فاز کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔

کیسی ہیں آپ ؟ دبیر نے زری کو سر سے پاؤں تک دیکھتے پوچھا۔

زری نے مسکرا کر دبیر کو دیکھا لیکن آج ناجانے کیوں اسے دبیر کی نظریں کچھ عجیب لگی تھیں۔

جی میں ٹھیک ہوں زری نے جواب دیا،

اب تو ہم رشتے دار بنے والی ہے دبیر نے گہری نظروں سے زری کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

جو سمجھی شاید دبیر اپنے اور کرن کے رشتے کی بات کر رہا ہے لیکن اُس کا اشارہ دوسری طرف تھا۔

جی اور آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا کرن بہت اچھی لڑکی ہے زری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں نہیں جانتا وہ اچھی ہے یا نہیں ہے لیکن اتنا معلوم ہے جو خود اچھا ہوتا ہے اسے سب اچھے ہی لگتے ہیں۔

دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

زری نے نا سمجھی سے دبیر کو دیکھا۔

جو مسکرا پڑا تھا۔

آپ سے مجھے ایک بات پوچھنی تھی دبیر نے زری کو دیکھتے کہا۔

کیا؟

زری نے پوچھا۔

اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی کی عزت کے ساتھ کھیلتا ہے تو کیا اُسے معاف کر دینا چاہیے؟

دبیر نے تھوڑا سرد لہجے میں پوچھا۔

آجکل بہت سے ایسے حادثات ہو رہے ہیں تو میں آپ کے خیالات جاننا چاہتا ہوں دبیر نے ساتھ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اُس انسان کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہیے

زری نے بھی سرد لہجے میں کہا۔ جس پر دبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

مجھے آپ کا جواب پسند آیا ہے۔

دبیر نے کہا جس پر زری مسکرا پڑی۔

آپ نے جو سوال کیا۔ اگر وہ سب میرے سگے بھائی نے بھی کیا ہوتا تو اُسے بھی میں پولیس کے حوالے کر دیتی ایسے لوگوں کو اگر سزا نا دی جائے تو مزید لڑکیوں کی زندگی خراب کر

دیتے ہیں اور میرے نزدیک وہ مرد انسان کہلوانے کے بھی لائق نہیں ہے کیونکہ پھر وہ جانور بن جاتا ہے۔

زری نے اپنے خیالات سے دبیر کو آگاہ کرتے کہا۔

متفق ہوں میں آپ کی بات سے دبیر نے بھرپور سنجیدگی سے کہا ۔

میں چلتی ہوں مجھے اماں کے پاس جانا ہے زری نے کہا اور وہاں سے جانے لگی۔

دبیر نے کرن کو وہاں آتے دیکھ لیا تھا اس لیے زری کے آگے اپنا پاؤں اس انداز سے رکھا کہ زری کو نظر نہیں آیا۔

اور وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی کہ دبیر نے فوراً اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گرنے سے بچایا لیکن کرن اسے زری کے آگے پاؤں رکھتا دیکھ چکی تھی۔

اس لیے غصے سے بھری وہاں آئی ۔

زری نے جلدی سے سیدھی ہو کر دبیر اور کرن کو دیکھا جو دبیر کو ہی دیکھ رہی تھی ۔

زری کو. وہاں رکنا ٹھیک نہیں لگا اس لیے وہاں سے چلی گئی۔

ویسے تمھاری بھابھی زیادہ پیارا ہے یہ بات تو ماننی پڑے گی۔

دبیر نے کرن کو دیکھتے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟ کرن نے غصے سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

ہمم کچھ دنوں تک پتہ چل جائے گا فکر مت کرو۔

ابھی تو میں اپنی ہونے والی مسز کو دینے کے لیے سرپرائز پلین کر رہا ہوں۔

دبیر نے کرن کو دیکھتے کہا۔

بھاڑ میں گیا تمھارا سرپرائز

اور میری بھابھی اور بھائی کی زندگی سے دور رہو تمہیں اپنے بھائی کی زندگی خراب نہیں کرنے دوں گی۔

کرن نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا۔

تمھارا بھائی اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی خراب کر چکا ہے۔

Urdu Novels Ghar

اور اگر میں تمھارے بھائی کی زندگی خراب کرتا بھی ہوں تو کیا کر لو گی تم؟ دبیر نے آخری سوال سنجیدگی سے پوچھا جس کا جواب کرن کے پاس نہیں تھا۔

تم صرف باتیں کر سکتی ہو لیکن میں اپنی کہی باتوں پر عمل کرنے میں دیر نہیں لگاتا اس لیے میرے سامنے زبان نا چلایا کرو۔

دبیر نے کرخت لہجے میں کہا اور وہاں سے چلا گیا کرن کو اس انسان کی سمجھ نہیں آتی تھی جو دھوپ چھاؤں کی طرح تھا۔

کب اس کا موڈ بدل جائے کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا۔

—

رانی کی آنکھ کھلی تو اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

چاروں اور نظر دوڑائی اجنبی کمرہ دیکھ کر رانی کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر گزرا تھا۔

آہستہ آہستہ اس کا دماغ بیدار ہونے لگا اور نقاب پوش کا ان کی گاڑی کو روکنا سب یاد آ گیا۔

Urdu Novels Ghar

رانی نے ڈر کر کمرے میں نظریں دوڑائیں لیکن وہاں کوئی نہیں تھا کمرا بہت خوبصورت تھا ۔بلیک کلر کے کمبینیشن سے مزید پیارا الگ رہا تھا ۔

رانی کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

اس نے اپنا ڈوپٹہ جو گلے میں آچکا تھا سر پر اچھے سے سیٹ کیا۔

اس سے پہلے وہ بیڈ سے اتر کر باہر جانے کا سوچتی دروازہ کھلنے کی آواز پر وہی تھم گئی تھی۔

مصطفیٰ چہرے پر سنجیدگی لیے اندر داخل ہوا تھا۔

مصطفیٰ کو اپنے سامنے دیکھ کر رانی کا دل اندر سے مطمئن ہو گیا تھا۔

میں کہاں پر ہوں؟

رانی نے مصطفیٰ کو دیکھتے پوچھا۔

جہاں پر بھی ہو لیکن اب تم محفوظ ہو مصطفیٰ نے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے کہا۔ماتھے پر بکھرے بال چہرے پر چھائی تھکاوٹ لیے وہ سامنے سنجیدگی سے کھڑا تھا۔

وہ نقاب پوش تم تھے؟

تم نے مجھے اغوا کیا رانی کو جو سمجھ آیا اس کے مطابق بول پڑی۔

اوہ تو اب مجھے ساری بات سمجھ میں آ گئی

میں نے تمھاری بات نہیں مانی اس لیے تم نے یہ چھچھوری حرکت کی ہے؟

رانی نے ماتھے پر تیوری لیے مصطفیٰ کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔

جو پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا تھا۔

تمہیں میں اتنا بے غیرت اور گرا ہوا انسان لگتا ہوں تمھارے بے شرم شوہر نے بھیجے تھے

وہ نقاب پوش

جانتی بھی ہو اگر وقت پر میں نا پہنچتا تو کیا ہو جاتا۔

مصطفیٰ نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے اپنے غصے کو کنٹرول کیا تھا ورنہ رانی کی بات نے تو اس کا

غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا دیا تھا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو

شاہ میر کیوں ایسی اوچھی حرکت کریں گے؟

رانی نے بے یقینی سے کہا۔

وہ انسان کچھ بھی کر سکتا ہے جو اُس کا دوست آیا تھا پاشا اُس کے پاس وہ تمہیں بھیجنا چاہتا تھا اور وہ نقاب پوش اُس کے آدمی تھے۔

تمہیں میری بات پر یقین تو آئے گا نہیں لیکن پھر بھی تمہیں بتا دوں تمھارے نیک شوہر کی بات میں سن چکا تھا جو فون پر اپنے گھٹیا دوست سے بات رہا تھا۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو رانی آج سے تم یہی رہو گی تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے تو میں کچھ نہیں کر سکتا

تمہیں لگتا ہے میں نے تمہیں اغوا کیا تو ٹھیک ہے یہی سہی لیکن دوبارہ تم حویلی نہیں جاؤ گی اور جب تک تمھارے سر پر شاہ میر کا کے نیک ہونے کا بھوت نہیں اتر جاتا تم اسی کمرے میں بند رہو گی۔

مصطفی نے انگلی اٹھا کر رانی کی حیرت سے پھٹی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور غصے سے تن فن کرتا وہاں سے نکل گیا اور دروازہ جاتے ہوئے زور سے بند کر دیا۔

رانی اپنے منہ پر ہاتھ رکھے زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی اسے ابھی بھی یقین نہیں آیا تھا کہ شاہ اس کے ساتھ ایسا کچھ کر سکتا ہے ۔

پاشا کے آدمی جب رانی ک ولے کر جا رہے تھے تو آدھے راستے میں ہی مصطفیٰ نے اپنے آدمیوں کے ساتھ مل کر پاشا کے آدمی کی گاڑیوں کو رکوا کر لیا تھا ۔

دبیر مصطفیٰ کو شاہ میر کے پلان کے بارے میں بتا چکا تھا ۔

مصطفیٰ اور پاشا کے آدمی آپس میں لڑنے لگے اور اُسی دوران مصطفیٰ رانی کو بلیک پیلس لے آیا تھا۔

نغمہ بیگم کو آدھے راستے میں ہی ہوش آگیا تھا انہوں نے گھر میں آکر سب سے پہلے فضیل کو رانی کے بارے میں بتایا وہ رانی کے لیے بہت پریشان تھی ۔

فضیل نے بھی سب معلوم کر لیا تھا لیکن اُن نقاب پوش کا معلوم نہیں ہو سکا ۔

ویسے تو شاہ میر بھی رانی کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن اندر سے خوش بھی تھا۔

یہ خبر گاؤں میں آگ کی طرح پھیلی تھی۔سارے لوگ حویلی میں جمع ہو گئے تھے ۔

دبیر نے اسی موقع سے فائدہ اٹھایا ۔

دبیر نے اپنے موبائل پر نمبر ڈائل کیا اور فاز کو اُس لڑکے کو بھیجنے کا کہا ۔

اور خود فضیل کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

نغمہ بیگم کی طبعیت خراب ہو گئی تھی انہوں نے رانی کو اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا۔

زری بھی بہت پریشان تھی۔

گاؤں والے بھی حویلی میں جمع تھے۔

کرن اپنے بھائی کے پاس بیٹھی تھی جو پریشان تو بلکل بھی نہیں تھا پولیس سٹیشن میں بھی رپورٹ درج کروادی تھی۔

لیکن وہاں سے بھی کوئی خبر نہیں آئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

کرن نے اچانک سامنے سے آتے لڑکے کو دیکھا تو اسے اپنے قدموں تلے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی جس نے کرن کے پاس آتے ہی اسے زور سے سب کے سامنے گلے لگا لیا۔

سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ سب حیرانگی سے کرن اور اس کے ساتھ کھڑے اجنبی لڑکے کو دیکھنے لگے۔

شاہ میر غصے میں بھرا اُس لڑکے کے پاس گیا اور اس کا رخ اپنی جانب کرتے ایک زوردار گھونسا اس کے جبڑے پر دے مارا

ایک دم ہر طرف خاموشی چھا گئی تھی۔اگر کوئی انسان مطمئن تھا تو وہ دبیر تھا۔

کمینے انسان تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو چھونے کی شاہ میر نے اُس لڑکے کو گریبان سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کرتے کہا جس نے شاہ میر کو پیچھے دھکا دیا تھا۔

تیری بہن بیوی ہے میری

اُس لڑکے نے چلاتے ہوئے کہا گاؤں والے بے یقینی سے کرن کو دیکھ رہے تھے۔

Urdu Novels Ghar

تمھاری بہن کو بھی شرم نہیں آتی پہلے مجھ سے محبت کے دعوے کرتی تھی اور اب طلاق مانگ رہی ہے ۔

اور گاؤں آکر پتہ چلا کہ کرن بی بی کی شادی ہونے والی ہے اس لیے روز فون کر کے مجھ سے طلاق مانگتی تھی۔

اُس لڑکے نے اپنا کالر ٹھیک کرتے کہا ۔

کرن کی تو ایسی حالت تھی جیسے ابھی گر جائے گی کرن کی کیا فضیل، نغمہ اور زری کی بھی یہی حالت تھی ۔

اپنی بکواس بند کرو ورنہ تیرا منہ توڑ دوں گا ۔

شاہ میر نے دھاڑتے ہوئے کہا ۔

اگر میری بکواس پر یقین نہیں ہے تو اپنی بہن سے پوچھ لو اُس لڑکے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

اور ہاں یہ رہا ہمارا نکاح نامہ ایک سال پہلے ہم دونوں نکاح کر چکے ہیں ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اس لیے ہم نے نکاح کر لیا۔اُس لڑکے نے تمسخرانہ انداز میں ہنس کر کہا۔

شاہ میر کارخ کرن کی طرف تھا جو بت بنی کھڑی تھی اسنے سوچا تھا منیب سے طلاق لے کر دبیر سے نکاح کر لے گی اور نکاح میں تاخیر کروانا بھی اسکے لیے زیادہ مسئلہ نہیں تھا۔

لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ منیب یہاں گاؤں آجائے گا ۔

منیب اور کرن یونی میں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔فضیل اور شاہ میر سے ضد کرنے کے بعد کرن شہر پڑھنے گئی تھی اور وہاں ہوسٹل میں رہتی تھی۔

کرن جانتی تھی اس کے گھر والے منیب کے ساتھ شادی کے لیے کبھی نہیں مانے گے اس لیے اس نے منیب سے نکاح کر لیا۔

لیکن دبیر کو دیکھتے ہی اس نے منیب کو کہا کہ اسے طلاق چاہیے وہ جو اپنے گھر والوں کو کرن کے گاؤں بھیجنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کرن کی بات پر تب پڑا۔

کرن روزا سے فون کر کے طلاق کا کہتی اور منیب اسی فضول سی ضد سے تنگ آگیا تھا۔

اور نا کرن وجہ بتاتی تھی۔

آگے کا کام دبیر کا تھا جس نے سب کچھ معلوم کروایا اور کرن کی شادی کا بھی منیب کو بتا دیا

جس کی وجہ سے وہ یہاں موجود تھا۔

کیا یہ لڑکا سچ بول رہا ہے؟ کیا یہ نکاح نامہ اصلی ہے؟

شاہ میر نے کرخت لہجے میں کرن کے سامنے نکاح نامہ لہراتے ہوئے پوچھا۔

کرن خاموش رہی تھی یا بولنے کی سکت نہیں تھی

جواب دو؟

شاہ میر نے دھاڑتے ہوئے کہا جس پر کرن نے ڈر کر جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

فضیل اعوان آگے بڑھا اور اپنے وزنی ہاتھ کا نشان کرن کے گال پر چھوڑ دیا۔

پورے ہال میں فضیل کے تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔

دفع ہو جاؤ میری نظروں سے ورنہ تمھاری جان لے لوں گا۔

فضیل نے غصے میں کرن کو کہا جو وہاں سے بھاگتے ہوئے چلی گئی ۔

گاؤں والوں کی آنکھوں میں جو سوال ابھرے ہوئے تھے ان کے جواب شاہ میر اور فضیل دونوں کے پاس نہیں تھے ۔

ابھی آپ لوگ گھر جاییے جیسے ہی رانی ملی آپ کو بتا دیا جائے گا فضیل نے کمزور سے لہجے میں کہا ۔

گاؤں والے آہستہ آہستہ وہاں سے چلے گے دبیر بھی اپنے کمرے میں آگیا تھا ۔

منیب جاتے وقت کہہ کر گیا تھا وہ بہت جلد اپنی بیوی کو لینے آئے گا۔

فضیل اپنی کرسی پر ڈھ سا گیا۔

نغمہ بیگم کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے ۔

شاہ میر غصے میں وہاں سے چلا گیا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

زری مجھے آپ سے بات کرنی ہے

دبیر نے کچن میں چائے بناتی زری کو دیکھتے کہا۔

جی؟

زری نے دبیر کی طرف دیکھتے پوچھا

شاہ. میر اچھا انسان نہیں ہے۔

اُسی نے رانی کو غائب کروایا ہے۔

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ ایسا کیوں کرے گے؟ اور میں مانتی ہوں شاہ میر بہت سے ایسے کام کرتے ہیں جو ان کو نہیں کرنے چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی ہی بیوی کو غائب کروادیں گے۔

اور کیوں کروایا ہے انہوں نے رانی کو غائب؟ زری نے تھوڑا سرد لہجے میں پوچھا۔

جب آپ میری اس بات پر یقین نہیں کر رہی تو وجہ بتانی بھی بے کار ہے

Urdu Novels Ghar

میں بس آپ کو اتنا کہنا چاہتا ہوں آپ اچھی ہیں لیکن شاہ میر اچھا نہیں ہے جو اُس نے رانی کے ساتھ کیا آپ کے ساتھ بھی کر سکتا ہے دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

اس بار آپ شاہ میر کے بارے میں غلط سوچ رہے ہیں وہ ایسے نہیں ہیں بہتر ہو گا آپ بھی اُن کے بارے میں اپنا خیال تبدل کر لیں

زری نے سنجیدگی سے کہا اور کچن سے باہر چلی گئی ۔

ایک تو پتہ نہیں کیوں لڑکیاں اپنے دماغ کا استعمال کیوں نہیں کرتی ۔

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور خود بھی وہاں سے چلا گیا۔

آگے دن پوری حویلی میں سناٹا چھایا ہوا تھا کرن اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔شاہ میر بھی اپنے کمرے میں تھا۔

رانی کا کچھ پتہ چلا؟ زری نے سگریٹ پیتے شاہ میر کو دیکھتے پوچھا وہ پوری رات سوئی نہیں تھی ۔

رانی سے زیادہ ٹینشن اس گھر میں چل رہی ہے مجھے اُس کے بارے میں سوچنا ہے

Urdu Novels Ghar

شاہ میر نے روکھے لہجے میں کہا ۔

کیا مطلب ؟ کیا رانی آپ کے لیے اہم نہیں ہے آپ کی بہن آپ کے لیے زیادہ اہم ہے ؟

زری نے شاہ میر کے سامنے آتے غصے میں پوچھا ۔

میری بہن میرے لیے زیادہ اہم ہے شاہ میر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

آپ کی بہن نے کوئی نیک کام نہیں کیا بلکہ چوری چھپے نکاح کیا ہے اور ابھی بھی آپ کو کرن کی پرواہ....

اس سے پہلے زری اپنی بات مکمل کرتی چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے اسے خاموش کروا دیا تھا۔

تھپڑ اتنی زور سے لگا تھا کہ زری کا ہونٹ پھٹ گیا اور اُس میں سے خون نکلنے لگا۔

اگر ایک بھی لفظ میری بہن کے بارے میں کچھ فضول کہا تو تمھاری زبان کاٹ کر رکھ دوں گا۔شاہ میر نے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہا اور کمرے سے نکل گیا ۔

زری ابھی بھی بے یقینی کے عالم میں کھڑی تھی ۔

کیسے ہو اسلم میاں فاز نے اسلم کے منہ پر ٹھنڈا پانی ڈالتے ہوئے کہا جو ایک دم ہوش میں آیا تھا اس کی چار انگلیاں کٹ چکی تھیں۔

جن پر فاز نے پٹی باندھ دی تھی۔

مجھے معاف کر دو پلیز مجھے چھوڑ دو

اسلم نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔

تمہیں یاد آگیا کہ تم نے کیا کیا تھا؟

فاز نے ڈرامائی انداز میں پوچھا۔

ہاں مجھے یاد آگیا ہے مجھے معاف کر دو میں یہاں سے بہت دور چلا جاؤں گا۔

اسلم نے سسکتے ہوئے کہا

ہمممم ٹھیک ہے تم پر اتنا احسان کر سکتا ہوں کہ میں تمہیں چھوڑنے کے بارے میں ضرو سوچوں گا۔

ٹھیک ہے فاز نے کہا جیسے اسلم ہر بہت بڑا احسان کر رہا ہو ۔

ابھی میں. چلتا ہوں بس دیکھنے آیا تھا تم مر گئے ہو یا ابھی تک زندہ ہو

فاز نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے اسلم بے بسی سے رونے لگا تھا ۔

دبیر نے سوچ لیا تھا کہ جو وہ اصل میں ہے وہی اب سب کو بھی نظر آئے گا اور اب اس کا ارادہ حویلی سے جانے کا تھا۔

لیکن اُس سے پہلے سب کو اپنا تعارف بھی کروانا تھا اور ان سب کو یہ بھی بتانا تھا کہ ان کے برے دن آنے والے ہیں ۔

شروعات زری سے کرنی تھی اس لیے زری کے کمرے کی طرف گیا ۔

وہ چاہتا تھا آرام سے سب کچھ زری کو بتا دے اور کہی نا کہی دبیر کو امید بھی تھی کہ وہ سمجھ بھی جائے گی لیکن یہ صرف دبیر کی سوچ ہی تھی۔

دبیر نے دروازہ ناک کیااور اندر داخل ہوا لیکن زری کے پھٹے ہوئے ہونٹ کو دیکھ کر دبیر ایک سیکنڈ میں ساری بات سمجھ گیا تھا اس کا دل کیا ابھی جاکر شاہ میر کو شوٹ کر دے۔

زری جو ابھی تک بے یقینی کے عالم میں کھڑی تھی دبیر کو دیکھ کر اس نے نظریں جھکا لیں

اب آپ مجھے یہ مت کہیے گا یہ شاہ میر کا کام نہیں ہے دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔

آپ میرے معاملے سے دور رہیں

زری نے اپنا رخ موڑتے ہوئے کہا

"آخر آپ کس مٹی کی بنی ہیں؟ کیا چاہتی ہیں؟ یہ لوگ آپ کو جان سے مار دے پھر خود کے لیے آواز اٹھانی ہے آپ نے؟"

دبیر نے دانت پیستے زر کے بازو پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے دبی آواز میں پوچھا۔

زر نے پہلے اپنی سرخ آنکھوں سے دبیر کے چہرے کی طرف دیکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ دے مارا۔ شاہ میر کا غصہ اس نے دبیر پر نکال دیا تھا جو اس کو بہت مہنگا پڑنے والا تھا۔

بند کمرے میں زر کے تھپڑ کی آواز گونجی۔ دبیر نے دائیں جانب اپنا چہرہ لے جا کر گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے غصے کو کنڑول کیا۔

"فضیل اعوان کی بہوؤں میں تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی۔"

ذری نے ایک سیکنڈ میں آپ سے تم تک کا سفر طے کیا تھا۔

"آئندہ اگر مجھے ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ کر رکھ دوں گی۔" ذری نے انگلی اٹھاتے ہوئے سامنے کھڑے دبیر کو تنبیہ کرتے کہا۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اچانک اس میں اتنی ہمت کیسے آگئی۔

دبیر نے زری کی طرف دیکھا اور کافی حد تک اپنے غصے پر قابو پا چکا تھا۔

دبیر نے زری کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ کی قید میں لیا اور اسے پیچھے دیوار کے ساتھ لگایا یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ زر کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا

یہ کیا کر رہے ہو؟ چھوڑو مجھے زر نے روندی آواز میں کہنا چاہتے ہوئے بھی اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔

"تم جانتی ہو میں کون ہوں"؟

مقابل نے گھمبیر لہجے میں زری کی بات کو اگنور کرتے ایک آبرو اچکاتے ہوئے عام سے لہجے میں پوچھا۔

زری نے اپنی نظریں جھکا لیں تھیں وہ جانتی تھی بے شک سامنے کھڑے انسان کا لہجہ عام ہے لیکن جو حرکت وہ کر چکی ہے اب نظریں ملانا ناممکن تھا۔اور اپنی غلطی کا احساس اسے پل بھر میں ہوا تھا۔

محترمہ آپ سے بات کر رہا ہوں آپ کی ہمت کی داد دینی پڑے گی تھپڑ مارتے وقت خوف نہیں آیا اور اب ڈر رہی ہو؟ دبیر نے زری کے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے کہا ۔جو ابھی بھی نظریں جھکائے کھڑی تھی ۔

"اگر میں چاہوں تو ابھی اور اسی وقت تمہیں اس جگہ سے غائب کر سکتا ہوں کسی میں ہمت نہیں ہے کہ وہ تمہیں تلاش کر سکے۔"

دبیر نے ٹھوڑی سے پکڑ کر زر کا چہرہ اوپر کرتے مزید کہا ۔

Urdu Novels Ghar

"جانتی ہو تمہیں میں اپنے پالتو کتوں کے سامنے پھینکنے پر زرا سا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کروں گا ڈارلنگ کیونکہ ابھی تم لاعلم ہو کہ جس انسان پر تم نے ہاتھ اٹھایا ہے وہ کون ہے۔

اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تم پر ترس کھا کر تمھاری مدد کر رہا ہوں تو یہ سراسر غلط ہے۔

تمھاری مدد میں خود کے لیے کر رہا ہوں۔بہت خود غرض ہوں میں

صرف اپنا فائدہ سوچتا ہوں۔"

مقابل نے تمسخرانہ انداز میں زری کی خوف سے پھیلی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

زری کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔اس وقت اسے وہ دبیر لگ ہی نہیں رہا تھا جس سے زر پہلی بار ملی تھی ۔

"اگر تم چاہو تو اس زخم پر اسی وقت میں اپنے پیار کا مرہم لگا سکتا ہوں۔"

دبیر نے زر کے پھٹے ہوئے ہونٹ کو دیکھ کر زخم کو ہلکا سا اپنے انگوٹھے سے چھو کر دباتے ہوئے بے باکی سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

لیکن زری کو لگا مقابل نے جان بوجھ کر زور سے دبایا جس پر اس کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی ۔

زری کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو جمع ہو گئے تھے جسے باہر نکلنے کی شاید اجازت نہیں تھی ۔

دبیر نے گہری نظروں سے سامنے کھڑی زر کی آنکھوں میں جھانکا جہاں بے بسی کے ساتھ تکلیف بھی شامل تھی ۔

"تمھاری یہ خوبصورت آنکھیں مجھے ہمیشہ بھٹکنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔" دبیر نے بے خودی کے عالم میں زر کی آنکھوں میں دیکھتے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

وہ زری کے اتنے قریب کھڑا تھا کہ اس کی گرم سانسوں کے تھپڑ اسے اپنے چہرے پر پڑتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔اس میں اب اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ خود کو آزاد کروانے کی کوشش بھی کر سکے

تم پاگل ہو ۔

زر نے سامنے کھڑے سر پھرے انسان کی گرفت میں پھڑپڑاتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ہو گیا ہوں جب سے تمہیں دیکھا ہے اُسی دن سے پاگل ہو گیا تھا۔ تمھاری ان خوبصورت آنکھوں کا دیوانہ ہو گیا ہوں ۔اور جب ان میں ہلکی سی نمی آتی ہے واللہ اُس وقت تو تمھاری قاتل آنکھیں مجھ سمیت کسی کی بھی جان لے سکتی ہیں۔" دبیر نے ایک آنکھ دباتے ہوئے مسکرا کر کہتے ہی اپنی انگلی کی پور سے زر کی نم آنکھ کو چھوا۔زر دبیر کے لمس سے ایک دم.کانپ سی گئی تھی ۔

اس کو سامنے کھڑا شخص اب کہی سے بھی مہذب نہیں لگ رہا تھا جو رائے اس نے پہلی بار اسے دیکھ کر قائم کی تھی وہ اب غلط ثابت ہو رہی تھی۔

"اور ہاں اب میں مزید اچھا بننے کی ایکٹنگ نہیں کر سکتا

بہت ہو گیا چوہے بلی کا کھیل میں نے سوچ لیا ہے کہ میں تمھارے شوہر سے بات کروں گا

اگر اُس نے عزت سے تمہیں طلاق دے دی تو ٹھیک ہے ورنہ "......

دبیر نے سینے پر ہاتھ باندھتے بات کو ادھورا چھوڑتے سنجیدگی سے کہا ۔

ورنہ ؟زر نے دھڑکتے دل کے ساتھ ہکلاتے پوچھا۔

”ورنہ آج کل بہت سے حادثات ہو رہے ہیں اُن میں سے تمھارا شوہر بھی کسی ایک حادثے کا شکار ہو سکتا ہے ویسے بھی تمھارے گھٹیا شوہر کی طرف میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں۔“

دبیر نے لاپروائی سے کہا۔

زر آنکھیں پھاڑے سامنے کھڑے خود غرض انسان کو دیکھ رہی تھی۔

تم. کون ہو؟اور کیوں میرے ساتھ یہ سب کچھ کر رہے ہو؟زری نے پوچھا۔

جو تمھارے گھٹیا شوہر نے میری بیوی کے ساتھ کیا وہ میں تمھارے ساتھ نہیں کر سکتا۔اس لیے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے ۔

”اور اب مجھے چلنا چاہیے ایک دو ضروری کام نپٹانے ہیں اور ہاں اب تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے کہ میں کتنا کمینہ انسان ہوں تو اب میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔“

دبیر نے اپنا چہرے زری کے ہونٹوں کے قریب لاتے ہوئے ذو معنی لہجے میں کہا ۔

اس کی گھٹیا گفتگو سن کر زر کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔آنکھوں کے سامنے اچانک اندھیرا سا چھایا اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی دبیر نے اس کا نازک وجود اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

کیا فضول بکواس کی ہے تم نے دبیر اور یہ سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے تم نے مجھے غصہ دلایا دبیر نے زری کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے گہرے لہجے میں کہا

۔

اس کا ارادہ آرام سے اپنی اصلیت زری کو بتانے کا تھا لیکن زری نے دبیر کو تھپڑ مار کر سوئے ہوئے شیر و کو جگا دیا۔

مصطفی بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

مریم نے مصطفیٰ کو دیکھتے حیرانگی سے پوچھا۔

مریم.......

بھابھی اس سے پہلے مصطفیٰ اپنا جملہ مکمل کرتا فاز نے پیچھے سے آکر مصطفیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

جس نے گھور کر فاز کو دیکھا تھا۔

مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے یہ بھی یہی پر ہے مصطفیٰ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

مجھے کیا پتہ تم رانی کو یہی لے کر آؤ گے فاز نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔

میرے پاس اور کوئی جگہ تھی جو میں اُسے وہاں لے کر جاتا

مصطفیٰ کا دل کیا فاز کا سر پھاڑ دے ۔

آپ دونوں کی بات چیت ختم ہوگئی ہو تو میری بات کا بھی جواب دے دیں۔

مریم جو دونوں کو ایک دوسرے کے کان میں سرگوشیاں کرتے دیکھ رہی تھی غصے میں بولی۔

بھابھی جی یہ کمینہ میرا مطلب ہے مصطفیٰ نے اپنے کندھے پر بڑھتی گرفت پر اپنی الفاظ کی درستی کی

فاز میرا دوست ہے۔

مصطفیٰ نے جلدی سے کہا۔

آپ نے تو مجھے نہیں بتایا مریم نے فاز کو دیکھتے پوچھا ۔

بیوی آپ نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں فاز نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

ویسے مصطفیٰ بھائی آپ میں ہمت ہے جو اپنے دوست کو برداشت کرتے ہیں

مریم نے غصے سے فاز کو گھورتے ہوئے کہا ۔

ویسے آپ بھی تو پوری زندگی جھیلنے والی ہیں

فاز نے مریم کی طرف اپنے قدم بڑھاتے ہوئے کہا ۔

جس نے اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھادیے تھے

Urdu Novels Ghar

مصطفیٰ بھائی آپ کے دوست سے مل کر مجھے زرا سا بھی اچھا نہیں لگا۔

مریم نے مصطفیٰ کو دیکھتے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا اور وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

مصطفیٰ قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

منہ بند کر مکھی چلی جائے گی

فازنے مصطفیٰ کو دیکھتے کہا۔

ویسے تم دونوں کی جوڑی ایک دم پرفیکٹ ہے

مصطفیٰ بنے ہنستے ہوئے کہا.

میرا چھوڑو رانی کا مریم کو کیا کہنا ہے اُس کے بارے میں سوچو

فازنے گھورتے ہوئے کہا اور مصطفیٰ کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔جو سوچ میں پڑ گیا تھا۔

ذیشان کو ہوش آچکا تھا۔رانا صاحب اور حسیب اس کے پاس ہی بیٹھے تھے۔

ڈیڈ عمر نے بہت برا کیا ہے اُس کمینے کو میں جان سے مار دوں گا

نہیں جان سے نہیں ماروں گا اُسے بے بس کر اُس کے سامنے اُس کی بیوی کو اپنا بناؤں گا

ذیشان نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

پہلے تم ٹھیک ہو جاؤ رانا نے تحمل سے کہا

میں ٹھیک ہوں مجھے کچھ نہیں ہوا۔

ذیشان نے غصے سے کہا۔

بھائی ڈیڈ ٹھیک کہہ رہے ہیں ہم فاز سے ضرور بدلہ لیں گے لیکن پہلے آپ ٹھیک ہو جائیں

حسیب نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

ذیشان نے غصے سے حسیب کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

نیہا اپنے بھائی کو دیکھنے نہیں آئی تھی۔بھائی سے زیادہ اسے شیر و عزیز تھا اور اس وقت بھی اُسکے فلیٹ پر موجود تھی ۔

دبیر جو حویلی سے سیدھا اپنے فلیٹ پر آیا تھا کہ کچھ دیر اکیلے رہ کر اپنے دماغ کو سیٹ کر سکے

۔

لیکن صوفے پر بیٹھی نیہا کو. دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہو گیا تھا۔

تم اندر کیسے آئی؟

دبیر نے سرد لہجے میں پوچھا اس کے اس فلیٹ کا راز نا کو بھی معلوم تھا۔

ویسے میں لاک کھولنے میں ماہر ہوں اور تمھارے فلیٹ کا لاک تو آسانی سے کھل گیا تھا۔

میرے خیال سے تمہیں اپنے دروازے کا لاک چینج کروانا چاہیے کوئی بھی آ سکتا ہے اور تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے نیہا نے دبیر کے سامنے کھڑے ہوتے مشورہ دینے والے انداز میں کہا۔

شیر وودودھ پیتا بچہ نہیں ہے نیہا ڈارلنگ وہ جانتا ہے کہ اُس کے فلیٹ پر کوئی بھی آ سکتا ہے لیکن اُسے خطروں سے کھیلنے کا شوق ہے۔اور جو اُسے نقصان پہنچانے آتا ہے پھر اُس کی لاش یہاں سے باہر جاتی ہے۔

دبیر نے ہلکا سا مسکراتے نیہا کے بالوں کی لٹ کو کھینچتے ہوئے کہا۔

نیہا دبیر کی بات تو سن ہی نہیں رہی تھی وہ تو قریب سے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

تم اتنے ہینڈ سم کیوں ہو؟

نیہا نے کھوئے ہوئے انداز میں اپنا ہاتھ دبیر کے چوڑے سینے پر رکھتے ہوئے کہا ۔

آہ تمھارا ٹائم ختم ہو گیا نیہا میڈم اب عزت کے ساتھ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ ذلیل کر کے نکالوں گا

دبیر نے نیہا سے دور ہوتے اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتے کہا ۔

اگر تم مجھے ذلیل بھی کرو گے تو میں خوشی خوشی ہو جاؤں گی عباس

نیہا نے دبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔

دبیر نے مڑ کر نیہا کو دیکھا پل بھر میں اس کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔

تم مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہو؟ یہ تمھاری کیسی محبت ہے جس میں تم کسی دوسرے مرد کا ساتھ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہو وہ بھی صرف ایک رات کے لیے؟

دبیر نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

اگر تم کہو گے تو میں سب کچھ چھوڑ دوں گی صرف ایک بار صرف ایک موقع مجھے دے دو

نیہا نے دبیر کا ہاتھ تھامتے ہوئے بے بسی سے کہا ۔

میرے لیے اپنے باپ اور بھائیوں کے خلاف جاسکتی ہو؟

دبیر نے ایک آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا ۔

ہاں نیہا نے بنا سوچے سمجھے جواب دے دیا۔

دبیر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ۔

ٹھیک ہے ابھی تم اپنے گھر جاؤ میں ضرور تمھارے بارے میں کچھ نا کچھ سوچوں گا

دبیر نے اپنا ہاتھ نیہا کے ہاتھ سے الگ کرتے کہا۔

تھیک یو سو مچ عباس نیہا نے خوشی سے دبیر کے گلے لگتے کہا ۔

آج اسے لگ رہا تھا اسے سب کچھ مل گیا ہے ۔

اب جاؤ یہاں سے دبیر نے رخ موڑے کہا ۔

نیہا نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی

دبیر وہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا اور اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر پینے لگا اب تو اسے سگریٹ پینے کی گندی عادت پڑ گئی تھی اس کے بغیر دبیر کا گزرہ نہیں ہوتا تھا ۔

تھوڑی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد دبیر فرش ہونے چلا گیا تھا

اسے آج کبیر سے ملنا تھا۔

زری کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو. کمرے میں تنہا پایا۔

دبیر اچھا انسان نہیں ہے وہ کسی مقصد کے تحت یہاں آیا ہے مجھے گھر میں بتانا چاہیے

زری نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

لیکن میں کیسے کہوں گی اگر دبیر برا ہے تو شاہ میر کون سا اچھا ہے ماں جی پہلے ہی پریشان ہیں۔

Urdu Novels Ghar

یااللہ میں کیا کروں کسے بتاؤں؟

وہ چاہتا ہے شاہ میر مجھے طلاق دے دے لیکن میں نے اُس کا کیا بگاڑا ہے میرے ساتھ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے۔

زری نے بے بسی سے کہا۔

اس وقت زری خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی۔

کوئی بھی اپنا اس کے پاس نہیں تھا اپنی ماں کو بھی کچھ نہیں بتا سکتی تھی اگر بتاتی بھی تو کیا کہتی۔

شاہ میر آپ کبھی نہیں سدھر سکتے کبھی نہیں زری کو تھپڑ یاد آیا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

بی بی جی بڑی بیگم صاحبہ آپ کو بلا رہی ہیں ملازمہ نے کمرے میں داخل ہوتے زری کو کہا جس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

تم جاؤ میں آ رہی ہوں زری نے بھاری لہجے میں کہا۔ملازمہ وہاں سے چلی گئی تھی۔زری نے اپنا حلیہ درست کیا اور خود بھی کمرے سے باہر چلی گئی۔

ویسے جس انسان کی تمہیں تلاش ہے وہ کب تک مل جائے گا تمہیں؟

دبیر نے کبیر کو دیکھتے پوچھا دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔کبیر نے بلیک کلر کی پینٹ شرٹ پہنی تھی ماتھے پر بکھرے بال چہرے پر سنجیدگی لیے کھانا کھا رہا تھا۔

دبیر نے بلیک پینٹ کے ساتھ ریڈ شرٹ اور اوپر بلیک ہی واسکٹ پہنی تھی بالوں کو جل سے اچھی طرح سیٹ کیے آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے دونوں بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔

آتے جاتے لوگ دونوں کو دیکھتے تو تعریف کیے بنا نا رہ پاتے

دبیر کے سوال پر کبیر چونکا ضرور تھا پھر مسکرا پڑا کیونکہ دبیر کو پہلی مرتبہ ہی دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا دبیر بہت پہنچی ہوئی چیز ہے۔

بس ایک بار کمینہ ہاتھ آجائے اُسے دادی یاد نا دی لادی تو میرا نام بھی کبیر نہیں

کبیر نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے کہا ۔

ابھی وہ پاکستان نہیں آیا

دبیر نے سنجیدگی سے کہا ۔

ہاں جانتا ہوں۔

کبیر نے کہا اور اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا ۔

لیکن کچھ فاصلے پر بیٹھی لڑکیاں دونوں کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں اور دنوں کی نظریں کبیر کو تنگ کر رہی تھیں۔

بہنوں میں شادی شدہ ہوں اور میری ایک عدد خوبصورت بیوی بھی ہے میں آپ لوگوں کو لیفٹ نہیں کروا سکتا لیکن یہ بھائی صاحب ابھی سنگل ہے ان پر آپ لائن مار سکتی ہیں ۔

کبیر نے اونچی آواز میں اُن لڑکیوں کو دیکھتے کہا جو بے شرمی سے ہنس پڑی تھیں ۔

ارد گرد کے لوگ بھی کبیر کے انداز پر ہنس پڑے تھے ۔

دبیر نے کھا جانے والی نظروں سے کبیر کو دیکھا۔

یار مجھ سے کھانا نہیں کھایا جا رہا تھا اب وہ تمہیں دیکھیں گئیں میں آرام بسے کھانا کھا سکتا ہوں اب تم روزانہ تو کھانا کھلاؤ گے نہیں اس لیے میں پیٹ بھر کر کھاؤں گا ۔

کبیر نے دبیر کو دیکھتے ایک آنکھ دباتے کہا اور ویٹر کو آواز دے کر مزید کھانا آڈر کیا اور وہ کھانا پانچ یا چھ لوگوں کا تھا ۔

تم انسان ہی ہو نا؟ دبیر نے کبیر کو دیکھتے پوچھا ۔

میرے کھانے پر نظر مت رکھو اپنا کھاؤ کبیر نے گھورتے ہوئے کہا۔

اتنے میں اس کا موبائل رنگ ہوا۔ میسج پڑھنے کے بعد کبیر نے دبیر کو دیکھا ۔

مجھے ایک ارجنٹ کام سے جانا ہے تم ایسا کرنا وہ کھانا میرے فلیٹ پر لے جانا کبیر نے ہنستے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

لیکن جانے سے پہلے وہ پیمنٹ کر گیا تھا۔

سنو باہر جو پانچ بچے بیٹھے ہیں جو کھانا میں نے دوبارہ آڈر کیا تھا اُن کو دے دینا اگر کوئی چالاکی کی تو...... کبیر نے سنجیدگی سے ویٹر کو دیکھتے اپنی بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا۔

ایسا کرو وہ خالی ٹیبل پر کھانا لگاؤ میں بچوں کو لے کر آتا ہوں اُن کے پاس میرا نمبر ہے اگر اُن کے ساتھ کوئی بد تمیزی کی تو وہ مجھے کال کر کے بتا دیں گے۔اور میرے تعلقات ٹائیگر سے بھی ہیں اور تم تو اچھے سے جانتے ہو ٹائیگر کون ہے؟

کبیر نے سرد لہجے میں کہا اسے ویٹر کی شکل دیکھ کر ہی پتہ چل گیا تھا کہ وہ کیسا ہے اس لیے اُسے وارن بلکر رہا تھا۔

سر آپ بے فکر رہیں ویٹر نے جلدی سے کہا۔

دبیر کال اٹینڈ کرنے کے لیے باہر گیا تھا۔

کبیر اُن پانچ بچوں کو اندر لے کر آیا اور اُن کو ٹیبل پر بیٹھا کر وہاں سے چلا گیا جو خوشی خوشی کھانا کھانے لگے تھے۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے واپس آتے ویٹر کو آواز دی تاکہ پیمنٹ کر کے جائے ۔

سر وہ جو آپ کے ساتھ آئے تھے انہوں نے ساری پیمنٹ کر دی ہے ویٹر نے مودبانہ انداز میں کہا۔

دبیر کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی تھی اور جو انہوں نے بعد میں آڈر کیا تھا وہ؟

دبیر نے ویٹر کو دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

سر وہ انہوں نے اُن بچوں کے لیے کیا تھا۔ویٹر نے بچوں کی طرف اشارہ کرتے کہا جو کھانا کھا رہے تھے ۔

اس بار دبیر کھل کر ہنس پڑا تھا ٹھیک ہے جاؤ دبیر نے اُن بچوں بکو دیکھتے کہا ۔

بچوں نے جب کھانا کھا لیا تو آئسکریم دبیر نے اُن کو لے دی تھی اور بچوں کے جانے کے بعد خود بھی وہاں سے باہر چلا گیا ۔

فاز کھولو اسے دبیر نے اسلم کو دیکھتے کہا جس نے فوراً اسلم کو کھول دیا۔

Urdu Novels Ghar

میں تمہیں آزاد کر رہا ہو وہ دروازہ دیکھ رہے ہو وہاں سے تم باہر جا سکتے ہو۔

لیکن ایک شرط پر دبیر نے اسلم کو. دیکھتے کہا جو آزادی کا سن کر خوش ہو گیا تھا۔

دبیر سیدھا تہہ خانے میں آیا تھا۔اور دبیر کو دیکھتے ہی اسلم گڑگڑاتے لگا تھا۔کہ ہو سکتا ہے دبیر اس کی مدد کر دے ۔

کون سی شرط اسلم نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

تمہیں بھاگنا ہو گا جتنا تیز تم بھاگ سکتے ہو بھاگو اگر تم رک گئے تو میرا بولٹ تمہیں دبوچ لے گا

دبیر نے بولٹ کے سر ہر پیار کرتے کہا ۔

اسلم دبیر کے ساتھ کھڑے کتے کو دیکھ کر ڈر گیا تھا غصے سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں ۔

جاؤ دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔اسلم بنا کچھ سوچے دروازے سے باہر چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

باہر سڑک بلکل صاف تھی اسلم نے بھاگنا شروع کیا اور بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا۔ بولٹ اپنی زبان باہر نکالے اسلم کو گھور رہا تھا۔

اسلم نے اس بار اندھادھن بھاگنا شروع کیا اسے یہی لگ رہا تھا۔

کتا اس نے پیچھے آرہا ہے لیکن وہ وہی بیٹھا تھا۔

دبیر نے فاز کو کہا تھا جتنی سزا اُسے مل چکی ہے وہی کافی ہے اس لیے اسلم کو چھوڑ دیا۔

اس سے پہلے فاز اس سے سب کچھ کہلوا چکا تھا جو کچھ اس نے مریم کے ساتھ کیا اور ویڈیو بھی بنالی تھی

کیونکہ اس کی بیوی اس پر یقین تو کرتی نہیں تھی ۔

واہ ہیرو آج تو بہت پیارلگ رہا ہے ۔

فاز نے دبیر کو دیکھتے مسکرا کر کہا جو ہنس پڑا تھا۔

فاز زری کو ساری سچائی میں بتا چکا ہوں

دبیر نے چہرے پر سنجیدگی لاتے کہا۔

اگراُس نے سب کو بتادیا تو؟

فاز نے حیرانگی سے پوچھا۔

نہیں وہ کسی کو نہیں بتائے گی اور اب مجھے صرف ایک رات کے لیے زری کو اغوا کرنا ہے

اُس کے بعد میں اُسے دوبارہ حویلی چھوڑ دوں گا ۔

دبیر نے فاز کو اپنا پلان بتاتے ہوئے کہا۔

تم کرنا کیا چاہتے ہو دبیر ؟فاز نے پریشانی سے پوچھا ۔

فکر مت کروایسا ویسا کچھ نہیں کروں گا ۔

اور میں حویلی جارہاہوں زری کو ایک اور سچ سے آگاہ کرنا ہے ۔

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور پیچھے دروازے سے باہر چلا گیا ۔

زری تمھارا اب اللہ ہی مالک ہے فاز نے گہرا سانس لیتے کہا اور خود بھی تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

حویلی میں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔زری نغمہ بیگم کے کمرے میں کافی وقت تک بیٹھی رہی تھی۔

اوراب ان کے کمرے سے نکل کر کچن کی طرف جارہی تھی۔

سب کا خیال اسے ہی رکھنا تھا۔رانی کا بھی کچھ معلوم نہیں تھا۔

زری نے بے دلی کے ساتھ کچن کو دیکھا اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

زری نے اپنی ماں کے پاس جانے کا سوچا کم از کم ماں کے پہلو میں چھپ کر رو کر اپنے دل تو ہلکا کر سکتی تھی ۔

زری مڑ کر کچن سے نکلنے لگی تو پیچھے کھڑے دبیر کے چوڑے سینے سے جا ٹکرائی

زری نے سنبھل کر نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو دبیر کو دیکھ کر ڈر گئی ۔

اور یہ بات دبیر نے بھی نوٹ کی تھی۔

کیسی ہو جانِ من دبیر نے زری کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے گہرے لہجے میں پوچھا۔

تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

زری نے بے بسی سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

شاہ میر سے طلاق لے لو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور تم الگ سے اپنے مطابق اپنی زندگی گزار سکتی ہو۔

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

میں شاہ میر سے طلاق کیوں لوں؟

میرا نام اُن کے ساتھ جڑ چکا ہے اور اتنا آسان نہیں ہوتا سب کچھ ایک سیکنڈ میں ختم ہو جانا۔

زری نے دبیر کو دیکھتے کہا۔

جو ہلکا سا ہنس پڑا تھا

مجھے معلوم تھا تم بہت ضدی ہو تو میں تم سے پہلے ہی معذرت کرتا ہوں

دبیر کا لہجہ ایک سیکنڈ میں تبدیل ہوا تھا۔

کیا مطلب ؟

زری نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا ۔

آگے جو میں کرنے جارہاہوں وہ تمھارے لیے تکلیف دہ ضرور ہو گا لیکن میں دیکھنا چاہتا ہوں تمھارا گھٹیا شوہر کتنا تم .پر یقین کرتا ہے

دبیر نے زری کی طرف اپنے قدم بڑھاتے ہوئے کہا جو پیچھے کو کھسکتی فریج کے ساتھ جا لگی تھی۔

تمہیں میں نے کتنی بار کہا ہے رویا مت کرو دبیر نے تھوڑا سرد لہجے میں کہا ۔

زری کے آنسو میں روانگی آگئی تھی ۔

شیششش دبیر نے زری کے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا ۔

زری آنکھوں میں خوف لیے سانس روکے کھڑی تھی۔

جانتی ہو کچھ ٹائم پہلے چھت پر تمہیں شیر وملا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے زری کی گردن سے بال پیچھے کرتے اس کے کان کی طرف جھکتے سرگوشی نماانداز میں کہا۔

دبیر کی گرم سانسوں کے تھپڑ زری کی گردن کو جھلسا رہے تھے ۔

وہ میں ہی تھا۔

دبیر نے کہتے ہی ہلکا سا اپنے ہونٹوں سے زری کی گردن کو چھوا اور پیچھے ہٹ گیا۔

زری کی خوف سے ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

دبیر زری کے دل میں خود کے لیے خوف پیدا کرنا چاہتا تھا جو وہ چکا تھا۔

شاہ میر سے تمھاری کیا دشمنی ہے؟اور کیوں میرے پیچھے پڑے ہو؟

کسی فری ٹائم نے بتاؤں گا پوری تفصیل سے دبیر نے آنکھوں میں چمک لیے کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا ۔

زری کا دل کیا خود کو ختم کرلے لیکن ایسا کر نہیں سکتی تھی۔

—

باباجانی کیاآپ اپنی بیٹی کو معاف نہیں کریں گے؟

کرن نے فضیل اعوان کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے پوچھا آج پورے دو دن بعد وہ کمرے سے باہر آئی تھی۔

فضیل نے اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا تھا۔

باباجانی پلیز مجھے معاف کردیں۔

کرن نے بے بسی سے کہا۔

تجھے شہر پڑھنے کے لیے بھیجا تھا لیکن تو نے کیا کیا؟ نکاح کرلیا

اگر وہ لڑکا نا آتا تو ہمیں کبھی پتہ نا چلتا اور پورے گاؤں کے سامنے کیا عزت رہ گئی ہماری تجھے زرا بھی احساس ہے۔

کرن تو نے اچھا نہیں کیا۔

مجھے اپنی بیٹی پر بہت مان تھا تو نے اُس مان کو توڑنے سے پہلے ایک بار بھی میرے اور اپنے بھائی کی عزت کے بارے میں نہیں سوچا

فضیل اعوان نے رخ موڑے کہا ۔

بابا جانی میں جانتی ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے پلیز مجھے معاف کر دیں۔

کرن نے کہا۔

تو دبیر سے شادی کے لیے بھی مان گئی تھی کرن تو کرنا کیا چاہتی تھی؟ پہلے نکاح کیا پھر اُس لڑکے سے طلاق لینا چاہتی تھی؟ کیوں؟

فضیل نے کرن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جس نے نظریں جھکا لیں تھیں ۔

جاؤ یہاں سے فضیل نے سرد لہجے میں کہا ۔

بابا

میں نے کہا جاؤ یہاں سے فضیل نے سرد لہجے میں کہا ۔

کرن نے اپنے باپ کو. دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی ۔

نغمہ بیگم خاموشی سے بیٹھی دونوں باپ بیٹی کو دیکھ رہی تھی ۔

کرن نے اپنی ماں کی طرف بھی دیکھا تھا جس نے ایک نظر بھی اپنی بیٹی کو نہیں دیکھا تھا ۔

آپ نے اپنے بچوں سے کیا امید لگا رکھی تھی کہ وہ پرہیز گار نکلے گے ؟

نغمہ بیگم نے طنزیہ لہجے میں کہا اور فضیل کا جواب سننے سے پہلے ہی وہاں سے چلی گئی تھی۔

فضیل نے پریشانی سے اپنا سر پکڑ لیا۔وہ اچھے بسے جان گیا تھا نغمہ کا اشارہ کس بات کی طرف تھا ۔

رانی کہاں ہے شاہ میر ؟ پاشا نے غصے میں شاہ میر سے پوچھا۔

تمھارے آدمی کو میں سب کچھ بتا چکا تھا کہ وہ لوگ کہاں سے گزرے گے

اب وہ کہاں ہے مجھے نہیں معلوم

شاہ میر نے سنجیدگی سے کہا ۔

میرے آدمیوں کو وہ مل گئی تھی لیکن میرے آدمی کی لاشیں مجھے ملی ہیں لیکن رانی غائب ہے کس میں اتنی ہمت ہے جو پاشا کے کام میں دخل اندازی کرے ۔

کون ہو سکتا ہے وہ؟ کہاں گئی وہ؟

پاشا نے اپنے ہاتھ میں پکڑا گلاس زمین پر پھینکتے ہوئے کہا جو زمین پر گرتے ہی چکنا چور ہو گیا تھا ۔

اس بارے میں صرف مجھے یا تمہیں معلوم تھا پھر کون ہو سکتا ہے جو رانی کو لے گیا ۔

تمھارا بھائی؟

شاہ میر نے اچانک کہا،

پاشا نے شاہ میر کی طرف دیکھا

وہ کیوں ایسا کرے گا اور رانی سے اُس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟

پاشا نے حیرانگی سے پوچھا۔

مجھے نہیں معلوم لیکن وہ تمھارے ہر کام میں دخل اندازی کرتا ہے۔

تمھارے اوپر اُس نے نظر رکھی ہوئی ہے جیسا کہ تم. کہتے ہو وہ بہت خطرناک ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے ۔

ایک منٹ تمھارے دوست کا نام کیا ہے جو تمھارے گھر رکا ہوا ہے

پاشا نے بے چینی سے شاہ میر کو دیکھتے پوچھا کیونکہ اج تک شاہ میر نے اُس کا نام نہیں بتایا تھا۔اور اچانک اسکے ذہن میں سوال آیا تھا۔

دبیر نام ہے اُس کا بہت اچھا لڑکا ہے شاہ میر نے کہا ۔

پاشا نے جلدی سے اپنا موبائل پکڑا اور دبیر کی تصویر نکال کر شاہ میر کے سامنے کی

کیا وہ یہ ہے ؟ پاشا نے موبائل سکرین شاہ میر کے سامنے کرتے پوچھا دماغ تو یہی کہہ رہا تھا کہ شاہ میر کہہ دے کہ یہ وہ نہیں ہے۔

ہاں یہی تو ہے دبیر لیکن تمھارے پاس اُس کی تصویر کہاں سے آئی؟

شاہ میر نے حیرانگی سے پوچھا ۔

جانتے ہو یہ کون ہے ؟

Urdu Novels Ghar

پاشانے سرد لہجے میں شاہ میر کو دیکھتے پوچھا ۔

اس کا پورا نام دبیر عباس ہے لوگ اسے شیر و کے نام سے جانتے ہیں اقرا کا شوہر

پاشا کے انکشاف پر شاہ میر کچھ پل کے لیے تو بت بن گیا تھا ۔

اور اب مجھے سمجھ آگئی ہے۔رانی کو کون لے گیا ۔

اس کے ساتھ فاز بھی ہو گا جو اقرا کا بھائی ہے پاشا نے کہا۔اسے خود پر افسوس ہو رہا تھا اس نے پہلے شاہ میر سے اُس کے دوست کا نام کیوں نہیں پوچھا ۔

اور ہاں تم نے کہا تھا دبیر نے تمھاری جان بچائی لیکن ایسا نہیں تھا دبیر نے اپنے ہی آدمیوں کو تمھاری گاڑی پر حملہ کرنے کہا ہو گا تا کہ تمھاری جان بچا کر تمھارے گھر اسکے اور تم اُسے اپنے گھر لے بھی آئے

پاشانے طنزیہ انداز میں کہا۔

لیکن وہ میرے گھر کیوں آنا چاہتا تھا؟ اگر اُس نے مجھے مارنا ہی تھا تو مار دیتا میرے گھر کیوں آیا۔

شاہ میر نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا۔

اتنی آسان موت وہ تمہیں نہیں دے گا شاہ میر وہ تمہیں تھوڑا تھوڑا مارے گا وہ میرا بھائی ہے اور میں اُسے اچھے سے جانتا ہوں۔

اور مجھے لگتا ہے وہ تمھارے گھر اس لیے رکا کہ خود تمھاری سرگرمیوں پر نظر رکھ سکے تمھارے بزنس پر اور ہاں تمھاری بیوی پر جو چیز تمہیں زیادہ عزیز ہے وہ تم سے چھین لے گا۔

شاہ میر نے بھرپور سنجیدگی سے کہا۔

شاہ میر سچ میں پریشان ہو گیا تھا۔اب مجھے کیا کرنا چاہیے

شاہ میر نے پاشا کو دیکھتے پوچھا۔

جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرتے جاؤ

پاشا نے سگریٹ سلگاتے کہا۔

جس پر شاہ میر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

Urdu Novels Ghar

کاکا جو دانیال کا پرانا ملازم تھا اس نے شاہ میر اور پاشا کی ساری گفتگو سن لی تھی ۔

اس لیے دروازے سے ہی واپس پلٹ گیا اور کچن میں جا کر دبیر کا نمبر ملایا

دبیر بیٹا تم شاہ میر کے گھر سے چلے جاؤ پاشا اور شاہ میر دونوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ تم ہی شیر وہو

کاکا نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

اور جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو پاشا کاکا کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا وہ کاکا کو دیکھ چکا تھا۔

بتا دیا آپ نے اپنے لاڈلے کو

میرے ہی گھر میں سانپ چھپے بیٹھے ہیں اور مجھے دھوکا دے رہے ہیں۔

پاشا نے اپنی گن کو کاکا کے سامنے کرتے کہا

ویسے میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں آپ نے مجھے اور عباس کو اپنے بیٹوں کی طرح پالا ہے لیکن جب میں نے دانیال کو مار دیا تو آپ میرے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہو خود ہی سوچ لو

پاشانے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کاکا کو یہ جان کر صدمہ پہنچا تھا کہ پاشانے ہی اپنے محسن کی جان لی تھی ۔

اپ کی بہت عمر ہو گئی ہے آج نہیں تو کل آپ نے مر ہی جانا ہے تو یہ نیک کام میں اپنے ہاتھوں سے سرانجام دے دیتا ہوں..

پاشانے کہتے ہی گن کا ٹریگر دبایا اور پورے کچن میں گولی کی آواز گونجی تھی ۔

گولی کاکا کے ماتھے کے بیچو بیچ لگی اور وہی زمین پر گر گے۔

پوری زمین خون سے سرخ ہو گئی تھی۔

پاشانے ایک نظر کاکا پر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا

دبیر ابھی حویلی میں داخل ہوا تھا جب اسکا موبائل رنگ ہوا کاکا کا نمبر دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اُس نے کال اٹینڈ کی اور موبائل کان سے لگایا اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی کاکا اپنی بات کہہ کر

Urdu Novels Ghar

کال کاٹ چکے تھے۔

تو مجھے اپنے پلان کو آج ہی سرانجام دینا ہوگا۔شکریہ کاکا

آپ سے بھی بہت جلد ملتا ہوں۔

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

فاز تم نے پیکنگ تو کرلی تھی تو تم یہاں سے جاؤ

دبیر نے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔

لیکن ہم تو کچھ دنوں بعد جانے والے تھے نا؟فاز نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں لیکن پاشااور شاہ میر دونوں کو سچائی کا پتہ چل گیا ہے۔

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

تم بھی جلدی آجانافاز نے کہادبیر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

دبیر سیدھا نغمہ بیگم کے پاس آیا تھاجو نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں۔

Urdu Novels Ghar

ارے دبیر بیٹا آؤ بیٹھو نغمہ بیگم نے دبیر کو دیکھتے خوشی سے کہا۔

دبیر کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی تھی دبیر ان کو کسی اپنے کی یاد دلاتا تھا۔

آنٹی میں یہاں سے جارہا ہوں لیکن ایک بات کہنا چاہتا ہوں مجھے غلط مت سمجھیے گا اور کسی کو مت بتایئے گا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا۔

دبیر نے نغمہ بیگم کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا۔

لیکن بیٹا تم کہاں جارہے ہو؟

نغمہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا صحیح وقت آنے پر آپ کو بتادوں گا

بس آپ مجھے دعا دیجیے جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ کرلوں

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اللہ تمہیں کامیاب کرے میرے بچے ہمیشہ خوش رہو نغمہ بیگم نے دبیر کے ماتھے پر بوسہ دیتے کہا ۔

شکریہ دبیر نے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلا گیا ۔

Urdu Novels Ghar

نغمہ بیگم کو دبیر کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن دبیر کے جانے سے وہ اداس ہو گئی تھیں۔

آخری کام زری میڈم کو ہینڈل کرنا ہے دبیر نے خود کلامی کرتے کہا۔

زری کی آج صبح سے طبعیت بوجھل سی تھی۔اس لیے آنکھیں مندے لیٹی ہوئی تھی۔

دبیر دبے پاؤں زری کے کمرے میں داخل ہوا

اور اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔

دبیر اپنے ہاتھ میں پکڑا رومال زری کے ناک کے پاس لے گیا زری کی آنکھ کسی خیال کے تحت کھل گئی تھی اور دبیر کو دیکھ کر وہ اٹھتی اس سے پہلے ہی وہ اس کے منہ پر رومال رکھ چکا تھا جس پر بے ہوشی کی دوا لگی تھی ۔

تھوڑی دیر ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد زری بے ہوش ہو گئی۔

دبیر نے زری کو اپنے کندھے پر ڈالا اور کھڑکی کی طرف لے کر گیا۔

Urdu Novels Ghar

زری کے روم کی کھڑکی حویلی کی پیچھلی سائیڈ پر تھی۔

فاز نیچے ہی کھڑا تھا۔

دبیر نے نیچے دیکھا زیادہ اونچائی نہیں تھی لیکن وہ نہیں چاہتا تھا کہ زری کو کوئی چوٹ آئے۔

پتہ نہیں یہ لڑکا کیا کرنا چاہتا ہے

فاز نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا

فاز کو پاس ہی لکڑی کی بنی سیڑھی نظر آگئی تھی فاز نے شکر ادا کیا اور اُس سیڑھی کو کھڑکی کے پاس لے گیا۔

دبیر زری کو نیچے لے آیا تھا فاز نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور دبیر نے اُس میں زری کو آرام سے لیٹا دیا اور اس پر کالی چادر ڈال دی۔

خیال رکھنا اپنا فاز نے دبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔

دبیر زری کو اپنے فلیٹ پر لے آیا تھا اب اس کے جاگنے کا انتظار تھا۔

زری کی تھوڑی دیر بعد ہی آنکھ کھل گئی تھی۔

اُٹھ گئی زرتشہ میڈم ؟

دبیر جو زری کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا زری کے پاس آتے پوچھا۔

جس نے آنکھوں میں خوف لیے دبیر کو دیکھا

کیا ہوا تمھاری آنکھوں میں خوف کیسا؟

میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

مجھے یہاں سے جانا ہے زری نے خود میں حوصلہ پیدا کرتے کہا اور دروازے کی طرف جانے لگی دبیر نے اسے بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔

Urdu Novels Ghar

میں تمھارے ساتھ کچھ سیلفیز لینا چاہتا ہوں دبیر نے زری کو اپنے بے حد قریب کرتے کہا

۔زری نے دبیر کی طرف دیکھا لیکن دبیر نے اسے جب خود کے قریب کیا تو زری کے

ہونٹ دبیر کے گال سے ٹچ ہو گئے تھے اور اسی وقت اُس نے سیلفی لے لی تھی ۔

زری نے گھبرا کر دبیر کو دور کرنا چاہا جس نے ایک دو مزید سیلفی لے کر زری کو چھوڑا تھا ۔

اور اپنی سیلفی کو دیکھنے لگا ۔

واہ یہ تو بہت اچھی آئی ہیں دبیر نے تعریف کرتے کہا اور موبائل اپنے جیب میں رکھ دیا ۔

کیوں کر رہے ہو تم یہ سب کیوں میری زندگی تم نے عزاب بنائی ہوئی ہے ؟

زری نے چیختے ہوئے کہا ۔

اچھا سوال ہے لیکن اس کا جواب میں بعد میں دوں گا۔

دبیر نے سنجیدگی سے کہتے زری کو دیکھا۔

تمھاری حرکتیں دیکھ کر میرے دماغ میں صرف دو ہی باتیں آتی ہیں زری نے ہمت کا

مظاہرہ کرتے دبیر کو دیکھتے کہا بے شک اندر سے دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

یا تو تم مجھ سے محبت کرتے ہو یا شاہ میر سے اپنا کوئی انتقام لے رہے ہو جس میں زرتشہ بھی شامل ہو گئی ہے زری نے دبیر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

تم سچ میں بہت سمجھدار ہو ڈارلنگ

لیکن تمھاری پہلی بات ٹھیک نہیں ہے۔

دبیر تم سے محبت نہیں کرتا وہ کبھی تم سے محبت کر ہی نہیں سکتا بس تمھاری یہ خوبصورت آنکھیں دبیر کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں تم جادو گرنی ہو اور اچھی طرح جانتی ہو مجھے کیسے قابو کرنا ہے۔

اور دوسری والی بات تمھاری درست ہے ایسا میں کہہ سکتا ہوں۔

دبیر نے زری کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرگوشی نما انداز میں کہا اور بات کرتے اس کے ہونٹ زری کے کان سے ٹچ ہو رہے تھے جو زری کو کپکپانے پر مجبور کر گئے

کیوں مجھے یہاں لائے ہو؟

تمہیں شرم آنی چاہیے تم نے اپنے دوست کی بیوی پر گندی نظر رکھی ہوئی تھی۔

زری نے دبیر کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے اسے پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا۔

جو اپنی جگہ سے زرا سا بھی نہیں ہلا تھا۔

کس نے کہا میں نے تم پر گندی نظر رکھی؟ اور شاہ میر جیسا گھٹیا شخص دبیر کا دوست ہو سکتا ہے یہ ناممکن سی بات ہے۔

ویسے آپس کی بات ہے تمہاری آنکھیں دیکھ کر کوئی بھی پاگل ہو سکتا ہے اور میں بھی انسان ہوں بھٹک سکتا ہوں۔

دبیر نے زری کی پانی سے بھری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بے باکی سے کہا۔

جسے اب دبیر سے ڈر لگنے لگا تھا۔

کیا چاہتے ہو تم مجھ سے؟ زری نے بے بسی سے پوچھا۔

جو میں چاہتا ہوں کیا وہ تم مجھے دے دوگی؟ دبیر نے ذومعنی الفاظ میں کہتے زری کے بالوں کی لٹ کو کھینچا۔

جو آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

ک کیا مطلب؟

زری نے لڑکھڑاتی زبان میں پوچھا۔

مطلب آج کی رات تم یہی میرے پاس ٹھہر و گی کل صبح تک اپنے گھر جاسکتی ہو۔

دبیر نے کچھ اس انداز میں کہا کہ زری اس کا کچھ الگ ہی مطلب سمجھی تھی۔

میں یہاں ایک پل بھی نہیں رکو گی۔اور اگر تم نے کچھ غلط کرنے کی کوشش کی میں اپنی جان دے دوں گی زری نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

تمھارے لیے اتنا آسان ہے خود کی جان لینا اتنی ہمت ہے تم میں؟ جواب دو؟ دبیر نے زری کو بالوں سے دبوچتے غراتے ہوئے پوچھا پل بھر میں اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔

زری نے ڈر کر آنکھیں بند کرلیں اس کا چہرہ دبیر کے چہرے کے بہت قریب تھا۔

میری بات کان کھول کر سن لو زرتشہ تم پوری رات یہی رہو گی بھاگنے کی کوشش مت کرنا کیونکہ یہاں سے میری مرضی کے بنا باہر جانا ناممکن ہے۔

میں کل واپس آؤں گا ۔

دبیر کہتے ہی زری سے پیچھے ہو گیا جس نے آنکھیں کھول کر حیرت سے دبیر کو دیکھا تھا۔

یہاں پر ہر چیز موجود ہے مگر تم نے خود کو نقصان پہچانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا زرتشہ تمہیں بعد میں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا اتنا تو تم جان گئی ہو گی۔اس لیے کچھ بھی کرنے سے پہلے سو بار سوچ لینا دبیر نے انگلی اٹھا کر وارن کرتے کہا۔اور وہاں سے چلا گیا ۔

زری ابھی بھی حیرت سے وہاں کھڑی تھی دبیر کیا کرنا چاہتا تھا وہ ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی لیکن اتنا تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ دبیر کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔

فاز مجھے آپ سے علیحدگی چاہیے مریم نے فاز کو دیکھتے کہا۔

جس کا پارہ ایک پل میں ہائی ہوا تھا ۔

کیا بکواس کر رہی ہو؟ تمھاری زبان کو سکون نہیں ہے جو ہر بار فضول بولنے میرے سامنے آجاتی ہو؟

Urdu Novels Ghar

اور کیا تکلیف ہے تمہیں یہاں پر؟

فاز نے دھاڑتے ہوئے پوچھا مریم بھی فاز کو غصے میں دیکھ کر سہم گئی تھی۔

تم نے زبردستی نکاح کیا مجھ سے اور میں تمہیں پسند بھی نہیں کرتی

مریم نے اپنے خشک ہونٹوں کو تر کرتے کہا۔

زبردستی زبردستی تھک گیا ہوں میں یہ الفاظ سنتے سنتے

اور کس کے لیے تم یہ سب کچھ کر رہی ہو اپنے اُس کزن کے لیے جو تمہیں بیچ کر جا رہا تھا۔فاز نے غصے میں پوچھا۔

مجھے تمھاری باتوں پر یقین نہیں ہے

مریم نے سفاکی سے کہا۔

مریم ایک سیکنڈ سے پہلے یہاں سے چلی جاؤ ورنہ جس تہہ خانے میں جانے کے لیے تم مچل رہی تھی پوری رات تمہیں اُس میں بند کر دوں گا۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے سپاٹ لہجے میں کہااور مریم کے دل نے بھی یہی کہا مریم یہاں سے بھاگ جاو ورنہ یہ مونسٹر آج بہت غصے میں لگ رہا ہے کچھ بھی کر سکتا ہے۔

مریم وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ

اس لڑکی کا بھی کچھ نا کچھ کرنا پڑے گا فاز نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

رانی پوری رات سوچتی رہی تھی شاہ میر کی عادتوں کے بارے میں سوچ کر رانی کو تھوڑا بہت یقین ہو گیا تھا کہ شاہ میر کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن ابھی بھی وہ مصطفی کو معاف نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ اپنی بربادی کی وجہ مصطفی کو سمجھتی تھی ۔

تو اسے معاف کیسے کر کر سکتی تھی۔

جب دماغ تھوڑا پر سکون ہوا تو کمرے کا معائنہ کرنے لگی جو بہت خوبصورت تھا۔رانی کو کمرا پسند آیا تھا۔

لیکن یہ گھر کس کا تھا رانی کو معلوم نہیں تھا۔

اس نے الماری کھولی تو اس کی ضرورت کی ہر شے اُس میں موجود تھی اور یہ بات رانی کے لیے حیران کن تھی۔

رانی نے ایک سوٹ پکڑا اور فریش ہونے چلی گئی تھی مصطفٰی سے بے شک وہ ناراض تھی لیکن اُس نے رانی کی جان کے ساتھ عزت بھی بچائی تھی اور اس نے نماز پڑھ کر اللہ کا شکر بھی ادا کرنا تھا۔

مجھے ٹائیگر سے ملنا ہے ذیشان نے کالیا کو. دیکھتے کہا جو ذیشان کو گھور رہا تھا۔

ذیشان کو کالیا عجیب سا لگا تھا۔کالیا نے سامنے کمرے کی طرف اشارہ کیا جہاں ٹائیگر اپنے ایلکس کے ساتھ موجود تھا۔

ذیشان کو لگا تھا کہ کالیا سے زیادہ گندہ انسان اس نے کہی نہیں دیکھا لیکن ٹائیگر کو دیکھ کر اس کا اندازہ غلط ثابت ہونے والا تھا۔

Urdu Novels Ghar

کالیا نے تو صرف بالوں پر پوری بوتل تیل کی لگائی تھی اور اس کا کالا رنگ دوسرے انسان کو خوف میں مبتلا کر دیتا تھا۔

لیکن ٹائیگر اُس نے آنکھوں میں سرما ڈالا ہوا تھا کانوں میں بالیاں پہنے تھیں ہاتھ کی ہر انگلی میں نگ والی انگوٹھی موجود تھی کندھے تک آتے گھنگرالے بال سانولا رنگ لمبی داڑھی اور ہاتھ میں سگریٹ پکڑے وہ بیٹھا تھا۔

ذیشان نے ٹائیگر کو دیکھا تو اس کا دل کیا کہ یہاں سے واپس چلا جائے کالیا تو پھر بھی برداشت کے قابل تھا لیکن ٹائیگر کا حلیہ عجیب ہی تھا۔

دروازے میں ہی کھڑا رہے گا یا اندر بھی آئے گا؟

ٹائیگر نے ذیشان کو گھورتے کہا۔

نہیں مجھے کچھ نہیں کہنا ذیشان نے چہرے کے عجیب سے زاویے بناتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

کمینہ انسان ٹائیگر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا کدھر گیا وہ آدمی؟ کالیا نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا۔

کمینے کی گرل فرینڈ کی کال آگئی تھی چلا گیا ٹائیگر نے سگریٹ کا کش لیتے کہا۔

جس پر کالیا قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا تیری شکل دیکھ کر بھاگا ہو گا مجھے اُس کے چہرے کے تاثرات سے ہی پتہ چل گیا تھا۔

معلوم کر وہ کون تھا۔ٹائیگر نے کہا۔اور خود کا چہرہ آئینے میں دیکھنے لگا

خوفناک تو ہے۔

ٹائیگر نے اپنا چہرہ دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

بس کسی بچے کے سامنے مت آئی ورنہ بے چارہ بے ہوش ہو جائے گا

کالیا نے ہنستے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

بچے کیا بڑے بڑے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

ٹائیگر نے قہقہہ لگاتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

—

شاہ میر گھر آیا تو آتے ہی اس نے زری کو آواز دی ۔

کیا ہوا؟ فضیل اعوان نے حیرانگی سے پوچھا

شاہ میر کے چہرے کے تاثرات سرد تھے۔

ابا جان دبیر کہاں ہے؟ اور زری؟

بیٹا دونوں اپنے کمروں میں ہونگے لیکن تمہیں کیا ہوا ہے اتنے میں نغمہ بیگم بھی وہاں آ گئی تھیں۔

جاؤ دبیر کو بلا کر لاؤ

شاہ میر نے ملازم کو دیکھتے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

جو دبیر کے کمرے میں گیا لیکن وہاں دبیر نہیں تھا

صاحب وہ اپنے کمرے میں نہیں ہیں ملازم نے آکر جواب دیا

شاہ میر خود دبیر کے کمرے میں گیا وہاں پر دبیر کی کوئی بھی چیز موجود نہیں تھی۔

شاہ میر اس کے بعد اپنے کمرے میں گیا وہاں پر زری بھی نہیں تھی۔

کمینے انسان میں تیری جان لے لوں گا شاہ میر نے غصے سے کہا اور باہر گیا۔

آپ سب لوگ کہاں پر تھے وہ کمینہ میری بیوی کو لے گیا اور کسی تو معلوم ہی نہیں

شاہ میر نے غصے سے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

کس کی بات کر رہے ہو اور کون کسے لے گیا۔

فضیل نے حیرانگی سے پوچھا۔

دبیر زری کو لے گیا

شاہ میر نے گہرا سانس لیتے ہیں۔

کیا مطلب وہ کیوں لے کر جائے گا وہ تو تمھارا دوست ہے نا؟ فضیل کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ شاہ میر کیا کہنا چاہ رہا ہے

نہیں ہے وہ میرا دوست آستین میں چھپا ہوا سانپ تھا وہ کمینہ

شاہ میر نے کرخت لہجے میں کہا۔

اک تو رات ہونے والی تھی جب سے اسے دبیر کا معلوم ہوا تھا اسے بس اسی بات کی ٹینشن تھی کہ دبیر زری کے ساتھ کچھ غلط نا کر دے

کاش یہی سوچ شاہ میر کو اُس وقت بھی آتی جب وہ اقرا کے ساتھ غلط کر رہا تھا۔

شاہ میر گھر سے باہر نکل گیا تھا۔اسے کیا ہوا؟ فضیل نے نغمہ بیگم کو دیکھتے پوچھا جن کو اب کچھ کچھ بات سمجھ میں آ رہی تھی ۔

اس کمرے میں کیا کر رہی ہو؟ چلو اپنے کمرے میں فاز نے سنجیدگی سے مریم کو. دیکھتے کہا

۔

جس نے گھور کر فاز کو دیکھا تھا۔

یہاں پر کچھ بھی میرا نہیں ہے

مریم نے دانت پیستے کہا۔

جس پر فاز ہلکا سا مسکراپڑا ۔

اور چلتا ہوا مریم کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

مسزاپنے کمرے میں چلو

مجھے بہت نیند آ رہی ہے ۔

فاز نے کہا۔

تو آپ سو جائیں میں نے کون سا لوری سنانی ہے۔ مریم نے منہ بسوڑتے کہا۔

فاز مسکراپڑا اور مریم کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔

ناراض ہو؟

فاز نے پیار سے مریم کے بال کان کے پیچھے کرتے پوچھا۔

مریم نے فاز کی طرف دیکھا تھا جس نے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلا دیا۔

چلو آج ساری ناراضی دور کر دوں گا۔فاز نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

اور مریم کو اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

نیچے اتارو مجھے مریم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

فاز بنا مریم کی سنے اسے اپنے کمرے میں لے گیا تھا اور آرام سے اسے بیڈ پر لیٹا دیا۔اور دوسری جانب خود بھی لیٹ گیا.

مجھے یہاں نہیں سونا۔

مریم نے اٹھتے کہا ۔

جس پر فاز نے اسے خود کے قریب کیا مریم فاز کے سینے سے آلگی تھی ۔

چپ کر کے سو جاؤ ورنہ پوری رات تمہیں سونے نہیں دوں گا۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے مریم کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرگوشی نما انداز میں بے باکی سے کہا۔

اور مریم کے کان کو ہلکا سا اپنے لبوں سے چھو کر پیچھے ہٹ گیا۔

مریم نے اس کے بعد زرا سی حرکت بھی نہیں کی تھی تھوڑی دیر بعد ہی فاز کو محسوس ہوا کہ مریم سو گئی ہے۔

فاز نے مسکرا کر مریم کے بالوں پر لب رکھ دیے تھوڑی دیر بعد وہ خود بھی سو گیا تھا صبح اسے ٹائیگر سے ملنے جانا تھا

زری کہاں ہے؟ فاز نے دبیر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میرے فلیٹ پر ہے۔

تم اسے اکیلا وہاں کیوں چھوڑ کر آ گئے؟

فاز نے حیرانگی سے پوچھا۔

وہ بولتی بہت ہے اور تھک گیا تھا میں اُس کی فضول کی باتیں سن کر

دبیر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور فلیٹ سیف ہے فکر مت کرو دبیر نے کہا۔

تم یہی ٹھہرو گے؟

فاز نے مسکراتے ہوئے پوچھا

ہاں دبیر ایک لفظ میں جواب دے کر خاموش ہو گیا۔

فاز دبیر کو وہی اکیلا چھوڑ کر بلیک پیلس کے لیے نکل گیا تھا۔

دبیر پوری رات نہیں سویا تھا۔

اگلی صبح دبیر اپنے فلیٹ میں داخل ہوا تو پورا فلیٹ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی زری نے دبیر پر چاقو سے وار کیا جو دبیر کی تھوڑی پر جا لگا تھا۔

بروقت دبیر نے زری کا ہاتھ پکڑ لیا ورنہ چاقو گردن پر لگ جانا تھا۔

دبیر نے زری کو پیچھے دیوار کے ساتھ لگایا اور کمرے کی لائٹ اون کی۔

زری کی آنکھیں روشنی کی وجہ سے چندھیا گئی تھیں۔اس لیے زور سے بند کر لیں۔

Urdu Novels Ghar

زری پوری رات نہیں سوئی تھی۔

اسے دبیر پر بہت غصہ تھا اس لیے جو دل میں آیا اُس پر عمل کر لیا۔

آنکھیں کھولو دبیر نے سرد لہجے میں زری کے چہرے پر نظریں گاڑھتے کہا۔

زری نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولی تو سامنے دبیر کے چہرے کو دیکھ کر ڈر گئی جس کی ٹھوڑی پر کافی بڑا کٹ لگ چکا تھا اور اُس میں سے خون بھی نکل رہا تھا۔

زری نے ڈر کر دبیر کی آنکھوں میں دیکھا جو بے تاثر تھیں۔

مجھے مارنا چاہتی ہو؟ دبیر نے زری کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر مزید اوپر کرتے پوچھا۔

زری نے کوئی جواب نہیں دیا اور سہمی ہوئی نظروں سے دبیر کو دیکھنے لگی۔

دبیر نے وہی چاقو زری کے ہاتھ میں دیا اور اس کی نوک اپنے دل کے مقام پر رکھ دی۔

تم مجھے مارنا چاہتی تھی اب موقع دے رہا ہوں تو مار دو ورنہ بعد میں تمہیں پچھتاوا ضرور ہو گا لیکن اُس وقت تمھارے پاس موقع نہیں ہو گا۔

دبیر نے گہری نظروں سے زری کو دیکھتے کہا۔جس نے پھٹی ہوئی آنکھوں سے چاقو کی طرف دیکھا دبیر نے زری کے ہاتھ پر اس قدر زور ڈالا تھا کہ اس کی سفید شرٹ چاقو کی نوک والی جگہ سے سرخ ہو گئی تھی۔

زری نے نفی میں سر ہلایا آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے نکلنے لگے تھے ۔

دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر زری کا ہاتھ چھوڑ دیا چاقو اس کے ہاتھ سے پھسلتا زمین پر جا گرا تھا۔

تمہیں افسوس ضرور ہو گا کہ کاش میرے دیے ہوئے موقعے سے فائدہ اٹھا لیتی ۔

کیونکہ شیر و کسی کو موقع نہیں دیتا ۔

دبیر نے زری کو دیکھتے ہوئے کہا جو رونے میں مصروف تھی۔

دبیر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر بیٹھا دیا زری خاموشی سے بیٹھ گئی تھی ۔

پکڑو اسے اور صاف کرو

دبیر نے فرسٹ ایڈ باکس زری کو پکڑاتے اپنی ٹھوڑی کی طرف اشارہ کرتے کہا ۔

زری کے ہاتھ کانپ رہے تھے ۔

جس نے باکس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ۔

اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو آج کی رات بھی یہی گرانی پڑے گی اور اس بار میں ایک

حسین لڑکی کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤ گا

دبیر نے ایک آنکھ دباتے بے باکی سے کہا۔

زری نے گھبرا کر باکس پکڑا اور پھر دبیر کا زخم صاف کرنے لگی ۔

کٹ کافی گہرا تھا۔ لیکن زری کو حیرت ہوئی تھی کہ دبیر نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں ۔

مرہم لگانے کے بعد زری نے دبیر کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

حویلی میں سب کو کہنا کہ تم اپنی خالہ کے پاس رکی تھی۔

حویلی سے بنا بتائے کیوں گئی وہ تم خود سوچ لینا

دبیر نے نجانے کس خیال کے تحت زری کو دیکھتے کہا ۔

تم نے جو تصاویر لی کیا مجھے بدنام کرو گے ؟

زری نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

جو سنجیدگی سے زری کو ہی دیکھ رہا تھا۔

میں نے تمہیں بہت سے موقعے دیے بے بی ڈول لیکن تم نے میری بات نہیں مانی اب میں کیا کر سکتا ہوں ۔

تم خود اس جہنم میں پھنسنا چاہتی تھی میں نے تمہیں روکنے کی کوشش کی تھی لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔

دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا اور کھڑا ہو گیا زری بھی ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔

دبیر اچانک. زری کے پاس آیا اور اسے کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا۔

جو زخم آج تم نے مجھے دیا ہے یہ مت سمجھنا میں نے تمہیں معاف کیا دیا اس کا حساب میں ضرور لوں گا۔

دبیر نے آنکھوں میں چمک لیے کہا اور اپنی انگلی کی پور سے زری کی ناک میں پہنی بالی کو چھوا۔

تمھاری یہ بالی بہت خوبصورت ہے زری بلکل تمھاری طرح دبیر نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

چھوڑو مجھے زری نے اپنے دونوں ہاتھ دبیر کے سینے پر رکھتے ہوئے پیچھے دھکیلا ۔

تمھارے دل کی دھڑکن میں محسوس کر سکتا ہوں ویسے تمھارا دل. اتنی زور سے کیوں دھڑک رہاہے سویٹ

دبیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

زری نے گھبرا کر دبیر کو. دیکھا۔ جیسے چوری پکڑی جانے کا ڈر ہو۔

کوئی بات نہیں ہوتا ہے اگر میرے جیسا ہینڈ سم لڑکا بے حد قریب کھڑا ہو تو دھڑک تو تیز ہو ہی جاتی ہے ۔

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں تمھارا انتظار کروں گا دبیر نے زری کو. دیکھتے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا. دبیر کا. اشارہ دوبارہ زری سے ملنے کی طرف تھا لیکن زری سمجھ نہیں سکی۔

زری نے گہرا سانس لے کر خود کو نارمل کیا تھا اس کا دل فل سپیڈ میں دھڑک رہا تھا۔

خود کو نارمل کرتی وہ کمرے سے باہر گئی۔

دبیر نے اسے حویلی سے کچھ فاصلے پر ہی چھوڑ دیا تھا پورے راستے دونوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

زری ڈرتے ڈرتے حویلی میں داخل ہوئی شاہ میر خود تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔

نغمہ بیگم اور فضیل بھی بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

شاہ میر نے زری کو دیکھا تو بجلی کی تیزی سے اُس کے پاس گیا۔

کہاں گئی تھی تم؟ شاہ میر نے کرخت لہجے میں سامنے کھڑی زری سے پوچھا۔

میں اپنی خالہ کے پاس گئی تھی میں رانی کو تلاش کرنا چاہتی تھی آپ لوگوں نے تو اسے تلاش کرنا نہیں تھا اس لیے میں بنا بتائے خالہ کے پاس گئی تھی لیکن انہوں نے مجھے سمجھایا کہ مجھے ایسے نہیں آنا چاہیے تھا۔

اس لیے میں واپس آگئی زری نے سنجیدگی سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

نغمہ بیگم نے زری کو سینے سے لگایا۔

تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا شکر ہے کہ تم ٹھیک ہو۔

نغمہ بیگم نے پیار سے کہا۔

اور زری کو اپنے ساتھ لے گئی۔

وہ اپنی خالہ کے پاس گئی تھی اور تم کل کیا کہہ رہے تھے؟ اور دبیر کہاں گیا مجھے کچھ بتاؤ گے؟ فضیل نے نا سمجھی سے شاہ میر کو دیکھتے پوچھا۔

ابا جان ابھی میرا سر درد کر رہا ہے میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں شاہ میر کہتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

کمرے میں جاتے ہی اس نے زری کی خالہ کو فون کیا اور زری کے بارے میں پوچھا اس کی خالہ نے کہا کہ زری پوری رات اسے کے پاس تھی اور یہ سنتے ہی شاہ میر کو سکون مل گیا تھا اُسے لگا دبیر زری کو بھی اپنے ساتھ لے گیا لیکن ایسا نہیں تھا۔

شاہ میر آنکھیں موندے بیڈ پر لیٹ گیا

لیکن اس نے زری کی کلاس بھی لینی تھی جو بنا بتائے چلی گئی تھی۔

یہاں کیا لینے آیا تھا؟ ٹائیگر نے اپنی سرمے سے بھری آنکھوں کے ساتھ ذیشان کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں چاہتا ہوں تم میرا ایک کام کرو جتنے پیسوں کہو گے تمہیں مل جائیں گے

ذیشان نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا کام ہے؟ ٹائیگر نے تھوڑا ذیشان کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

شیر و کے رائٹ ہینڈ کو. جان سے مار دو

ذیشان نے کہا۔

تیرے لیے میں شیر و سے دشمنی کیوں مول لوں؟ ٹائیگر نے اپنی جیب سے سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا۔

جتنا پیسا چاہو گے تمہیں ملے گا۔

Urdu Novels Ghar

ذیشان نے کہا ۔

میرے کو پیسے نہیں چاہیے میرے کو تیرا وہ سارا مال چاہیے جو پرسوں صبح دبئی جانے والا ہے اگر تیرے کو منظور ہے تو ٹھیک ورنہ وہ دیکھ باہر کا راستہ

ٹائیگر نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے کہا ۔

وہ مال میں تمہیں نہیں دے سکتا

ذیشان نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے پریشانی سے کہا ۔

تو ٹھیک ہے جا یہاں سے ٹائیگر نے سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے لیکن مجھے کل ہی عمر کی. لاش چاہیے اور ہاں ساتھ اُس کی بیوی بھی

ذیشان نے ٹائیگر کو. دیکھتے کہا۔

جس نے قہر برساتی نظروں سے ذیشان کو دیکھا تھا ۔

ٹھیک ہے آدھا سامان میرے آدمی آج ہی تیرے اڈے سے اٹھا لیں گے اور آدھا کام. ہونے کے بعد

لاش تیرے گھر پہنچ جائے گی اب تو جا

ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

ذیشان وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا کیونکہ اسے اتنا یقین تھا کہ ٹائیگر اس کا کام ضرور کرے گا کیونکہ وہ بھی ویسا ہی تھا جیسا ذیشان خود تھا۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا غصے میں وہ اپنا ہی نقصان کر چکا ہے۔اگر مال ٹائم پر نا پہنچا تو شیخ ذیشان کو جان سے بھی مار سکتا ہے لیکن اس وقت اسے عمر کو مروانا تھا۔

زری نے نغمہ بیگم کو بھی مطمئن کر دیا تھا اور اب کچن میں داخل ہوئی تا کہ کچھ کھا سکے ۔

اچانک اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آتا ہوا محسوس ہوا تو وہ ہی دیوار پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔

اسے لگا کہ شاید کھانا نا کھانے کی وجہ سے اسے چکر آرہے ہیں ۔

ہمت کر کے زری نے مزید دو قدم آگے بڑھائے

اس سے پہلے کہ وہ کسی چیز کا سہارا لیتی

لیکن ماؤف ہوتے دماغ نے اس بات کی اجازت نہیں دی اور وہی جھوم کر گر گئی۔

دبیر کا ارادہ آج رانی سے ملنے کا تھا۔اس لیے اس نے آج بلیک پیلس جانا تھا۔

اسکا موبائل رنگ ہوا نمبر فاز کا تھا۔

دبیر نے موبائل کان سے لگایا لیکن اگلے انسان کی بات سن کر دبیر نے پریشانی سے پوچھا

کون سے ہسپتال میں ہے؟

مقابل نے ہسپتال کا نام بتادیا دبیر نے اپنی گاڑی ہسپتال کی طرف موڑلی ۔

اگر فاز کے ایکسیڈنٹ میں پاشا تمھارا یارانا کا ہاتھ ہوا تو آج کا دن تمھاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔

دبیر نے سٹیرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے سرد لہجے میں کہا۔

—

دبیر اُس ہسپتال میں پہنچا تو مطلوبہ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے سامنے بیڈ کو خالی دیکھا۔

دائیں جانب صوفے پر فاز آرام سے بیٹھا تھا۔

اور اُس کے ساتھ ٹائیگر بھی موجود تھا۔

دبیر کا دل کیا فاز کے ساتھ کبیر کا سر بھی پھاڑ دے ۔

یہ کیا بکواس تھی دبیر خطرناک تیور لیے فاز کی طرف بڑھا لیکن درمیان میں ٹائیگر کھڑا ہو گیا تھا ۔

دبیر نے گھورتے ہوئے ٹائیگر کو دیکھا

شہزادے ایسے مت دیکھ ورنہ پیار ہو جائے گا

ٹائیگر نے ایک آنکھ دباتے کہا ۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

دبیر نے دانت پیستے ٹائیگر سے پوچھا۔

بے چارہ میرے کو سڑک پر پڑا بے ہوش ملا اپن تو اسے ہسپتال لے کر آیا ہے۔

ٹائیگر نے دبیر کو دیکھتے معصومیت سے کہا ۔

کبیر زیادہ بہتر ہے ۔

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فاز کے ساتھ ساتھ جا کر بیٹھ گیا ۔

فاز نے دبیر کی طرف دیکھا اور کبیر کی کال سے لے کر اب تک کی ساری صورتحال اُسے بتانے لگا ۔

کل ہی ٹائیگر نے فاز کو کال کر کے سب کچھ بتا دیا تھا اور اس کا نقلی ایکسیڈنٹ کروایا۔

ذیشان کے آدمی نے فاز پر نظر رکھی ہوئی تھی۔ڈاکٹر کو فاز نے سمجھا دیا تھا اور اُس نے وہی کچھ کہا جو فاز نے بولنے کا کہا تھا ۔

ذیشان کا آدمی یہ سنتے ہی وہاں سے چلا گیا کہا فاز مر چکا ہے ۔

اب ٹائیگر نے باقی بکا آدھا مال ذیشان کے اڈے سے اٹھانا تھا۔

اُس کے بعد اگر اسے سچائی پتہ چل بھی جاتی ہے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

مجھے کال کر کے یہ کیوں کہا کہ تمھارا شدید قسم کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے؟ دبیر نے غصے سے فاز کو دیکھتے پوچھا۔

وہ آئیڈیا ٹائیگر کا تھا اور اُسی نے تمہیں کال کی تھی۔

دبیر نے ٹائیگر کی طرف دیکھا جو کھڑا دبیر کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

دبیر وہاں سے اٹھ کر ٹائیگر کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

اور سر سے لے کر پاؤں تک اُس کا معائنہ کرنے لگا۔

تم چھچھورے بھی ہو مجھے آج معلوم ہوا ہے ویسے تو یہ لفظ لڑکیاں لڑکوں کو کہتی ہیں لیکن تمہیں دیکھ کر میں یہ لفظ استعمال کر سکتا ہوں۔

دبیر نے ٹائیگر کو دیکھتے کہا۔ جو آنکھوں میں شرارت لیے دبیر کو دیکھ رہا تھا۔

صاف صاف بول نا تو بھی میرے ساتھ فلرٹ کرنا چاہتا ہے ٹائیگر نے دبیر کو دیکھتے کہا۔

تمھاری بیوی کو میں ٹائیگر کو پتہ دے دیتا ہوں وہ ہی تمہیں سیدھا کر سکتی ہیں ۔

دل کھول کر اُس کے ساتھ فلرٹ کرنا۔

پھر ٹائیگر صاحب کو اچھے سے یاد بھی آجائے گا فلرٹ لڑکے کے ساتھ کرنا ہے یا لڑکی کے ساتھ

دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر کہا ۔

اے چھوکرے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے ٹائیگر س ٹائم پاس کر رہا تھا ۔

تو سونا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ تو کچھ بھی بولے گا ٹائیگر نے گھورتے ہوئے کہا جس پر دبیر نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا پڑا تھا ۔

فاز دونوں کی نوک جوک کو انجوائے کر رہا تھا۔

کب تک تم نے یہی رہنا ہے ؟ دبیر نے فاز سے پوچھا ۔

ٹائیگر کے آدمی سارا مال ذیشان کے اڈے سے نکال لیں اُس کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے ۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے کہا تو ٹائیگر اُس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

میں نے سنا تھا شیر و کے بازو پر ایک خطرناک شیر کا ٹیٹو بھی ہے کیا یہ سچ ہے

ٹائیگر نے فاز کی دیکھتے ہوئے رازداری سے پوچھا

جس نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

دبیر ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تھا لیکن دونوں کی باتیں سن رہا تھا اس سے پہلے ٹائیگر کچھ اور پوچھتا اس کا موبائل رنگ ہوا تھا۔

اس کے آدمی سارا مال لے کر ذیشان کے اڈے سے نکل چکے تھے۔

تم .لوگ جا سکتے ہو ۔

اور اب تھوڑا سنبھل کر رہنا رانا غصے میں آنے والا ہے اور اب میرے کو نکلنا چاہیے ٹائیگر نے کھڑکی کی طرف جاتے کہا اور وہاں سے باہر کود گیا۔

پتہ نہیں بڑے پاپا اس کے اس حلیے کو کیسے برداشت کرتے ہیں ۔

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

لیکن اس انسان میں ایک بات تو ضرور ہے اس کی باتیں تمھارے چہرے پر مسکراہٹ لے آتی ہیں

فاز نے ہنستے ہوئے کہا ۔

چلوں یہاں سے دبیر نے فاز کی بات کو. اگنور کرتے کہا فاز نے کندھے اچکا دیے اور وہاں سے نکل گے۔

زری کی آنکھ کھلی تو نغمہ بیگم اس کے پاس ہی بیٹھی تھیں جن کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

انہوں نے ہی زری کو زمین پر گرے دیکھا تو شاہ. میر کو آواز دی

شاہ میر نے ڈاکٹر کے بلالیا تھا جس نے شاہ میر کو باپ بننے کی خوش خبری دی۔

شاہ میر زیادہ خوش نہیں ہوا تھا لیکن نغمہ بیگم خوش تھیں۔

Urdu Novels Ghar

زری کو جب پتہ چلا تو اس نے شاہ میر کی طرف دیکھا جو بے تاثر چہرہ لیے کھڑا تھا اور تھوڑی دیر بعد باہر چلا گیا۔

بیٹا میں جانتی ہوں شاہ میر نے جو کچھ بھی تمھارے ساتھ کیا وہ غلط تھا۔ لیکن اب تم دونوں ماں باپ کے رتبے پر فائز ہونے جا رہے ہو تو تم پیچھلی باتیں بھولا کر اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچو

شاہ میر کو معاف کر دو

نغمہ بیگم نے پیار سے زری کو سمجھاتے ہوئے کہا جس نے گہرا سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

زری بہت خوش تھی۔

اب اسے شاہ میر کی پرواہ بھی نہیں تھی اپنی خوشی میں وہ دبیر کو فراموش کر. چکی تھی

اور جو وہ کرنے والا تھا وہ زری کی زندگی کو. تبدیل کرنے والا تھا۔

تم. جانتے بھی ہو کہ تم. نے کیا کیا ہے سارا مال ٹائیگر کے حوالے کر دیا۔ کبھی تو اپنے دماغ کا استعمال کر لیا کرو۔

اب شیخ کو کیا دو گے ؟ جواب دو؟

رانا نے غصے سے دھاڑتے ہوئے پوچھا جب سے اسے اپنے بیٹے کی ساری کاروائی کا معلوم ہوا تھا رانا کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا۔

ڈیڈ میں نہیں جانتا کہ ٹائیگر نے ایسا کیوں کیا

ذیشان نے گہرا سانس لیتے کہا۔

تمہیں اُس پر اتنا یقین کیوں تھا اور عمر جس کی خاطر تم نے سارا مال دے دیا وہ تو زندہ ہے اب شیخ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا ۔

رانا نے چیختے ہوئے کہا ۔

ذیشان کے آدمی جب فاز کے زندہ ہونے کی اطلاع اسے دی تو اس کے پیرو تلے زمین نکل گئی اس نے ٹائیگر کو فون کیا ۔

تواُس نے آگے سے کہا عمر اُسے اچھا انسان لگا اور اچھے لوگوں کی وہ جان نہیں لیتا یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا اور ذیشان کو معلوم ہو گیا تھا کہ عمر کے ساتھ مل کر ٹائیگر نے اسے بیوقوف بنایا ہے۔

پہلے میں شیخ سے نپٹ لوں پھر اس ٹائیگر کو بھی دیکھ لوں گا آج ان کا وقت ہے تو کل ہمارا وقت بھی آئے گا ان لوگوں نے ذیشان کو کچھ زیادہ ہی معمولی انسان سمجھ لیا ہے۔

ذیشان نے غصے سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بنا اپنے باپ کے سوال کا. جواب دیے وہاں سے چلا گیا۔

صبح سے دبیر کو نیہا کی بہت ساری کالز آ چکی تھیں۔

لیکن اسنے نیہا کا نمبر بلاک کر دیا۔

دبیر کو ساری معلومات مصطفیٰ کے ذریعے مل رہی تھی۔اور اب دبیر شیر و بن گیا تھا اب شیر و بن کر شاہ میر سے ملنے کا وقت تھا ۔

دبیر نے اپنے بائیں کندھے سے لے کر اپنے بازو کی کہنی تک ایک بڑا سارا شیر کا ٹیٹو بنوایا ہوا تھا۔ جو دیکھنے میں کافی خطرناک لگتا تھا۔

ایک کان میں بالی پہنے گلے میں درمیانے سائز کی اس نے چین پہنی تھی۔

ڈھلی ڈھالی شرٹ اور ساتھ گھٹنوں سے پھٹی ہوئی پینٹ پہنے اپنے موبائل پر اپنی اور زری کی سیلفیز دیکھ رہا تھا۔

اور اس حلیے میں وہ بلکل دبیر کے برعکس لگ رہا تھا۔

دبیر کے پاس کچھ اور بھی زری اور خود کی تصاویر موجود تھی جس میں دونوں ایک دوسرے کے قریب کھڑے تھے۔

اور کچھ اس انداز میں کھڑے تھے کہ دیکھنے والا. غلط ہی سمجھتا۔

شیر و نے وہ ساری تصاویر شاہ میر کو سینڈ کر دی۔

اسے معلوم تھا شاہ میر جب بھی تصاویر دیکھے گا فوراً اس کی کال آجائے گی وہی ہوا شاہ میر نے تصاویر دیکھی تو اسی وقت اُس نمبر پر کال کی

وہ جانتا تھا کہ یہ دبیر ہی ہے۔

مجھے معلوم تھا کمینے انسان تو ضرور کچھ نا کچھ کرے گا شاہ میر نے دھاڑتے ہوئے کہا ۔

بہت بڑا کمینہ ہوں میں ابھی تم نے میری کمینگی دیکھی کہاں ہے شاہ میر صاحب

شیر و نے پیچھے صوفے کے ساتھ ٹیک لگاتے کہا۔

اور ہاں جتنی بھی تصاویر میں نے تمہیں سینڈ کی ہے وہ ایڈٹ بلکل بھی نہیں ہے اور افسوس کی بات ہے کہ تمہیں نہیں معلوم کل کی پوری رات زری میری ساتھ تھی۔

اور جو خوشخبری تمہیں آج ملی وہ مجھے ایک ہفتہ پہلے زری خود مجھے بتا چکی تھی۔اُس نے ایسا کیوں کیا مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے تم خود بھی سمجھدار ہو ۔

تم ایسا کرو رپورٹس دیکھ لو تمہیں سب سمجھ میں آجائے گا

تمھارے کمرے میں ہی کہی ہوں گی۔

شیر و نے سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو گھورتے ہوئے کہا ۔

کچھ پل کے لیے تو شاہ میر کا دماغ سن ہو گیا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کیسا تاثر دے

Urdu Novels Ghar

تم جھوٹ بول رہے ہو

تھوڑی دیر بعد شاہ میر کی آواز شیر و کو سنائی دی تھی۔

شیر و نے بنا کوئی جواب دیے کال کاٹ دی۔

سوری زری

تمہیں میں نے کہا تھا ان سب چیزوں سے دور چلی جاؤ

لیکن تم نہیں گئی۔

شیر و نے خود سے کہا اسے زری کے لیے بہت برا لگ رہا تھا۔

وہ چاہتا تھا شاہ میر زری کو چھوڑ دے ۔

شاہ میر موبائل پر دبیر اور زری کی تصاویر کو دیکھ رہا تھا

جس میں زری دبیر کے گال پر کس کر رہی تھی۔غصے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔اس نے موبائل سامنے دیوار پر دے مارا۔

شاہ میر اپنے کمرے میں داخل ہوا اور ان رپورٹس کو تلاش کرنے لگا۔ جو اسے الماری میں سے مل گئی تھی دبیر سچ کہہ رہا تھا۔

زری تم نے اچھا نہیں کیا۔

شاہ میر نے قہر برساتی نظروں سے رپورٹس کو دیکھتے کہا۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا ۔

زری ساتھ والے کمرے میں ہی موجود تھی۔

شاہ میر نے زور سے دروازہ کھولا زری نے شاہ میر کو دیکھا۔

جو کافی غصے میں لگ رہا تھا اس نے زری سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اسے بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔

چھوڑو مجھے

زری نے شاہ میر کو دیکھتے کراہ کر کہا۔

کل رات کہاں تھی تم شاہ میر نے زری کو پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا جو زمین پر جا گری تھی۔

Urdu Novels Ghar

میں بتاتا ہوں کل تم کہاں تھی۔

کل رات تم اُس بے غیرت انسان کے پاس تھی اور اُس کے ساتھ مل کر تم مجھے دھوکا دے رہی تھی۔

کب سے یہ سب کچھ چل رہا ہے؟

اور یہ بچہ بھی اُس کمینے انسان کا ہے

شاہ میر نے غراتے ہوئے کہا۔

اور اسی لیے مجھ سے دور بھاگتی تھی شوہر کی ضروریات تمھارا وہ عاشق جو پورا کر رہا تھا۔

زری نے آنکھیں پھاڑے شاہ میر کو دیکھا۔

اور ہمت کر کے شاہ میر کے سامنے آکر کھڑی ہو گی۔

آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں شاہ میر

یہ بچہ آپ کا ہے آپ ہی اس کے باپ ہیں

Urdu Novels Ghar

زری نے یقین دلانے والے انداز میں چلاتے ہوئے اکہا۔

کیسے کیسے میں تمھاری بات کا یقین کرلوں؟ پوری رات تم اُس بے غیرت انسان کے ساتھ گزار کر آئی ہو اور اُس کمینے انسان کی رگ رگ سے واقف ہو چکا ہوں

تم میری پیٹھ پیچھے مجھے دھوکا دے رہی تھی۔ تمھاری کوکھ میں پل رہا بچہ اُس ذلیل آدمی کا ہے۔

اور میں ہر گز ایسی لڑکی کو اپنی بیوی کے طور پر قبول نہیں کر سکتا جس کے پیٹ میں میرا نہیں بلکہ کسی غیر کا بچہ پل رہا ہو

شاہ میر نے زری کے جبڑوں پر اپنی پکڑ سخت کرتے ہوئے سرد مہری سے کہا ۔

شاہ میر بیوی ہوں میں آپ کی۔ آپ تھوڑا سا بھی مجھ پر یقین نہیں کرتے۔ یہ کیسی محبت ہے آپ کی؟ جو مجھ سے زیادہ آپ اُس اجنبی کی باتوں پر یقین کر رہے ہیں؟

زری نے زور سے شاہ میر کے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا اب تو آنسو بھی اس کے سوکھ چکے تھے۔ رونے سے اس کی آواز بھی وزنی ہو رہی تھی ۔

یہ میری محبت ہی ہے کہ تم جیسی گھٹیا لڑکی ابھی تک میرے نام کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔

اور تم بھی اس گناہ میں برابر کی شریک ہو

تم نے بھی اس گناہ کو چھپانے کی کوشش کی اگر میں وہ تصاویر اور رپورٹ نا دیکھتا تو مجھے کبھی معلوم ہی نا ہوتا کہ یہ کس کا بچہ ہے شاہ میر نے زری کو بازو سے پر کر نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

مجھے گھٹیا کہہ رہے ہو تم ؟اور خود کیا ہو ؟مسٹر شاہ میر

زری ایک سیکنڈ میں آپ سے تم پر آئی تھی سامنے کھڑا شخص اب عزت کے قابل بھی نہیں تھا۔

کتنی معصوم لڑکیوں کی زندگی تم خراب کر چکے ہیں زرا سا بھی اندازہ ہے تمہیں؟

اور گناہ؟ جس انسان کو گناہ کے معنی ہی ٹھیک طرح سے معلوم نہیں ہے وہ مجھے بتائے گا کہ میں نے گناہ کیا ہے؟

مجھے کچھ بھی کہنے سے پہلے اپنے گریبان میں ضرور جھانک لینا کہ تم خود کتنے پاک صاف ہو

۔

زری نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے سرد لہجے سے کہا۔

میری بھی بات کان کھول کر سن لو زرتشہ میڈم میں مرد ہوں اور مرد کچھ بھی کر سکتا ہے

شاہ میر نے زری کو بازو سے دبوچتے ایک ایک لفظ چبا کر غصے سے کہا ۔

تو پھر لعنت بھیجتی ہوں میں تمھارے جیسے گھٹیا مرد پر جو اپنے گناہ پر زرا سا بھی شرمندہ نہیں ہے۔اور میری بھی بات کان کھول کر سن لو حساب کتاب سب کا ہو گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت

کیا جواب دو گے اللہ کے سامنے ؟

زری نے شاہ میر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے خوفی سے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

آج زری کو اپنی سوچ پر افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے شاہ میر جیسے انسان پر بھروسہ کیا کہ وہ بدل جائے گا۔اور زری سے سچ میں محبت کرتا ہے شاید یہ زری کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

شاہ میر نے غصے سے بھسم کر دینے والی نظروں سے زری کو دیکھا۔

بہت زبان چلنے لگی ہے تمھاری اب دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں شاہ میر نے کہتے ہی زری کے بالوں پر پکڑ مزید سخت کی اور اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گیا زری نے اپنے بال شامیر کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔اسے لگ رہا تھا اس کے بال جڑ سے الگ ہونے والے ہیں۔

شاہ میر زری کو سیڑھیوں کے پاس لے کر گیا۔

اور اسے نیچے کی طرف دھکا دے دیا۔زری اپنا متوازن برقرار نا رکھ پائی اور ایک زوردار چیخ کے ساتھ دھڑام سے سیڑھیوں سے نیچے گرتی گئی۔

شامیر آنکھوں میں نفرت لیے زری کو گرتے ہوئے دیکھتا رہا اس نے زری کو بچانے کی کوشش نہیں کی۔

نیچے زمین پر پڑی زری جس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے تکلیف سے کراہنے لگی

ماضی.......

کیا کرنا ہے اس کا؟

شاہ میر نے بیڈ پر بے ہوش پڑی اقرا کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔

تونے تو مزے لے لیے مرنا تو ہے ہی اس نے تو کیوں نا میں بھی ہاتھ صاف کر لوں۔

پاشا نے آنکھوں میں خباثت لیے شاہ میر کو دیکھتے کہا۔

جو قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

ٹھیک ہے میں گاؤں کے لیے نکل رہا ہوں تمہیں جو بھی کرنا ہے کر لینا

شاہ میر نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

پاشا اقرا کے پاس گیا اور اس کے چہرے سے چادر پیچھے کی جس کے چہرے پر کافی زخم کے نشان بنے تھے۔

مجھے بھی تو اپنی بھابھی سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

پاشا نے اقرا پر جھکتے ہوئے کہا۔

پاشا نے اپنی درندگی دکھانے کے بعد اقرا کا گلہ دبا کر اُسے مار دیا۔

اقرا پہلے ہی بے ہوش تھی۔

پاشا نے اقرا کی نبض چیک کی اور مطمئن ہونے کے بعد کمرے سے باہر چلا گیا۔

—

زری کی چیخ سن کر نغمہ بیگم، کرن اور فضیل بھی اپنے کمروں سے باہر نکل آئے تھے۔

نغمہ بیگم بھاگتی ہوئی زری کے پاس گئی جس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا اور اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے کراہ رہی تھی۔

شاہ میر زری کو ہسپتال لے کر جاؤ تم وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔

نغمہ بیگم نے چلاتے ہوئے کہا۔

پڑی رہنے دے اسے یہی پر تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔

شاہ میر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور بنا کسی کی سنے وہاں سے چلا گیا۔

مصطفیٰ جو ابھی گھر میں داخل ہوا تھا اور زری کو سیڑھیوں سے گرتے دیکھ چکا تھا بلکہ وہ گری نہیں تھی شاہ میر نے اسے دھکا دیا تھا۔

زری کو سیڑھیوں سے گرتا دیکھ کچھ پل کے لیے تو مصطفیٰ وہی بت کا بن گیا۔

شاہ میر اتنا ظالم بھی ہو سکتا ہے اسے معلوم نہیں تھا۔

ہوش میں آتے ہی مصطفیٰ نغمہ بیگم کے پاس آیا۔

Urdu Novels Ghar

مصطفیٰ زری کو ہسپتال لے جاؤ

نغمہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔ مصطفیٰ زری کو اٹھائے وہاں سے لے گیا تھا نغمہ بیگم بھی اس کے پیچھے گئی تھیں ۔

کرن اور فضیل اعوان ابھی بھی وہی کھڑے تھے۔

ہسپتال جاتے ہی زری کو آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔ نغمہ بیگم بے بسی سے رونے لگی تھیں۔

چاچی جان وہ ٹھیک ہو جائے گی آپ فکر مت کریں مصطفیٰ نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا ۔

مصطفیٰ شاہ میر زری کو جان سے مار دے گا۔

نغمہ بیگم نے بے بسی سے کہا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا آپ فکر مت کریں

مصطفیٰ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

تم دبیر کو پہلے سے جانتے تھے نا؟ میں جانتی ہوں تمھارا چہرا دیکھ کر ہی مجھے اُسی دن پتہ چل گیا تھا۔

مصطفیٰ دبیر کا نمبر تو تمھارے پاس ہو گا اسے کال کرو اور کہو میں اُس سے ملنا چاہتی ہوں ۔

نغمہ بیگم نے مصطفیٰ کو دیکھتے اپنے آنسو صاف کرتے کہا۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ نغمہ بیگم کو کیا جواب دے اُن کے سامنے جھوٹ بھی نہیں بول سکتا تھا۔

میں کال کرتا ہوں مصطفیٰ نے آہستگی سے کہا۔اور فون نکال کر دبیر کا نمبر ڈائل کیا ۔

مصطفیٰ نے سائیڈ پر جا کر دبیر سے بات کی اور اُسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور زری کا سن کر اسے لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں لے لیا ہو۔آدھے گھنٹے کا فاصلہ دبیر پندرہ منٹ میں طے کر کے آیا تھا۔

اسے سامنے ہی نغمہ بیگم نظر آگئی تھی۔

آنٹی آپ ٹھیک ہیں؟ دبیر نے نغمہ بیگم کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

لیکن نغمہ بیگم کی حالت دیکھ کر دبیر کو تکلیف ہو رہی تھی۔

کون ہو تم؟

نغمہ بیگم نے دبیر کو دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا۔

مجھے سب سچ جاننا ہے دبیر آج اگر زری اس حالت میں ہے تو اُس کے ذمہ دار تم بھی ہو ۔تمھاری اور شاہ میر کی وجہ سے آج وہ اس حالت میں ہے۔

نغمہ بیگم نے سرد لہجے میں کہا۔

میرا نام عباس ہے خالہ جان

امی نے آپ کو میرا نام صرف عباس بتایا تھا لیکن آپ کو دبیر نام پسند تھا اس لیے انہوں نے میرا نام دبیر عباس رکھ دیا تھا ۔

دبیر نے سنجیدگی سے جواب دیا ۔

نغمہ بیگم کچھ پل کے لیے شوکڈ ہو گئی تھی ۔

تم عباس ہو میری گڑیا کے بیٹے؟

نغمہ بیگم نے حیرانگی سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔ جس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم میری گڑیا کے بیٹے ہو؟ علی کہاں ہے؟

نغمہ بیگم نے دبیر کا ماتھا چومتے پوچھا۔

علی کہی گم ہو گیا ہے دبیر نے آہستگی سے کہا۔

کیا مطلب نغمہ بیگم نے ناسمجھی سے پوچھا

کچھ نہیں لیکن آپ کسی کو کچھ نہیں بتائے گی۔

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

کل کی رات زری تمھارے پاس تھی؟

نغمہ بیگم نے دبیر کو دیکھتے پوچھا

جی دبیر نے جواب دیا۔

کیوں؟

نغمہ بیگم کے آگے سوال پر دبیر نے گہرا سانس لیا۔

خالہ جان زری سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے کل کی رات زری میرے فلیٹ پر ضرور تھی لیکن میں وہاں ہر نہیں تھا اور جیسا آپ سوچ رہی ہیں ویسا میں مر کر بھی نہیں کر سکتا بس یہ سمجھ لیں آپ کے بیٹے نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے۔

اور ابھی میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا وقت آنے پر آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔

میں برا نہیں تھا خالہ جان علی اور آپ کے بیٹے نے مجھے برا بننے پر مجبور کیا۔

یقین کریں اگر میں دبیر ہوتا تو کبھی بھی زری کے ساتھ یہ سب کچھ نا ہونے دیتا ۔

لیکن اب میں عباس ہوں جیسے کسی کی تکلیف کی پرواہ نہیں ہے زری کی بھی نہیں اُسے میں پہلے ہی وارن کر چکا تھا شاہ میر سے دور چلی جائے لیکن اُس نے میری بات نہیں مانی

میں جانتا ہوں میں نے جو کچھ بھی کیا وہ غلط تھا مجھے زری کو ان سب چیزوں میں نہیں لانا چاہیے تھا لیکن اُسے میں نہیں لایا وہ خود آئی ۔

دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

تم کیا کہہ رہے ہو مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔

لیکن آج تمھاری خالہ تم .سے ایک وعدہ چاہتی ہے۔اور امید کرتی ہوں تم .میری بات کا مان ضرور رکھو گے۔

نغمہ بیگم نے سنجیدگی سے کہاان کو دبیر کی کچھ کچھ بات سمجھ میں آگئ تھی۔

خالہ جان آپ کا. حکم سر آنکھوں پر لیکن پلیز کچھ ایسا مت کہیے گا جو میں پورا نا کر سکوں دبیر نے نغمہ بیگم کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا ۔

آج سے زرتشہ کی ذمہ داری میں تمہیں دیتی ہوں تم اُس کا خیال رکھو گے

اور اسے شاہ میر سے دور لے جاؤ گے

نغمہ بیگم نے دبیر کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

خالہ جان.....

مجھے ہاں یاناں میں جواب دو دبیر

نغمہ بیگم نے دوٹوک انداز میں کہا ۔

Urdu Novels Ghar

جی میں آپ کی امید پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔

دبیر نے کہا۔

کسی بھی طرح زری کو یہاں سے دور لے جاؤ شاہ میر کا سایہ بھی اُس تک نا پہنچے میں نہیں چاہتی رانی کی طرح زری کا بھی حال براہو

پتہ نہیں میری بچی کس حالت میں ہو گی ۔

نغمہ بیگم نے بے بسی سے کہا۔

شاہ میر نے اُسے تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی؟ دبیر نے پوچھا ۔

وہ اُسے چھوڑ چکا ہے اب کیوں اسے تلاش کرے گا ۔

نغمہ بیگم نے غصے اور غم کے ملے جلے لہجے میں کہا ۔

کیا مطلب؟ دبیر نے ناسمجھی سے پوچھا

رانی کی بات پر مصطفٰی کے کان بھی کھڑے ہوئے تھے جو پاس ہی کھڑا تھا۔

شاہ میر بہت پہلے رانی کو طلاق دے چکا ہے

نغمہ بیگم کے اس انکشاف نے جہاں دبیر کو حیران کیا تھا وہاں مصطفیٰ کو خوش بھی کر دیا تھا

اس سے پہلے دبیر کچھ پوچھتا ڈاکٹر باہر آگیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب میری بچی کیسی ہے؟ نغمہ بیگم نے بے چینی سے ڈاکٹر کو دیکھتے پوچھا۔

خطرے والی بات نہیں ہے لیکن ایم سوری ہم بچے کو نہیں بچا سکے

ابھی وہ بے ہوش ہیں کچھ ٹائم بعد ان کو ہوش آجائے گا۔

ڈاکٹر نے روایتی انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

یہ خبر سن کر دبیر کو دلی افسوس ہوا تھا۔ نغمہ بیگم خاموش ہو گئی تھیں ان کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے۔

نغمہ بیگم مرے ہوئے قدموں کے ساتھ دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

بھائی آپ کو نہیں لگتا کہ زری کو ان سب چیزوں میں شامل نہیں کرنا چاہیے تھا۔

مصطفیٰ نے دبیر کو دیکھتے پوچھا

Urdu Novels Ghar

بلکل اگر دبیر اچھا ہوتا تو ضرور اس بارے میں سوچتا دوسروں کے درد کو محسوس کرتا لیکن دبیر اب اچھا نہیں بلکہ برا بن چکا ہے اور اب والے دبیر کو کسی کی پرواہ نہیں ہے اُسے پرواہ ہے تو چند اُن لوگوں کی جو اُس کے دل کے قریب ہیں۔

دبیر نے سفاکی سے کہا۔

اس کا مطلب زری بھی آپ کے دل کے قریب ہے اس لیے آپ نے اُسے شاہ میر سے دور جانے کا کہا اور جس طرح آپ اُس کا خیال رکھتے تھے۔وہ سب..... مصطفیٰ مزید آگے کچھ بولتا لیکن دبیر کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اس کی زبان کو بریک لگی۔

سوچ سمجھ کر بولا کرو ورنہ کسی دن مجھ سے مار کھالو گے دبیر نے گھور کر کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

ایک نا ایک دن آپ ضرور مان جاؤ گے بھائی

پیچھے مصطفیٰ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

زری کو ایک گھنٹے بعد ہوش آگیا تھا نغمہ بیگم اُس کے کمرے میں چلی گئی جب مصطفیٰ نے دبیر کو شاہ میر کے آنے کی اطلاع دی ۔

تو دبیر وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

شاہ میر کے سامنے ہی مصطفیٰ نظر آگیا جس نے آتے ہی زری کے روم کا پوچھا۔

مصطفیٰ کو لگا کہ شاہ میر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔

شاہ میر روم میں داخل ہوا تو زری نغمہ بیگم کے گلے لگے رو رہی تھی۔جو اس کے پاس بیٹھی زری کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

شاہ میر نے ہاتھ میں کچھ پیپرز پکڑے ہوئے تھے۔

زری لیٹنے کے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی. شاہ میر کو دیکھتے ہی اس نے اپنا رخ موڑ لیا ۔

شاہ میر اس سے پہلے نغمہ بیگم کچھ کہتی شاہ میر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔

اب یہ رو دھو کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟

Urdu Novels Ghar

تمھارے جیسی بدکردار لڑکی کبھی بھی میری بیوی نہیں ہوسکتی اس لیے میں تمہیں طلاق دے رہا ہوں۔

زرتشہ شاہ میر اعوان تمہیں طلاق دیتا ہے۔ تین بار یہی الفاظ دہرانے کے بعد شاہ میر نے ہاتھ میں پکڑے ڈائیوارس پیپر زری کے چہرے کی طرف اچھال دیے۔

زری آنکھیں پھاڑے شاہ میر کو. دیکھ رہی تھی حالت تو نغمہ بیگم کی بھی کچھ ایسی ہی تھی۔

شاہ میر زری کی طرف بڑھا اور اس کے چہرے کی طرف جھکا۔

جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اُس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروگا

تمہیں سزا ضرور ملے گی بس ایک بار گھر آجاؤ پھر تمہیں بتاؤ گا کہ میں کیا چیز ہوں

شاہ میر نے زری کی خوفزدہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور جیسے آیا تھا ویسے واپس چلا گیا۔

نغمہ بیگم نے شرمندگی بسے نظریں جھکا لیں تھیں۔

زری نے بہت کی کوشش کی خود کو رونے سے باز رکھ سکے لیکن نہیں رکھ سکی۔

اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ۔

زری تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میری بچی رونا بند کرو ۔

امی کیا میں اتنی بری ہوں میرے ساتھ یہ سب کیوں ہوا؟آپ کے بیٹے نے مجھ سے میرا بچہ چھین لیااوراب... زری نے روتے ہوئے بات کوادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

میری بچی مرد ہمیشہ عورت کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلاتا ہے۔

خود جو بھی کرے لیکن عورت میں اسے سو غلطیاں نظر آتی ہیں۔

میں تم سے معافی مانگتی ہوں زری کہ تمھارے لیے اپنے کچھ نہیں کر سکی مجھے معاف کر دینا۔نغمہ بیگم نے بے بسی سے زری کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہا۔

جس نے تڑپ کر نغمہ بیگم کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیااور اُٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی ۔

آپ معافی کیوں مانگ رہی ہیں امی اس میں آپ کا قصور نہیں تھا یہ سب میرے نصیب میں لکھا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

میں نہیں جانتی آگے کیا ہونے والا ہے لیکن مجھے اب شاہ میر کا. ہر ظلم سہنے کے لیے خود کو تیار کرنا ہو گا اب یہی میری زندگی جو کسی بھی وقت شاہ میر کے کرم سے ختم ہو سکتی ہے

۔

زری نے تکلیف دہ لہجے میں کہا ۔

ایسا نہیں ہو گا

نغمہ بیگم نے پختہ لہجے میں کہا ۔

زری بے بسی سے مسکرا پڑی تھی اور اپنی گود میں پڑے ڈائیوارس پیپرز کو. کانپتے ہاتھوں سے پکڑ کر دیکھنے لگی ۔

آنسو ٹپ ٹپ پیپر پر گرنے لگے تھے۔

کیا پتہ چلا عباس کے بارے میں؟

ذیشان نے اپنے آدمی سے پوچھا جسے اس نے عباس کی فیملی کے بارے میں معلوم کرنے کا کہا تھا۔

سر میں نے پاشا کے پرانے ملازم کو پیسے دیے اور اُس نے اپنا منہ کھول دیا۔

وہ بتا رہا تھا کہ اُن کی ایک خالہ ہے جس کی شادی گاؤں میں ہوئی تھی۔

لیکن کبھی پاشا نے اُسے تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی۔

کیونکہ پاشا کی وہ سوتیلی خالہ تھی جسے اُس نے دیکھا بھی نہیں تھا لیکن عباس اکثر اپنی خالہ سے ملتا تھا۔

کہاں رہتی ہے وہ؟ اب وہی عباس کی کمزوری بنے گی اور اُس کی خالہ کے ذریعے میں اُس کمینے کو بے بس کروں گا۔

ذیشان نے غصے سے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

سر میں نے اپنے کچھ آدمیوں کو دبیر کے پیچھے لگایا ہوا ہے آج نہیں تو کل وہ ضرور اپنی خالہ سے ملے گا۔اور اگر ہماری قسمت اچھی ہوئی تو بہت جلدی ہمیں پتہ چل جائے گا۔اُس آدمی نے کہا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ دبیر پر نظر رکھنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا وہ سمجھ رہا ہے۔

تم نے بہت اچھا کام کیا ہے جیسے ہی اُس کی خالہ کا پتہ چلے فوراً مجھے بتانا میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا۔

ذیشان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

جی سر آدمی نے فرمانبرداری سے کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

مسز کہاں تک پڑھی ہو؟ فاز نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر مریم کو دیکھتے پوچھا۔

میں نے ایک بھی کلاس نہیں پڑھی بلکہ میں نے کبھی سکول کو. دیکھا ہی نہیں

مریم نے تپ کر جواب دیا۔

Urdu Novels Ghar

اوہ یہ تو بہت بری بات ہے تو میں سوچ رہا تھا کیوں نا میں. خود تمہیں پڑھا دیا کروں

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے جتنا پڑھنا تھا پڑھ لیا ہے اب مجھے اور نہیں پڑھنا

مریم نے منہ بسوڑتے کہا ۔

فاز جو مریم کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا بے ساختہ. مسکرا اٹھا۔

یہاں آؤ فاز نے مریم کو دیکھتے کہا۔

جس نے گھور کر دیکھا اور نفی میں سر ہلایا

مریم اچھے بچوں کی طرح بات مان لیا کرو ورنہ مجبوراً مجھے تمھارے ساتھ زبردستی کرنی پڑتی ہے

فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

جس پر مریم نے کھا جانے والی نظروں سے فاز کو دیکھا۔

اور اُٹھ کر اُس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی وہ جانتی تھی اگر نا گئی تو فاز زبردستی اُسے اُٹھا کر بیڈ تک لے جائے گا۔

فاز نے آگے ہاتھ بڑھا کر مریم کو اپنی طرف کھینچا جو فاز کی گود میں آ بیٹھی تھی۔

مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔فاز نے مریم کے چہرے پر نظریں گاڑھتے کہا

مریم ویسے ہی شرم سے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

ویسے تمھارا یہ تل ہمیشہ مجھے بھٹکا دیتا ہے فاز نے مریم کے نچلے ہونٹ کے کونے پر موجود تل کو اپنے انگوٹھے سے چھوتے ہوئے کہا۔

اور جھک کر اس پر اپنے لب رکھ دیے۔

مرہم ایک دم بوکھلا گئی تھی اور جلدی سے اٹھنے لگی لیکن فاز نے اسے اٹھنے نہیں دیا۔

کچھ نہیں کر رہا اب بات سنو میری

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رانی اوپر والے کمرے میں موجود ہے۔

شاہ میر اُسے اپنے دوست کو بھیجنے والا تھا لیکن جب مصطفیٰ کو پتہ چلا تو وہ اسے یہاں پر لے آیا اُسے یہی جگہ زیادہ محفوظ لگی تم رانی کے پاس جاؤ وہ اکیلی ہے فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

شاہ میر گھٹیا ہے یہ تو مجھے معلوم تھا لیکن اس حد تک گر جائے گا یہ مجھے نہیں پتہ تھا۔

اچھا ہوا جو مصطفیٰ بھائی رانی کو یہاں لے آئے اور آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ مریم نے فاز کو دیکھتے پوچھا۔

مسز آپ نے پوچھا ہی نہیں فاز نے اپنا ڈائیلاگ دہرایا۔

جس پر مریم نے گھور کر دیکھا۔

اب چھوڑو مجھے مریم نے اپنی کمر سے فاز کے ہاتھ پیچھے کرتے کہا۔

میرے لیے ایک کپ کافی بھیجوا دینا اور اگر تم نے آج کی رات رانی کے پاس ہی رکنا ہوا تو رک جانا

فاز نے لیپ ٹاپ پر نظریں مرکوز کرتے کہا۔

اوکے مریم نے خوشی سے جواب دیا کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

—-

صاحب مجھ پر رحم کریں میں ایک مہینے کے اندر آپ کے سارے پیسے لوٹا دوں گا۔

رانا کے ملازم نے رانا کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے کہا ۔

اس آدمی نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی کے لیے کچھ پیسے رانا سے ادھار لیے تھے اور رانا اس سے دوگنی قیمت وصول کر رہا تھا۔

ڈیڈ رہنے دیں ہمارے لیے انہوں نے بہت سے کام کیے ہیں۔

حسیب نے اپنے باپ کو دیکھتے کہا جس نے گھورتے ہوئے حسیب کو دیکھا ۔

حسیب نے پیچھے کھڑے گارڈ کو اشارہ کیا جو اس آدمی کی چھوٹی بیٹی کو گھسیٹے ہوئے اندر لے آیا تھا۔

بابا لڑکی نے اپنے باپ کو دیکھتے پکارا

صاحب میری بیٹی کو چھوڑ دیں میں آپ کے پیسے واپس کر دوں گا آدمی نے بے بسی سے کہا۔

گارڈ نے لڑکی کو حسیب کے قدموں میں لا کر پھینک دیا۔

اس آدمی کو یہاں سے لے جاؤ حسیب نے گارڈ کو اشارہ کیا جو آدمی کو وہاں سے لے گیا تھا۔

لڑکی روتے ہوئے اپنے باپ کو پکار رہی تھی۔

لیکن کسی نے اس کی نہیں سنی

حسیب نے لڑکی کو بالوں سے پکڑا اور اپنے کمرے کی طرف لے گیا۔

رانا اپنے بیٹے کو دیکھ کر فخریہ انداز میں ہنس پڑا تھا۔

حسیب نے اپنے کمرے میں جاتے ہی لڑکی کو بیڈ پر دھکا دیا جو اوندھے منہ بیڈ پر جا گری تھی۔

مجھے جانے دو میں نے کیا بگاڑا ہے؟ لڑکی نے روتے ہوئے حسیب کے سامنے ہاتھ جوڑتے کہا۔

بگاڑا تو کچھ نہیں ہے بس تمہیں دیکھتے ہی یہ دل تم پر آ گیا تھا۔

حسیب نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے خباثت سے کہا اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

مریم دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو رانی اپنے ہاتھوں کو دیکھتی خیالوں میں گم بیٹھی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو مریم کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔

مریم بھی خوشی سے اس کے گلے الگی تھی۔

مریم تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ رانی نے حیرانگی سے پوچھا۔

بہت لمبی کہانی ہے بعد میں بتاؤں گی مریم نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا جس پر رانی مسکرا پڑی۔

تم کمرے سے باہر کیوں نہیں آئی؟ مریم نے رانی کو دیکھتے پوچھا

میرے لیے یہ کمرا ہی کافی ہے میں تو یہاں کسی کو جانتی بھی نہیں

Urdu Novels Ghar

رانی نے کہا۔

مصطفیٰ بھائی کو تو جانتی ہی تھی نا اور تمہیں پتہ ہے جو دبیر اور فاز حویلی آئے تھے۔

یہ اُن کا ہی گھر ہے اور مصطفیٰ بھائی فاز کے دوست ہیں ۔

یہ اُن کا گھر ہے ؟رانی نے حیرانگی سے پوچھا

ہاں اور رانی پتہ مجھے کیا لگتا ہے ۔

مریم نے تھوڑا رانی کی طرف جھکتے ہوئے آہستگی سے کہا جیسے اس کی بات کوئی سن لے گا ۔

کیا؟رانی نے بھی دلچسپی سے پوچھا

دبیر بھائی اور فاز کوئی عام انسان نہیں ہیں

مریم کی بات پر رانی نے اسے گھور کر دیکھا۔

تو کیا ہیں وہ؟رانی نے ہلکی سا مسکرا کر پوچھا۔

نہیں تمہیں نہیں لگتا جیسے مصطفیٰ نے تمہیں بچایا مجھے بچایا ان کا حویلی آنا کچھ عجیب نہیں ہے؟

مریم نے اپنے اندازے کے مطابق کہا۔سوچ میں تو رانی بھی پڑ گئی تھی۔

مجھے نہیں. معلوم مریم لیکن میں اتنا جانتی ہوں مصطفیٰ نے جو کچھ بھی میرے لیے کیا اُن کا وہ احسان میں کبھی نہیں اتار سکتی

رانی نے سنجیدگی سے کہا۔

مریم نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

دونوں باتیں کرنے لگی تھی رانی کا بھی دل لگ گیا تھا مریم کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی تھی۔

زری دوائیوں کے زیرِ اثر لیٹی ہوئی تھی۔دبیر اُسے ہسپتال سے لے گیا تھا۔

تم زری کو یہی لے آئے رانی اور مریم بھی یہی پر ہیں اُن کو کیا جواب دینا ہے؟

فاز نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

یہ پیلس اُس کے لیے محفوظ ہے اور میں جانتا ہوں شاہ میر کس طرح کا انسان ہے۔زری جب تک اُس کی بیوی تھی۔شاہ میر مر کر بھی اپنی بیوی کے ساتھ کوئی ایسی ویسی حرکت نا ہونے دیتا۔

جیسے رانی اُسکی بیوی نہیں تھی تو اُس نے پاشا کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

اسی طرح زری کو طلاق اُس نے اسی لیے دی تاکہ اُسے بھی پاشا کے پاش بھیج سکے اور مجھے زری کے ذریعے تکلیف پہنچا سکے

کیونکہ اُسے لگتا ہے کہ میں زری سے محبت کرتا ہوں۔

وہ زری کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا اور میں خالہ سے وعدہ بھی کر چکا ہوں تو مجبوراً مجھے زری کا خیال رکھنا پڑے گا۔

آہ دبیر مجھے لگتا ہے تم غلط کر رہے ہو خود کے ساتھ بھی اور زری کے ساتھ بھی اور جو تم نے اُس کے ساتھ کیا اُسکے بعد تو وہ تمھاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہے گی۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے بھی اُسکی شکل دیکھنے کا بلکل بھی شوق نہیں ہے۔اور میں نے کہانا میں صرف خالہ کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ اُسے ہسپتال سے کبھی نالاتا

دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔

فاز نے نفی میں سر ہلایا۔اور اپنے موبائل فون میں بزی ہو گیا۔

دبیر نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگاتے آنکھیں موند لیں تھیں۔

دبیر چاہتا ہی یہ تھا کہ تم زری کو طلاق دو دو اور تم نے غصے میں اُسے طلاق دے دی

پاشا نے سرد لہجے میں کہا۔

مجھے زری جیسی لڑکی اپنی بیوی کے طور پہ قبول نہیں ہے۔

جو کسی غیر مرد کے ساتھ راتیں گزار کے آئی ہو۔

شاہ میر نے وائن کا گلاس لبو سے لگاتے کہا۔

اب وہ کہاں ہیں؟ پاشا نے پوچھا۔

ہسپتال میں ہے بس ایک بار گھر آجائے سارے حساب اچھے سے لوں گا۔

اور اُس کی خالہ نے بھی مجھ سے جھوٹ بولا اُسے بھی نہیں چھوڑوں گا

شاہ میر کا غصہ کسی بھی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔

تم نے جو بھی کرنا ہے کر لینا لیکن بعد میں اُسے میرے پاس بھیج دینا ارانی نا سہی تو زری ہی سہی پاشا نے قہقہہ لگاتے کہا۔

شاہ میر نے تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے پاشا کو دیکھا۔

تمھیں میں کیسے بھول سکتا ہوں

شاہ میر نے کہا اور دونوں قہقہہ لگائے ہنس پڑے تھے۔

صبح مریم اپنے کمرے میں چلی گئی تھی رانی نے اپنے کمرے میں ہی ناشتہ کیا۔اور نماز ادا کی۔ابھی وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی کہ مصطفیٰ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

رانی نے مصطفیٰ کو دیکھا تو وہی رک گئی مصطفیٰ کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

شاہ میر تمہیں طلاق دے چکا ہے؟

مصطفیٰ نے رانی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

رانی نے حیرانگی سے مصطفیٰ کی طرف دیکھا۔

اتنی حیران کیوں ہو رہی ہو؟مصطفیٰ نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

میرے معاملات سے آپ جتنا دور رہے اتنا ہی بہتر ہے۔

رانی نے دوٹوک انداز میں کہا۔

تمھارے معاملے سے میں نا چاہتے ہوئے بھی دور نہیں رہ سکتا۔

اور اب میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اب تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

مصطفیٰ نے حکم دینے والے انداز میں کہا۔

کیا کہا؟ نکاح اور وہ بھی آپ جیسے انسان کے ساتھ میں کبھی نہیں کروں گی

رانی نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

میرے جیسے انسان سے کیا مطلب ہے تمھارا؟

مصطفیٰ کا لہجہ پل بھر میں سرد ہوا تھا۔

ہو تو آپ شاہ میر کے بھائی ہی نا جیسے پہلے مجھے چھوڑا تھا کل کو کس دوسرے کے لیے بھی مجھے چھوڑ سکتے ہو؟ میں کہاں جاؤں گی؟

اور اب دوبارہ میں آپ پر کبھی بھروسہ نہیں کروں گی۔

رانی نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

تم.مجھے شاہ میر سے ملا رہی ہو؟

مصطفیٰ نے تحمل سے پوچھا۔

جی بلکل اوراب آپ یہاں سے جا سکتے ہیں

رانی نے رخ موڑے کہا۔

مصطفی نے رانی کو بازو سے پکڑ ااس کا رخ اپنی طرف کیا۔اوراس کا ہاتھ کمر کے پیچھے لگایا۔

مجھے شاہ میر سے مت ملاؤ رانی اگر میں شاہ میر بننے پر آیا تو تم مجھے برداشت نہیں کر سکو گی،

میں کبھی بھی اُس جیسا نہیں ہو سکتا ۔

ایک غلطی میں پہلے کر چکا ہوں اپنا پیار شاہ میر کو دے کر اور ابھی تک میں پچھتا بھی رہا ہوں

لیکن دوسرے غلطی نہیں کروں گا

اگر تم آرام سے نامانی تو زبر دستی ہی سہی لیکن نکاح تو تمہیں مجھ سے ہی کرنا پڑے گا۔اور

میرے بات کو مزاح مت سمجھنا

مصطفی نے رانی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

جس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ۔

رانی کے بازو پر مصطفی کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

مصطفیٰ نے رانی کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو اپنی گرفت ہلکی کر دی۔

ایم سوری مصطفیٰ نے اپنے انگوٹھے سے رانی کے آنسو صاف کرتے کہا۔

اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے مصطفیٰ نے گہرا سانس لیتے کہا۔

مریم بھی یہی پر ہے کمرے سے باہر نکالا کرو تمہیں اچھا لگے گا ۔

مصطفیٰ نے شرمندگی سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

رانی وہی کھڑی دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے مصطفیٰ باہر گیا تھا۔

فاز کمرے میں داخل ہوا تو تو آئینے کے سامنے کھڑی مریم کو دیکھ کر وہی تھم گیا جس نے سرخ رنگ کا لانگ فراک پہنا تھا ۔

اپنے سارے بال بائیں کندھے پر ڈالے پیچھلے گلے کی ڈوری کو بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

فاز چھوٹے چھوٹے قدم لیتا مریم کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

آج تو لگتا ہے جان لینے کا ارادہ ہے فاز نے مریم کے کان کے پاس سرگوشی کرتے کہا۔

مریم جو اپنے دھیان کھڑی تھی ہڑ بڑا کر اس نے سامنے آئینے میں دیکھا۔

فاز مریم کے بے حد قریب کھڑا تھا۔

فاز نے مریم کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا تو مسکرا پڑا ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں اور تم پہلے ہی سرخ ہو گئی ہو۔

فاز نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈوری باندھنے لگا۔

مریم نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

فاز نے دوڑی باندھنے کے بعد وہاں اپنے لب رکھ دیے مریم ایک دم کانپ سی گئی تھی ۔فاز نے اس کا رخ خود کی طرف کیا۔

آج کچھ خاص ہے؟

فاز نے پیار سے پوچھا۔

مریم نے مسکرا کر فاز کو دیکھا آج وہ بہت خوش تھی۔

آج میری سالگرہ ہے۔

مریم نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

اوہ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟فاز نے حیرانگی سے پوچھا۔

تو مریم خاموش رہی تھی۔

مسز آپ مجھے پہلے بتادیتی میں اچھاسا انتظام کر دیتا۔

فاز نے مریم کا چہرہ اوپر کرتے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

ہم.آج شاپنگ کرنے چلتے ہیں تم.اپنی مرضی کا گفٹ لے لینا۔

فاز نے حل تلاش کرتے کہا ۔

نہیں مجھے کہی نہیں جانا مریم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تو ٹھیک ہے مسز آج پھر آپ اتنا ہی کھانا بنائے گی جتنا آپ نے پہلے بنایا تھا۔فاز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ بہت برے ہیں مریم نے کھا جانے والی نظروں سے فاز کو دیکھتے کہا۔

بہت براہوں میں مسز بہت برا فاز نے مریم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک میں تیار ہوں چلو مریم نے فاز کو پیچھے کرتے کہا۔

جس نے الماری سے ایک چادر نکالی اور اسے پھیلا کر مریم کے کندھے پر اچھے سے سیٹ کر دیا۔

اب ٹھیک ہے فاز نے مریم کو دیکھتے کہا جو خود ہلکا سا مسکرا پڑی تھی۔

فاز نے مریم کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے باہر لے گیا۔

صاحب میری مدد کریں میری بیٹی رانا کے بیٹے کے پاس ہے۔میری بیٹی کو بچالیں آدمی نے روتے ہوئے دبیر کو کہا

پولیس والے بھی اس کی مدد نہیں کر رہے تھے آخر کار وہ آدمی شیر و کے ہاس مدد کے لیے آیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اس کے پاس کبیر بھی کھڑا تھا۔

اُس آدمی کی بات سنتے دبیر کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

آپ فکر مت کریں میں آپ کی بیٹی کو واپس لے آؤں گا ۔

دبیر نے سنجیدگی سے آدمی کو. دیکھتے کہا۔

بیٹا میرے پاس آپ کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے اُس آدمی نے روتے ہوئے کہا اُسے لگا شیر و بنا پیسوں کے اس کا کام نہیں کرے گا۔

آپ فکر مت کریں مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے بس دعاؤں میں یاد رکھیں گا۔ دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

وہ آدمی خوش ہو گیا اور دبیر کو دعائیں دینے لگا تھا۔

لگتا ہے رانا کے بیٹوں کا آخری وقت آگیا ہے دبیر نے اُس آدمی کے جاتے ہی دانت پیستے کہا۔

کیا کرو گے تم؟ کبیر نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

مجھے اُس آدمی کی بیٹی کو بچانا ہے اگر درمیان میں کوئی بھی آیا تو جان سے جائے گا۔

اور شیخ ابھی تک آیا کیوں نہیں؟

دبیر نے پوچھا

وہ بھی ایک نمبر کا کمینہ انسان ہے۔

رانا نے جتنے پیسوں کا مال تھا اُس سے دوگنی رقم اُسے دے دی۔

اب وہ یہاں نہیں آئے گا۔

پاشا کا پسندیدہ شخص آنے والا ہے بس ایک بار وہ یہاں آجائے چھوڑنا نہیں میں نے اُسے

کبیر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسے پکڑنا اتنا آسان نہیں ہے دبیر نے کہا

جانتا ہوں لیکن ناممکن بھی نہیں ہے۔

کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

چلو میرے ساتھ دبیر نے کبیر کو دیکھتے کہا۔

جو اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

بس ایک بار وہ وہ کمینہ انسان یہاں آجائے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کتے کی موت اُسے دوں گا اُسی کی وجہ سے تمھاری یہ حالت ہوئی ہے۔

میر نے احد کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا جو کوما میں تھا اور کوما میں گئے اس سات ماہ ہو چکے تھے۔

اُسے لگا کہ بیسٹ کو اُس نے مار دیا ہے لیکن وہ نہیں جانتا بیسٹ کو مارنا اتنا آسان نہیں ہے۔

لیکن مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے کہ میری وجہ سے آج تم اس حالت میں ہو

میر نے دکھی لہجے میں احد کو دیکھتے کہا جس کے چہرے سے لگ رہا تھا جیسے صدیوں کا بیمار ہو۔

میر نے احد کے ماتھے پر بوسہ دیا اور پھر وہاں سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

—-

مسز کب تک آپ کو کوئی چیز پسند آئے گی؟ فاز نے مریم کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

جسے ایک گھنٹے سے کوئی چیز پسند نہیں آرہی تھی۔

مریم نے مسکرا کر فاز کو دیکھا۔

تمھارے اس مسکراہٹ پر تو میں ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار ہوں

فاز نے دل میں مریم کو دیکھتے کہا۔

جو دوبارہ سوٹ دیکھنے میں بزی ہوگئی تھی۔

مسز میں اپنی مرضی سے تمھیں شاپنگ کرواؤں گا اور تم اب خاموش رہو گی ۔

آخر کار فاز نے اکتا کر کہا اور یہی تو مریم چاہتی تھی کہ فاز اُسے اپنی مرضی سے شاپنگ کروائے۔

مریم نے اچھے بچوں کی طرح فاز کی بات مانی اور جو چیز فاز لے کر دیتا مریم بنا کوئی سوال کیے لے لیتی۔

دونوں نے رات کا ڈنر کیا اور پھر گھر آ گے۔

مریم ٹیرس پر کھڑی کسی سوچ میں گم تھی۔

کیا ہوا مسز فاز نے مریم کے کندھے پر ٹھوڑی رکھتے پوچھا۔

زری پتہ نہیں کس حالت میں ہو گی مجھے اُس کی فکر ہو رہی ہے مریم نے مدھم لہجے میں کہا۔

فاز نے مریم کا رخ خود کی طرف کیا چلو اندر میں بتاتا ہوں وہ کیسی ہے

فاز نے مریم کو دیکھتے کہا۔

اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کر اندر لے گیا۔

Urdu Novels Ghar

پہلے تو مسز میری طرف سے چھوٹا سا تحفہ قبول کریں فاز نے اپنی پاکٹ سے ایک خوبصورت سا بریسلٹ نکالا اور مریم کے سامنے کیا جیسے بریسلٹ سچ میں پسند آیا تھا۔

مریم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تاکہ بریسلٹ لے سکے لیکن فاز نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔

مریم نے ناسمجھی سے فاز کو دیکھا جو ہلکا سا مسکرا پڑا تھا۔

فاز نے مریم کی کلائی پکڑی اور اُس میں بریسلٹ پہنانے لگا۔

بریسلٹ پہنانے کے بعد فاز نے مریم کی کلائی پر اپنے لب رکھ دیے۔

مریم نے گھبرا کر فاز کی طرف دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

فاز نے مریم کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا۔

فاز کیا کر رہے ہو؟

آپ مجھے زری کے بارے میں بتانے والے تھے۔ مریم نے فاز کو دیکھتے پوچھا

بلکل مسز

Urdu Novels Ghar

آپ کی بہن یہی پر ہے اور شاہ میر اُسے طلاق دے چکا ہے۔

فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا؟زری یہی پر ہے ؟مریم نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں یہی پر ہے شاہ میر نے اُسے سیڑھیوں سے دھکا دیا جس کی وجہ سے اُس نے اپنے بچے کو بھی کھو دیا۔

فاز نے کہتے ہی مریم کے تاثرات دیکھے۔

مجھے زری کے پاس جانا ہے۔

مریم نے جلدی سے کہا ۔

جاؤرانی کے ساتھ والے کمرے میں ہے ۔

فاز نے مریم کو چھوڑتے کہا۔

جس نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے چلی گئی۔

Urdu Novels Ghar

سر شیرو آیا ہے پاشا کے ملازم نے اسے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

شاہ میر بھی وہی موجود تھا۔

آج دبیر پاشا سے ملنا چاہتا تھا شیرو بن کر تا کہ پاشا کو بھی پتہ چل جائے کہ شیرو واپس آچکا ہے۔

پاشا نے سنجیدگی سے داخلی دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے دبیر کے ساتھ فاز بھی چلتا ہوا آرہا تھا۔

شاہ میر کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

پاشا میرے بھائی کیسے ہو؟ دبیر نے پاشا کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا

واہ تم بھی یہی موجود ہو؟

چلو میرا کام آسان ہو گیا۔ تم سے ملنے بھی میں نے آنا تھا لیکن تم نے میرا کام آسان کر دیا۔ دبیر نے پاشا کو دیکھتے مسکرا کر کہا۔

فاز اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔

بہت سے حساب کتاب نکلتے ہیں تم دونوں کی طرف دبیر ایک دم. سنجیدہ ہوا تھا۔

شاہ میر جو غصے میں بھرا بیٹھا تھا اس نے ٹیبل سے وائن کی بوتل پکڑی اور دبیر کے سر پر.

مارنے لگا یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا۔

دبیر نے اپنے دائیں ہاتھ سے شاہ میر کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی کبھی مت کرنا شاہ میر اگر میں چاہوں تو ابھی اور اسی وقت تم دونوں کی جان لے سکتا ہوں لیکن اتنی آسان موت کے تم. دونوں حقدار نہیں ہو۔

دبیر نے کرخت لہجے میں شاہ میر کے بازو کو مڑوڑتے ہوئے کہا اور اسے زور سے پیچھے دھکا دیا جو صوفے پر جا گرا تھا۔

دبیر پاشا کی طرف مڑا

کاش کے تم. میرے بھائی نا ہوتے پاشا تمھارے جیسا انسان زندہ رہنے کے لائق نہیں ہے

۔

میری ایک بات یاد رکھنا پاشا آج سے تم دونوں کی بربادی کی شروعات ہو چکی ہے تم لوگوں نے سوئے ہوئے شیر کو جگا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔اور اب میرا پنجرے میں واپس جانے کا ارادہ نہیں ہے۔

اور تم دبیر نے پیچھے مڑتے شاہ میر کو دیکھتے کہا۔

میں نے جھوٹ بولا تھا زری میرے ساتھ نہیں تھی اور وہ ساری تصاویر بھی ایڈٹ تھیں۔

زری تمھارے جیسی گھٹیا نہیں ہے جو تمھاری پیٹھ پیچھے چکر چلاتی رہے وہ سب میرا پلان تھا جس میں میں کامیاب بھی رہا۔

دبیر نے تمسخرانہ انداز میں ہنس کر کہا اپنی الٹی گنتی شروع کر دو دبیر کہتے ہی وہاں سے چلا گیا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی فاز نے اس سے سوال کیا۔تم نے شاہ میر کو صفائی کیوں دی کہ زری بے قصور ہے؟فاز کے سوال پر دبیر کے سٹیر نگ پر ہاتھ تھمے تھے۔

میں نے شاہ میر کو کوئی صفائی نہیں دی بس میں نہیں چاہتا تھا کوئی بھی اُس کے بارے میں غلط سوچے پھر چاہے وہ شاہ میر ہی کیوں نا ہو اور اب سچ جاننے کے بعد اُسے اپنے فیصلے پر افسوس ہو گا ۔

دبیر نے دلیل دیتے کہا۔

کتنے پردے ڈالو گے دبیر عباس

اپنے جذبات کو تم چھپا نہیں سکتے فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔دبیر نے دوٹوک انداز میں کہا۔

تو نا کرو بھائی میں کون سا زبردستی کر رہا ہوں فاز نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے خود سے کہا۔

دبیر فاز کی بات سن چکا تھا لیکن خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا۔

زری ابھی بھی سو رہی تھی مصطفٰی نے رانی کو زری کا بتا دیا تھا اور اس وقت رانی زری کے سرہانے بیٹھی تھی ۔

Urdu Novels Ghar

مریم بھی تھوڑی دیر بعد وہاں آگئی تھی۔فاز نے مریم کو یہی بتایا تھا کہ شاہ میر کی وجہ سے زری کی یہ حالت ہوئی ہے دبیر کے بارے میں اس نے نہیں بتایا اور اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھ کر مریم کو تکلیف پہنچی تھی۔

فاز اور دبیر کھڑکی سے حسیب کے کمرے میں داخل ہوئے رانا کے گھر میں داخل ہونا دونوں کے لیے مشکل نہیں تھا۔

سامنے ہی بیڈ پر وہی لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔

دبیر نے فاز کو. دیکھتے اشارہ کیا۔وہ بیڈ کی طرف گیا۔

فاز نے چادر سمیت لڑکی کو اٹھایا اور وہاں سے چلا گیا ۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

دبیر ماتھے پر سخت تیور لیے واشروم کی طرف بڑھا اور اس کے دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔

اس کے ہاتھ میں ایک کالے رنگ کی پٹی موجود تھی۔

تھوڑی دیر بعد حسیب باہر آیا تو دبیر نے اسے پیچھے سے دبوچا اور اس کی آنکھوں پر پیٹھی باندھ دی۔

اور حسیب کی ہی ٹائی سے دبیر نے اس کے دونوں ہاتھ باندھ دیے

کون ہو تم حسیب نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا

تیرا باپ.....

دبیر نے حسیب کے کان کے پاس غراتے ہوئے کہا اور اسے واشروم کی طرف لے گیا باتھ ٹپ میں گرم پانی کا کنکشن اون کر دیا۔

جس میں فل گرم۔ پانی جمع ہونے لگا تھا۔دبیر نے حسیب کو باتھ ٹپ میں دھکا دیا جو ایک چیخ کے ساتھ اُس میں جا گرا تھا۔

یہ صرف چھوٹی سی سزا ہے جو گناہ تو کر چکا ہے اُس کی سزا موت ہے۔

دبیر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

حسیب چیخنے اور چلانے لگا تھا اس کی چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں پانی بہت گرم تھا جس میں حسیب تڑپ رہا تھا۔

نیہا جو حسیب کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی اس نے کمرے سے آتی چیخوں کی آواز سنی تو کمرے میں داخل ہوئی آواز واشروم میں سے آ رہی تھی۔

نیہا نے واشروم کا دروازہ کھولا تو حسیب گرم پانی میں تڑپ رہا تھا ۔

اُس کی حالت دیکھتے نیہا نے ذیشان اور رانا کو بلایا جس نے حسیب کو باہر نکالا تھا۔

حسیب کی سکن ساری سرخ ہوگئی تھی اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا ۔

رانا نے جلدی سے ڈاکٹر کو بلایا تھا۔

زری کو ہوش آ گیا تھا اپنے سامنے مریم اور رانی کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی شاید اس کسی اپنے کا سہارا چاہیے تھا۔

اور رانی کو صحیح صامت دیکھ کر اسے اچھا بھی لگا تھا۔

Urdu Novels Ghar

زری میری جان بس کرو رونا تمھاری طبعیت ٹھیک نہیں ہے رانی نے پیار سے زری کو کہا۔

تم کہا تھی؟

زری نے بھاری لہجے میں پوچھا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں تم میری فکر مت کرو ۔

رانی نے مسکرا کر کہا۔

میں کہاں پر ہوں یہ کون سی جگہ ہے؟زری کو جب تھوڑا ہوش آیا تو کمرے کو دیکھتے پوچھا۔

یہ مصطفی بھائی کے دوست کا گھر ہے مریم نے جلدی سے کہا ۔

تم ابھی کسی بات کی ٹیشن مت لو آرام سے تمہیں سب کچھ بتادوں گی لیکن یہاں تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی،

مریم نے زری کے ہاتھ پر اپناہاتھ رکھتے کہا۔

تم دونوں باتیں کروں میں کچھ کھانے کولاتی ہوں مریم نے کہااور وہاں سے چلی گئی۔

Urdu Novels Ghar

تمھیں الجھن نہیں ہوتی؟

دبیر نے کبیر کو دیکھتے پوچھا۔جس نے ناسمجھی سے دبیر کو دیکھا۔

ٹائیگر کی بات کر رہا ہوں۔دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

تمھارا دل آ گیا ٹائیگر پر؟کبیر نے ہنستے ہوئے کہا ۔

دل تو خیر نہیں آیا سوچ رہا تھا اُسے سلون لے جاؤں بیچارہ پتہ نہیں کب آخری بار نہایا ہو گا۔

دبیر نے کافی کا کپ لبو سے لگاتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر کی شکل کو دیکھ کر لڑکیاں مرتی ہیں مطلب مر ہی جاتی ہیں

کبیر نے کہتے ہی اپنی بات پر قہقہہ لگایا

دبیر بھی ہنس پڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

تمھارے ڈیڈ کیسے ہیں؟ دبیر نے سنجیدگی سے احد نے بارے میں پوچھا۔

ویسی ہی حالت ہے ان کی کبیر نے مایوسی سے کہا۔

اللہ بہتر کرے گا دبیر نے کہا جس کبیر نے ان شاءاللہ کہا ۔

اس کے بعد دونوں اپنے کام کی باتیں کرنے لگے تھے ۔

—

کون تھا وہ کمینہ ؟ کہاں مرے ہوئے تھے تم سب لوگ؟ رانا نے دھاڑتے ہوئے اپنے سامنے کھڑے آدمیوں کو کہا۔

سر ہم دونوں گیٹ پر ہی موجود تھے وہاں سے کوئی نہیں آیا ۔

ایک آدمی نے مودبانہ انداز میں کہا۔

تو کیا آسمان سے ٹپک پڑا تھا؟ سارے کے سارے کام چور ہو تم لوگ رانا نے غصے سے کہا

اتنے میں اس کا موبائل رنگ ہوا نمبر انجان تھا۔

رانا نے کال اٹینڈ کی اور موبائل کان سے لگایا۔

رانا صاحب بیٹا بچ گیا؟ مرنا تو نہیں چاہیے کیونکہ اتنی آسان موت میں اُسے نہیں دوں گا

دبیر نے قہقہہ لگاتے کہا۔

رانا کے ماتھے پر بل ہڑ گئے تھے

کتے کی موت دوں گا تجھے سالے

رانا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فون میں گھس کر دبیر کی جان لے لیں۔

رانا صاحب غصہ کم کرو کہی ہارٹ اٹیک نا ہو جائے

دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا۔

اور ہاں سوچ سمجھ کر مجھ سے بات کروا گر میں تیرے گھر گھس سکتا ہوں تو سوچ کچھ بھی کر سکتا ہوں اور جو تیرے بیٹے نے کیا اُس کی سزا کے لیے اُسے تیار کر دے۔

دبیر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

ڈیڈ آپ فکر مت کریں اس دبیر کو تو میں اچھا سبق سکھاؤ گا

ذیشان نے سرد لہجے میں کہا ۔

وہ کمینہ مجھے دھمکی دے رہا ہے اگر حسیب کو کچھ بھی ہوا ذیشان میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔

رانا نے ذیشان کو تنبیہ کرتے کہا۔

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

آفندی کے ساتھ دھوکے بازی؟

تیری کھال اتار کر میں کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔اور تجھے دیکھ کر باقی کے آدمی بھی سبق حاصل کریں گے اور مجھے دھوکا دینے سے پہلے سو بار سوچے گے۔

آفندی نے زمین پر گرے آدمی کی گردن پر اپنے وزنی جوتے رکھتے سرد لہجے میں کہا۔

آدمی کے منہ سے خون نکل رہا تھا تھوڑی دیر پہلے اس آدمی کو آفندی کے کہنے پر الٹا لٹکا کر بیلٹوں سے مارا گیا تھا۔

باقی کے آدمی سر جھکائے کھڑے تھے۔آج ہی آفندی پاکستان واپس آیا تھا۔

زمین پر گرا آدمی جب مزید تکلیف برداشت نہیں کر سکا تو وہی پر بے ہوش ہو گیا۔

لے جاؤ اسے ایک گھونٹ بھی پانی کا اسے نہیں ملنا چاہیے ورنہ تم لوگوں کی خیر نہیں

آفندی نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور تم پاشا کو کال کرو اور اُسے کہو آفندی ملنا چاہتا ہے اسی وقت یہاں پر آئے آفندی نے اپنے آدمی کو دیکھتے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

آفندی پینتیس سال کا خوبصورت نوجوان تھا۔جس کی آنکھیں گرے تھیں۔

دائیں گال میں پڑتا ڈمپل اسے مزید خوبصورت بناتا تھا۔

لیکن آفندی جتنا خوبصورت تھا اتنا ہی اندر سے بھیانک بھی تھا۔

Urdu Novels Ghar

جس کی تمہیں تلاش تھی وہ واپس آچکا ہے۔دبیر نے کبیر کو دیکھتے کہا ۔

جانتا ہوں کل ہی وہ واپس آیا ہے ۔

کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

اُسے لگتا ہے کہ اُس نے بیسٹ کو مار دیا لیکن یہ اس کی بھول ہے۔میرا کام اُس کمینے کو بیسٹ تک لے کر جانا ہے اگے کا کام میرا نہیں ہے۔

کبیر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا۔

پاشا اُسے بتادے گا کہ بیسٹ زندہ ہے تو وہ دوبارہ کوشش کرے گا۔کیونکہ وہ بیسٹ کی جگہ لینا چاہتا ہے جس طرح بیسٹ کے نام سے سارے ڈرتے ہیں ویسے ہیں وہ چاہتا ہے آفندی کے نام سے بھی سارے ڈرے اور جب تک بیسٹ زندہ ہے یہ اُس کے لیے ناممکن ہے ۔اس لیے لوگوں پر ظلم کر کے اپنی دہشت پیدا کرتا ہے۔دبیر نے تفصیلاً کہا ۔

تمہیں کیا لگتا ہے آفندی سے ملاقات کرنی چاہیے ؟

کبیر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

تم ٹائیگر بن کر مل سکتے ہو کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ میرا اور ٹائیگر کا کوئی کنکشن ہے

اگر اسے پتہ چل گیا کہ بیسٹ تمھارے بڑے پاپا ہیں تو وہ تمھارے پیچھے پڑ جائے گا۔

ہمم.... کبیر نے گہرا سانس لیتے کہا۔

دبیر کا موبائل رنگ ہوا تو نمبر اُسی آدمی کا تھا جس کی بیٹی کو دبیر نے بچایا تھا۔

دبیر نے کال اٹینڈ کی لیکن مقابل کی بات سن کر اس کے جبڑے تن گے آپ فکر مت کریں میں آرہا ہوں

دبیر نے سنجیدگی سے کہا ۔

مجھے ایک ضروری کام ہے میں چلتا ہوں دبیر نے کبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے بھاگتے ہوئے گیا۔

دبیر نے اُس آدمی کو کہا تھا کہ اپنی بیٹی کو لے کر وہاں سے کہی دور چلا جائے لیکن وہ آدمی اپنے ہی گھر میں رہا اور رانا خود اپنے آدمیوں کے ساتھ اُس کے گھر گیا اور اس کی پوری فیملی کو مار دیا ۔

Urdu Novels Ghar

لڑکی کی بڑی بہن اور شوہر بھی وہی پر. موجود تھے ان کا ایک چھوٹا بیٹا بھی تھا۔

دبیر اُس آدمی کے گھر پہنچا تو زمین پر وہی لڑکی خون میں لت پت پڑی تھی ۔

دبیر کے قدموں کو بریک لگی تھی۔

کچھ فاصلے پر لڑکی کی بڑی بہن اور اُس کے شوہر کی بھی یہی حالت تھی۔

دبیر نے تینوں کی نبض چیک کی لیکن کافی دیر ہو چکی تھی۔

دبیر نے اُس آدمی کی تلاش میں نظر اردگرد گھمائی جس نے اسے کال کی تھی۔

کمرے سے بچے کے رونے کی آواز آرہی تھی۔

دبیر اُس کمرے کی طرف گیا لڑکی کا باپ زمین پر پڑا اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

دبیر بھاگتا ہوا اُس کے پاس گیا۔

بیٹا تم نے میری بہت مدد کی مجھے تمھارے بات مان لینی چاہیے تھی بس ایک اور مدد کر دو

اُس آدمی نے اٹکتے ہوئے کہا جسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

ایک گولی اس کے پیٹ میں اور ایک کندھے پر لگی تھی۔

میرے نواسے کو.... اس سے آگے وہ آدمی بول نہیں سکا تھا۔اور وہی دبیر کی بانہوں میں دم توڑ دیا۔

دبیر نے سختی سے اپنے ہونٹ پیوست کیے تاکہ اپنے اندر کے درد کو کم کر سکے۔

دبیر بچے کے پاس گیا جو ایک سال کا لگ رہا تھا۔اس نے بچے کو اپنی گود میں لیا جو دبیر کی گود میں آتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔

اور اپنی گول. مٹول سی آنکھوں سے دبیر کو دیکھنے لگا جس نے پیار سے اُس بچے کے گال پر بوسہ دیا تھا۔

دبیر نے فاز کو کال کر کے یہاں بلایا تھا اور بچے کو لے کر خود بلیک پیلس چلا گیا وہاں جاتے دبیر نے بچے کو مریم کے حوالے کر دیا تھا۔اس سے پہلے مریم دبیر سے کچھ پوچھتی دبیر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ۔

مریم بچے کو اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

جو مریم کے پاس جاتے ہی رونے لگا تھا مریم نے بہت کوشش کی کہ بچے کو چپ کروا سکے لیکن بچہ اس سے خاموش نہیں ہوا اور جب اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو بچے کو زری کے کمرے کی طرف لے گئی۔

دبیر اپنے کمرے کے پاس بنے جم میں داخل ہوا اس نے شرٹ نہیں پہنی تھی۔

اس وقت اسے خود کو پرسکون کرنا تھا اور اس کا غصہ پنچنگ بیگ پر نکلنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد فاز بھی وہی آگیا تھا۔وہ دبیر کی حالت سے اچھی طرح واقف تھا۔جو پسنے میں شرابور پنچنگ بیگ پر اپنا غصہ نکال رہا تھا ۔

دبیر اس میں تمھاری کوئی غلطی نہیں ہے فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

دبیر نے فاز کی طرف دیکھا اگر فاز کی جگہ کوئی اور ہوتا تو دبیر کی شکل دیکھ کر ضرور ڈر جاتا۔

میری ہی غلطی ہے مجھے اُس آدمی کی بات نہیں ماننی چاہیے تھی اور اُس کی فیملی کو یہاں سے بھیج دینا چاہیے تھا۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔

ہم کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے دبیر تم۔نے پوری کوشش کی تھی لیکن انہوں نے بات نہیں مانی

فاز نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

نہیں چھوڑوں گا میں رانا کو ایسا سبق سکھاؤ گا کہ وہ پوری زندگی یاد رکھے گا ۔

دبیر نے کرخت لہجے میں کہا۔اس کے بازو پر بنے ٹیٹو پر فاز کی نظر پڑی جو اسے کافی اچھا لگتا تھا لیکن یہ بات اس کے دبیر کو کبھی نہیں بتائی تھی۔

بچے کا کیا کرنا ہے؟ فاز نے دبیر کو دیکھتے پوچھا جو پانی پی رہا تھا ۔

کچھ دنوں کے لیے وہ یہی رہے گا پھر اُسے کسی سیف جگہ پر بھیج دوں گا۔

دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا جس پر فاز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اپنے شوہر کو فون کرو کہ وہ تمہیں یہاں سے آکر عزت کے ساتھ لے جائے۔شادی کے بعد لڑکی کا زیادہ دیر میکے رہنا اچھا نہیں لگتا

نغمہ بیگم نے کرن کو دیکھتے کہا۔

امی میں کہی نہیں جاؤں گی میں یہی رہوں گی۔مجھے اب اُس میں دلچسپی نہیں ہے کرن نے بدتمیزی سے جواب دیتے کہا۔

تمھارے لیے نکاح مزاح ہے؟ کیا چاہتی ہو؟اور میری بات کان کھول کر سن لو اس بار تمھاری مرضی نہیں چلے گی۔چاہے جو کچھ بھی ہو جائے

نغمہ بیگم نے سرد لہجے میں کہا۔

امی زری کہاں ہے؟

شاہ میر کے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا کیونکہ وہ ہسپتال گیا تھا لیکن وہاں پر زری نہیں تھی۔

مجھے معلوم نہیں ہے رانی کی طرح اسے بھی کوئی لے گیا تمہیں بتانے کا کوئی فائدہ تو ہونا نہیں تھا۔

تم نے کون سا اُسے تلاش کر لینا تھا اس لیے خاموشی کے ساتھ میں گھر واپس آ گئی۔

نغمہ بیگم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

امی کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟ کوئی اُسے ہسپتال سے لے گیا اور آپ کو پتہ نہیں چلا مصطفیٰ نے بھی مجھے نہیں بتایا۔

شاہ میر نے دھیمے لہجے میں۔ غراتے ہوئے کہا۔

رانی کو بھی میرے سامنے سے کوئی لے گیا تھا بیٹا جی اُس وقت بھی میں کچھ نہیں کر سکتی تھی اور مصطفیٰ کو میں نے منع کیا تھا۔

ویسے بھی تمہیں اتنی بے چینی کیوں ہو رہی ہے؟ طلاق دے چکے ہو تم اُسے اور اپنے ہاتھوں سے تم نے اپنے بچے کی جان لی ہے شاہ میر آج مجھے دکھ ہو رہا ہے تمھارے جیسا بیٹا ہونے سے بہتر تھا میرا کوئی بیٹا نا ہوتا۔ نغمہ بیگم نے بے بسی سے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

کرن اور شاہ میر پیچھے کھڑے اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے۔

اتنی آسان نہیں ہے دبیر اگر زری میری نہیں ہو سکتی تو تمھاری بھی نہیں ہونے دوں گا۔شاہ میر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

یہ کس کا بچہ ہے مریم؟زری نے مریم کی گود سے بچے کو لیتے پوچھا۔

زری مجھے لگتا ہے یہ فاز کا بچہ ہے اُس نے مجھے دھوکہ دیا ہے مریم نے اپنی عقل کے مطابق اندازہ لگاتے کہا۔

کیا مطلب فاز؟زری نے ناسمجھی سے پوچھا۔

یہ دبیر بھائی اور فاز کا گھر ہے

مریم نے کہا۔

زری کے ہاتھ وہی پر تھمے تھے۔

یہ دبیر کا گھر ہے وہ مجھے یہاں لایا ہے؟

Urdu Novels Ghar

زری نے سرد لہجے میں پوچھا مریم نے اثبات میں سر ہلایا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ یہ دبیر کا گھر ہے زری نے غصے سے مریم کو دیکھتے کہا۔

تم اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟میرا دکھ سنو مریم نے گھورتے ہوئے کہا۔

جاؤ یہاں سے ابھی زری نے رخ موڑے کہا۔

زری نے کہا مریم منہ لٹکائے کمرے سے باہر چلی گئی ۔

بچہ خاموش ہو گیا تھا ۔

دبیر میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اور نا تمھارے گھر رکو گی نہیں چاہیے مجھے تمھاری ہمدردی زری نے اپنے گال پر بہتے آنسو کو صاف کرتے کہا پھر سے اس کے زخم تازہ ہو گئے تھے۔

کیا ہوا مسز؟فاز نے مریم کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھتے پوچھا۔

مجھے آپ سے بات نہیں کرنی آپ نے مجھے دھوکا دیا ہے ۔

مریم نے کہا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

مسز کون سا دھوکا دے دیا میں نے آپ کو؟

فاز نے حیرانگی سے مریم کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑے کرتے پوچھا۔

وہ بچہ آپ کا ہے نا؟

مریم نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لاتے کہا۔

بچہ؟ فاز نے حیرانگی سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن جیسے ہی فاز کو یاد آیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

میں تمہیں بتانا چاہتا تھا لیکن موقع ہی نہیں ملا فاز نے سنجیدگی سے کہا جبکہ آنکھوں میں اس کے شرارت ناچ رہی تھی۔

مریم نے بسی سے فاز کو دیکھا جو آنسو آنکھوں میں تھے اب وہ باہر آ گئے تھے۔

فاز ایک دم سنجیدہ ہوا مریم رونا بند کرو یار مزاح کر رہا تھا وہ بچہ میرا نہیں ہے تمہیں کس نے کہا وہ میرا بچہ ہے؟

فاز نے مریم کے آنسو صاف کرتے کہا۔

اُس کی شکل بھی تو آپ سے مل رہی ہے مریم نے معصومیت سے جواب دیا۔

یااللہ مجھ پر رحم کر فاز نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

فاز نے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں مریم کا چہرہ بھرا

میری معصوم بیوی وہ بچہ میرا نہیں ہے تم میری زندگی میں آئی پہلی اور آخری لڑکی ہو فاز نے کہتے ہی مریم کی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا جو سانس روکے کھڑی تھی۔

میں تمہیں دھوکا دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

فاز نے مریم کی دونوں گال پر لب رکھتے کہا جو سرخ ہو رہے تھے۔

آگیا یقین؟ یا.....

فاز نے بات کو ادھورا چھوڑتے پوچھا

نہ نہیں مجھے یقین آگیا ہے مریم نے جلدی سے کہا۔

آج میرا دل کر رہا ہے تمھارے پیارے پیارے ہاتھوں کی بنی بریانی کھاؤ

بناؤ گی میرے لیے؟

فاز نے مریم کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے پوچھا جس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھینک یو فاز نے مریم کے ماتھے پر جھک کر بوسہ دیتے کہا۔

آج کے بعد اگر مجھے تمھاری آنکھوں میں آنسو نظر آئے تو بہت بڑی سزا ملے گی

فاز نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

جو خود بھی مسکرا پڑی تھی۔میں کھانا بنانے جا رہی ہوں مریم نے فاز سے الگ ہوتے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

فاز جانتا تھا کہ مریم اسلم کی بنائی ہوئی ویڈیو دیکھ چکی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ مریم اُس کی ویڈیو دیکھے اور وہ خود مریم کو دیکھانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ مریم اس کے سامنے شرمندہ ہو فاز کو کہا قبول تھا ۔

اور کچھ دن پہلے جب مریم نے فاز کا موبائل دیکھا تو اس نے سوچا کے اپنی امی کو کال کر لے لیکن سامنے ہی اسلم کی ویڈیو موجود تھی جس میں اسلم کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔اور مریم نے جب اسلم کی ویڈیو دیکھی تو اس کا دل کیا اپنے ہاتھوں سے اس کی جان لے لیں ۔

اس کے بعد اس کا رویہ مزید فاز کے ساتھ ٹھیک ہو گیا تھا۔

—

سر جہاں تک میرا اندازہ ہے پاشا کا جو فرینڈ ہے شاہ میر اُس کی والدہ دبیر کی خالہ ہے۔

کیونکہ ہمارے آدمی نے جس عورت کی دبیر کے ساتھ تصویر لی تھی وہ شاہ.میر کی ماں ہے

۔

آدمی نے ذیشان کو دیکھتے کہا۔

تو ٹھیک ہے اٹھالو اُس عورت کو ذیشان نے سنجیدگی سے کہا۔

سر کنفرم نہیں ہے اگر وہ عورت دبیر کی خالہ نا ہوئی تو شاہ میر سے دشمنی کا مطلب پاشا سے دشمنی مول لینا ہے

آدمی نے کہا۔

جو میں نے کہا ہے وہ کرو مجھے پورا یقین ہے وہی اس کی خالہ ہو گی اور دبیر کی یہی کمزوری ہمارے پاس ہے میں نہیں چاہتا وہ بھی ہمارا ہاتھ سے نکل جائے ۔

ذیشان نے کہا جس پر آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

نغمہ بیگم پاس والی. مارکیٹ میں کچھ سامان خریدنے کے لیے گئی تھیں۔

میڈم ہمیں. دبیر سر نے بھیجا ہے وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں

آپ پلیز ہمارے ساتھ چلیں

نغمہ کے پاس آکر کھڑے آدمی نے کہا۔

دبیر کا نام سن کر نغمہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی اور بنا کچھ سوچے سمجھے اس آدمی کے ساتھ چل دی جو دراصل رانا کے آدمی تھے۔

جو اسے ایک پرانی فیکٹری میں لے گئے تھے۔

نغمہ بیگم نے فیکٹری کو دیکھا تو ان کو لگا کہ ان آدمیوں کے ساتھ انہیں نہیں آنا چاہیے تھا۔

دبیر یہاں پر ہے؟ نغمہ بیگم نے پوچھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا

نغمہ بیگم اندر گئی تو وہاں پر ذیشان اور حسیب موجود تھے

آیئے خالہ جان کیسی ہیں آپ؟

ذیشان نے مسکراتے ہوئے پوچھا حسیب اب قدر بہتر تھا۔

دبیر کہاں ہے؟ نغمہ بیگم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

دبیر بھی آ جائے گا لیکن میری ایک بات یاد رکھیے گا

بڑے ہمیشہ بچوں کو بھی سمجھاتے ہیں اگر کوئی اُن کو یہ کہے کہ تمھاری ماما یا پاپا بلا رہے ہیں

تو اُس بچے کو نہیں جانا چاہیے ۔

اور آپ کو بھی میرے آدمی کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیے تھا۔

لیکن افسوس آپ بنا سوچے سمجھے یہاں آگئی بہت تنگ کیا ہوا ہے شیر و نے اور کمبخت کا نام

دبیر بھی ہے مجھے کل پتہ چلا

اور آج مجھے موقع مل گیا جس سے میں پورا پورا فائدہ اُٹھاؤ گا۔اور میری آپ سے کوئی دشمنی

نہیں اگر آج آپ یہاں ہر موجود ہیں تو صرف دبیر کی وجہ سے

ذیشان نے چھوٹے چھوٹے قدم لیتے نغمہ بیگم کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔

نغمہ بیگم کو اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا تھا۔لیکن اب کچھ نہیں کر سکتا تھیں۔

صاحب میری زری کہاں پر ہے ؟ رضیہ نے شاہ میر سے پوچھا جو سگریٹ پر سگریٹ پیے جا

رہا تھا۔

بھاگ گئی اپنے عاشق کے ساتھ شاہ میر کھڑے ہوتے دھاڑ کر کہا۔

رضیہ ڈر کر کچھ قدم پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔

صاحب میری بیٹی ایسی نہیں ہے رضیہ نے بے یقینی سے کہا۔

تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں جس دن تمھاری بد چلن بیٹی مجھے مل گئی وہ دن اُس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔

شاہ میر نے ماتھے پر سخت تیور لیے رضیہ کو کہا۔

رضیہ کو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا۔رضیہ شہر گئی تھی جب واپس آئی تو ملازمہ سے اسے سب پتہ چلا اور سیدھی شاہ میر کے پاس آئی تھی نغمہ بیگم بھی گھر پر نہیں تھیں۔

کیا ہوا؟ فاز نے دبیر کو دیکھتے پوچھا جو غصے سے موبائل کو دیکھ رہا تھا۔

اس کمینے کو میری خالہ کا کیسے پتہ چلا؟

دبیر نے موبائل کی سکرین فاز کے سامنے کرتے پوچھا جہاں پر نغمہ بیگم کو باندھا ہوا تھا۔

یہ لو...... فاز کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ٹائیگر وہاں آیا اور رانا کے آدمی کو دبیر کے قدموں میں پھینکا جس نے نغمہ بیگم کی دبیر کے ساتھ تصاویر لی تھیں۔

میرے کو معلوم تھا جتنا نقصان میں رانا کا کر چکا ہوں وہ آرام سے نہیں بیٹھے گا، اس چھوکرے نے تیری اور تیری خالہ کی تصاویر لی تھیں اور ذیشان کو بھیج دی ۔

ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔ دبیر نے اُس آدمی کو بالوں سے پکڑا

تیری کھال تو میں بعد میں اتاروں گا دبیر نے دانت پیستے کہا ۔

اور اسے فاز کی طرف پھینک دیا۔

ذیشان نے میسج میں ایڈریس لکھا تھا کہ ٹائیگر کو لے کر دبیر وہاں پہنچ جائے ۔

شیٹ دبیر نے دیوار پر اپنے ہاتھ کا. مکا مارتے کہا۔

ضرور اُس نے ٹائیگر کو مانگا ہو گا ۔

ٹائیگر نے سنجیدگی سے کہا۔

میں یہ معاملہ خود سنبھال لوں گا تم اس میں مت پڑو ٹائیگر

دبیر نے ٹائیگر کو تنبیہ کرتے کہا اور فاز کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور دونوں وہاں سے چلے گئے۔

بول کر تو ایسے گیا ہے جیسے میں تیری بات مان لوں گا ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور خود بھی وہاں سے چلا گیا۔

زری کو مریم سے پتہ چل گیا تھا کہ وہ بچہ یتیم ہے زری اُس کا بہت خیال رکھ رہی تھی ۔

زری نے سوچ لیا تھا کہ وہ یہاں سے کہی دور چلی جائے گی غصے میں وہ یہ بات بھی فراموش کر بیٹھی تھی کہ وہ عدت میں ہے

دبیر نے بلیک پیلس کی سیکورٹی زیادہ نہیں رکھی تھی کیونکہ اس گھر کا کسی کو معلوم نہیں تھا اور ابھی یہ گھر نیا بنا تھا تو دبیر کو زیادہ سیکورٹی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

اور زری بھی آرام سے نکل سکتی تھی مریم اور رانی اپنے کمرے میں تھیں ۔

زری نے بچے کو گود میں لیا اور اچھی طرح اپنی چادر کو سیٹ کیا۔

Urdu Novels Ghar

پورا پیلس خالی پڑا تھا زری بہت غور سے دیکھ رہی تھی جو بے شک خوبصورتی میں اپنی مثال خود تھا۔

پندرہ سے بیس منٹ تو زری پیلس میں گھومتی رہی تھی پھر کہی جا کر اسے باہر کا گیٹ نظر آیا تھا۔

زری نے دیکھا تو ایک گارڈ اپنے چھوٹے سے بنے کوارٹر میں بیٹھ کر موبائل پر کوئی مووی دیکھ رہا تھا اس کا دھیان باہر کی طرف نہیں تھا۔

زری دبے قدموں سے چلتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔ گارڈ مووی دیکھنے میں اس قدر بزی تھا اسے زری کے باہر جانے کا پتہ نہیں چلا

زری نے چادر سے اپنا چہرہ بھی ڈھانپ لیا تھا اسے نہیں معلوم تھا کہ کہاں جانا ہے بس وہ دبیر سے دور جانا چاہتی تھی اب اسے دبیر سے ڈر لگنے لگا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ گھر سے نکل کر باُس نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔

Urdu Novels Ghar

دبیر فاز کے ساتھ اُسی جگہ ہر پہنچ گیا تھا جہاں پر نغمہ بیگم کو رکھا گیا تھا۔

تم یہی انتظار کرو خالہ کو لے کر چلے جانا میری فکر مت کرنا۔

دبیر نے گاڑی سے نکلتے کہا۔اور فیکٹری کے اندر چلا گیا۔

فاز گاڑی سے باہر نکل کر کھڑا ہو گیا تھا، اور اپنی پاکٹ سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔ پیچھے ہی اسے ٹائیگر کی گاڑی بھی نظر آگئی فاز نے نفی میں سر ہلایا۔

کیا ہوا شہزادے ٹائیگر چلتا ہوا فاز کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر ایک گہرا کش لیا پھر فاز کو واپس کر دیا۔

کچھ نہیں بس یہی سوچ رہا ہوں تمھارا اور دبیر کا کچھ نہیں ہو سکتا دونوں ضدی ہو فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

ہاں یہ بات تو ہے ٹائیگر نے ایک آنکھ دباتے مسکرا کر کہا اور خود بھی اندر چلا گیا۔

دبیر کسی کی نظر میں آئے بغیر باکسز کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔ٹائیگر بھی اس کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ دبیر نے ٹائیگر کو دیکھتے سنجیدگی سے پوچھا۔

لڈو کھیلنے آیا تھا۔

ٹائیگر نے بھی بھرپور سنجیدگی سے جواب دیا۔

دبیر ٹائیگر سے کچھ پوچھے اور وہ سیدھا جواب دے یہ تو ناممکن سی بات تھی۔

دبیر تو اپنے کام سے کام رکھ میں یہاں تیری مدد کرنے نہیں آیا ٹائیگر یہاں اپنے مطلب کے لیے آیا ہے۔

ٹائیگر نے دبیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تمہیں کیا شوق ہے میرے ہر کام میں دخل اندازی کرنے کا؟

دبیر نے دانت پیستے پوچھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ سے ٹائیگر کو کچھ ہو۔

ذیشان نے ٹائیگر کو مانگا تھا اور تو بنا مجھے لیے یہاں آگیا بہت برا کیا بہت برا دبیر

ٹائیگر نے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

تمہیں ایکٹنگ نہیں چھوڑنی چاہیے تھی دبیر نے ٹائیگر کو دیکھتے افسوس کرتے کہا۔

اووبھائی یہ ایکٹنگ نہیں ہے ٹائیگر نے گھورتے ہوئے کہا ۔

اس سے پہلے دبیر اس کے سوال کا جواب دیتا۔

کسی نے دونوں کے سر پیچھے گم رکھ کردی تھی۔

کوئی ہوشیاری نہیں ورنہ گولی چلادوں گا۔

حسیب نے کہا۔

یہ ایک پرانی فیکٹری تھی۔

جہاں پر نغمہ بیگم کو رکھا گیا تھا۔

مجھے امید تو نہیں تھی کہ شیرو کے ساتھ ٹائیگر بھی آجائے گا۔

ویسے دبیر نام بھی تم. پر سوٹ کرتا ہے۔اور دیکھو آج شیر اور ٹائیگر میرے پنجرے میں قید ہیں۔تم نے جو میرے ساتھ دھوکا کیا اُسے میں کبھی نہیں بھول سکتا

Urdu Novels Ghar

ذیشان نے غصے سے ٹائیگر کو دیکھتے کہا۔

چاروں طرف رانا کے آدمی پھیلے ہوئے تھے ۔

تو بھائی نا بھول یہ تیرا مسئلہ ہے میں کیا کر سکتا ہوں ٹائیگر نے الٹا جواب دیتے گھور کر کہا

۔دبیر کے ہونٹوں کو بے ساختہ مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

تجھے لگتا ہے شیر وا اتنی آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے؟

دبیر نے طنزیہ انداز میں کہا ایک پل کے لیے ذیشان بھی پریشان ہو گیا تھا۔

اس وقت تمھاری کمزوری میرے پاس ہے شیر واس لیے تم کچھ نہیں کر سکتے ۔

ذیشان نے سنبھلتے کہا ۔

شیر و کی کمزوری تیرے پاس ہے میری نہیں ٹائیگر نے کہتے ہی اپنی گن کا رخ ذیشان کی طرف کر دیا ۔

دبیر نے اپنے پیچھے کھڑے حسیب کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور اس کی ہاتھ میں پکڑی گن کو اسی کی کنپٹی پر رکھ دیا ۔

Urdu Novels Ghar

تیرے بھائی کا بھیجا اڑانے میں مجھے ایک سیکنڈ بھی نہیں لگے گا۔ لگتا ہے پیچھلی سزا بھول گیا ہے

شیر و نے ذیشان کو دیکھتے کہا جو پل بھر میں پریشان ہوا تھا۔

بازی کبھی بھی پلٹ سکتی ہے ذیشان میاں

اور ابھی کے ابھی خالہ کو عمر کے حوالے کر دو ورنہ... دبیر نے ٹریگر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

نہیں تم کچھ نہیں کروں گے چھوڑ دو اُسے

ذیشان نے اپنے آدمی کو اشارہ کرتے کہا۔

جس نے کچھ فاصلے پر بندھی ہوئی نغمہ بیگم کو کھول دیا۔

جن کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ عمر باہر ہی کھڑا تھا ذیشان کا آدمی نغمہ بیگم کو باہر لے گیا۔

عمر نے نغمہ بیگم کر گاڑی میں بیٹھایا اور وہاں سے چلا گیا۔

سب کچھ ٹھیک تھا اگر وہاں پر رانانا آتا

رانا نے آتے ہی اپنی گم کا رخ ٹائیگر کی طرف کرتے اس ہر گولی چلا دی۔

فیکٹری میں گولی کی آواز گونجی۔

یہ سب کچھ اچانک ہوا تھا۔

دبیر نے ٹائیگر کی طرف دیکھا جس نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا ۔

ٹائیگر وہی گھٹنوں کے پل بیٹھ گیا۔

دبیر کی گرفت حسیب پر ہلکی ہوئی جو جلدی سے ذیشان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

دبیر نے جھک کر ٹائیگر کو دیکھا جس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات تھے۔

دبیر نے سرخ آنکھیں لیے ذیشان کی طرف دیکھا جو خود حیران تھا۔

تم لوگ خون خرابہ چاہتے تھے تو ٹھیک ہے۔

دبیر نے کہتے ہی اپنی ہاتھ میں پکڑی گن کا رخ ذیشان کے پیچھے کھڑے حسیب کی طرف کیا اور ایک سیکنڈ بھی ضائع کیے بغیر حسیب کے ماتھے کے بیچو بیچ گولی ماردی

ایک سیکنڈ میں سب کچھ ہوا تھا دبیر کا نشانہ ایک دم پرفیکٹ تھا۔رانا اور ذیشان نے آنکھیں پھاڑے حسیب کی طرف دیکھا۔

دبیر کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اس نے ٹائیگر کو اٹھایا اور وہاں سے باہر لے گیا سب لوگ حسیب کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

جو شاید مر چکا تھا۔

زری گھر سے کافی دور آگئی تھی۔بچہ بھی رونے لگا تھا۔اس کے پاس پیسے بھی نہیں تھے زری نے اپنے کان میں پہنی سونے کی بالیاں اتاری اور دکان دار کو دے کر بچے کے لیے دودھ لیا۔دکان دار لالچی قسم کا تھا اس لیے اس نے زری سے بالیاں لے لی ۔

زری سڑک پار کرنے لگی کہ اس کہ اسے زبردست چکر آیا اور سڑک کے درمیان میں رک گئی سامنے سے آتے گاڑی نے بمشکل بریک لگائی زری وہی گر گئی تھی۔

گاڑی میں موجود شخص پریشانی سے باہر آیا کافی لوگ جمع ہو گئے تھے۔اُس آدمی لو دیکھتے باقی کے لوگ پیچھے ہٹ گئے تھے۔

اس نے زری کو اپنی گاڑی میں لیٹایا اور بچے کو اپنی گود میں لیا۔بچے اور زری دونوں کو کچھ نہیں ہوا تھا ۔

زری اپنے چکراتے سر کی وجہ سے بے ہوش ہوئی تھی۔

ارحم نے بیک مرر سے پیچھے زری پر نظر ڈالی اور لیکن جلدی سے اپنی نظروں کا رخ تبدیل کر لیا تھا۔زری کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔

ارحم زری کو اپنے گھر لے آیا تھا۔

اماں کہاں ہیں آپ؟ارحم نے گھر میں داخل ہوتے اماں کو آواز دیتے کہا۔

اماں نے ارحم کے ماں باپ کی وفات کے بعد اپنے بچے کی طرح اسے پالا تھا۔

Urdu Novels Ghar

کیا ہوا ارحم بیٹا؟ اماں نے ارحم کو دیکھتے پوچھا۔اماں اس بچے کی ماں میری گاڑی سے ٹکرا گئی تھی میں دونوں کو گھر لے آیا لیکن مجھے لگتا ہے بچے کو بھوک لگی ہے۔

ارحم نے بچے کو اماں کے حوالے کرتے کہا۔

لڑکی اندر روم میں ہے آپ پلیز اُس کا خیال رکھیے گا۔اُسے جیسے ہی ہوش آئے گا میں اُسے گھر چھوڑ آؤں گا ارحم نے اپنی کنپٹی دباتے کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا تم پریشان نا ہو اور میں تمھارے لیے کافی لاتی ہوں ۔

اماں نے پیار سے کہا۔

جی ارحم نے ہلکا سا مسکرا

کر کہا۔

اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھکن اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

ارحم ایک کامیاب بزنس مین تھا۔ارحم کا ایک چھوٹا بھائی تھا ماں باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔اور سنجیدگی ارحم کی طبیعت کا خاص حصہ تھی۔

ارحم اپنے کمرے میں داخل ہوا تو نجانے کیوں اسے تجسس ہو رہا تھا کہ وہ اُس لڑکی کا چہرہ دیکھے ۔

اپنی عجیب سے خیال پر ارحم نے خود کو ڈپٹا اور فریش ہونے چلا گیا۔

رانی جتنا جلدی ہو سکے خود کو نکاح کے لیے تیار کرلو ورنہ انجام کی. ذمہ دار تم خود ہو گی۔

مصطفیٰ نے سنجیدگی سے رانی کو دیکھتے کہا۔

آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے مصطفیٰ لیکن اللہ کا شکر ہے میرا ابھی ٹھیک ہے کسی اور سے نکاح کرلوں گی لیکن آپ سے ہر گز نہیں کروں گی۔

رانی نے کرخت لہجے میں کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی ۔

مصطفیٰ نے رانی کو بازو سے پکڑا اور اس کا چہرہ دیوار کے ساتھ لگا دیا ۔

رانی کے دونوں ہاتھ پیچھے کمر کے ساتھ بندھے تھے جسے مصطفیٰ نے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑا تھا۔

رانی کو مصطفیٰ سے اس قسم کے رد عمل کی توقع نہیں تھی۔

کیا کہا تم نے کسی سے بھی نکاح کر لو گی لیکن مجھ سے نہیں کرو گی؟

تو ٹھیک ہے تم پیار کی زبان نہیں سمجھتی تو مجھے زبردستی ہی کرنی پڑے گی۔ بعد میں مجھ سے گلے شکوے ہرگز مت کرنا

مصطفیٰ نے رانی کے کان کے پاس غراتے ہوئے کہا۔

مصطفیٰ کی گرم سانسیں رانی کی گردن کو جھلسا رہی تھیں۔

مصطفیٰ چھوڑو مجھے رانی نے بھاری آواز میں کہا۔

مصطفیٰ نے رانی کا رخ اپنی طرف کیا۔ جس کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر چکی تھیں۔

لیکن اس بار فاز نے کمزور نہیں پڑنا تھا۔

اس بار تمھارے آنسو بھی میرا ارادہ نہیں بدل سکتے رانی تو بہتر ہے اس کو ضائع نا کرو

مصطفیٰ نے رانی کی آنکھوں میں دیکھتے گہرے لہجے میں کہا۔

آج رانی کو مصطفی کچھ الگ ہی لگ رہا تھا۔مجھے جواب ہاں میں چاہیے امید کرتا ہوں تم مجھے مایوس نہیں کرو گی مصطفی نے رانی کی گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔رانی ابھی بھی حیران کھڑی تھی۔

—

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ بیسٹ زندہ ہے آفندی نے دھاڑتے ہوئے پاشا سے پوچھا۔

مجھے خود کچھ دن پہلے پتہ چلا تھا

پاشانے سنجیدگی سے کہا۔

اگر بیسٹ زندہ ہے تو وہ کون تھا جس کے مرنے کی خبر مجھے ملی تھی۔

آفندی نے گہرا سانس لیتے پوچھا۔

بیسٹ کچھ بھی کر سکتا ہے اور میں نہیں جانتا تھا وہ کون تھا میرا ابھی مشورہ ہے بیسٹ اور اُس کے کام سے دور رہو گے تو بہتر ہے ۔

پاشا نے آفندی کو مشورہ دیتے ہوئے کہا ۔

میں تمھاری طرح بزدل انسان نہیں ہوں پاشا اپنے مشورے اپنے پاس رکھو

آفندی نے انگلی اٹھا کر پاشا کو تنبیہ کرتے کہا

جس نے غصے بسے پاشا کو دیکھا تھا پاشا جانتا تھا آفندی اس سے زیادہ طاقتور ہے اس لیے خاموش رہا۔

لو بیسٹ سے پنگا کچھ زیادہ ہی ہلکے میں لے رہا ہے اُسے پاشا نے دل میں سوچا۔

اس کے بعد دونوں اپنے کام کے مطلق بات کرنے لگے تھے۔

کیا چاہتی ہو تم ؟ مصطفیٰ نے رانی کو دیکھتے پوچھا

کچھ نہیں میرے چاہنے یا نا چاہنے سے کیا ہو گا؟ رانی نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

نکاح کرلوں مجھ سے رانی میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تو آرام سے میری بات مان لو مصطفی نے رانی کا ہاتھ پکڑتے کہا۔

میں اپنا فیصلہ آپ کو سنا چکی ہو مصطفی

آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کرسکتے رانی نے مصطفی کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

میں زبردستی کرسکتا ہو رانی اور اب میں زبردستی کر کے کے دکھاؤں گا۔

چلو میرے ساتھ مصطفی نے غصے سے دانت پیستے کہا۔اور اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گیا۔

مصطفی کہاں لے کر جارہے ہیں چھوڑو مجھے

رانی نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا لیکن مصطفی کی گرفت سخت تھی۔

مصطفی بھائی زری اپنے کمرے میں نہیں ہے مریم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں مصطفی اور رانی کے سامنے آتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

دونوں نے حیرانگی سے مریم کو دیکھا۔یہی کہی ہو گی وہ کہاں جاسکتی ہے آپ نے اچھی طرح ہر جگہ دیکھنا تھا۔

مصطفیٰ نے رانی کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا

نہیں ہے میں کب سے اُسے ڈھونڈ رہی ہوں وہ کہی نہیں ہے مریم نے پریشانی سے کہا۔

آپ فکر مت کریں میں دیکھتا ہوں مصطفیٰ نے حوصلہ دیتے کہا۔

اور وہاں سے چلا گیا۔

رانی نے اپنے کلائی کو دیکھا تھا جو سرخ ہو رہی تھی۔

رانی مجھے لگتا ہے زری یہاں سے چلی گئی ہے۔

مریم نے رانی کو دیکھتے کہا ۔

وہ واپس یہی آئے گی تم پریشان مت ہو

رانی نے کہا۔

مریم نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

زری کو ہوش آیا تو خود کو انجان جگہ پر دیکھ کر جلدی سے اُٹھ بیٹھی تھی پاس ہی اس کے اماں بیٹھی تھیں۔

بیٹی تم ٹھیک ہو؟

اماں نے پیار سے پوچھا۔

آپ کون ہیں اور میں یہاں پر کیسے آئی؟ زری نے پریشانی سے پوچھا۔

بیٹا آپ ارحم کی گاڑی سے ٹکرا گئی تھی وہ آپ دونوں کو گھر لے آیا۔

اماں نے بچے کی طرف دیکھتے اشارہ کیا۔

زری نے سوئے ہوئے بچے کی طرف دیکھا۔

Urdu Novels Ghar

ارحم کہہ رہا تھا آپ کے ہوش میں آتے ہی وہ آپ کو گھر چھوڑ آئے گا۔

اماں نے کہا۔

گھر... زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا بیٹی؟ کوئی مسئلہ ہے؟

اماں کے محبت بھرے لہجے پر زری نے اُن کی طرف دیکھا۔

میرے شوہر نے کچھ دن پہلے مجھے طلاق دے دی تھی اور اب میرا کوئی گھر نہیں ہے۔

زری نے نظریں جھکا کر کہا۔

اماں نے حیرانگی سے زری اور بچے کی طرف دیکھا تمھارا شوہر تو پھر بہت ہی ناشکرا ہے جس نے اتنی پیاری بیوی اور چاند جیسے بیٹے کو کھو دیا۔

اماں نے دکھی لہجے میں کہا۔

تمھارا بیٹا بہت پیارا ہے کیا نام ہے اسکا؟

Urdu Novels Ghar

اماں نے بچے کو دیکھتے پوچھا۔

میرا بچہ ؟زری نے آہستگی سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہااور بچے کی طرف دیکھا۔

ہادی میرے بیٹے کا نام ہادی ہے زری نے بچے کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

بہت پیارا نام ہے بیٹی تم فکر مت کرو تمہیں یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

میں تمھارے لیے کھانا لاتی ہوں اماں نے اٹھتے ہوئے کہااور کمرے سے باہر چلی گئی۔

زری کو اب یہی فکر کھائی جا رہی تھی کہ اب وہ کہاں جائے گی اگر گاؤں واپس گئی تو شاہ میر اسے نہیں چھوڑے گا۔

اماں ارحم کے کمرے میں داخل ہوئی

بیٹا اُس لڑکی کو ہوش آگیا ہے لیکن کچھ دن پہلے اُس کے شوہر نے اُسے طلاق دے دی اور لڑکی کو گھر سے نکال دیا لڑکی عدت میں ہے تو میں سوچ رہی تھی وہ اپنی عدت یہی گزار لے اُسکے بعد جہاں بھی وہ جانا چاہتی ہے جاسکتی ہے لیکن ابھی اُسکے پاس رہنے کی کوئی جگہ بھی نہیں ہے

اماں نے سنجیدگی سے کہا۔

ارحم جو سنجیدگی سے اماں کی بات سن رہا تھا گہرا سانس لے کر اپنی بات کا آغاز کیا۔

اماں آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن میں نہیں جانتا وہ لڑکی کیسی ہے کہاں سے آئی ہے اُسکے شوہر نے اُسے کیوں طلاق دی۔

اگر بعد میں کوئی مسئلہ ہو گیا تو ہم کیا کریں گے ارحم نے سنجیدگی سے کہا۔

بیٹا مجھے اُس لڑکی کی آنکھوں میں سچائی نظر آئی ہے اس وقت وہ سچ میں بے بس ہے

کچھ ماہ کی بات ہے اُس کے بعد وہ یہاں سے چلی جائے گی۔

عورت ذات ہے اور وہ عدت میں بھی ہے۔

اماں نے اپنا خیال بتاتے ہوئے کہا۔

چلیں اماں جیسے آپ کو بہتر لگے

ارحم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

خوش رہو بیٹا لیکن تم بھی اُس کے کمرے میں نہیں جاؤ گے جب تک وہ عدت میں ہے اماں نے جانے سے پہلے بتانا ضروری سمجھا

جی ارحم نے کہا۔

اماں مسکرا کر کمرے سے باہر چلی گئی تھیں۔

میں ٹھیک ہوں ٹائیگر نے کہا

دبیر ٹائیگر کو فیکٹری سے باہر لا یا تو اس نے کہا۔

دبیر جو پریشان سا کبیر کو گاڑی کی طرف لے کر جا رہا تھا۔اس نے حیرانگی سے کبیر کی طرف دیکھا۔

جو پورے دانت نکالے ہنس رہا تھا دبیر نے اس کا بازو جھٹکا جو اس کی گردن کے کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

تو کیسی لگی میری ایکٹنگ شہزادے

Urdu Novels Ghar

ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

دبیر کا دل کیا ایک رکھ کر اسے لگائے کہ دن میں اسے تارے نظر آجائے اور آج دبیر سچ میں گھبرا گیا تھا نا جانے کیوں ٹائیگر کو تکلیف میں دیکھ کر اسے بھی تکلیف ہوئی تھی، شاید یہ ان کے ساتھ رہنے کا نتیجہ تھا۔

تیرے کو کیا لگتا ہے ٹائیگر میں کیا عقل نہیں ہے جو بنا بولٹ پروف جیکٹ کے چلا آئے گا۔اور تیرا نشانہ تو کمال کا تھا۔

ٹائیگر نے دبیر کو دیکھتے کہا جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے ڈرامے باز کی جان لے لیں۔

کیا ہوا تیرے کو میری ایکٹنگ پسند نہیں آئی ٹائیگر نے حیرانگی سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

تم. سچ میں بہت بڑے کمینے ہو اور آج تم نے ثابت بھی کر دیا میں جا رہا ہوں پیدل گھر آنا پھر تمھاری عقل ٹھکانے آجائے گی ۔

دبیر نے کھا جانے والی نظروں سے ٹائیگر کو دیکھتے کہا۔

ہاہاہامیں اپنی گاڑی میں آیا تھااُسی میں واپس جاؤں گاٹائیگر کو تیری مدد کی ضرورت نہیں ہے

ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

دبیر نے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیے ٹائیگر کو دیکھا۔

میں تمھاری گاڑی لے کر جارہاہوں ٹائیگر میری گاڑی توفاز لے گیاہے ۔

دبیر نے چابی ٹائیگر کے سامنے لہراتے ہوئے کہااور گاڑی کی طرف چلا گیا۔

دبیر میری بات سن تو غلط کر رہاہے۔میں واپس کیسے جاؤں گا ٹائیگر نے دبیر کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہاجو ٹائیگر کی بات کو اگنور کرتا گاڑی میں جابیٹھا۔

دبیر تھوڑی دیر گاڑی میں بیٹھاانتظار کرتارہاٹائیگر آکر بیٹھ گیااور ہنسنے لگاوہ جانتا تھادبیر اسے یہاں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

اگر کوئی اور جگہ ہوتی توضرور اسے سبق سیکھاتا۔

نغمہ بیگم واپس گھر آگئی تھی منیب کے والدین آکر بیٹھے ہوئے تھے منیب بھی ساتھ ہی تھا۔

اور وہ چاہتا تھا کرن ان کے ساتھ ہی چلے فضیل تو خاموش تھا شاہ میر بھی یہی چاہتا تھا کہ عزت کے ساتھ کرن منیب کے ساتھ رخصت ہو جائے منیب بھی اچھا لڑکا تھا۔

امی آپ کو میری بات سمجھ میں کیوں نہیں آرہی؟ میں کہی نہیں جاؤں گی۔

کرن نے غصے سے کہا۔

کرن ضدمت کرو اور جلدی سے تیار ہو کر باہر آؤ شاہ میر نے کمرے میں داخل ہوتے سنجیدگی سے کہا۔

کیا بھائی آپ بھی میرے ساتھ زبردستی کریں گے کرن نے بے یقینی سے شاہ میر کو دیکھتے کہا۔

شکر کرو میں نے تمہیں کوئی سزا نہیں دی شادی کے بعد لڑکی کا اصل گھر میکہ نہیں سسرال ہوتا ہے۔ جلدی باہر آجاؤ سب انتظار کر رہے ہیں۔

شامیر نے کہا اور کہتے ہی باہر نکل گیا۔

کرن نے بے بسی سے نغمہ بیگم کی طرف دیکھا

نغمہ بیگم بھی کرن کو اگنور کر کے باہر چلی گئی ۔

باہر ان کو منیب ملا

آنٹی میں کرن سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کو کوئی مسئلہ نا ہو تو؟ منیب نے نغمہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں بیٹا جاؤ تم نغمہ بیگم نے پیار سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

منیب کمرے میں داخل ہوا تو کرن بیڈ کے کونے میں بیٹھی تھی۔

کرن نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں منیب ماتھے پر تیوری چڑھائے کھڑا تھا۔

کرن نے غصے سے منیب کو دیکھا اور اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔

مجھے تم سے طلاق چاہیے اب مجھے تمھاری ساتھ نہیں رہنا اچھا ہو گا تم اپنے ماں باپ کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ

کرن نے بدتمیزی سے منیب کو دیکھتے کہا۔

جو تحمل سے کرن کی بات سن رہا تھا۔

تم اچھے سے جانتی ہو کہ چاہے جو کچھ مرضی ہو جائے آج تمہیں میرے ساتھ جانے سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہاں تک کے تمھارے گھر والے بھی بہت خوش ہیں۔

تو فضول کی بکواس کر کے اپنے لیے مشکل پیدا مت کرو۔

منیب نے کرن کو بازو سے دبوچتے ہوئے مزید کہا۔

اور جو ڈرامہ تم نے کیا تھا وہ میں بھولا نہیں ہوں بس ایک بار تم میرے گھر میں میرے بیڈ روم میں آجاؤ سارے حساب کتاب لوں گا تم سے

منیب نے سرد لہجے میں کرن کو دیکھتے کہا جو کچھ پل کے لیے ہی سہی لیکن سہمی ضرور تھی۔

منیب نے کرن کی آنکھوں میں خوف دیکھا تو ہنس پڑا

تم تو ابھی سے ڈر رہی ہو

منیب نے کرن کے بالوں کی لٹ کو کھینچتے ہوئے کہا۔

میں انتظار کر رہا ہوں اگر اب تم نے ڈرامہ کیا تو یاد رکھنا سب کے سامنے زبردستی تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا اور ایسا کرنے کا میں پورا پورا حق رکھتا ہوں

منیب نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

کرن نے اس کے جاتے ہی گہرا سانس لیا تھا آج تو اسے منیب کچھ الگ قسم کا ہی لگا تھا۔

یہ وہ سویٹ انسان نہیں تھا جسے کرن جانتی تھی۔

کرن جانتی تھی اگر اس نے منیب کی بات نا.مانی تو وہ کر دکھائے گا جو وہ کہہ رہا ہے اور اس کے اپنے گھر والے بھی اسے منیب کے ساتھ بھیجنا چاہتے تھے۔

کرن کو اپنے باپ اور بھائی سے امید تھی کہ وہ اس کی بات منانے گے لیکن وہ دونوں بھی چاہتے تھے کہ کرن. منیب کے ساتھ چلی جائے

دبیر ابھی گھر میں داخل ہی ہوا تھا جب اسے خبر ملی کہ زری کہی چلی گئی ہے دبیر کا ایک سیکنڈ میں دماغ گھوما تھا۔

کیا مطلب وہ چلی گئی اور باہر جو گارڈ بیٹھا تھا کیا وہ اندھا تھا اُسے نظر نہیں آئی۔

دبیر نے مصطفیٰ کو دیکھتے غصے سے کہا

گارڈ کہہ رہا ہے کہ اُسے باہر جاتے نہیں دیکھا۔

مصطفیٰ نے سنجیدگی سے کہا۔

سب سے پہلے گارڈ کو نکالو اور کسی کام کے انسان کو رکھو دوسری بات کچھ باڈی گارڈ پیلس کے ارد گرد کھڑے کر دو

اور اگر اُسے زیادہ شوق تھا جانے کا تو میری بلا سے کہی بھی جائے

دبیر نے کوفت بھرے لہجے میں کہا۔

وہ بچے کو بھی ساتھ لے گئی ہے مصطفیٰ نے پیچھے ہانک لگاتے کہا۔

اچھی بات ہے اُس کا دل لگا رہے گا

دبیر نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

مصطفٰی پیچھے حیران کھڑا تھا۔اس نے ہر جگہ زری کو دیکھ لیا تھا لیکن وہ کہی نہیں تھی۔

کیا ہوا؟ فاز جو ابھی نغمہ بیگم کو چھوڑ کر آیا تھا مصطفٰی کو دیکھتے پوچھا۔

زری بچے کو لے کر چلی گئی ہے لیکن بھائی صاحب کو پرواہ ہی نہیں

مصطفٰی نے فاز کو دیکھتے کہا۔

کہاں چلی گئی؟

فاز نے حیرانگی سے پوچھا

پتہ نہیں اور بھائی نے کہا ہے کچھ گارڈ باہر کھڑے کر دو

مصطفٰی نے کہا

ٹھیک ہے میں کرتا ہوں کچھ فاز نے کہا اور دبیر کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اسے دبیر کی کبھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ کس وقت وہ کیا کرنا چاہتا ہے کسی کو پتہ نہیں چلتا

تھا۔

Urdu Novels Ghar

بھائی صاحب اب آپ کیا کرنا چاہتے ہو مجھے صاف صاف بتا دو

بار بار چھوٹے موٹے جھٹکوں سے مجھے ہارٹ اٹیک آسکتا ہے

فاز نے اس قدر سنجیدگی سے کہا۔

کہ دبیر نے حیرانگی سے دیکھا۔

ابھی تو میں نے جھٹکا دینا ہے دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زری کو تم تلاش نہیں کرو گے؟

فاز نے حیرانگی سے پوچھا

نہیں وہ اپنی مرضی سے گئی ہے اب جہاں بھی جائے اُس کی مرضی

دبیر نے عام سے لہجے میں کہا۔

تم نغمہ آنٹی سے وعدہ کر چکے تھے کہ زری کی حفاظت کرو گے اگر اُسے کچھ ہو گیا تو کیا

جواب دو گے؟

فاز نے سنجیدگی سے پوچھا۔

فاز اس بارے میں ہم بعد میں بات کرتے ہیں ابھی مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے

دبیر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

تم نے مگرمچھ کیوں منگوایا ہے کس کی شامت آنے والی ہے ؟

فاز نے اپنے دماغ میں چلتے سوال کو زبان پر لاتے پوچھا۔

وہ گفٹ ہے شاہ میر کے لیے

بہت آرام کر لیا اُس نے اب اگر وہ مزید زندہ رہا تو زمین پر بوجھ ہی بنا رہے گا ۔

دبیر نے آئینے میں اپنے بال سیٹ کرتے کہا۔

شرٹ کی بازوں کو کہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا۔

شاہ میر تمھارے بلانے پر آجائے گا؟

فاز نے گہرا سانس لیتے پوچھا

Urdu Novels Ghar

آجائے گا اُسے مجھ پر بہت زیادہ غصہ ہے اور وہ جانتا ہے زری میرے پاس ہے تو ضرور آئے گا خود چل کر اپنی موت کے پاس آئے گا۔

اور رانا کچھ دنوں تک خاموش رہے گا ابھی وہ کچھ نہیں کرے گا لیکن تم پھر بھی اُس پر نظر رکھنا۔

دبیر کہتے ہی کمرے سے باہر چلا گیا۔

تمہیں زری چاہیے تو اس ایڈریس پر آجاؤ

دبیر نے یہ میسج شاہ میر کو کیا تھا۔

شاہ میر بنا کچھ سوچے سمجھے غصے میں گاڑی کی چابی پکڑے وہاں سے چلا گیا۔

دبیر نے شاہ میر کو اپنے فارم ہاؤس پر بلایا تھا۔

شاہ میر غصے میں آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ کسی نے دائیں جانب سے شاہ میر کے جبڑے پر ایک زوردار مکا دے مارا۔

Urdu Novels Ghar

شاہ میر جو اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا زمین پر جا گرا تھا۔اس نے سامنے دیکھا جہاں پر دبیر کھڑا تھا اس نے اپنے ہاتھ پر بیلٹ کو فولڈ کیا ہوا تھا جس پر چھوٹی چھوٹی لوہے کی سخت تاریں باہر کو ابھری ہوئی تھیں۔

شاہ میر کی گال سے سرخ گوشت باہر کو آ گیا تھا۔

خون اس کی گردن سے ہوتا شرٹ کو رنگین کر گیا تھا۔

تجھے نہیں لگتا تو نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔

دبیر نے شاہ میر کو دیکھتے تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔

سالے تیری جان لے لوں گا شامیر نے کھڑے ہوتے کہا۔

اس وقت تو میرے رحم و کرم پر ہے اور آج تجھے میں اتنا تڑپا تڑپا کر ماروں گا کہ تجھے اپنے پیدا ہونے پر بھی افسوس ہو گا۔

دبیر نے شاہ میر کے ماتھے پر مکا مارتے کہا۔

جو دوبارہ زمین جا گرا تھا۔

—-

آج تجھے میں تڑپتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں تجھے کیا لگا شیرو کی بیوی کو مارنے کے بعد وہ تجھے زندہ چھوڑ دے گا؟

دبیر نے خون میں لت پت پڑے شاہ میر جو بالوں سے جھگڑتے دھاڑ کر کہا۔

جس کا پورا چہرا خون سے بھر چکا تھا۔

شاہ میر نے دبیر کو دھکا دینا چاہا لیکن دبیر نے شاہ میر کے اُسی ہاتھ کر پکڑا اور اتنی زور سے مڑوڑا کہ شاہ میر کو لگا اس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

شاہ میر کو اب احساس ہوا تھا کہ اسے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔

دبیر کا یہ روپ وہ آج دیکھ رہا تھا۔ پاشا ٹھیک ہی کہتا تھا کہ شیرو بہت خطرناک ہے

Urdu Novels Ghar

سامنے موت کو دیکھ کر شاہ میر بھی ڈر گیا تھا۔

مجھے معاف کر دو مجھ سے غلطی ہو گئی شاہ میر نے دبیر کو دیکھتے کہا جو ماتھے پر سخت تیور لیے

شاہ میر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

معافی؟وہ بھی تیرے جیسے انسان کو تو کبھی نہیں

تیرے لیے خاص میں نے ایک گفٹ منگوایا ہے

لیکن اُس سے پہلے میں تجھے کچھ بتانا چاہتا ہوں ۔

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

تیری امی میری خالہ ہیں اور اُس حساب سے ہم دونوں کزن ہوئے۔ مرنے سے پہلے یہ

جاننا تو ضروری تھا کہ میں کون ہوں ۔

اور میری خالہ تمھارے باپ سے شادی کبھی نا کرتی لیکن اُس نے بھی میری خالہ کے

ساتھ زبردستی شادی کی جیسا باپ ویسا بیٹا

دبیر نے نفرت سے شاہ میر کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

شاہ میر حیران تھا اس لیے کہ دبیر اس کا کزن ہے لیکن اسے اپنی ماں کی پرواہ نہیں تھی کہ اس کے باپ نے زبردستی اس سے شادی کی

چلو بہت باتیں ہو گئی میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔دبیر نے کہتے ہی شاہ میر کو گردن سے پکڑ کر کھڑا کیا اور سوئمنگ پول کی طرف لے آیا۔

شاہ میر کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

صاف پانی میں ایک بڑا سا مگرمچھ تیر رہا تھا۔

یہ مگرمچھ ایک دن سے بھوکا ہے۔اور اپنی بھوک تمھارے لذیذ گوشت سے ختم کرے گا دبیر نے کہتے ہی شاہ میر کو پانی میں دھکا دے دیا۔

شاہ میر جو آنکھیں پھاڑے خونخوار مگرمچھ کو دیکھ رہا تھا دبیر نے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر دھکا دے دیا۔

نہیں دبیر پلیز ایسا مت کرو میں تم سے معافی مانگتا ہوں مجھے معاف کر دو شاہ میر نے پیچھے کو جاتے کہا مگرمچھ اس کی طرف ہی آرہا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

آج موت کو اتنی قریب سے دیکھ کر بھی شاہ میر کو اپنے کیے گئے گناہ پر پچھتاوا نہیں ہوا تھا۔

تم فکر مت کرو میں پوری ویڈیو بناؤں گا اور تمھارے کمینے دوست کو بھیجوں گا دبیر نے اپنا موبائل نکالتے کہا۔

مگرمچھ نے شاہ میر کی ٹانگ پر اپنے دانت گاڑھ دیے پورے فارم ہاؤس میں شاہ میر کی چیخے گونجی تھیں۔شاید وہ ساتھ شاہ میر کی ٹانگ کا گوشت بھی گیا تھا۔

پانی اک پل میں سرخ ہوا تھا۔

دوسرا وار مگرمچھ نے شاہ میر کی گردن پر کیا۔

شاہ میر وہی تڑپنے لگا تھا مگرمچھ شاہ میر کی گردن سے کافی گوشت اتار چکا تھا پورا پول خون سے سرخ ہو گیا۔

ویڈیو بنانے کے بعد دبیر کے اشارے پر اس کے آدمی اندر آئے۔

شاہ میر مر چکا تھا۔

اسے باہر نکالو اور گاؤں کے باہر پھینک آنا

دبیر نے آدمیوں کو دیکھتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔اس نے ایک بار بھی مڑ کر دوبارہ شاہ میر کو نہیں دیکھا تھا۔

کرن منیب کے ساتھ گھر آگئی تھی منیب کی ماں نے کرن کا اچھی طرح استقبال کیا تھا۔

منیب نے اپنے ماں باپ کو راضی کر لیا تھا اور منیب ان کا اکلوتا بیٹا تھا اس لیے انہوں نے اسے معاف کر دیا تھا۔

کرن اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور منیب کو دیکھتے کہا۔

اگر میں تمھارے ساتھ آگئی ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم سے ڈر گئی ۔

کرن نے سرد لہجے میں کہا۔

تم میں بلکل بھی دماغ نہیں ہے کرن

تمہیں معلوم ہے نا میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں منیب نے کرن کے نرم و ملائم ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا۔

اگر میں یونی کے آوارہ لڑکوں کی طرح ہوتا تو کبھی بھی تم سے نکاح نا کرتا بلکل استعمال کرنے کے بعد پھینک دیتا

لیکن میں تم سے محبت کرتا تھا لیکن جو حرکت تم نے کی اُس کے بعد تم میری نظروں سے گر گئی ہو۔

اور اب مجھے اپنی محبت پر افسوس ہوتا ہے، کاش میں نے تمہیں کبھی نا دیکھا ہوتا

تم جیسی لڑکی سے کبھی محبت نا کی ہوتی

لیکن یہ دل منیب نے کھوکھلا ہنستے ہوئے اپنے دل پر انگلی رکھتے کہا۔

یہ دل بھی عجیب ہے اپنی مرضی کرتا ہے میں بھی اس کے سامنے بے بس تھا۔

لیکن اب میں بے بس نہیں ہوں اب میں نے سیکھ لیا ہے کہ کیسے اپنے دل کو قابو کرنا ہے۔ منیب کرن کا چہرہ تھوڑی سے پکڑتے اوپر کرتے کہا۔

جو سانس روکے منیب کی بات سن رہی تھی۔

ایک بات تو بتاؤ مجھ میں کیا کمی ہے؟

ہینڈ سم ہوں امیر ہوں اور سب سے بڑی بات کسی زمانے میں تم مجھ سے محبت بھی کرتی تھی.

پھر ایسا کیا دیکھا تم نے دبیر میں جو مجھ سے طلاق لینے کی ضرورت محسوس ہوئی؟

منیب کی پکڑ کرن کی ٹھوڑی پر سخت ہو گئی تھی۔

منیب کے تاثرات دیکھ کر کرن کو یہی لگا تھا وہ بہت زیادہ ہرٹ ہوا ہے۔

منیب اب ان سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے کرن نے نظریں چراتے کہا۔

کیوں نہیں ہے فائدہ تمھارے لیے میرے جزبات کیا کھلونا ہیں؟اور اب نظریں کیوں چرا رہی ہو میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کرو اگر تم سچی ہو تو میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کرو۔

منیب نے چلاتے ہوئے کرن کا چہرہ اپنی طرف کرتے کہا۔

جو خاموش نظروں سے منیب کو دیکھ رہی تھی۔

Urdu Novels Ghar

میری ایک بات یاد رکھنا کرن اگر میرے گھر میں تم نے کوئی بھی ایسی ویسی حرکت کرنے کی کوشش کی تو بہت برا پیش آؤں گا۔

اور تمہیں اب میں اپنے طریقے سے سیدھا کروں گا۔

منیب نے سرد لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

کرن ابھی بھی وہی بت بنی کھڑی تھی۔ ہوش میں اسے موبائل کی آواز لائی تھی۔

شاہ میر کی لاش دیکھتے فضیل وہی زمین پر ڈھ گیا تھا۔اور لاش کی حالت ایسی تھی کہ دیکھا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

گاؤں والے حویلی میں جمع تھے۔ ہر کوئی اپنے مطابق باتیں کر رہا تھا۔

زری کی غیر موجودگی بھی گاؤں والوں کی نظر میں اعوان فیملی کو مشکوک بنا رہی تھی۔

نغمہ بیگم تو بے ہوش ہو گئی تھیں گاؤں کے عورتوں نے ان کو سنبھالا ہوا تھا۔

مصطفی بنا کسی تاثر کے کھڑا تھا۔

لاش کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اسے زیادہ دیر رکھا جا سکتے اس لیے جلدی دفنا دیا گیا تھا۔

فضیل اعوان خاموش ہو گیا تھا کرن بھی آ گئی تھی جس کا رو رو کر برا حال تھا۔

شاہ میر کی لاش گاؤں سے باہر کچھ فاصلے پر ملی تھی ۔

آس پاس کے لوگ شاہ میر کو جانتے تھے اس لیے اُسے حویلی لے آئے پولیس بھی آئی تھی۔اور پتہ لگوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

رات فضیل اعوان اپنے کمرے میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا

آنکھوں سے آنسو جاری تھے شاہ میر ان کے دل کا ٹکڑا تھا اور جوان بیٹے کی موت تو باپ کو مزید بڑھا کر دیتی ہے ۔

مصطفیٰ دروازہ ناک کرتے روم میں داخل ہوا فضیل نے اپنے آنسو صاف کیے اور مڑ کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے فضیل کو دیکھ رہا تھا۔

چچا جان میں آج آپ سے کچھ سچ جاننا چاہتا ہوں بلکہ میں بتانا چاہتا ہوں آپ کو

مصطفیٰ نے گہرا سانس لیتے بات کا آغاز کرتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

یہ حویلی میرے ڈیڈ کے نام تھی دوسری حویلی آپ کے نام تھی۔

آپ نے لالچ میں آکر میرے ماں باپ کو مروادیااوراس حویلی پر آپ نے قبضہ کر لیا۔

کیا یہ سچ ہے؟ مصطفیٰ نے سرخ آنکھوں سے فضیل کو دیکھتے پوچھا جس کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ میں اپنے ہی بھائی کی جان کیوں لوں گا؟

فضیل نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اونچا بولنے سے سچ نہیں بدل جائے گا چچا جی جب تین دن پہلے آپ اپنے چہتے بیٹے کو اپنا کارنامہ بتا رہے تھے تو میں سن چکا تھا اور میرے موبائل میں آپ دونوں باپ بیٹے کی ویڈیو بھی ہے۔

تو آواز اپنی نیچی رکھے

مصطفیٰ نے تنبیہ کرتے کہا۔

فضیل کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا تھا جسے اس نے صاف کیا۔

اور ہاں شاہ میر کے مرنے کا مجھے زرہ سا بھی دکھ نہیں ہوا بلکہ جو بھی اُس کے ساتھ ہوا بہت اچھا ہوا

اُسے ہمیشہ میں نے اپنے بڑے بھائی کی طرح مانا اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنے پیار کو اُس کے حوالے کیا صرف اس لیے کیونکہ آپ کے بیٹے نے مجھے کہا تھا کہ وہ رانی کو پسند کرتا ہے لیکن اُس نے رانی کو طلاق دے دی۔اُسے تکلیف دیتا رہا۔

میں شاہ میر کے بارے میں کچھ برا نہیں کہوں گا کیونکہ جو مر جائے چاہے وہ کتنا ہی برا کیوں نا ہو اُسے اچھے الفاظ میں یاد کرنا چاہیے لیکن آپ کے بیٹے نے تو کوئی اچھا کام ہی نہیں کیا۔

مصطفٰی نے نفرت بھرے لہجے میں فضیل کو دیکھتے کہا جس کی زبان تالوں سے بند چکی تھی۔

آپ نے اس حویلی کے لیے میرے ماں باپ کی جان لی تھی اب آپ اکیلے اس حویلی میں رہ جائیں گے اور سنبھال کر رکھیے گا اپنی اس حویلی کو میں یہاں سے جا رہا ہوں

مصطفیٰ نے سنجیدگی سے کہا۔

اور کمرے سے باہر چلا گیا،

فضیل اعوان وہی زمین پر بے بسی سے بیٹھ گیا تھا۔ایک بیٹا توان کو چھوڑ کر چلا گیا تھا دوسرا بھی جارہا تھا۔

میرا کروڑوں کا مال کہاں گیا پاشا؟ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے جھوٹ بولنے کی؟

آفندی نے پاشا کا کالر پڑتے پڑتے دھاڑ کر کہا جس فیکٹری میں دبیر نے آگ لگائی تھی وہاں پڑا سارا مال آفندی کا تھا لیکن کسی کو بھی یہ بات نہیں معلوم تھی ۔

پاشا نے ابھی آفندی کو مال کی قیمت ادا نہیں کی تھی اور جب مال جل گیا تو پاشا نے قیمت ادا کرنے سے منع کر دیا۔

اس میں بھی تمھارا ہی مطلب چھپا ہو گا تم نے مجھے اس لیے نہیں بتایا اگر مجھے پتہ چل جاتا

تو ساری رقم تم .سے ادا کرتا ۔

اور تم نے سوچا ہو گا کہ اگر تم شیر و کا نام نہیں لو گے تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔

تم پہلے زیادہ لالچی ہو گئے ہو پاشا

اپنی ساری رقم میں تم سے وصول کروں گا اور اب مجھے ایک گناہ زیادہ رقم چاہیے۔

آفندی نے پاشا کے گریبان کو چھوڑتے ہوئے کہا جس کا چہرہ ذلت اور توہین سے سرخ ہوا

پڑا تھا۔

اور تمھارے بھائی کو تھوڑا سا جھٹکا تو میں ضرور دوں گا لیکن اُس کے لیے وہ چھوٹا نہیں بلکہ

بڑا جھٹکا ہو گا۔

آفندی نے تمسخرانہ انداز میں پاشا کو دیکھتے کہا ۔

میں چلتا ہوں پاشا نے دانت پیستے کہا

یہاں آنے سے پہلے وہ دبیر کی بھیجی ہوئی ویڈیو دیکھ چکا تھا اور ویڈیو دیکھ کر تو پاشا جیسے انسان کی آنکھیں باہر کو آگئی تھیں،

دبیر نے شاہ میر کو موت تو دی تھی لیکن بہت دردناک اور بھیانک تھی کہ پاشا بھی ڈر گیا تھا۔

پاشا جانتا تھا اگلی باری اس کی ہے اگر شاہ میر کی موت ایسی تھی تو پاشا کی کیسی ہو گی۔اور آفندی دبیر کی ٹکر کا تھا اس وقت اسے آفندی کی ضرورت تھی۔

رانا تو خود اس وقت بے بس تھا پاشا کی کہاں مدد کرتا۔

میں ایک ضروری کام سے جارہا ہوں رات تک واپس آجاؤ گا

فاز نے مریم کو دیکھتے کہا۔

زری کا کچھ معلوم ہوا؟

مریم نے پریشانی سے پوچھا

تم فکر مت کرو دبیر اُسے کچھ نہیں ہونے دے گا اتنا مجھے یقین ہے اور تم بھی اُس پر یقین رکھو

فاز نے پیار سے مریم کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گیا۔ مریم نے فاز کا بازو پکڑ کر اسے روکا۔

فاز نے مڑ کر حیرانگی سے مریم کو دیکھا۔

جو شاید کچھ کہنا چاہتی تھی۔

کیا ہوا؟

فاز نے مریم کے پاس آتے پوچھا

آپ کہاں جا رہے ہیں؟

مریم نے نظریں جھکا کر پوچھا۔

فاز نے ٹھوڑی سے پکڑ کر مریم کا چہرہ اوپر کیا جس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو باہر آنے کو بے تاب تھے ۔

مریم کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فاز تڑپ گیا تھا۔

کیا ہوا؟ یار رو کیوں رہی ہو؟

فاز نے بے چینی سے پوچھا

آپ مت جائیں مریم نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

کیوں؟ مجھے وجہ بتاؤ

فاز نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔

میرا دل گھبرا رہا ہے بس آپ نا جاؤ

مریم نے بے بسی سے کہا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کیوں اس کا دل گھبرا رہا ہے ۔

میرا جانا ضروری ہے مریم اور مصطفیٰ بھی میرے ساتھ ہے آج کی میٹنگ بہت ضروری ہے۔

فاز نے پیار سے مریم کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

آپ دونوں مت جائیں کل چلے جایے گا پلیز

مریم نے فاز کا ہاتھ پکڑتے ضدی لہجے میں کہا۔

مسز اگر میں رک گیا تو تمھارے لیے مشکل پیدا ہو جائے گی

فاز نے ماحول کو تھوڑا خوشگوار کرنے کے لیے مریم کے کان کے پاس جھکتے ہوئے ذو معنی الفاظ میں کہا۔

فاز کی بات سمجھ کر مریم نے سٹپٹا کر فاز کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں شوخی لیے مریم کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

مریم نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن فاز اسے کمر سے پکڑ کر خود کر قریب کت چکا تھا۔

مریم فاز کے سینے سے آلگی تھی

فاز چھوڑیں مجھے مریم نے اپنی کمر سے فاز کے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا لیکن فاز کی گرفت سخت تھی۔

کیا ہوا مسز؟

فاز نے مریم کے چہرے پر پھونک. مارتے پوچھا۔ مریم کے گال سرخ ہو گے تھے۔اور یہ منظر فاز کو. مسکرانے پر مجبور ہو گیا تھا۔

فاز نے جھک کر مریم کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

اپنا خیال رکھنا میں رات کو لیٹ آؤں گا۔اور مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ تم فضول میں زیادہ سوچ رہی ہو۔

فاز نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔اور مریم کو خود سے الگ کیا۔

اور کمرے سے نکل گیا۔

پیچھے مریم نے گہرا سانس لیا تھا ۔

اور رانی کے کمرے کی طرف چلی گئی اکیلے میں اس کا دل گھبرا رہا تھا۔

فاز کی ایک بہت اہم میٹنگ تھی اور اس کے ساتھ مصطفی بھی جا رہا تھا فاز کی گاڑی آج ہی ریپیر ہو کر واپس آئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

فاز بنا گاڑی کو چیک کیے اس میں بیٹھ گیا. تھوڑی دیر بعد مصطفیٰ بھی آ گیا تھا اور اس کے آتے ہی فاز نے گاڑی سٹارٹ کر دی

دبیر کو فاز میٹنگ کے بارے میں بتا چکا تھا۔

دبیر اس وقت اپنے فلیٹ پر موجود تھا اس نے اقرا کے ایک دشمن کو توٹھکانے لگا دیا تھا

اور اب اپنے موبائل میں اقرا کی تصویر دیکھ رہا تھا۔

مجھے نہیں معلوم تھا تم مجھے اتنی جلدی چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔

دبیر نے اقرا کی تصویر کو دیکھتے کہا۔

آج تمھارے مجرم کو میں اُس کے انجام تک پہنچا چکا ہوں اب پاشا کی باری ہے اس کی موت شاہ میر کی موت سے زیادہ بھیانک ہو گی۔

دبیر نے کہتے ہی موبائل اپنے سینے پر گرا لیا۔اور کرسی سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹ گیا۔ جس دن اقرا کی لاش گھر آئی تھی اُس کے اسی رات ہی دبیر کو. پتہ چل گیا تھا اس کا بھائی اور اُس کا دوست اقرا کے قاتل ہیں۔اوت آگے دن ہی دبیر فاز کے ساتھ وہ اپنا گھر

چھوڑ کر چلا گیا تھا۔اسے سنبھلنے کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا۔اور پھر جب لوٹا تو وہ دبیر نہیں شیر و بن کر لوٹا تھا۔

دبیر نے آنکھیں بند کی تو سامنے ہی زری کا چہرہ لہرایا تھا

دبیر نے فوراً آنکھیں کھول لیں۔

مصطفٰی نے جب دبیر کو زری کی غیر موجودگی کے بارے میں بتایا تو اس نے اُسی وقت کمرے میں آکر زری کی لوکیشن معلوم کی تھی۔

اس نے زری کو جو بالیاں پہنائی تھیں اُس میں ٹریسر موجود تھا۔

جو لوکیشن موبائل پر آرہی تھی دبیر اُس جگہ پر پہنچا اور جس دکان دار کے پاس زری کی بالیاں تھیں اس نے دبیر کو ساری صورتحال بتادی۔

دبیر نے پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا لیکن اچانک اس کے دماغ میں وہ بریسلٹ گھوما تھا وہ بھی تو زری نے پہنا ہوا تھا۔

دبیر نے اُس میں بھی ٹریسر لگایا ہوا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ سوچ سمجھ کر کام کرتا تھا۔

دل کہہ رہا تھا کہ زری نے وہ بریسلٹ اتار نا دیا ہو دبیر نے جلدی سے لوکیشن چیک کی ۔

لیکن موبائل پر آتی لوکیشن کو. دیکھ کر دبیر کا دل کیا جا کر زری کا سر پھاڑ دے۔

دبیر کو پتہ چل گیا تھا کہ زری کہاں ہے لیکن اُس کے پیچھے نہیں گیا۔

زری تمہیں اُس گھر میں نہیں جانا چاہیے تھا ۔

دبیر نے موبائل کو سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

عجیب مصبیت میں ڈالا ہوا ہے اس لڑکی نے مجھے نا خود سکون سے بیٹھتی ہے نا مجھے بیٹھنے دیتی ہے ۔

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

دبیر نے دوبارہ کرسی سے ٹیک لگائی تھی کہ اس کا موبائل رنگ ہوا دبیر نے کال اٹینڈ کی تو مقابل کی بات پہلے تو اسے مزاح لگی لیکن پیچھے سے آتی آوازوں سے اسے یقین ہو گیا کہ مقابل جو بھی بول رہا ہے وہ سچ ہے۔

تم سچ بول رہے ہو؟اور کون ہو تم؟

دبیر نے دھیمے لہجے میں پوچھا دعا تو یہی تھی کاش اس مرتبہ بھی فاز کا مزاح ہی ہو۔

سر ابھی ایک گاڑی کا زبردست ایکسیڈنٹ ہوا ہے گاڑی میں دو لڑکے موجود تھے۔اور اُن دونوں کی حالت بہت نازک ہے

اَن کے موبائل پر پہلا نمبر آپ کا ہی تھا میں ہسپتال میں ہوں آپ جلدی سے یہاں آجائیں

مقابل نے کہا۔

ہسپتال کا نام معلوم کرتے دبیر اندھا دھند وہاں سے نکلا تھا۔

آج فاز کی میٹنگ تھی اور وہ مصطفیٰ کو ساتھ لے کر گیا تھا۔ابھی بیس منٹ پہلے ہی تو فاز کا میسج ادھے آیا تھا۔

دبیر تیز ڈرائیونگ کرتا ہسپتال میں پہنچا۔

ریسیپشن سے معلوم کرتے مڑا تو سامنے ہی اسے وہ آدمی مل گیا جس نے کال کی تھی۔

Urdu Novels Ghar

سر آپ ڈاکٹر سے بات کر لیں آدمی نے کہا اور فاز کا موبائل دبیر کو پکڑا دیا جس پر خون لگا تھا۔

آفندی نے فاز کی گاڑی کی بریک فیل کروادی تھی۔ فاز نے جب بریک لگانی چاہی تو اس سے بریک نہیں لگی۔

کیا ہوا مصطفی نے پوچھا۔

پتہ نہیں بریک نہیں لگ رہی فاز نے پریشانی سے کہا۔

دونوں کے چہرے ایک دوسرے کی طرف تھے کہ سامنے سے آتا ہوا ٹرک نہیں دیکھ سکے مصطفی کی اچانک سامنے نظر پڑی سامنے سے آتا تیز رفتار ٹرک فاز کی گاڑی میں آ لگا تھا۔

دبیر فوراً ڈاکٹر کے پاس گیا۔

شکر ہیں آپ آ گئے آپ یہاں کچھ سائن کر دیں پھر ہم پیشنٹ کو دیکھے گے ڈاکٹر نے عام سے لہجے میں دبیر کے سامنے پیپر رکھتے کہا۔

دبیر نے غصے میں ڈاکٹر کا گریبان پکڑا اور اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

کمینے انسان اگر پیشنٹ کے گھر سے کوئی نا آئے تو تم لوگ اُس کا علاج نہیں کرتے

اگر میرے بھائیوں کو کچھ ہوا تو تجھے بھی اوپر پہنچا دوں گا

دبیر نے دھاڑتے ہوئے کہا اس کا دل کر رہا تھا ڈاکٹر کو جان سے مار دے۔

جی سر آپ فکر مت کریں ہم پوری کوشش کریں گے ڈاکٹر نے ڈرتے ہوئے کہا۔

کوشش نہیں کرنی مجھے میرے بھائی صحیح سلامت چاہیے دبیر نے ڈاکٹر کا کالر چھوڑتے کہا

جو جلدی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

دبیر نے بے بسی سے دیوار پر مکا مارا اس وقت اسے اگر کسی کی فکر تھی تو وہ فاز اور مصطفیٰ

تھے۔

دبیر کا موبائل رنگ ہوا جس پر کبیر کالنگ لکھا آرہا تھا۔دبیر نے کال اٹینڈ کی

کہاں پر ہو تم ابھی کے ابھی فلیٹ پر پہنچو مجھے بات کرنی ہے کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

فاز اور مصطفیٰ کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے میں ہسپتال میں ہوں ابھی نہیں آسکتا۔

دبیر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

کبیر تو ایکسیڈنٹ کا سن کر ہی پریشان ہو گیا تھا کبیر بھاگتا ہوا باہر گیا اور دبیر کو دوبارہ کال کی تاکہ ہسپتال کا معلوم کر سکے۔

کیا ہوا؟

اسد نے حیرانگی سے کبیر کو دیکھتے پوچھا

گاڑی میں بیٹھو بتاتا ہوں کبیر نے کہا اور دونوں گاڑی میں بیٹھ گے

—

آج میں بہت خوش ہوں آفندی نے اپنے پہلو میں لیٹی عاشی کو دیکھتے کہا۔ جو کسی سوچ میں غرق تھی۔

آفندی اگر پاشا کو پتہ چل گیا کہ میں اُسے دھوکا دے رہی تھی تو وہ مجھے جان سے مار دے گا۔

میں نے یہ ڈرامہ صرف تمھاری وجہ سے کیا ہے عائشہ نے پریشانی سے آفندی کو دیکھتے کہا۔

میں ہوں نا جان پھر کیوں تم گھبرا رہی ہو؟

آفندی نے عاشی کو اپنے سینے پر گراتے ہوئے کہا۔

عائشہ آفندی کی گرل فرینڈ تھی اور اس کے کہنے پر اس نے سارا ڈرامہ کیا اور پاشا کو اپنی محبت کا احساس دلایا۔

وہاں پر ہوتی ہر ایک بات عائشہ آفندی کو بتاتی تھی عائشہ نے پاشا پر اُس کے پاس رہ کر نظر رکھی ہوئی تھی۔

یہ تو ہے عائشہ نے مسکراتے ہوئے کہا عجیب انسان تھا جو اپنی گرل فرینڈ کو دوسرے مرد کے پاس بھیجتا تھا صرف اس لیے کہ وہ پاشا پر نظر رکھ سکے۔

تم خوش کیوں ہو آج؟ایسا کیا ہوا؟عاشی نے یاد آنے پر پوچھا۔

عمر کا میں نے ایکسیڈنٹ کروادیا اُس کے بچنے کے چانسز بہت کم ہیں

آہ کاش میں شیرو کا چہرہ دیکھ سکتا اسے تکلیف میں دیکھ سکتا۔

آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن آفندی کی بات پر عاشی کے مسکراتے ہونٹ سمٹے تھے۔

آفندی میرے خال سے تمہیں شیرو سے دور رہنا چاہے اور جو تم نے کیا وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔شیر واور پاشا میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔

عاشی نے پریشانی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

تمہیں شیر و مجھ سے زیادہ طاقتور لگتا ہے؟کیا وہ مجھ سے زیادہ خطرناک ہے؟

آفندی نے عاشی کو بالوں سے پکڑ کر سختی سے پوچھا۔

میں نے ایسا تو نہیں کہا عاشی نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا۔

Urdu Novels Ghar

کبھی غلطی سے بھی اپنی زبان سے شیرو کی تعریف مت کرنا ورنہ میں تمھاری زبان کاٹنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔

آفندی نے کہتے ہی عاشی کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

عاشی آفندی کی لمس پر تڑپ سی گئی تھی۔

آفندی پیچھے ہٹا تو عاشی نے گھور کر اسے دیکھا جو مسکرا پڑا تھا اور سگریٹ کو لبوں میں رکھ کر سلگانے لگا۔

عیاشی سوچ میں پڑ گئی تھی اب دبیر کیا کرے گا۔

ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ کبیر نے دبیر کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

مصطفیٰ کو ابھی ہوش نہیں آیا فاز کے سر پر زیادہ چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے وہ کوما میں چلا گیا ہے۔

دبیر نے بنا سر اٹھائے کبیر کو جواب دیا۔

Urdu Novels Ghar

جو خاموش ہو گیا تھا۔

اسد بھی سنجیدگی سے پاس کھڑا تھا۔

جانتے ہو کبیر مصطفٰی بہت چھوٹا تھا جب میں نے اُسے دیکھا تھا کچھ لوگ اُسے زبردستی اپنے ساتھ لے کر جا رہے تھے میں نے اُس کی مدد کی تھی اور اُس دن سے وہ میرے ساتھ ہے اور مجھے بہت عزیز بھی ہے بلکل میرے چھوٹے بھائی کی طرح فاز اور مصطفٰی میرے دل کے بہت قریب ہیں اگر اُن کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔

اور دیکھو ابھی بھی میں اپنا سوچ رہا ہوں کتنا خود غرض ہوں میں ابھی بھی مجھے اپنا خیال ہے کیونکہ اُن دونوں کے بغیر میں نہیں رہ سکتا ۔

دبیر نے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

تم خود غرض نہیں ہو دبیر یہ تمھارا پیار ہے نا کہ تمھاری خود غرضی اور انشاءاللہ بہت جلد دونوں ٹھیک ہو جائیں گے

کبیر نے حوصلہ دیتے کہا۔

فاز کوما میں چلا گیا ہے اور ڈاکٹر نے کہا ہے کہ مشکل ہے کہ وہ ہوش میں آئے اور مصطفیٰ اگر اسے چوبیس گھنٹوں تک ہوش نا آیا تو کچھ کہہ نہیں سکتے ۔

میں کیا کروں گا کتنا بے بس محسوس کر رہا ہوں خود کو میں کچھ نہیں کر سکتا

نا میرا پیسہ اُن کو بچا سکتا ہے دبیر اپنے بھائیوں کے لیے کچھ نہیں کر سکتا ۔

دبیر نے بے بسی سے اپنے ہاتھوں میں چہرہ گراتے کہا۔

دبیر تم دعا کر سکتے ہو یار اور تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے مایوسی اللہ کو پسند نہیں ہے۔

کبیر نے دبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

کیا میری دعا قبول ہو گی ؟ میں تو بہت برا انسان ہوں دبیر نے کبیر کو دیکھتے کہا۔

تم برے نہیں بلکہ بہت اچھے انسان ہو ایسا مت سوچو اور کیوں نہیں تمھاری دعا قبول ہو گی ؟ ضرور ہو گی

تم فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

ان شاءاللہ دبیر نے دل میں کہا تھا اسے کبیر کی باتوں سے کافی حوصلہ مل گیا تھا۔

اماں نے ہادی کو پکڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ارحم اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا لیکن بچے کو دیکھ کر رک گیا اور اماں کے پاس چلا آیا۔

اماں نے زری کو بھی کمرے سے نکلنے کا کہا تھا کہ باہر نکلا کرو لیکن اُس نے باہر نکلنے سے منع کر دیا۔

اس کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اس گھر کے مالک نے عدت تک اسے اپنے گھر میں رکنے کی اجازت دی ہے۔

اور زری کو یہاں پر کوئی مسئلہ بھی نہیں تھا۔

ارحم اماں کے سامنے بیٹھ گیا اس کی نظریں ہادی پر ٹکی ہوئی تھیں۔

جو کھلکھلا کر ہنس رہا تھا۔

بیٹا نماز کا وقت ہو گیا ہے میں تھوڑی دیر تک واپس آتی ہوں تم اس کا خیال رکھنا

اماں نے ہادی کو ارحم کے حوالے کرتے کہا۔

اماں اس کا نام کیا ہے ؟ارحم نے ہادی کو گود میں لیتے پوچھا

ہادی اماں نے مسکرا کر جواب دیا اور وہاں سے چلی گئیں۔

ہادی... ارحم نے منہ میں بڑبڑایا

ہادی اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے ارحم کو دیکھ رہا تھا۔

کیا بھئی لگتا ہے تمہیں میں پسند آگیا ہوں۔

ارحم نے مسکرا کر کہا۔

ہادی تھوڑی دیر ارحم کو دیکھتا رہا اُس کے بعد اُس کی رونے کی آواز پورے گھر میں گونجی تھیں۔

کیا ہوا یار میں نے تو کچھ نہیں کہا

ارحم نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

اسے کہاں بچے سنبھالنے آتے تھے۔

زری جو اپنے کمرے میں تھی ہادی کے رونے کی آواز سن کر باہر آئی سامنے ہی ارحم کھڑا ہادی کو خاموش کروانے کی کوشش کر رہا تھا زری اس کے پیچھے کھڑی تھی اس نے اچھی طرح اپنے ڈوپٹے کو سیٹ کیا اور ایک ہاتھ سے نقاب کر کے ڈوپٹے کے کونے کو پکڑ لیا اب اس کی آنکھیں صرف نظر آرہی تھیں ۔

زری ارحم کے سامنے گئی ۔

جس نے حیرانگی سے زری کو. دیکھا۔

وہی آنکھیں ارحم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے خود سے کہا۔

مجھے پکڑا دیں زری نے دھیمے لہجے میں نظریں جھکا کر کہا۔

ارحم نے ہادی کو زری کے سامنے کیا جس نے ہادی کو پکڑا اور وہاں سے لے گئی۔

زری کے جاتے ہی ارحم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

جس کی آنکھیں اتنی خوبصورت اور دلکش ہیں وہ خود کیسی ہو گی ۔

اُف یہ کیا سوچ رہا ہوں میں ارحم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اپنے سر کو جھٹکتے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

کرن تمھاری امی چاہتی ہیں میں تمہیں یہاں سے لے جاؤ منیب نے کرن کو دیکھتے کہا جو بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی رو رو کر اس کی آنکھیں سوج چکی تھیں۔

مجھے کہی نہیں جانا کرن نے بھاری لہجے میں کہا۔

اس کا گلہ بھی خراب ہو چکا تھا۔

کرن ضد نا کرو جاؤ اپنے شوہر کے ساتھ نغمہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔

امی میں آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں گی۔

کرن نے ضدی لہجے میں کہا۔

میرے پاس رضیہ ہے اور اب میں بلکل ٹھیک ہوں میری فکر مت کرو

نغمہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا ۔

Urdu Novels Ghar

آج ہی ان کی طبعیت کچھ بہتر ہوئی تھی ۔

امی میں کل واپس چلی جاؤں گی آج نہیں کرن نے گہرا سانس لیتے کہا۔کیونکہ وہ جانتی تھی اگر اسنے منع کیا تو رضیہ بیگم زبردستی منیب کے ساتھ اسے بھیج دے گی۔

نغمہ بیگم بنا کچھ کہے کمرے سے باہر چلی گئی ۔

مجھے آرام کرنا ہے میرا سر درد کر رہا ہے کرن نے بنا منیب کو دیکھے کہا۔

جو خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

ہسپتال میں کبیر اور اسد موجود تھے دبیر بلیک پیلس آیا تھا ویسے تو یہاں پر رانی اور مریم کو کوئی مسئلہ نہیں ہونا تھا کیونکہ فاز نے گھر سے باہر گارڈز کھڑے کر دیے تھے اور تین ملازموں کا بھی بندوبست کر دیا تھا۔

دبیر گھر میں داخل ہوا لیکن اسے کہی بھی رانی یا مریم نظر نہیں آئی ملازمہ کچن میں تھی جہاں سے برتنوں کی آوازیں آرہی تھیں۔

Urdu Novels Ghar

مریم اور رانی کہاں ہیں؟

دبیر نے ملازمہ کو دیکھتے پوچھا۔

صاحب وہ رانی بی بی کے کمرے میں ہیں ملازمہ نے کہا۔

دبیر رانی کے کمرے کی طرف چلا گیا، دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا ۔

مریم رانی کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

بھائی آپ... آئیں بیٹھیے مریم نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں میں ٹھیک ہوں مجھے ایک ضروری بات کرنی تھی۔دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

جی؟ مریم نے کہا۔

آپ دونوں زری کی ٹینشن مت لیجیے گا وہ ٹھیک ہے دبیر نے بات کا آغاز کرتے کہا۔

دبیر نہیں جانتا تھا کہ زری کیسی ہے لیکن رانی اور مریم کو حوصلہ دینا بھی ضروری تھا۔

رانی اور مریم نے شکر ادا کیا۔

اور فاز کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا پڑ گیا تھا مصطفیٰ بھی اُس کے ساتھ ہے تو اُن کی واپسی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے اور زیادہ ٹائم بھی لگ سکتا ہے۔

تو میں یہی پر ہوں

ملازم بھی گھر پر ہیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا۔

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

اُن کی واپسی کب تک ہو گی؟ مریم نے بے تابی سے پوچھا۔

جیسے ہی کام ختم ہو گا وہ دونوں واپس آجائیں گے ۔

اور ہاں جس جگہ وہ گئے ہیں وہاں پر سگنل کا ایشو ہے تو ہو سکتا ہے کال وغیرہ نا ملے۔

دبیر نے کہا۔

جی ٹھیک ہے مریم نے کہا رانی تو خاموش کھڑی تھی۔

میں چلتا ہوں دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

دبیر اپنے کمرے میں آگیا تھا۔

اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو اس کی نظر اپنی ٹھوڑی کے نشان پر پڑی جو زری نے اسے دیا تھا۔

تمہیں کیا لگا مجھ سے دور چلی جاؤ گی

لیکن افسوس جس سے دور بھاگ رہی تھی اُسی کے پاس چلی گئی۔

دبیر نے اپنے نشان پر ہاتھ پھیرتے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور آفندی تم نے شیر وسے پنگا لے کر بہت بڑی غلطی کی ہے جس کا پچھتاوا تمہیں بہت جلد ہونے والا ہے۔

دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔ جس لڑکے نے آفندی سے پیسے لے کر گاڑی کی بریک فیل کی تھی اُسے دبیر نے اتنا مارا کہ اب وہ ہسپتال میں پڑا تھا لیکن اُس نے اُس آدمی کا نام بتادیا جس کے کہنے پر یہ سب کچھ اس نے کیا تھا۔

تم نے غلطی کردی آفندی تم نے بہت بڑی غلطی کردی..

بیسٹ سے پہلے میں تمھاری جان لے لوں گا تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا میرے اپنوں پر حملہ کر کے تم نے اچھا نہیں کیا بزدل انسان

دبیر نے غصے سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

—-

رانا زبردستی نیہا اور ذیشان کو اپنے ساتھ ملک سے باہر لے گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر اس کے دونوں بچے یہاں رہے تو ان کا حال بھی وہی ہو گا جو حسیب کا ہوا تھا اور رانا اب اپنی کسی بچے کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

ذیشان مان نہیں رہا تھا لیکن رانا نے اسے اپنی قسم دی تھی جانا تو نیہا بھی نہیں چاہتی تھی لیکن رانا اسے زبردست یہاں سے لے گیا۔اور رانا نے اب پکا ارادہ کیا تھا کہ وہ دوبارہ پاکستان نہیں آئے گا۔

شیرو خاموش ہے؟ حیرت ہے کافی دن گزر گئے لیکن اُس نے کچھ نہیں کیا

آفندی نے وائن کے گلاس میں برف کے ٹکرے ڈالتے کہا۔

ابھی وہ خاموش رہے گا آفندی ابھی وہ کچھ نہیں کرے گا۔

لیکن جلد ہی وہ تمہیں بھی جھٹکا دے گا جو تمھارے لیے بھی چھوٹا ہر گز نہیں ہو گا

پاشا نے آفندی کی بات کو دوبارہ اُسے لوٹاتے ہوئے کہا۔

جس نے کھا جانے والی نظروں سے پاشا کو دیکھا تھا۔

فاز کی کوئی خبر

بچ گیا یا مر گیا؟ آفندی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

پتہ نہیں میرے آدمیوں نے بہت کوشش کی معلوم کرنے کی لیکن کچھ پتہ نہیں چلا

پاشا کہتے ہی خاموش ہو گیا۔

مرا تو نہیں ہوگا بہت ڈھیٹ ہے آفندی نے سرد لہجے میں کہا۔

شیرو کہاں ہیں کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے اُس کے واپس آنے کا انتظار کرو

پاشا نے عام سے لہجے میں کہا۔

آفندی کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

مریم نے دبیر کے کمرے کا دروازہ ناک کیا اور اندر داخل ہوئی دبیر بھی باہر ہی نکل رہا تھا

مریم کو دیکھ کر رک گیا۔

کافی دنوں سے تو وہ مریم کو اگنور کر رہا تھا۔کیونکہ مریم اس سے فاز کے مطلق پوچھتی تھی

اور جو حقیقت تھی وہ دبیر اسے بتانا نہیں چاہتا تھا۔

فاز ابھی بھی کوما میں تھا مصطفی کو ہوش آگیا تھا لیکن ابھی وہ چل پھر نہیں سکتا تھا۔

بھائی فاز کہاں ہیں؟

مریم نے سنجیدگی سے پوچھا

بتایا تو تھا

دبیر نے کہا۔

ایسا بھی کون سا کام ہے جو فاز کو اتنی دیر لگ رہی ہے اُن کی نا کوئی کال آتی ہے نا میری کال اٹینڈ کرتے ہیں کہی آپ مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں رہے ؟

مریم نے پوچھا۔

میں تم سے کچھ نہیں چھپا رہا مریم اور میری خود کی بات بھی اُس سے نہیں ہوئی جب وہ واپس آئے تو تم اچھے سے اُس کی کلاس لے لینا لیکن وہ ٹھیک ہے تم پریشان مت ہو بہت جلد وہ واپس آ جائے گا ان شاءاللہ

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور جس یقین سے دبیر نے کہا تھا۔ مریم کو بھی تھوڑا بہت حوصلہ ہو گیا تھا۔

جی ٹھیک ہے مریم نے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

مریم کے جاتے ہی دبیر نے گہرا سانس لیا تھا

یار بہت ہو گیا اب تو واپس آجاؤ جب تک تم ٹھیک نہیں ہو گے میں کسی سے بدلہ نہیں لوں گا بلکہ تمھارے ساتھ مل کر لوں گا ابھی کرنے دو سب کو عیاشی جتنی خوشی منانا چاہتے ہیں منالیں

دبیر غصے سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

پانچ ماہ بعد

پانچ ماہ تک دبیر خاموش رہا تھا وہ چاہتا تھا فاز ٹھیک ہو جائے اور اپنا بدلہ خود لے اور پیلس بھی بہت کم جاتا تھا۔ کیونکہ فاز کی اصل حقیقت کیا ہے وہ کون ہے؟ کیا کام کرتا ہے اگر فاز خود اپنی بیوی کو حقیقت سے آگاہ کرے گا تو زیادہ بہتر ہو گا۔

مصطفیٰ اب مکمل ٹھیک ہو چکا تھا اور آج اس نے دبیر کے ساتھ پیلس جانا تھا۔

کیسے ہو؟

دبیر نے مصطفیٰ کے بال بگاڑتے پوچھا

آپ کے سامنے ہوں اک دم فٹ مصطفیٰ نے مسکرا کر کہا۔

آج ہم پیلس جا رہے ہیں تم ٹھیک ہو گئے ہو لیکن فاز ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا پتہ نہیں اتنا نکما کیوں ہو گیا ہے کب سے لیٹا آرام کر رہا ہے دبیر نے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

مصطفیٰ بھی دبیر کی بات پر خاموش ہو گیا تھا۔

مریم بھابھی کو کیا کہنا ہے اور اب مجھے تو لگتا ہے وہ بہت غصے میں ہو گی۔

میرے خیال سے اُسے حقیقت سے آگاہ کر دینا چاہیے مصطفیٰ نے اپنے اندازے کے مطابق کہا۔

ہم مجھے بھی لگتا ہے کہ اسے بتا دینا چاہیے دبیر نے کھڑے ہوتے کہا۔

اور مصطفیٰ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اسد فاز کے پاس رکا ہوا تھا۔

مصطفیٰ اور دبیر گھر سے باہر نکل گئے تھے۔

اسد اپنے موبائل میں بزی تھا۔

فاز بیڈ پر لیٹا تھا اس نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھولی فاز کافی کمزور ہو چکا تھا۔پہلے تو اس نے ارد گرد دیکھا لیکن ابھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں پر ہے؟

لیکن جیسے ہی اس کا دماغ بیدار ہوا تو اسے یاد آیا کہ وہ اور مصطفیٰ میٹنگ کے لیے جارہے تھے بریک نا لگنے کی وجہ سے ان دونوں کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

اسد نے ایک نظر سامنے لیٹے فاز پر ڈالی لیکن اُسے آنکھیں کھولے دیکھ کر بھاگ کر اُس کے پاس گیا۔

فاز شکر ہے تمہیں ہوش آگیا اسد نے خوشی سے فاز کے لیٹے ہی اس کے گلے لگتے کہا۔

میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں اسد نے کہا اور وہاں سے جانے لگا لیکن فاز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا تھا ۔

دبیر کہا ہے اور مصطفیٰ کیسا ہے؟

فاز کے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

وہ دونوں پیلس گئے ہیں تاکہ تمھارے ایکسیڈنٹ کا تمھاری بیوی کو بتا سکے اسد نے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے کیا ہوا تھا؟

فاز نے اسد کی طرف دیکھتے پوچھا

تم پیچھلے پانچ ماہ سے کوما میں تھے اور آج تمہیں ہوش آیا ہے اسد نے تفصیل بتاتے کہا۔

اسد مجھے پیلس جانا ہے مجھے وہاں لے چلو فاز نے اٹھتے ہوئے کہا اسد نے اس کی اٹھنے میں مدد کی تھی۔

کیا کہہ رہے ہو؟ میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں پہلے وہ تمہیں چیک کر لے پھر چلے جانا اسد نے ڈپٹتے ہوئے کہا۔

پلیز فاز نے کہا

جس پر اسد نے گھور کر دیکھا اور نا چاہتے ہوئے بھی فاز کو وہاں سے لے گیا۔

زری کی عدت پوری ہو چکی تھی اب اسے ایک ہی ٹینشن تھی کہ یہاں سے کہاں جائے۔

ارحم پیچھلے دو ماہ سے ایک ضروری کام کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا تھا۔

اور آج ہی اس نے واپس آنا تھا۔

ہادی اماں کے ساتھ کافی حد تک گھل مل گیا تھا۔

کیا ہوا بیٹا؟اماں نے زری کو دیکھتے پوچھا۔

اماں ارحم واپس آ گئے ہیں؟

زری نے نظریں جھکا کر پوچھا

اور ارحم جو سیڑھیوں سے اترتا نیچے آ رہا تھا زری کی زبان سے اپنا نام سن کر حیران ہوا تھا۔

اماں کے جواب دینے سے پہلے ہی ارحم نے زری کے سامنے آتے جواب دیا

جی میں واپس آ گیا.....

ارحم کے باقی کے الفاظ زری کو دیکھتے اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

زری نے ڈھلی ڈھالی چوٹیاں کی ہوئی تھی کچھ بالوں کی آوارہ لٹے اس کے چہرے پر بوسہ دے رہی تھیں بلیک کلر کی شلوار سوٹ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

زری نے جلدی سے سر پر ڈوپٹہ لیا۔

آپ کو کچھ کہنا تھا؟ ارحم نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

جی میں وہ آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے لیکن اب میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں

زری نے نظریں جھکا کر کہا۔

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر نا جانے کیوں زری کو ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اس سے پہلے بھی مل چکی ہے۔

اور آپ یہاں سے جانا کیوں چاہتی ہیں؟ اب کی بار ارحم نے سینے پر ہاتھ باندھتے دلچسپی سے پوچھا۔

میں یہاں کس رشتے سے ٹھہرو؟ زری نے بھی سمجھداری سے پوچھا ۔

جس پر ارحم مسکرا پڑا

بے شک سامنے کھڑے انسان کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی اور یہ بات زری نے دل میں تسلیم کی تھی۔

تو آپ کو یہ مسئلہ ہے تو ٹھیک ہے میں آپ سے نکاح کر لیتا ہوں اس طرح آپ یہاں مالک بن کر رہ سکتی ہیں

ارحم نے زری کے تاثرات دیکھتے کہا۔

اس کی بات پر حیران تو اماں بھی ہوئی تھیں لیکن وہ خوش بھی تھیں۔

زری نے بے یقینی سے ارحم کی طرف دیکھا

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ تو مجھے جانتے بھی نہیں ہیں پھر کیسے مجھ سے نکاح کر سکتے ہیں

زری نے حیرانگی سے پوچھا۔

جاننے کے لیے تو ایک دن بھی کافی ہوتا ہے میڈم اور آپ تو پانچ ماہ یہاں رہی ہیں اور میرے خیال سے وہ کافی ہیں۔

اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو ابھی بتادیں میں حل کر دوں گا

ارحم نے عام سے لہجے میں کہا وہ خود نہیں جانتا تھا کہ اُس نے نکاح کا فیصلہ کیوں کیا۔

زری سوچ میں پڑ گئی تھی

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں

مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت چاہیے زری نے جلدی سے کہا۔

ٹھیک ہے آپ جتنا وقت لینا چاہے لے سکتی ہیں میں آج باہر ڈنر کرنے کا سوچ رہا تھا اگر آپ اور ہادی بھی ہمارے ساتھ آجائے تو مجھے اچھا لگے گا

ارحم نے مسکرا کر کہا

اس سے پہلے زری کوئی جواب دیتی اماں بول پڑی تھیں

ہاں بیٹا ہم لوگ کافی وقت سے باہر نہیں گئے سب چلتے ہیں

اماں نے خوشی سے کہا۔

زری اماں کے چہرے پر آئی خوشی انکار کر کے ختم نہیں کر سکتی تھی اس لیے خاموش سے مان گئی۔

زری کو ارحم کی نظریں کچھ عجیب سی لگی تھی لیکن پھر اس نے اپنا سر جھٹکا کیونکہ دبیر کے بعد اسے سب لوگ ہی مشکوک لگتے تھے۔

دبیر مصطفیٰ کے ساتھ پیلس میں داخل ہوا

مریم اور رانی کچن میں تھیں۔

دبیر نے ملازمہ کو کہا کہ دونوں کو بلا کر لائے

ملازمہ کے بتانے پر مریم اور رانی باہر آئیں

مریم اس امید سے باہر آئی تھی کہ ہو سکتا ہے فاز بھی آیا ہو

اور رانی کا دل بھی چاہ رہا تھا کہ مصطفیٰ کو دیکھے

Urdu Novels Ghar

کافی ٹائم گزر گیا تھا اس نے مصطفٰی کی شکل نہیں دیکھی تھی۔

فاز کو دبیر کے ساتھ نا پاکر مریم کا چہرہ. مرجھا گیا تھا جو دبیر اور مصطفٰی دونوں نے محسوس کیا تھا۔

لیکن رانی مصطفٰی کو کافی ٹائم بعد دیکھ کر مسکرا پڑی تھی۔

مجھے فاز کے بارے میں کچھ بتانا تھا دبیر نے بات کا آغاز کرتے کہا۔

مریم کو ایسا لگا کہ کسی نے اس کا دل مٹھی میں بھر لیا ہو۔

جی مریم نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

دبیر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی پیچھے سے آتی فاز کی آواز نے دونوں کو حیران کر دیا۔

مجھے تو ساتھ لانا تم دونوں بھول گئے فاز نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اسد کھڑا تھا جو تیز ڈرائیونگ کرتے اسے یہاں لایا تھا۔

فاز دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور بھاگ کر اُس کے پاس جاتے اُسے گلے لگا لیا۔

تو نے مجھے ڈرا دیا تھا کمینے

Urdu Novels Ghar

اور تو یہاں کیا کر رہا ہے؟

دبیر نے فکر مندی سے پوچھا

میں ٹھیک ہوں دبیر

فاز دبیر کی فکر مندی پر ہنس پڑا تھا

مصطفیٰ بھی اس کے گلے لگا تھا۔

دبیر میں چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے

مصطفیٰ تم میرے ساتھ آ جاؤ

اسد نے پہلے دبیر اور بعد میں مصطفیٰ کو دیکھتے کہا جو اثبات میں سر ہلاتے اسد کے ساتھ چلا گیا۔

فاز نے پیچھے کھڑی مریم کو دیکھا جس کے چہرے پر غصہ صاف نظر آ رہا تھا۔

اس نے فاز کو اگنور کیا اور رانی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گئی

Urdu Novels Ghar

لے بھائی خود سنبھالی اپنی بیوی کو اور جواب دی کہاں تھا تو پانچ مہینے

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا وہ فاز کو صحیح سلامت دیکھ کر بہت خوش تھا۔

میں اُس کو سنبھال لوں گا

یہ بتا زری کہاں ہے؟ فاز نے پاس پڑے صوفے پر بیٹھتے پوچھا

ارحم کے پاس ہے دبیر نے مسکرا کر کہا۔

ارحم؟ فاز نے حیرانگی سے پوچھا

ہاں اور مجھے لگتا ہے وہ زری کو پسند کرتا ہے دبیر نے عام سے لہجے میں کہا۔

تمہیں کیسے پتہ وہ اُسے پسند کرتا ہے؟ فاز نے مشکوک انداز میں پوچھا

دبیر نے ایک ابرو اچکاتے فاز کو دیکھا جو ہنس پڑا تھا۔

اُس کی جادوئی آنکھوں سے کوئی نہیں بچ سکتا پھر چاہے وہ ارحم ہی کیوں نا ہو

دبیر نے فاز کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا

جس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

دبیر اس بار کچھ غلط مت کرنا۔ورنہ بہت پچھتاؤ گے

اور اب میں اپنی بیوی کی ناراضگی دور کرنے جارہا ہوں مجھے کمرے تک چھوڑ دو فاز نے کھڑے ہوتے کہا دبیر اسے کمرے تک چھوڑ آیا تھا اور خود پیلس سے باہر نکل گیا۔

زری کو ارحم پسند آیا تھا اور ڈنر کے دوران ہی زری نے نکاح کے لیے ہاں کر دی تھی ارحم ہادی کا بھی اچھے سے خیال رکھ رہا تھا زری کو بھی کسی نا کسی کے سہارے کی ضرورت تھی۔اس لیے اس نے ہاں کر دی

اور اب زری لیٹی آرام کر رہی تھی...

دبیر پیلس سے باہر نکل آیا تھا۔بار بار اس کے دماغ میں فاز کی بات گھوم رہی تھی۔میں نے کچھ غلط نہیں کیا دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

اور آخر تنگ آکر دبیر نے گاڑی روک دی

مجھے کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟

دبیر نے بے بسی سے سٹیر نگ پر ہاتھ مارتے کہا۔جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو گاڑی ارحم کے گھر کی طرف موڑلی دبیر پہلے بھی کافی بار اس کے گھر جا چکا تھا۔

دبیر سیدھا کھڑکی سے زری کے کمرے میں داخل ہوا۔جو بیڈ پر پر سکون سی لیٹی سو رہی تھی۔

دبیر نے دروازہ لاک کیا اور چھوٹے قدم لیتا زری کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

آج پورے پانچ ماہ بعد اس نے زری کی شکل دیکھی تھی وہ یہاں آتا ضرور تھا لیکن اس نے زری کو نہیں دیکھا تھا اور وہ خود بھی اس کے سامنے آنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ زری عدت میں تھی۔

دبیر بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا اور جھک کر زری کے کان کے پاس اس کا نام پکارا

دبیر کی گرم سانسوں نے زری کو کسمکسانے پر مجبور کر دیا۔

دبیر نے زری کے ماتھے سے لے کر ٹھوڑی تک لیکر کھینچی

جس نے مندی مندی آنکھیں کھولی لیکن اپنے اوپر جھکے دبیر کو دیکھ کر ابھی اس نے ڈر کے مارے اپنا منہ کھولا ہی تھا کہ دبیر نے اس کے منہ پر. ہاتھ رکھ کر اس کی چیخ کا گلہ دبا دیا۔

زری آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔اسے لگا تھا اب اس کی ملاقات کبھی بھی دبیر سے نہیں ہو گی۔

لیکن یہ اس کی بھول تھی۔اسی کے ڈر سے تو اس نے ارحم کے ساتھ نکاح کے لیے ہامی بھری تھی کہ وہ اسے دبیر سے بچا سکتا ہے۔

کیسی ہو ڈارلنگ ؟مجھے مس کیا؟

دبیر نے زری کی آنکھوں میں دیکھتے گہرے لہجے میں پوچھا۔

اس وقت زری پوری طرح دبیر کے رحم و کرم پر تھی۔زرا سا ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

تم تو مزید پیاری ہو گئی ہو اور تمھاری یہ آنکھیں دبیر نے پیار سے زری کی آنکھوں کو چھوتے ہوئے مزید کہا ۔

Urdu Novels Ghar

قاتل آنکھیں ہے ارحم کا بھی ان آنکھوں پر دل آیا ہو گا۔لیکن افسوس شیر کی نظر پہلے پڑ چکی تھی اور شیر تو جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے جو چیزیں چھین کر حاصل کرتا ہے ۔

دبیر نے واضح الفاظ میں زری کو بہت کچھ باور کروا دیا تھا۔

لیکن زری دبیر کی بات سن کب رہی تھی۔وہ تو دبیر کو دیکھ کر خوفزدہ ہو چکی تھی۔

تم نے میرے گھر سے نکل کر اور ارحم کی نظر میں آکر بہت بڑی غلطی کی ہے ڈارلنگ جس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی ۔

دبیر نے زری کے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا ۔

زری کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو آ گئے تھے اور ایک موتی ٹوٹ کر گال پر بہہ گیا جسے دبیر نے بے مول ہونے سے پہلے ہی اپنے ہونٹوں سے چن لیا تھا۔

زری کی ہمت یہاں تک ہی تھی اس کے بعد اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا اور وہی بے ہوش ہو گئی۔

—

مریم کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔فاز دیوار کا سہارا لے کر کمرے میں داخل ہوا۔تو مریم کا پھولا ہوا چہرا دیکھ کر مسکرا پڑا۔

مسز یار میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ابھی مجھ سے ٹھیک طسے کھڑا ابھی نہیں ہوا جا رہا۔

فاز نے دروازے کے پاس کھڑے معصومیت سے کہا۔

مریم نے مڑ کر حیرانگی سے فاز کو دیکھا اور اب اس نے غور کیا تھا۔فاز کافی کمزور لگ رہا تھا۔

مریم اپنی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر فاز کے پاس گئی اور اسے سہارا دے کر بیڈ تک لائی

جب فاز بیڈ پر لیٹ گیا تو مریم وہاں سے جانے لگی۔

لیکن فاز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا تھا۔

مریم نے فاز کی طرف نہیں دیکھا۔

ہاتھ چھوڑو فاز میرا

مریم نے سرد لہجے میں کہا۔

فاز نے مریم کے ہاتھ کو اپنی طرف کھینچا مریم اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور فاز کے سینے پر جا گری۔

یہ کیا بدتمیزی ہے فاز چھوڑو مجھے مریم نے دبے دبے غصے میں کہا۔

شوہر اتنے ٹائم بعد گھر واپس آیا ہے تمہیں چاہیے کہ میری خدمت کرو اور تم منہ پھولا کر بیٹھی ہو۔

فاز نے مریم کے چہرے پر آئے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے کہا۔

آپ کون سا جنگ سے واپس آئے ہو جو میں آپ کی خدمت کروں

مریم نے دانت پیستے کہا۔

جنگ سے ہی تو واپس آیا ہوں زندگی اور موت کی جنگ سے صرف تمھارے لیے

فاز نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

Urdu Novels Ghar

کیا مطلب؟

مریم نے حیرانگی سے پوچھا۔

کچھ نہیں تم کیسی ہو؟

فاز نے مریم کے چہرے کو غور سے دیکھتے پوچھا۔

کیسا ہونا چاہیے مجھے؟ مریم نے الٹا سوال کیا

مجھے مس کر رہی تھی؟

فاز نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

نہیں میں آپ کو مس نہیں کر رہی تھی فاز آج بھی اگر آپ نا آتے تو مجھے کہاں فرق پڑنا تھا۔

مریم نے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

کب کے روکے ہوئے آنسو اب باہر آ گئے تھے۔

Urdu Novels Ghar

مریم کے آنسو نکل کر فاز کی گردن پر گر رہے تھے۔

فاز نے اسے رونے دیا تھا مریم فاز کے سینے پر سر رکھے دل کھول کر روئی تھی۔

فاز ہلکا سا مسکراپڑا اور مریم کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جب مریم کا دل ہلکا ہوا تو اسے اپنی حالت کا احساس ہوا اور جلدی سے فاز سے دور ہٹی

کیا ہوا مسز؟

فاز نے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگاتے گہری نظروں سے مریم کو دیکھتے پوچھا۔جس کی ناک رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی۔

آپ کہاں تھے؟

مریم نے اس بار گھورتے ہوئے پوچھا۔

میٹنگ سے واپس آتے میرا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور میں نے ہی دبیر کو منع کیا تھا کہ تمہیں نا بتائے ورنہ تم فضول میں پریشان ہو جاتی۔

لیکن اب میں ٹھیک ہوں فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا؟میرے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور مجھے کسی نے بتایا نہیں

مریم نے پریشانی سے فاز کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔

مسز اب میں ٹھیک ہوں تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اور جتنے حق سے تم نے میرا شوہر کہا کہی میں غش کھا کر گر نا جاؤں ۔

فاز نے مریم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔

آپ بہت کمزور ہو گئے ہیں فاز

مریم نے فاز کے چہرے کی طرف دیکھتے اس کی بات کو اگنور کرتے کہا۔

تمھارے ہاتھ کی بریانی کھا کر میں ٹھیک ہو جاؤں گا

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اوکے میں بناتی ہوں مریم نے جلدی سے کہا۔

نہیں کل بنا دینا۔

اور کیا میری بیوی نے مجھے معاف کر دیا؟

فاز نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا۔

اگر آپ مجھے ایکسیڈنٹ کا نا بتاتے تو کبھی معاف نا کرتی

مریم نے منہ بسوڑتے کہا جس پر فاز ہنس پڑا تھا۔

تم نے ضرور کوئی اچھا کام کیا ہو گا۔

فاز نے ایک دم سنجیدگی سے مریم کو دیکھتے کہا۔

جس نے نا سمجھی سے فاز کو دیکھا تھا۔

تم نے اپنی زندگی میں ضرور کوئی اچھا کام کیا ہو گا کہ تمہیں میں ملا ہوں

فاز نے شرارتی لہجے میں کہا۔

مریم نے نفی میں سر ہلایا

Urdu Novels Ghar

واہ میری بیوی میں میری عادتیں آتی جا رہی ہیں فاز نے ہنستے ہوئے کہا۔اکثر وہ دبیر کی بات

ہر نفی میں سر ہلاتا تھا۔

مریم وہاں سے اٹھ گئی ۔

لگتا ہے آپ کے دماغ پر گہری چوٹ لگی ہے مریم کہتے ہی چینج کرنے چلیے گئی

اس کے جاتے ہی فاز نے مسکرا پڑا اور آنکھیں موندلیں تھیں۔

صبح زری کی آنکھ کھلی تو فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئی ۔

اسے لگا کہ رات جو اس نے دبیر کو دیکھا وہ اس کا خواب تھا۔

لیکن اپنے چہرے پر ابھی بھی اسے دبیر کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔

وہ واپس آگیا ہے

زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

مجھے ارحم سے بات کرنی چاہیے زری نے خود سے کہا۔

زری فریش ہو کر کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

اماں اور ارحم ناشتہ کر رہے تھے۔ہادی رات اماں کے پاس سویا تھا۔

ارحم بیٹا تمہیں نہیں لگتا کہ نکاح سے پہلے زری کو حقیقت سے آگاہ کر دینا چاہیے؟اماں نے کہا۔

ارحم نے اماں کی بات پر ان کی طرف دیکھا

اگر اُسے میری حقیقت پتہ چل گئی تو وہ کبھی مجھ سے نکاح نہیں کرے گی۔

ارحم نے جوس کا گلاس پکڑتے کہا۔اس سے پہلے اماں کچھ کہتی ان کو زری آتی ہوئی نظر آئی تھی۔اس لیے خاموش ہو گئی تھیں۔

آؤ زری میں تمھارے بارے میں ہی بات کر رہی تھی۔ارحم چاہتا ہے سادگی سے نکاح ہو جائے

تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟

Urdu Novels Ghar

اماں نے زری کو دیکھتے پوچھا جو پریشان سی لگ رہی تھی۔

جی جیسے آپ کو بہتر لگے زری نے کہا

ارحم کی نظریں زری کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

مجھے لگتا ہے ہادی اُٹھ گیا ہے میں نے ناشتہ کر لیا ہے تم دونوں کرو میں چلتی ہوں

اماں نے کھڑے ہوتے کہا۔

اور ہاں بیٹا آج زری کو شاپنگ کے لیے لے جانا نکاح کے لیے وہ اپنی پسند کا سوٹ خرید لے گی۔

اماں نے ارحم کو دیکھتے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

زری بے دلی سے ناشتہ کر رہی تھی

آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟ ارحم نے زری کو دیکھتے پوچھا

نہیں میرا مطلب ہے جی مجھے ایک بات کرنی تھی زری نے ہڑبڑا کر جواب دیا۔

کیا کہنا ہے آپ نے؟

ارحم نے سنجیدگی سے پوچھا

وہ... زری نے اپنے لبوں پر زبان پھیرتے کہا لیکن اسے سجھ نہیں آرہی تھی کہ ارحم کو کیا بتائے اور کیسے بتائے۔

ارحم کی نظر تو زری کے غلابی ہونٹوں پر ٹک گئی تھی۔

ارحم کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نے رینگ گئی تھی۔

نہیں مجھے کچھ نہیں کہنا زری نے گہرا سانس لیتے کہا اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ارحم کو کیا بتائے کہ رات دبیر اس کے کمرے میں آیا تھا۔

اگر ارحم نے اسے ہی غلط سمجھا تو کیا کرے گی۔

کوئی پریشانی ہے؟ ارحم نے زری کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پوچھا۔

نہیں... زری نے کہا اور ناشتہ کرنے لگی۔

آپ تیار ہو جائیں ہم شاپنگ کے لیے نکلتے ہیں مجھے بھی نکاح کے بارے میں بات کرنی ہے

ارحم نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

زری بھی وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی تھی۔

میں نے تمھارے کہنے پر کچھ ماہ تمہیں یہاں رکنے کی اجازت دے دی تھی کرن

لیکن اب کافی ٹائم گزر گیا ہے تمہیں بھی اب اپنے گھر چلنا چاہیے جو تمھارا گھر ہے۔

منیب نے کرن کو بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کرتے کہا۔

جو منیب کی بات پر خاموش رہی تھی کیونکہ وہ بھی منیب کی احسان مند تھی جس نے اسے یہاں رہنے کی اجازت دی۔

ٹھیک ہے میں پیکنگ کرتی ہوں کرن نے نظریں جھکا کر کہا۔

میں انتظار کر رہا ہوں آج ہی ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔

منیب نے سنجیدگی سے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

کرن پیچھے پیکنگ کرنے لگی تھی۔

زری ارحم کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھی تھی گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

ارحم نے اک نظر زری کو دیکھا اور بات کا آغاز کیا۔

زرتشہ میں چاہتا ہوں ہمارا نکاح جلدی ہو جائے

ارحم نے کہا۔

کتنی جلدی؟ زری نے سامنے دیکھتے پوچھا

تین دن بعد جمعہ ہے تو میں چاہتا ہوں اُس دن ہمارا نکاح ہو جائے

ارحم نے گاڑی روکتے کہا۔

زری نے ارحم کی طرف دیکھا جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

Urdu Novels Ghar

ارحم اگر کل کو آپ کو میرے بارے میں کوئی ایسی بات پتہ چلتی ہے جو آپ کو پسند نا آئے تو آپ کیا کریں گے ؟زری نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کیا۔

جو بھی مجھے آپ کے بارے میں بات پتہ چلے گی وہ آپ کے ماضی کی ہو گی اور مجھے آپ کے ماضی سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے

ارحم نے سنجیدگی سے کہا۔

زری کو تھوڑا حوصلہ ہوا تھا۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔

میں نکاح کے لیے تیار ہوں زری نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

ارحم کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

پہلے وہ خود گاڑی سے باہر نکلا پھر زری کی سائیڈ کا دروازہ کھولا

زری باہر نکلی اور اس نے سامنے بڑے سے مال کو دیکھا۔

دونوں مال کے اندر چلے گئے تھے۔

ارحم نے زری کے لیے ایک سفید رنگ کا لانگ فراک پسند کیا تھا۔

اگر آپ نے ٹرائی کرنا ہے تو کر سکتی ہیں۔ ارحم نے زری کو دیکھتے پوچھا جسے لگ رہا تھا کہ یہ سائزا سے ہو سکتا ہے نا آئے اس لیے ٹرائے کرنے کے لیے چلی گئی۔

زری نے چینج کر کے خود کو آئینے میں دیکھا تو حیران رہ گئی۔

وہ اس سفید فراک میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

زری نے اپنی فراک کی زیب بند نہیں کرنے لگی کہ کسی نے دروازے کا لاک کھولا۔ اور اندر داخل ہوا۔

ٹک کی آواز پر زری نے گھبرا کر پیچھے دیکھا۔ تو شوکڈ ہو گئی

پیچھے دبیر آنکھوں میں شوخی لیے کھڑا تھا۔

ت تم اندر کیسے آئے؟

زری نے آنکھیں پھاڑے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

لاک کھول کر میرے لیے مشکل نہیں تھا اگر میں تمھارے کمرے میں آسکتا ہوں تو یہاں آنا کون سی بڑی بات ہے۔

دبیر نے پیچھے آئینے میں زری کی کھلی زیب دیکھتے کہا جس سے اس کی کمر نمایا ہو رہی تھی۔

دبیر نے سوچ لیا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے اس لیے اس نے ارحم پر نظر رکھی تھی۔جب اس کے آدمی نے بتایا کہ ارحم اور زری مال میں ہیں تو دبیر بھی یہی آگیا تھا۔

دبیر نے سر سے پاؤں تک زری کو دیکھا

جو ابھی بھی بت بنے کھڑی تھی۔

تمہیں ایک نیوز بھی دینی تھی۔اس لیے یہاں چلا آیا۔

دبیر نے زری کو بازو سے پکڑ کر گھومایا اور اس کا رخ آئینے کی طرف کرتے کہا۔

کچھ بال جو زری کی کمر پر گرے ہوئے تھے دبیر نے اُسے گردن سے پیچھے کیا۔

زری نے گھبرا کر پیچھے ہونا چاہا لیکن دبیر نے اسے دونوں بازو سے پکڑتے ہوئے اس کے کان کے پاس غراتے کہا۔

اگر تم نے زرا سا بھی ہلنے کی کوشش کی تو نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔ جو اچھے تو بلکل بھی نہیں ہونگے۔

دبیر نے کہتے ہی زری کو بازوں سے چھوڑ دیا۔

زری سامنے دبیر کے چہرے کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی تھی جو اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔

اس نے زری کے فراک کی زیب بند کی۔

دبیر کی انگلیوں کا لمس زری اپنی کمر پر محسوس کر کے کانپ سی گئی تھی۔

بے بسی سے اس کے آنسو آنکھوں سے نکل کر گال پر بہہ رہے تھے۔

دبیر نے زری کے کندھے پر اپنا چہرا رکھتے سامنے آئینے دیکھا۔

نیوز یہ ہے کہ میں نے شاہ میر کو مار دیا۔

دبیر نے زری کے کان کے پاس رازداری سے کہا۔

زری کو لگا اگر دبیر اس سے الگ نا ہوا تو وہ یہی گر جائے گی۔

ڈارلنگ میں نے تمھارے بارے میں بہت سوچا اور پھر ایک فیصلے پر پہنچا جس پر کل میں عمل کروں گا۔ تو تیار رہنا

دبیر نے سرگوشی نما انداز میں کہا

اور زری سے پیچھے ہٹ گیا۔

ویسے بہت خوبصورت لگ رہی ہو کل ملتے ہیں دبیر نے ایک آنکھ دباتے بے باکی سے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

زری نے دیوار کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

آج زری کا دل کیا کہ خود کو ختم کر لے۔

تم نے مجھے مس کیا؟

مصطفی نے رانی کے کان کے پاس جھکتے ہوئے پوچھا جو کچن میں چائے بنا رہی تھی ۔

لیکن مصطفی کی بات سن کر ایک دم ڈر گئی تھی۔

میں آپ کو کیوں مس کروں گی میری طرف سے جیو یا مرو

رانی نے غصے میں جو اس کے منہ میں آیا بول دیا۔

لیکن بعد میں اسے احساس ہوا کہ اس نے کیا کہہ دیا لیکن اب تو وہ بول چکی تھی۔

کیا تمہیں سچ میں فرق نہیں پڑے گا اگر میں مر جاؤں؟

مصطفیٰ نے رانی کو بازو سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کرتے پوچھا

مصطفیٰ کے لہجے میں عجیب سی بے بسی تھی۔اسے سچ میں رانی کی بات نے تکلیف دی تھی۔

رانی خاموش رہی۔

چھوڑو اس بات کو اگر میں مر گیا تو مجھے پورا یقین ہے سب سے زیادہ تمہیں دکھ ہو گا۔

مصطفیٰ نے اپنے تاثرات تبدیل کرتے کہا۔

تو کیا سوچا تم نے کب نکاح کرنا چاہیے؟

مصطفیٰ نے مسکرا کر پوچھا

مجھے تم سے نکاح نہیں کرنا

رانی نے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے مجبور مت کرو رانی

میں تمھارے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا

لیکن تم مجھے مجبور کر رہی ہو

دراصل تم یہی چاہتی ہو کہ میں تمھارے ساتھ زبردستی نکاح کروں اس لیے فضول کی ضد لگائے بیٹھی ہو۔ مصطفی نے دانت پیستے رانی کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا۔

آپ کو جو کرنا ہے کرو مجھے پرواہ نہیں ہے رانی نے کہا اور کام میں بزی ہو گئی۔

تو ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی مصطفی نے اونچی آواز میں کہا اور کچن سے باہر چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی رانی نے کچن کے دروازے کی طرف دیکھا

رانی کتنا فضول بول دیا تو نے رانی نے خود کو ڈپٹتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

برخوردار کیسے ہو؟ تمھارے بھائی کیسے ہیں؟

بیسٹ نے دبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے پوچھا۔

جی وہ اب ٹھیک ہیں۔

دبیر نے مسکرا کر کہا۔

اچھی بات ہے۔

تو کیا سوچا ہے تم نے آفندی کا کیا کروں گے؟

بیسٹ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

بڑے پاپا یہ اُس کے ساتھ پارٹی کرنا چاہتا ہے

کبیر نے بتیسی دکھاتے کہا۔

بیسٹ نے گھور کر کبیر کو دیکھا تھا۔

دبیر بھی مسکرا پڑا۔

بڑے پاپا وہ تو آپ کا شکار ہے نا

دبیر نے کہا۔

میرے خیال سے تم مجھ سے زیادہ دردناک موت اُسے دو گے۔

بیسٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بیسٹ کی مسکراہٹ آج بھی بہت دلکش تھی۔اس نے خود کو بہت فٹ رکھا ہوا تھا۔

بیسٹ کی بات پر دبیر مسکرا پڑا

ویسے بڑے پاپا آج بھی آپ پر لڑکیاں مرتی ہو گی؟ دبیر نے دل میں مچلتا سوال زبان پر لاتے کہا۔

ارے واہ اللہ تمھارا بھلا کرے تم نے تو میری دل کی بات چھین لی۔

میں بھی بڑے پاپا کو یہی کہنے والا تھا۔

کبیر نے خوشی سے بیسٹ کے سامنے آتے کہا۔

اگر میں نے ان لڑکیوں کو لفٹ کروانا شروع کردی تو تم دونوں کا پتہ کٹ جائے گا۔

بیسٹ نے بھی آنکھوں میں شرارت لیے دونوں کے حیران چہروں کو دیکھتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

بیسٹ کے جاتے ہی کبیر اور دبیر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنس پڑے

بات تو سچ ہے دبیر نے کہا

جس پر کبیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ایک سیکنڈ میں تم سے اتنے پیار سے بات کیوں کر رہا ہوں کبیر نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا۔

تمہیں میں پسند جو آگیا ہوں

دبیر نے چہرے پر جلا دینے والی مسکراہٹ لاتے کہا۔

تم کمینے ہو اور اس بات کو۔ میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا کبیر نے دانت پیستے کہا۔

اگر میں کمینہ ہوں تو تم بھی مجھ سے کم نہیں ہو دبیر نے ایک آنکھ دباتے کہا۔

اور ہاں کل میرا نکاح ہے اگر تم میرے نکاح میں گواہ بنو گے تو مجھے اچھا لگے گا

دبیر نے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

نکاح کبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

پتہ نہیں کس کی قسمت پھوٹنے والی ہے کبیر نے دل میں سوچا۔

—

کیا ہوا آپ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہیں؟

زری باہر آئی تو ارحم نے زری کو دیکھتے حیرانگی سے پوچھا۔

کچھ نہیں مجھے گھر جانا ہے

Urdu Novels Ghar

زری نے ارد گرد دیکھتے کہا۔

آپ نے تو اور بھی کافی چیزیں لینی تھیں وہ تو لے لیں

ارحم نے کہا۔

نہیں مجھے کچھ نہیں لینا اب گھر جانا ہے

زری نے کہا۔

ٹھیک ہے چلیں

ارحم نے ناسمجھی سے کہا کیونکہ زری کو اچانک کیا ہوا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔

زری خاموشی سے ارحم کے ساتھ چل پڑی اس نے سوچ لیا تھا کہ اب وہ گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔

لیکن شاید وہ بھول چلی تھی کہ دبیر تو اس کے کمرے تک آ چکا ہے۔

Urdu Novels Ghar

تم نکاح کرنے والے ہو؟

فاز نے بے یقینی سے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

نکاح ہی کر رہا ہوں اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے؟

دبیر نے فاز کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

دبیر نکاح کر رہا ہے تو حیران ہونے کی ضرورت تو ہے

اور اگر میں غلط نہیں ہوں تو کیا وہ لڑکی زری ہے؟

فاز نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

جس پر دبیر ہنس پڑا تھا۔

اُسے ارحم کے گھر سے کیسے لاؤ گے؟

فاز نے عام سے لہجے میں پوچھا اور یہ جان کر اسے زرا بھی حیرانگی نہیں ہوئی تھی کہ دبیر زری سے نکاح کرنے والا ہے۔

میرے لیے کیا مشکل ہے اُس ارحم کے گھر سے لے کر آنا؟

دبیر نے الٹا سوال کیا۔

یہی تو پریشانی والی بات ہے فاز نے دانت پیستے کہا۔

تم آرام کرو میں اپنی ہونے والی مسز کے پاس جارہا ہوں

دبیر نے ایک آنکھ دباتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

دبیر امید کرتا ہوں اس بار تم زری کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دو گے

فاز نے دروازے کو دیکھتے منہ میں بڑبڑاتے کہا۔

اور خود بھی کمرے سے باہر چلا گیا اسے نکاح کا بندوبست کرنا تھا جو دبیر نے اسے کرنے کو کہا تھا۔ابھی آرام کرنے کا وقت نہیں تھا۔

زری گھر آکر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔بار بار اس کے دماغ میں دبیر کی باتیں گھوم رہی تھیں۔

اس نے شاہ میر کو مار دیا اس کے کمرے تک آگیا وہ سب کچھ جانتا تھا کہ زری کہاں پر ہے۔

اس کا. مطلب وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

میں ارحم کو بھی نہیں بتا سکتی۔

اگر میں گاؤں واپس چلی جاؤں تو؟

شاہ میر تو مر گیا ہے مجھے وہاں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

زری نے خود سے کہا۔یہی اسے ایک راستہ نظر آیا تھا۔

اب کی بار بھی وہ دبیر سے بھاگ رہی تھی جیسے ہمیشہ بھاگتی آئی تھی۔

اس نے سوچا ابھی خود گاؤں چلی جاتی ہے بعد میں ارحم کو کال کر کے سب بتا دے گی۔

زری نے ہادی کو گود میں لیا جو سو رہا تھا اور خود کو ایک بڑی سی چادر کے ساتھ کور کر کے کمرے سے باہر نکل گئی اماں اور ارحم اس وقت اپنے کمروں میں تھے۔

زری نہیں جانتی تھی کہ ہر مسئلے کا حل بھاگنا نہیں ہوتا ۔

زری نے گھر سے نکل کر اک نظر پورے گھر کو دیکھا۔

ارحم جو کھڑکی کے پاس کھڑا تھا اور زری کو دیکھ چکا تھا۔

کہاں تک بھاگو گی زرتشہ اور کتنا بھاگو گی آنا تو تم نے میرے پاس ہی ہے ۔

ارحم نے سامنے جاتی زری کو دیکھتے کہا۔

اور اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔

زری وہاں سے جا چکی تھی۔رات کا وقت تھا۔زری نے یہ بھی نہیں سوچا کہ رات کا وقت ہے کوئی بھی حادثہ پیش آسکتا ہے۔

دبیر نے زری کی لوکیشن چیک کی جو اس کے آس پاس کی ہی تھی۔

اسے حیرانگی ہوئی کہ زری باہر کیا کر رہی ہے۔

دبیر نے گاڑی روکی اور باہر نکل آیا سڑک سنسان تھی۔

دبیر ابھی تھوڑا سا چل کر آگے بڑھا تھا کہ دور سے اسے کسی کے وجود کا گمان ہوا۔

زری آنکھیں نیچے کیے بڑے بڑے قدم لیتی آگے بڑھ رہی تھی۔

رات کے وقت گھر سے باہر نکل تو آئی تھی لیکن اب اسے ڈر لگ رہا تھا۔

دبیر سمجھ گیا تھا یہی زری ہے اس کے ہاتھ میں بچہ بھی تھا۔

یہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی بس بھاگتی رہتی ہے دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور چلتا ہوا زری کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

زری جو سر نیچے کیے چل رہی تھی سامنے سے آتے دبیر کے ساتھ ٹکرا گئی۔

زری نے ڈر کر سامنے دیکھا لیکن دبیر کو گھورتے دیکھ اسے اپنے پیروں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی جس سے بھاگی تھی اُسی کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

تمہیں کیا شوق ہے بھاگتے رہنے کا تمھارے پیچھے میں کسی دن کتے چھوڑ دوں گا تمھارا یہ شوق بھی پورا ہو جائے گا۔

دبیر نے غصے سے زری کو دیکھتے کہا جو سہمی ہوئی نظروں سے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

پاس سے ایک بائیک گزری جس پر تین لڑکے سوار تھے۔

پہلے تو وہ وہاں سے چلے گئے لیکن آگے جا کر انہوں نے بائیک کو موڑا اور واپس دبیر اور زری سے کچھ فاصلے پر آ کر روک گئے۔

کیا ہوا کوئی مسئلہ ہے؟

ان میں سے ایک لڑکے نے زری کو دیکھتے پوچھا۔

زری کو تھوڑا حوصلہ ملا تھا۔

جی یہ مجھے پریشان کر رہا ہے زری نے جلدی سے کہا۔

دبیر زری کی بات پر مسکرا پڑا تھا

تم لوگ بھی خدمت خلق کر لو دبیر نے تینوں لڑکوں کو دیکھتے کہا

اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گیا۔

زری کو حیرت ہوئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

دبیر جب کچھ فاصلے پر چلا گیا تو تینوں لڑکے زری کی طرف بڑھے

ہم نے تمہیں اُس لڑکے سے بچایا اب ہمیں بھی خوش کر دو

دوسرے لڑکے نے چہرے پر خباثت لیے کہا۔

تمہیں ہم نے اپنے لیا بچایا ہے حسینہ آرام سے ہمیں خوش کر دو پھر چلی جانا۔

تیسرے لڑکے نے زری کی چادر کی طرف ہاتھ بڑھاتے کہا جس نے ہادی کو زور سے پکڑا ہوا تھا۔

اس سے پہلے اس لڑکے کا ہاتھ زری کے ڈوپٹے تک پہنچتا کسی نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر اتنی زور سے مڑوڑا کے لڑکے کو لگا اس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

دبیر نے ایک مکا اس لڑکے کے ناک پر مارا

دبیر جانتا تھا وہ لڑکے کس طرح کے ہیں وہ چاہتا تھا زری کو بھی پتہ چل جائے کہ ہر کوئی اعتبار کے قابل نہیں ہوتا۔

زری ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

اپنے ساتھی کی حالت دیکھ باقی کے دو لڑکے ڈر گئے اور وہاں سے بھاگ گئے۔

دبیر نے مڑ کر زری کو دیکھا جس کے چہرے پر ابھی بھی ڈر کے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔

کیا ہوا تمھارے بھائیوں نے تمھاری مدد نہیں کی۔دبیر نے زری کو بازو سے پکڑتے غصے سے کہا اور اُسے گھسیٹتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف لے گیا۔

زری بے بسی سے رونے لگی تھی دبیر اسے اپنے فلیٹ پر لے گیا۔

بچے کو اس نے دوسرے کمرے میں لیٹا دیا تھا۔

تم میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے

کیا چاہیے مجھ سے؟

زری نے دبیر کو دیکھتے غصے سے پوچھا جو گہری نظروں سے زری کو دیکھ رہا تھا۔

تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں نکاح کے بغیر رکھنا نہیں چاہتا تھا اس لیے نکاح کا سوچا

دبیر نے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ لاتے کہا۔

تمھارے ساتھ نکاح میں ہر گز نہیں کروں گی ۔

میری زندگی خراب کرنے میں جتنا شاہ میر کا ہاتھ ہے اُس سے زیادہ تمھارا ہے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تمھاری وجہ سے میں نے اپنا بچہ کھویا ہے۔

زری نے غصے میں دبیر کا گریبان پکڑتے چلا کر کہا۔

جو خاموشی سے زری کی بات سن رہا تھا۔

دبیر نے زری کے دونوں ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور اس کے کان کے پاس جھکا۔

میں بہت برا ہوں زری تو میں برے کام ہی کروں گا مجھ سے اچھے کی امید نا رکھنا۔

دبیر نے سرگوشی کرتے کہا۔

زری نے اپنے ہاتھ پیچھے ہٹانے چاہے لیکن دبیر نے اس کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط رکھی تھی۔

آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ میرے گریبان تک پہنچے

دبیر نے زری کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

چھوڑو میرے ہاتھ

زری نے نظریں چراتے کہا۔

دبیر نے زری کا ہاتھ پکڑا اور اُسے کمرے کی طرف لے گیا۔

آج تم وائٹ کلر کے سوٹ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی تو میں نے سیم ویسا ہی تمھارے لیے خریدا ہے۔

دبیر نے الماری سے سفید کلر کا فراک نکالتے زری کی طرف دیکھتے کہا۔

میں نکاح نہیں کرنا چاہتا پلیز

زری نے بے بسی سے دبیر کو دیکھتے کہا۔

کیوں ارحم سے کرنا چاہتی تھی؟

دبیر چلتا ہوا زری کے سامنے کھڑا ہو گیا اور تیکھے لہجے میں پوچھا۔

کم از کم وہ تم سے تو اچھا ہے زری نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

لیکن زری کی بات پر دبیر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔ تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ اچھا ہے؟ چلو تمھاری یہ غلط فہمی بھی دور کر دوں گا۔

نکاح کے بعد ہم دونوں ارحم کے پاس جائیں گے۔

تاکہ ارحم اپنی بہن کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کر سکے۔ تم فکر مت کرو

دبیر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

یہ تمھاری بھول ہے کہ میں تمھارے ساتھ نکاح کروں گی تمہیں جو کرنا ہے کرلو۔

زری نے پختہ لہجے میں کہا۔

مجھے تمھارا ضد کرنا اچھا لگ رہا ہے۔

چلو اچھے بچوں کی طرح چینج کر کے آؤ دبیر نے فراک زری کی طرف کرتے کہا۔

جس نے فراک کو پکڑ کر دروازے کی طرف پھینک دیا تھا۔

دبیر نے ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا اور دوسرے ہی پل زری کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ کی طرف دھکا دیا جو اوندھے منہ بیڈ پر جا گری تھی۔

Urdu Novels Ghar

دبیر زری کی طرف آیا جو آنکھوں میں خوف لیے بیڈ سے اٹھنے لگی تھی لیکن دبیر نے اس کے دائیں اور بائیں جانب ہاتھ رکھ کر اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

تم میری ضد سے بھی اچھی طرح واقف ہو چکی ہو گی زری تم سے زیادہ ضدی میں ہوں۔

اگر تم یہی چاہتی ہو کہ اپنے ہاتھوں سے میں تمہیں چینج کرواؤں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

دبیر نے آخری بات آنکھوں میں شوخی لیے کہا۔

زری کی آنکھیں خوف سے پھیل چکی تھیں۔

جان تو زری کی اُس وقت نکلی جب اس نے دبیر کا ہاتھ اپنی کمر پر رینگتا ہوا محسوس کیا تھا۔

دبیر......

زری نے بے بسی سے دبیر کا نام پکارا جس نے مسکرا کر زری کو دیکھا تھا۔

جی جان

جلدی بتاؤ خود چینج کرو گی یا میں چینج کروں؟

دبیر نے زری کے چہرے پر پھونک مارتے پوچھا اس کا ہاتھ ابھی بھی زری کی کمر پر تھا۔

مہ میں خود چینج کروں گی زری نے بھاری لہجے میں کہا۔

گڈ گرل دبیر نے اپنے انگوٹھے سے زری کے آنسو صاف کرتے کہا اور اس سے پیچھے ہٹ گیا۔

زری ابھی بھی ایسے ہی لیٹی ہوئی تھی۔

دبیر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

زری بیڈ سے اُٹھی اور چینج کرنے چلی گئی۔وہ جانتی تھی دبیر جو کہہ رہا ہے کر کے دکھائے گا۔اس لیے بہتر یہی ہے کہ اُس کی بات مان لے۔

اور اتنا تو وہ جان گئی تھی دبیر سے بھاگنا فضول ہے کیونکہ جہاں بھی وہ جائے گی وہ اُسے تلاش کر لے گا۔

Urdu Novels Ghar

باہر مولوی صاحب آ چکے تھے۔ کبیر، فاز اور مصطفٰی بھی آ گئے تھے۔ فاز اپنے ساتھ مریم کو لے آیا تھا۔

مریم کو جان کر حیرت تو ہوئی تھی لیکن وہ زری کے لیے خوش بھی تھی۔

اُس کے نزدیک دبیر بہت اچھا انسان تھا۔

زری بھی مریم سے ملی تھی لیکن اُس نے دبیر کے بارے میں کچھ نہیں کہا نا ہی نکاح نا کرنے کے بارے میں کچھ کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کوئی بھی اس کی مدد نہیں کر سکتا۔

اس لیے خاموش تھی۔

زری تم ٹھیک ہو؟ مریم نے زری کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

تھوڑی دیر پہلے دبیر اور اس کا نکاح ہو چکا تھا باہر سب لوگ دبیر کو مبارک باد دے رہے تھے۔

زری دبیر کے نام لکھ دی گئی تھی جس سے بھاگ رہی تھی اُسی کی بیوی بن گئی تھی۔

دبیر نکاح کے بعد سے چہرے پر سرد تاثر لیے بیٹھا تھا اور یہ بات فاز نے بھی نوٹ کی تھی۔

لیکن دبیر کو کچھ کہا نہیں

میں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے ہاں خوش ہونے کا ڈرامہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ میرے بس میں نہیں ہے

زری نے سرد لہجے میں کہا۔

مریم نے حیرانگی سے زری کو دیکھا تھا جس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا تھا اگر مزید مریم نے کچھ پوچھا تو جو چیز پاس پڑی ہے اٹھا کر مریم کے سر پر مار دے گی۔

اس لیے مریم نے خاموش ہونے میں ہی عافیت جانی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ ناک ہوا تو مریم نے زری کی طرف دیکھا۔

زری میں کل پھر آؤں گی اور تمہیں اپنے بارے میں ایک بات بتانی ہے اور میں تمھارے لیے بہت خوش ہوں

پیچھے جو کچھ ہوا اُسے بھول جانا اور اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنا دبیر بھائی بہت اچھے ہیں

مریم نے زری کے گلے ملتے کہا جو بت بنی بیٹھی تھی۔

Urdu Novels Ghar

مریم نے زری کو دیکھ کر ایک گہرا سانس لیا اور باہر چلی گئ۔

زری اپنی آنے والی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی تھی کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے اُٹھ کر الماری کھولی اور ایک سادہ سا سوٹ نکال کر چینج کرنے چلی گئ اسے ارحم کے لیے بھی برا لگ رہا تھا۔

دبیر سب کو بھیج کر کمرے آیا تو زری کو نا پا کر اسے غصہ تو بہت آیا لیکن ضبط کر گیا وہ جانتا تھا زری چینج کرنے گئ ہیں لیکن وہ اسے وائٹ فراک میں دیکھنا چاہتا تھا۔

—

زری نے سادہ سا لائٹ بلیو کلر کا سوٹ پہنا تھا اور جب باہر آئی تو سامنے ہی دبیر ماتھے پر تیوری لیے کھڑا تھا۔

زری اسے اگنور کرتے بیڈ کہ دائیں جانب جا کر لیٹ گئ۔

دبیر کو اس کا اگنور کرنا بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

Urdu Novels Ghar

تم نے چینج کیوں کیا؟

دبیر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

میری مرضی زری نے بنا دبیر کا لحاظ کیے جواب دیا اب نکاح تو ہو ہی چکا تھا جس سے بھاگ رہی تھی تو اب خاموش کیوں رہتی۔

تمھاری مرضی ہی تو اب نہیں چلے گی زری میڈم دبیر نے بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

زری ایک دم گھبرا گئی تھی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟

زری نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھنے لگی۔

دبیر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔زری وہی بیٹھ گئی تھی۔

کہاں جا رہی ہو؟

دبیر نے زری کی ہتھیلی کو اپنے انگوٹھے سے مسلتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

میں صوفے پر سو جاتی ہوں تم یہاں سو جاؤ زری نے سرد لہجے میں کہتے اپنا ہاتھ جھٹکا۔

تم بھی یہی سو گی اور فضول گوئی سے پرہیز کرو ۔

اس بار دبیر نے تھوڑا سرد لہجے میں کہا اور بیڈ سے اُٹھ گیا۔

تم برے انسان تو تھے ہی قاتل بھی بن گئے ؟ زری کے دماغ میں جو سوال مچل رہا تھا اُسے زبان پر لاتے کہا۔

دبیر نے حیرانگی سے زری کی طرف دیکھا جو سائیڈ ڈرا میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔

دبیر چلتا ہوا زری کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں نے صرف شاہ میر کو مارا ہے نہیں میری جان میں نے بہت سے لوگوں کی جان لی ہے۔

دبیر نے تھوڑا جھک کر زری کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

کون ہو تم ؟

زری نے گہرا سانس لیتے پوچھا۔

تمھارا شوہر ڈارلنگ

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو ہمارا تازہ تازہ نکاح ہوا ہے اتنی جلدی بھول گئی؟

دبیر نے ایک آبرو اچکاتے ہوئے کہا۔

کل ہم اپنے گھر چلے گئے جہاں پر میری چھوٹی سی فیملی رہتی ہے۔

دبیر نے اپنی گھڑی کو اتارتے ہوئے کہا اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

زری نے ہڑبڑا کر اپنی نظریں تبدیل کر لیں تھیں۔

مجھے تمھاری فیملی سے ملنے میں زرا سی بھی دلچسپی نہیں ہے۔زری نے دوٹوک انداز میں کہا۔

کل جب ملو گی تو خود بخود دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔دبیر نے اپنی شرٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی اور الماری سے دوسری شرٹ نکالتے کہا۔

دبیر نے ایک وائٹ کلر کی شرٹ نکالی اور مڑ کر زری کی طرف دیکھا جو نظریں اپنے ہاتھوں پر گاڑھے پتہ نہیں کیا تلاش کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

دبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی وہ چلتا ہوا زری کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور بازو سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

زری ایک دم بوکھلا گئی تھی اس نے دبیر کی طرف دیکھا لیکن اس کی نظر دبیر کے ٹیٹو کی طرف گئی جہاں پر ایک بڑا سا شیر بنا ہوا تھا جو کافی خطرناک لگ رہا تھا۔

دبیر نے زری کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو ہنس پڑا

تمہیں پسند آیا؟

اس نے زری کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے کہا ۔

چھو چھوڑو مجھے زری نے دبیر کے سینے پر ہاتھ رکھتے اپنے درمیان فاصلہ رکھنا چاہا لیکن اُس فاصلے کو بھی دبیر نے مٹا دیا تھا۔

کیا ہوا زر تمھارے گال کیوں ٹماٹر بن گئے ہیں؟ اور یہ ہاتھوں کی کپکپاہٹ؟

دبیر نے اپنے لہجے میں حیرانگی لاتے کہا۔

زری کا دل کیا کہی جا کر چھپ جائے لیکن ابھی وہ کہی نہیں جا سکتی تھی۔

نہیں تو تم جھوٹ بول رہے ہو زری نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے دونوں گال پر ہاتھ رکھ لیے۔

دبیر زری کی اس حرکت پر دل کھول کر ہنسا تھا۔ مسز دبیر عباس آپ کے ساتھ بہت مزا آنے والا ہے۔

دبیر نے زری کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا اور اپنے لبوں سے ہلکا سا چھو کر زری سے پیچھے ہٹ گیا جو ابھی بھی حیران اور شرمندہ سی کھڑی تھی۔

مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے یہاں تمہیں کسی قسم کا مسئلہ نہیں ہو گا وہ موبائل بڑا ہے اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے کال کر لینا پہلا نمبر میرا ہی ہے۔ دوسرے کمرے میں بچہ سو رہا ہے اُسے بھی دیکھ لینا اور کوئی ن؛ کوئی نام تو رکھا ہو گا؟

دبیر نے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے کہا اور مڑ کر زری کی طرف دیکھا جو شاید دبیر کے جانے کا سن کر خوش ہو گئی تھی۔

دبیر زری کے چہرے کی خوشی دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

ہادی نام ہے اُس کا زری نے جلدی بسے کہا

آہاں پیارا نام ہے بلکل تمھاری طرح دبیر نے جھک کر ہلکا سا زری کے لبوں کو چھوا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

لو فرانسان زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہادی کے پاس چلی گئی۔

تمہیں کیا لگا مجھے پتہ نہیں چلے گا؟

تم مجھے دھوکا دے رہی تھی؟ پاشا کے ساتھ ہوشیاری جواب تمہیں بہت مہنگی پڑنے والی ہے سویٹ ہارٹ

پاشا نے غصے سے بھسم کر دینے والی نظروں سے عائشہ کی گردن پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

آج جب غلطی سے عائشہ اپنا موبائل پاشا کے کمرے میں چھوڑ گئی تو اس نے موبائل پر آفندی کا میسج دیکھا جس میں لکھا تھا کہ اب تم پاشا کے گھر سے نکل جاؤ اب آفندی کو پاشا کی ضرورت نہیں ہے تمھارا کام ختم ہو گیا۔

Urdu Novels Ghar

پاشانے یہ میسج پڑھ لیا تھااور اُسے ساری بات سمجھ میں آگئی کہ عائشہ آفندی کے کہنے پر اس کے قریب آئی۔اور اسے دھوکا دے رہی تھی۔

پاشا تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے

عائشہ نے دبی دبی آواز میں کہا اسے اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

آج تمھاری لاش جب اُس کمینے کے پاس جائے گی تو پھر اُسے پتہ چلے گا کہ وہ کتنا کمزور ہے جو ایک عورت کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔

پاشانے کہتے ہی عائشہ کو پیچھے زور سے دھکا دیا۔

جو پیچھے دیوار کے ساتھ ٹکرا گئی تھی۔

عائشہ زمین پر گرتے ہی لمبے لمبے سانس لینے لگی ۔

پاشا چلتا ہوا اپنی الماری کے پاس گیا اور اُس میں سے ایک تیز دھار والا چاقو نکالا اور عائشہ کے سامنے جاکر کھڑا ہو گیا۔

عائشہ آنکھوں میں خوف لیے پاشا کو دیکھ رہی تھی۔

تمھاری خوبصورتی نے مجھے بہت بار بہکایا ہے عاشی لیکن جو تم نے کیا وہ غلط تھا جس کی سزا تمہیں موت کی صورت میں ملے گی۔

پاشا نے چاقو کی نوک سے عائشہ کی گال پر. لکیر کھنچتے کہا جہاں سے خون نکلنے لگا تھا۔

عائشہ نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

پاشا نے جھک کر عائشہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر اپنا لمس چھوڑا

عائشہ نے آنکھیں پھاڑے پاشا کو دیکھا۔

کیا ہوا؟ پاشا نے عاشی کے حیران چہرے کو دیکھتے مسکرا کر پوچھا۔

اس سے پہلے عاشی کچھ کہتی پاشا نے عاشی کی گردن کے پاس رکھے تیز چاقو کو اس کے گردن پر پھیر دیا۔

پل بھر میں عائشہ کی آنکھیں باہر کو آئی تھیں۔

اس کی سفید شرٹ پوری خون سے بھر گئی گردن سے خون باہر نکل کر پاشا کے کپڑوں کو بھی رنگین کر گیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

پاشا عاشی کو چھوڑ کو پیچھے ہٹا جو نیچے زمین پر جا گری تھی۔

پاشا کمرے سے باہر گیا اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ عاشی کی لاش کو آفندی تک پہچا دے۔

کیا ہوا مسز ؟

فاز نے مریم کے کندھے پر ٹھوڑی رکھتے پوچھا

جو اپنا نیکلس اتار رہی تھی۔

کچھ نہیں بس میں زری کے بارے میں سوچ رہی تھی اُس نے بہت کچھ برداشت کیا ہے

میں اب امید کرتی ہوں کہ دبیر بھائی اسے ہمیشہ خوش رکھے گے

مریم نے گہرا سانس لیتے کہا۔

تم فکر مت کرو دبیر اُس کا خیال رکھے گا۔

فاز نے مریم کا نیکلس اتراتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

اور گہرا سانس لے کر مریم کے بالوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا۔

فاز.... مریم نے آئینے میں نظر آتے فاز کے عکس کو. دیکھتے ہوئے کہا۔

تمہیں نہیں لگتا ہمارا ایک بے بی ہونا چاہیے

فاز نے معصومیت سے کہا۔

مریم کو فاز کی بات پر شرم کے ساتھ ہنسی بھی آئی تھی۔

تم ہنس کیوں رہی ہو میں نے کیا کوئی فنی بات کی ہے فاز نے گھورتے ہوئے کہا۔

آپ کی شکل دیکھ کر ہنسی آگئی

مریم نے مڑ کر فاز کو دیکھتے کہا۔

واہ مسز پہلے میری شکل دیکھ کر آپ کو غصہ آتا تھا اب ہنسی آتی ہے

ترقی ہوگی میری تو آگے جا کر پیار بھی آنے لگے گا۔

فاز نے شرارتی لہجے میں مریم کے ہونٹ کے تل پر. لب رکھتے کہا۔

فاز.. مریم نے بوکھلائے ہوئے لہجے کہا۔

جی جانِ فاز

فاز نے بہکے ہوئے لہجے میں کہتے ہی مریم کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا۔

اور بیڈ پر جا کر آرام سے لیٹا دیا۔

تمھاری مرضی میرے لیے زیادہ ضروری ہے مسز

فاز نے مریم کے ماتھے پر بوسہ دیتے مزید کہا۔

اجازت ہے؟

فاز نے مریم کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا جس نے اثبات میں سر ہلاتے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

فاز نے مسکرا کر سائیڈ لیمپ بند کیا بے شک ان کی زندگی بہت خوبصورت ہونے والی تھی ان دونوں نے تو ایسا ہی سوچا تھا آگے زندگی نے ان کے بارے میں کیا سوچا تھا کسی کو معلوم نہیں تھا۔

Urdu Novels Ghar

کمینے نے سیکورٹی تو اسے سخت رکھی تھی جیسے کوئی اندر نہیں آسکتا

دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے سامنے لیٹے آفندی کو دیکھتے کہا

جو نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔

آج رات مجھے اپنی بیوی کے پاس ہونا چاہیے اور میں یہاں اس کمینے کے کمرے میں موجود ہوں۔ خیر بیوی نے کون سا مجھ سے پیار سے بات کرنی تھی وہ تو ایسے بات کرتی جیسے کچا چبا جائے گی۔

دبیر نے دل میں سوچا اور اپنی جیب سے رومال نکالا اس پر بے ہوشی کی دوا لگی ہوئی تھی۔

دبیر آہستگی سے چلتا ہوا آفندی کے پاس گیا اور اس کے ناک کے پاس رومال رکھ دیا

آفندی تھوڑی دیر بعد ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔

دانیال کی جان پاشا کے کہنے پر آفندی نے لی تھی بلکہ یہ آفندی کا ہی مشورہ تھا۔ جب دانیال نے اپنی ساری جائیداد دبیر کے نام کرنے کا سوچا تھا تو آفندی نے ہی اسے مشورہ دیا کہ

دانیال کو مروادو اس طرح دونوں کے حصے میں برابر کی جائیداد آجائے گی پاشا کو بھی آفندی کا مشورہ اچھا لگا تھا۔اور اُسی نے دانیال کو مروادیا۔

دبیر نے پورے کمرے کی تلاشی لی جو چیز وہ لینے آیا تھا وہ اسے کہی نہیں ملی۔

اگر میں یہاں تک آیا ہوں تو کچھ نا کچھ تو کر کے ہی جاؤں گا۔

دبیر نے بے ہوش لیتے آفندی کو دیکھتے کہا۔

آفندی کا کمرہ زیادہ اونچائی پر نہیں تھا۔

اگر اس کی کھڑکی سے کوئی نیچے گرتا تو بچ ضرور جاتا۔

دبیر نے آفندی کو اٹھایا اور اسے کھڑکی سے باہر پھنک دیا۔

رات کا وقت تھا ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

آفندی کے گرنے سے اس کے گارڈ بھاگ کر آفندی کے پاس آئے جس کے سر سے خون نکل رہا تھا۔

گارڈ نے آفندی کو اُٹھایا اور ہسپتال لے گئے۔

دبیر وہاں سے نکل گیا تھا۔

بیٹا زری اپنے کمرے میں نہیں ہے میں نے ہر جگہ دیکھ لیا لیکن کہی بھی مجھے وہ نظر نہیں آئی۔

اماں نے ارحم کے کمرے میں داخل ہوتے پریشانی سے کہا جو سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔

اماں آپ پریشان نا ہوں میں اُسے واپس لے آؤں گا مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی

ارحم نے عام سے لہجے میں. کہا۔

کیا مطلب تم جانتے ہو وہ کہاں ہے؟

اماں نے حیرانگی سے پوچھا۔

جی بلکل

ارحم نے مسکرا کر کہا۔

Urdu Novels Ghar

اس کا مطلب وہ ٹھیک ہے؟

اماں نے کنفرم کرنا چاہا ان کو زری کی فکر ہو رہی تھی.

آپ کہہ سکتی ہیں۔

ارحم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر ٹھیک ہے اور تمھارے بھائی نے ایک بار بھی یہاں چکر نہیں لگایا۔

اماں کو جب تھوڑا حوصلہ ہوا تو ارحم سے شکوہ کرنے لگی

زری جو یہاں پر تھی اس لیے نہیں آیا کچھ دنوں تک آجائے گا

ارحم کہتے ہی کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

ٹھیک ہے میں اُس کا انتظار کروں گی ۔

اماں نے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔

—

آفندی کے سر پر چوٹ لگی تھی اور ہاتھ کی ہڈی بھی ٹوٹ گئ تھی۔

اس کی جب آنکھ کھلی تو پہلے تو اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں پر ہے۔

وہ تو اپنے کمرے میں سو رہا تھا لیکن یہ اس کا کمرا نہیں تھا۔اس کا آدمی پاس ہی کھڑا تھا ۔

سر کسی نے آپ کو کمرے کی کھڑکی سے دھکا دے دیا تھا

آدمی سر جھکا کر کہا۔

آفندی کے ماتھے پر بل پڑے تھے

کیا بکواس کر رہے ہو؟

تم کہہ رہے ہو کوئی میرے کمرے میں آیا اور مجھے یعنی آفندی کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

آفندی نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے غصے سے کہا لیکن اس کے سر میں اٹھتی ٹیس نے اسے دوبارہ لیٹنے پر مجبور کر دیا تھا ۔

Urdu Novels Ghar

کچھ دیر آفندی آنکھیں بند کیے لیٹا رہا اور سوچتا رہا کیا جو اس کے آدمی نے کہا وہ سچ ہے؟

جاؤ اور پتہ لگاؤ کون میرے کمرے میں آیا تھا

آفندی نے آنکھیں بند کیے حکم دیتے کہا۔

کیونکہ آفندی کو اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی کہ کوئی اس کے کمرے میں آیا اور اسی کے کمرے کی کھڑکی سے نیچے دھکا دے دیا۔اور آفندی کچھ نہیں کر سکا بلکہ اب ہسپتال کے بیڈ پر پڑا تھا۔

جی سر آدمی نے مودبانہ انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

سلیم مجھے آج ہی گھر جانا ہے میرے گھر جانے کا بندوبست کرو

آفندی نے اپنے وفادار کو کہا جو اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلا گیا۔

فاز کی صبح آنکھ کھلی تو اس کی نظر دائیں جانب گئی جہاں مریم لیٹی ہوئی تھی لیکن اب جگہ خالی تھی۔

Urdu Novels Ghar

اتنے میں مریم بھی واشروم سے باہر نکل آئی اس کی نظر فاز کی طرف گئی جو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

مریم نے فاز کی طرف مسکراہٹ اچھالی اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔وہ زیادہ فاز کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔شاید ابھی اس میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی اس لیے فاز کو اگنور کیے اپنے کام میں بزی تھی۔

فاز آپ مجھے گھورنا بند کریں گے مریم نے اکتا کر کہا اسے فاز کی نظروں کی تپش کب سے اپنی پشت پر. محسوس ہو رہی تھی۔

مسز میں نے کیا کیا؟

اب میرے پاس آنکھیں ہیں تو کیا میں دیکھوں بھی نا؟

فاز دیکھنے اور گھورنے میں فرق ہوتا ہے

مریم نے مڑ کر فاز کو دیکھتے کہا

جس نے غلابی رنگ کا گھٹنوں تک آتا فراک پہنا تھا جو اس پر کافی جچ بھی رہا تھا۔

Urdu Novels Ghar

میری آنکھیں میری مرضی

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ آپ بہت ڈھیٹ ہیں

مریم نے گھور کر کہا اور بالوں کو سلجھانے لگی۔

فاز چلتا ہوا مریم کے پاس گیا اور آئینے میں اس کے عکس کو دیکھتے کہا ۔

میں سوچ رہا تھا کون سا رنگ تم .پر زیادہ اچھا لگتا ہے

جب مجھے لگتا ہے کہ یہ کلر تم پر زیادہ اچھا لگتا ہے تو تم نیا رنگ پہن کر مجھے غلط ثابت کر دیتی ہو۔

فاز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مریم نے ہونٹ کے کونے کو دانت میں دبایا اور مسکرا پڑی فاز کو مریم کی یہ حرکت بہت اچھی لگی تھی۔

اس پر ظلم مت کیا کرو وہ صرف میرا حق ہے

فاز نے مریم کے کان کے پاس سرگوشی نما انداز میں کہا۔

آپ نے فریش نہیں ہونا کیا؟

مریم نے ہڑبڑا کر فاز سے دور ہٹتے کہا۔

فاز قہقہہ لگائے ہنسے لگا تھا۔

جا. رہا ہوں اور ہاں آج بال کھلے رکھنا مجھے اچھے لگتے ہیں۔اور جب تم شرماتی ہو تو تمھارے لال ٹماٹر جیسے گال بھی

فاز نے ہنستے ہوئے کہا اور فریش ہونے چلا گیا۔

مریم نے آئینے میں خود کو دیکھا جس کے گال سچ میں سرخ ہو رہے تھے۔

رات کا منظر پھر سے سامنے آتے ہی مریم نے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا لیا ۔

لیکن تھوڑی دیر بعد جب احساس ہوا کہ کہی فاز اسے دیکھ نا رہا ہو تو جلدی سے چہرے سے ہاتھ ہٹا لیے کیونکہ اُس نے مریم کو پھر ضرور چھیڑنا تھا۔

اُٹھ گئی؟رانی نے مریم کو. دیکھتے پوچھا جو چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ لیے وہاں کھڑی تھی۔

ہاں آج تھوڑا لیٹ ہو گئی مریم نے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے کہا۔

زری کیا خوش تھی؟

رانی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

آج آرہی ہے خود ہی پوچھ لینا مجھ سے تو ایسے بات کرتی ہے جیسے کچا چبا جائے گی ۔

مریم نے منہ بسورتے کہا ۔

رانی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

رانی مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا

مریم نے رانی کو دیکھتے کہا

جس نے مڑ کر دیکھا تھا۔

کیا تم شاہ میر سے محبت کرتی ہو؟

مریم کے سوال پر کچھ دیر تو رانی خاموش رہی تھی لیکن جب بولی تو لہجے کے ساتھ ساتھ چہرے کے تاثرات بھی پتھریلے ہو گئے تھے۔

نہیں میں اُن سے محبت نہیں کرتی تھی۔

اور شاہ میر کو بھی مجھ سے محبت نہیں تھی. اس لیے شادی کے کچھ ماہ بعد ہی مجھے طلاق دے دی تھی۔

رانی نے تلخ لہجے میں کہتے کپ میں چائے ڈالنے لگی لیکن یہ انکشاف مریم کے لیے حیران کن تھا۔

اس کا مطلب اب تم آزاد ہو مریم کے زبان سے اچانک ہی پھسلا تھا۔

رانی نے حیرانی سے مریم کو. دیکھا۔

میرا مطلب ہے کہ اچھا ہے اور وہ انسان تمھارے جیسی لڑکی کے قابل بھی نہیں تھا۔

مریم نے جلدی سے بات سنبھالتے کہا۔

رانی نے اثبات میں سر ہلایا اور دوبارہ کپ میں چائے ڈالنے لگی۔

ویسے مصطفیٰ بھائی کیسے ہیں؟ مجھے لگتا ہے وہ تمہیں پسند کرتے ہیں

مریم نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

رانی کے ہاتھ وہی تھمے تھے ۔

تمہیں کس نے کہا؟ رانی نے مریم سے پوچھا

کہا تو کسی نے نہیں ہے لیکن میں نے مصطفیٰ بھائی کی آنکھوں میں تمھارے لیے محبت دیکھی ہے۔

محبت تو تمھاری آنکھوں میں بھی دیکھی ہے ہے میں نے لیکن تمہیں کہہ نہیں سکتی ۔

آخری بات مریم نے دل میں کہی تھی کیونکہ رانی کے سامنے نہیں کہہ سکتی تھی۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے رانی نے لاتعلقی ظاہر کرتے کہا اور کچن سے نکل گئی۔

کچھ تو ضرور ہے مریم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور خود بھی کچن سے باہر چلی گئی اس نے فاز کے ساتھ زری کی طرف جانا تھا پھر زری اور دبیر نے ان کے ساتھ ہی آنا تھا۔

Urdu Novels Ghar

کیاہوا؟آفندی نے سامنے کھڑے سلیم کو دیکھتے پوچھا۔

آفندی تھوڑی دیر پہلے پی گھر آیا تھا۔

سر عائشہ مر چکی ہے پاشا کو سچائی کا پتہ چل گیا تھا اُس نے عائشہ کو مار دیا اور اُس کی لاش کو یہاں بھیجا تھا۔

سلیم نے تفصیل سے بتایا۔

عائشہ مر گئی..... آفندی نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر لگ تو نہیں رہا تھا کہ اسے دکھ ہوا ہے۔

دفنا دیا؟

آفندی نے ٹیک لگاتے آنکھیں موندے پوچھا

جی سر

سلیم نے مودب انداز میں کہا۔

آفندی نے اس کے بعد مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا۔شاید ابھی وہ خاموش تھا طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی تھی۔

کیسی گزری رات میرے بغیر؟

دبیر نے کمرے میں داخل ہوتے زری کو دیکھتے پوچھا۔جو ہادی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

بہت زیادہ پر سکون زری نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

یہ تو بہت برا ہوا

چلو اب میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گا

دبیر نے کہا

اور تیار ہو جاؤ تمھاری بہن آتی ہی ہو گی

تمہیں اس حلیے میں دیکھ کر سمجھے گی کہ میں نے تمہیں نئے کپڑے تک نہیں لے کر دیے

Urdu Novels Ghar

دبیر نے زری کے سادہ سے سوٹ پر چوٹ کرتے کہا۔

تم... زری کو سمجھ نہیں آئی کہ کن الفاظ سے دبیر کو نوازے

ہاں میں جانتا ہوں کہ میں بہت اچھا ہوں دبیر نے مسکرا کر کہا۔

اور فریش ہونے چلا گیا۔

یہ انسان تو کچھ دنوں میں مجھے پاگل کر دے گا زری نے غصے سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ہادی کھلونوں کے ساتھ کھیل رہا تھا

زری الماری کت پاس گئی اور اس کے اندر سے ایک وائٹ کلر کا سوٹ نکالا جس پر زیادہ کام نہیں ہوا تھا۔

لیکن زری کو خوبصورت لگا تھا۔

زری دبیر کا انتظار کرنے لگی کیونکہ اگر وہ بھی چینج کرنے چلی جاتی تو ہادی اکیلا رہ جاتا۔

دبیر کے باہر نکلتے ہی زری چینج کرنے چلی گئی۔

Urdu Novels Ghar

دبیر ٹاول سے بال صاف کرتے ہادی کے پاس آیا جو دبیر کو دیکھ کر ہنسنے لگا تھا۔

دبیر نے اسے گود میں اٹھایا

موٹو کیا چل رہا ہے؟

دبیر نے ہادی کی چیکس کو کھنچتے ہوئے کہا

جو پہلے پل تو دبیر کو دیکھتا رہا پھر منہ پھاڑ کر رونے لگا۔

زری ہادی کی آواز سن کر جلدی سے باہر آئی کیا ہوا؟

زری نے دبیر کو سے ہادی کو لیتے پوچھا

دبیر ابھی بھی ناسمجھی سے ہادی کو دیکھ رہا تھا۔

مجھے لگتا ہے اسے میرا موٹو کہنا اچھا نہیں لگا دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا؟اور اس کی گال کیوں سرخ ہوا ہے؟

زری نے ہادی کو چپ کرواتے پوچھا۔

میں نے کچھ نہیں کیا یہ بھی تمھارے جیسا ہے زرا سا ہاتھ لگاؤ تو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے

دبیر نے کندھے اچکاتے کہا اور شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔

زری نے گھور کر دبیر کو دیکھا اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

ہادی چپ کر گیا تھا۔

دبیر نے مڑ کر زری کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور ہونٹوں کو گول کر کے سیٹی بجائی۔

لو فر انسان اپنی بیوی کو تاڑ رہا ہے زری نے منہ میں بڑبڑاتے کہا۔

دبیر نے الماری سے ایک ڈبی نکالی اور چلتا ہوا زری کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

حیرت ہے کہ تم نے یہ بریسلٹ نہیں اتارا دبیر نے زری کا ہاتھ پکڑتے اس کے بریسلٹ کو کھینچتے ہوئے کہا۔

بریسلٹ ٹوٹ تو گیا تھا لیکن زری کی کلائی کو سرخ کر گیا۔

زری نے دونوں ہونٹوں کو آپس میں پیوست کیے تکلیف کو برداشت کیا تھا۔

بے شک یہ بریسلٹ میرا دیا ہوا تھا لیکن اس کا ڈیزائن تو اُس کمینے کا پسند کیا ہوا ہے

دبیر نے کہا

اور ڈبی سے ایک خوبصورت سا بریسلٹ نکال کر زری کی کلائی میں پہنا دیا۔

زری نے دبیر کے ہاتھ سے اپنا بازو کھینچا اور بنا اس کی طرف دیکھے ہادی کے ساتھ بزی ہو گئی۔

دبیر نے ایک نظر زری پر ڈالی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

دبیر کے جاتے ہی زری نے اپنی کلائی کو دیکھا تھا جو سرخ ہو رہی تھی۔

جنگلی انسان زری نے منہ میں بڑبڑاتے افسردگی سے کہا۔

مریم تھوڑی دیر پہلے ہی آئی تھی دبیر نے فاز کو کہا تھا کہ زری کو اپنے ساتھ پیلس لے جائے اُسے پاشا سے ملنے جانا ہے۔

مریم نے زری کو بتا دیا تھا کہ اس کا نکاح فاز کے ساتھ ہوا ہے اور وہ بہت خوش ہے۔

زری نے خود بھی فاز کے لہجے میں مریم کے لیے عزت اور احترام کو محسوس کیا تھا۔اس لیے مزید کوئی سوال نہیں کیا۔

رانی کو وہ بہت پہلے ہی بتا چکی تھی۔

زری مریم اور فاز کے ساتھ بلیک پیلس آ گئی تھی۔

لیکن پیلس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئیں۔اس نے پہلے باہر سے پیلس کو نہیں دیکھا تھا اور اب دن کی روشنی میں مزید خوبصورت لگ رہا تھا۔

زری کی سب سے پہلے نظر رانی پر پڑی تھی جو اس کے گلے لگی۔

کیسی ہو زری؟

رانی نے ہادی کو لیتے ہوئے پوچھا

میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟زری نے مسکرا کر پوچھا۔

میں بھی اچھی بھلی ہوں ۔

آؤ اندر رانی نے کہا اور دونوں اندر چلی گئیں مریم کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

تم کہاں چلی گئی تھی۔

رانی نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

بس قسمت سے بھاگنے کی کوشش کررہی تھی

زری نے گہرا سانس لیتے کہا۔

کیا مطلب رانی نے نا سمجھی سے پوچھا

کچھ نہیں چھوڑو تم زری نے مسکرا کر کہا۔

تم اس نکاح سے خوش ہو؟

رانی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اب فرق نہیں پڑتا اور بہتر ہو گا ہم اس بارے میں بات نا ہی کریں

زری نے دوٹوک انداز میں کہا۔

رانی نے بھی مزید سوال نہیں کیا تھا اور ہادی کے ساتھ بزی ہو گئی۔

دبیر پاشا کے گھر میں داخل ہوا کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے روک سکے

دبیر چلتا ہوا بڑے سے ہال میں آ گیا تھا۔

ہر طرف گارڈ کھڑے تھے

پاشا ایک دیوار کی طرف کھڑا پینٹنگ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

کیسے ہو شیرو؟

پاشا نے بنا مڑے دبیر کو کہا۔

جو صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھ گیا تھا۔

شیرو کو کیا ہو سکتا ہے پاشا؟

شیرو ایک دم فٹ ہے لیکن تم کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے۔

ہوتا ہے جب وہ انسان ہمیں دھوکا دے دیں جس سے ہمیں امید نا ہو تو دکھ ہوتا ہے

Urdu Novels Ghar

دبیر نے افسردگی سے کہا جو صرف پاشا کو چھڑانے کے لیے تھی۔

تم میرا مزاح بنانے آئے ہو؟ پاشا نے مڑ کر اپنی سرخ آنکھوں سے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا۔

جو ابھی بھی آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔

مزاح تو تم نے اپنا خود بنایا ہے پاشا

ویسے تمھارے جیسا نمک حرام میں نے آج تک نہیں دیکھا ۔

تم سچ میں بہت برے انسان ہو مجھے لگتا تھا کہ میں برا ہوں لیکن تم نے ڈیڈ کو مروا کر اور جو تم نے اقرا کے ساتھ کیا

اُس کے بعد تو تم نے ثابت کر دیا کہ پاشا پیسوں کا پجاری ہے پیسوں کی خاطر تو وہ سڑک پر زنانہ لباس پہن کر ڈانس کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔

دبیر نے تیکھے لہجے کہتے پاشا کو دیکھا جو غصے میں دبیر کی طرف بڑھا تھا۔

اپنی زبان کر سنبھال کر بات کرو شیر وبھائی ہوں میں تمھارا

پاشانے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اسی بات کو تو افسوس ہے مجھے پاشا کاش تم. میرے بھائی نا ہوتے تو شاہ میر سے پہلے تمہیں قبر میں اترا تا لیکن دیکھو تمہیں میں وقت دے رہا ہوں۔

جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو تمھاری موت میرے ہاتھوں ہی ہو گی اور شاہ میر سے زیادہ بھیانک موت میں تمہیں دوں گا

دبیر نے ایک ایک لفظ چبا کر پاشا کو کہا۔

جس کے ماتھے کی رگیں غصے سے پھول چکی تھیں۔

چلتا ہوں بہت کام ہے مجھے دبیر نے ایک زہریلی مسکراہٹ پاشا کی طرف اچھالتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

دبیر یہاں آکر جلتی پر تیل ڈالنے کا کام سرانجام دے کر گیا تھا۔اور دبیر کی باتوں نے تو پاشا کو آگ لگا دی تھی۔

دبیر سارا دم مختلف کاموں میں الجھا رہا تھا رات جب واپس آیا تو اس نے فاز اور مصطفیٰ کو بات کرنے کے لیے بلایا۔

خیریت؟ فاز نے بیٹھتے ہوئے پوچھا

ہاں سب ٹھیک ہے میں سوچ رہا تھا کیوں نا چھوٹا سا فنکشن رکھ لیا جائے

تمھارا سادگی سے نکاح ہوا تھا تو قریبی لوگوں کو بلا کر ریسیپشن کر لیتے ہیں مریم بھی خوش ہو جائے گی ۔

ویسے بھی ہر طرف ٹینشن ہی ٹینشن ہے دماغ کو بھی تھوڑا آرام ملے گا

دبیر نے اپنا سر دباتے کہا۔

تمھارا ابھی تو نکاح ہوا ہے فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

میرا نکاح ہو گیا یہ بھی بہت بڑی بات ہے مزید اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔

کل سب دیکھ لینا تم دونوں اور ہاں بڑے پاپا بھی اپنی فیملی کے ساتھ آئے گے

دبیر نے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک ہے ہم دونوں سب سنبھال لیں گے

فاز نے کہا۔

مصطفٰی تو خاموشی سے دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

دبیر وہی آنکھیں موندے لیٹ گیا

فاز اور مصطفٰی وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

دبیر کی وہی آنکھ لگ گئی تھی صبح جب اس کی آنکھ کلی تو خود کو صوفے پر دیکھ کر اُٹھ بیٹھا۔

اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا گھڑی پر آٹھ بج رہے تھے زری کمرے میں موجود نہیں تھی بلکہ رات وہ سکون سے سوئی تھی کہ دبیر کمرے میں نہیں آیا۔

دبیر فریش ہو کر کمرے سے باہر نکلا تو پیلس میں ہر جگہ ملازم اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔

دبیر بکا۔ موبائل رنگ ہوا اس نے موبائل کان سے لگایا اور فاز سے بات کرنے لگا۔

مریم بہت خوش تھی اس نے رانی اور زری کو بھی بتا دیا تھا اور مریم کو خوش دیکھ کر وہ دونوں بھی خوش تھیں۔

لیکن زری کی بد قسمتی کہ اسے سامنے دبیر نظر آگیا جو موبائل کان سے لگائے اس کی طرف ہی آرہا تھا۔

زری کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

نظر لگانی ہے کیا؟

دبیر نے موبائل پاکٹ میں رکھتے ہوئے ایک آنکھ دباتے کہا۔

تم کون سے شہزادہ گلفام ہو جو میں تمہیں نظر لگا دوں گی

زری نے دانت پیستے کہا۔

اُس سے تو زیادہ ہی پیارا ہوں میں دبیر نے مسکرا کر کہا اور زری کو بازو سے پکڑ کر سائیڈ پر لے گیا۔

میری بات کان کھول کر سن لو مسز دبیر عباس آج کی پارٹی میں میرے خاص مہمان آرہے ہیں اور میں امید کرتا ہوں تم اُن کے ساتھ اچھے سے پیش آؤ گی۔

دبیر نے زری کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کھینچتے ہوئے کہا۔

مجھ سے اچھے کی امید بلکل بھی مت رکھنا دبیر میرے دل میں جو آئے گا میں وہی کروں گی۔

زری نے تیکھے لہجے میں کہا۔

بلکل جان تم اپنی مرضی کر سکتی ہو

دبیر نے آنکھوں میں چمک لیے مزید کہا۔

پھر میری مرضی بھی رات کو چلے گی اور تم بھی مجھے روک نہیں سکتی

دبیر نے ذو معنی الفاظ میں کہتے انگلی سے زری کے ناک میں پہنی بالی کو چھیڑتے کہا۔

جو حیرت کے مارے منہ کھولے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

تمہیں شرم آنی چاہیے مجھ سے اس طرح کی بات کرتے ہوئے

زری نے کھا جانے والی نظروں سے دبیر کو دیکھتے کہا۔

شرم کیسی زری اب شوہر اپنی بیوی کے قریب نہیں آئے گا تو کہاں جائے گا۔

اگر کہی باہر منہ مارے گا تو پھر بیوی کو ہی اعتراض ہو گا۔

دبیر نے ایک آنکھ دباتے بے باکی سے کہا۔

امید کرتا ہوں تم. میری بات اچھے سے سمجھ گئی ہو گی دبیر نے مسکرا کر کہا اور زری سے پیچھے ہٹ گیا۔

زری کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے انسان کو جان سے مار دے۔

میری جان لینے کا دل کر رہا ہے نا؟

دبیر نے شرارتی لہجے میں سینے پر ہاتھ باندھتے کہا۔

زری نے بے یقینی سے دبیر کو کہا۔

کیا یہ انسان دماغ بھی پڑھ لیتا ہے۔

Urdu Novels Ghar

یہ بات اس نے دل میں سوچی تھی۔

دماغ نہیں پڑھتا البتہ چہرے ضرور پڑھ لیتا ہوں اور تمھارا چہرہ پڑھنا دنیا کا سب سے آسان کام ہے اس لیے اپنے چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو تمھارے پاس پہلے ہی دماغ کی کمی ہے۔

دبیر نے ایک طنزیہ مسکراہٹ زری کی طرف اچھالتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا

زری کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

اب دیکھو میں کیا کرتی ہوں زری نے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ لاتے کہا۔

—

ماشاءاللہ ہنی مائی ڈارلنگ کیوں غریب کی جان لینا چاہتی ہو؟

Urdu Novels Ghar

میر نے حیاء کو دیکھتے ٹھنڈی سانس بھرتے کہا جس نے بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی اور دوسرے کندھے پر چادر رکھی ہوئی تھی۔

ہلکے سے میک کے ساتھ حیا بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

اگر نور اور حیا کو ساتھ کھڑا کیا جاتا تو وہ اُس کہ بڑی بہن لگتی نور کی شکل بھی کافی حد تک حیا سے ملتی تھی اور کچھ لوگوں نے تو حیا کو کہا بھی تھا کہ نور ان کی بیٹی نہیں بلکہ چھوٹی بہن لگتی ہے۔

میر نہیں جانتا تھا کہ حیاء میں ایسا کیا ہے جو آج اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی میر کو حیا پہلے سے زیادہ پیاری لگتی تھی۔

خان آپ کب سے غریب ہو گئے؟

حیا نے باقی ساری بات کو نظر انداز کرتے مشکوک نظروں سے میر کو دیکھتے پوچھا

جو قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

تم. میری محبت بھری باتوں کو کبھی نہیں سمجھ سکتی ۔

Urdu Novels Ghar

تمہیں یاد ہے وہ دن جس دن پہلی بار میں تمہیں ملا تھا۔

میر نے حیاء کو میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مجھے وہ دن یاد نہیں کرنا خان

حیا نے منہ بسوڑتے کہا۔

اُس دن بھی تم نے اسی طرح کا ڈریس پہنا تھا

میر نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

اور حیا کی گردن کے نشان پر پر انگلی پھیرنے لگا جو کافی حد تک مدھم ہو گیا تھا۔

یہ وہی نشان تھا جو پہلی ملاقات میں میر نے حیاء کو دیا تھا۔

خان آپ نے مجھے کتنا ڈرا دیا تھا اور اُس دن کو میں کبھی نہیں بھول سکتی

حیا نے آہستگی سے کہا۔

بھولنا بھی نہیں چاہیے میر نے کہتے ہی حیا کی گردن کے نشان پر اپنے لب رکھ دیے

خان ہم لیٹ ہو رہے ہیں

حیا نے ہڑ بڑا کر کہا۔

ہنی میں سوچ رہا ہوں کبیر اور نور کو بھیج دیتا ہوں ۔

کیا خیال ہے ؟

میر نے آنکھوں میں چمک لیے کہا۔

خان بہت ہی فضول خیال ہے دبیر نے کتنی محبت سے بلایا ہے اگر آپ نہیں گئے تو اُسے برا لگے گا۔

حیا نے سمجھداری سے کہا۔

ہمم یہ بات تو تم نے ٹھیک کی ہے

میری چھوٹی سی جان

میر نے مسکرا کر کہتے حیا کا ناک کھینچا۔

Urdu Novels Ghar

جس پر حیا نے میر کو گھور کر دیکھا۔

آپ تیار ہو کر باہر آجائے میں نور کو دیکھتی ہوں۔

حیا نے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

ظالم لڑکی کبھی بھی رومینٹک نہیں ہونے دیتی

میر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میر نے حیاء کو دبیر کے بارے میں کافی ٹائم پہلے ہی بتا دیا تھا۔

اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ دبیر اس کے لیے بلکل کبیر جیسا ہے۔

کیسی ہیں خالہ آپ؟

دبیر نے نغمہ بیگم کو دیکھتے خوشی سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں تم تو مجھے بھول ہی گئے تھے نغمہ بیگم نے گلہ کرتے کہا۔

وہ کافی کمزور ہو گئی تھیں بیٹے کی جدائی نے انکو بیمار کر دیا تھا۔

آپ کو میں کیسے بھول سکتا ہوں خالہ جان

دبیر نے نغمہ بیگم کے ہاتھوں کو چومتے ہوئے کہا۔

آیئے آپ دبیر نے مسکرا کر کہا۔

اور دونوں اندر چلے گئے آج دبیر خود نغمہ بیگم کو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔

کہاں چلی گئی تھیں آپ؟

ارحم نے چہرے پر سخت تیوری لیے زری کی طرف قدم بڑھاتے کہا۔

جو پیچھے کھسکتی جا رہی تھی۔

اسے ارحم سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ میں...

زری کے ارد گرد دیکھتے کہا۔

لیکن اسے بھاگنے کا راستہ نظر نہیں آیا۔یہ جگہ بھی اسکے لیے نئ تھی وہ تو دبیر کے گھر پر تھی پھر اچانک یہاں ارحم کے سامنے کیسے آگئ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

آپ تو مجھ سے نکاح کرنے والی تھی نا؟

پھر دبیر سے کیسے کرلیا؟آپ مجھے دھوکا دے رہی تھیں؟

ارحم عین زری کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھازری دیوار کے ساتھ چپک گئ تھی۔

اسے تو اب لگنے لگا تھااس کی زندگی ایک فلم بن گئ ہے ۔

ایک جاتا ہے تو دوسرا اپنا حق جمانے آجاتا ہے۔ہر دوسرے دن کوئی نا کوئی پریشانی آجاتی ہے۔

کبھی کوئی اٹھا کر لے جاتا ہے کبھی کوئی

اورزری ان سب کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنی ہوئی ہے۔

میری غلطی نہیں ہے زری نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ماتھے پر اس کے پسینہ چمک رہا تھا۔

تم. صرف میری ہو زرتشہ اور مجھے فرق نہیں پڑتا کہ تم کس کی بیوی ہو

ارحم سیدھا آپ سے تم پر آیا تھا۔

ارحم نے زری کے کان کے پاس جھکتے ہوئے مزید کہا۔

زری نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

اور جانتی ہو اب میں تمھارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟

ارحم نے کہتے ہی زری کو کمر سے پکڑے کر اپنے قریب کیا۔

زری جو آنکھیں بند کیے کھڑی تھی سیدھی ارحم کے سینے سے آٹکرائی تھی۔

تمھارے ساتھ جو میں کروں گا وہ تمھارے ساتھ ساتھ دبیر بھی ہمیشہ یاد رکھے گا۔ارحم نے زری کے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

زری کو کچھ غلط ہونے کا شدید احساس ہوا تھا۔

Urdu Novels Ghar

دبیر تمہیں جان سے مار دے گا

زری نے ہمت پیدا کرنے کہا۔

مارے گا تو اُس وقت نا جب وہ مجھے پکڑے گا۔اور ارحم کو وہ کبھی نہیں پکڑ سکتا چاہے کچھ بھی کرلے اور یہ بات اپنے چھوٹے سے دماغ میں فٹ کرلو۔ارحم نے زری کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کھینچتے ہوئے کہا۔

زری زری... دبیر نے زری کو جھنجھوڑتے ہوئے آواز دیتے کہا۔

زری نے آنکھیں کھولیں تو اپنے اوپر جھکے دبیر کو کچھ پل تو نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

زری ہادی کو سلانے کمرے میں آئی تھی ہادی کے ساتھ اس کی بھی آنکھ لگ گئی۔

لیکن اپنے خواب میں ارحم کا یہ روپ دیکھ کر زری سچ میں ڈر گئی تھی۔

دبیر کمرے میں داخل ہوا تا کہ زری کو نغمہ بیگم کے بارے میں بتا دے لیکن زری کو نیند میں منہ میں کچھ بڑبڑاتے دیکھا تو پہلے اسے آواز دی جب زری نہیں جاگی تو اسے زور سے جھنجھوڑ کر اٹھا دیا۔

Urdu Novels Ghar

کیاہوا؟ٹھیک ہو تم ؟

دبیر نے زری کو دیکھتے پوچھا جس کے ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا۔

ہاہاں میں ٹھیک ہوں زری کو جب یقین ہو گیا کہ یہ خواب تھا تو شکر کا سانس لیا۔

دبیر نے پانی کا گلاس زری کے سامنے کیا جس نے پہلے تو حیرانگی سے سنجیدہ کھڑے دبیر کو دیکھا پھر پانی کا گلاس پکڑ لیا۔

میری خالہ آئی ہیں اُن سے مل لو

میں باہر تمھاراانتظار کر رہاہوں دبیر نے کہااور کمرے سے باہر چلا گیا۔

زری نے گہرا سانس لے کر خود کو نارمل کیا تھا۔وہ کل سے ارحم کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی اس لگ رہا تھا کہ اس نے ارحم کے ساتھ غلط کیا ہے۔اور آج خواب میں ارحم کا بھیانک روپ دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

شکر ہے یہ خواب تھازری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہااور اپنے کپڑے سیٹ کر کے باہر چلی گئی.

Urdu Novels Ghar

فاز نے مریم کے لیے ریڈ کلر کا فراک پسند کیا تھا جو مریم کو بہت پسند آیا تھا۔

پارلر والی نے مریم کو تیار کر دیا تھا۔اب بس ڈریس چینج کرنا رہ گیا تھا۔

میڈم آپ ڈریس چینج کر لیں پارلر والی نے کہا تو مریم اثبات میں سر ہلاتے چینج کرنے چلی گئی۔

سنو یہ زیب بند کرنا مجھ سے نہیں ہو رہی مریم نے چینجنگ روم سے باہر نکلتے سامنے دیکھتے کہا۔

لیکن وہاں پر پارلر والی تو نہیں تھی اُس کی جگہ فاز کھڑا گہری نظروں سے مریم کو دیکھ رہا تھا۔

آپ؟وہ لڑکی کہاں گئی؟

مریم نے فاز کو دیکھتے حیرانگی سے پوچھا

میں نے اُسے باہر بھیج دیا

اچھا نہیں لگتا کہ میاں بیوی کے رومینٹک سین کوئی تیسرا دیکھے ۔

فاز نے مریم کے پیچھے کھڑے ہوتے کہا۔

مریم بنے نفی میں سر ہلایا تھا۔

فاز نے بہت پیار سے مریم کے فراک کی زیب بند کی تھی۔

مریم فاز کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کر سکتی تھی۔

مائی پرنسسز

فاز نے مریم کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔

مریم کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

میرے پاس الفاظ نہیں ہے بس یہی کہوں گا مجھے لگتا ہے آج میری ہی نظر میری بیوی کو لگ جائے گی

اور نظر نا لگنے کے لیے جو وہ کالا نشان سا لگاتے ہیں وہ ضرور لگا لینا۔

فاز نے مریم کا رخ اپنی طرف کرتے اس کا ٹھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کرتے کہا

جو ہنس پڑی تھی۔

آپ تیار نہیں ہوئے؟

مریم نے پوچھا۔

بس جا رہا تھا سوچا پہلے اپنی بیوی کو دیکھ لوں اور ہاں تمھارے لیے ایک گفٹ میں لایا تھا۔

فاز نے یاد آنے پر کہا۔

اور الماری سے ایک چھوٹا سا جیولری باکس لے کر مریم کو دیکھا۔

فاز نے اسے کھولا اور اندر سے ایک خوبصورت سا لاکٹ نکالا مریم نے آنکھیں پھاڑے فاز کو دیکھا تھا۔

وہ لاکٹ بہت مہنگا لگ رہا تھا۔

فاز یہ تو بہت مہنگا لگ رہا ہے مریم نے فاز کو دیکھتے کہا۔

ہاں مہنگا تو ہے لیکن تم سے زیادہ نہیں ہے اور اسے کبھی مت اتارنا

فاز نے مریم کے گردن سے بال پیچھے کرتے اسے لاکٹ پہناتے کہا۔

مریم نے ہاتھ سے لاکٹ میں بنے چھوٹے سے ہارٹ کو چھوا تھا اس کے چہرے پر چھائی خوشی سے ہی فاز کو پتہ چل گیا تھا کہ مریم کو لاکٹ کتنا پسند آیا ہے۔

فاز نے لاکٹ پہنانے کے بعد مریم کی گردن پر اپنے لب رکھ دیے

فاز کی گرم سانسوں کی تپش سے مریم خود میں سمٹ سی گئی تھی۔

تمہیں پسند آیا؟

فاز نے مریم کے لاکٹ کو انگلی کی پور سے چھوتے ہوئے پوچھا۔

بہت زیادہ آپ کی پسند بہت اچھی ہے ۔

مریم نے مسکرا کر کہا۔

ہاں بلکل تم خود کو دیکھ کر ہی اندازہ لگا سکتی ہو۔

فاز نے گہرے لہجے میں کہا۔

پہلے تو مریم کو اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی لیکن بعد میں اس نے شرما کر نظریں جھکا لیں تھیں۔

واللہ محبوب کا شرمانا بھی بہت خطرناک ہوتا ہے اور یہ بات آج مجھے پتہ چلی ہے فاز نے قہقہہ لگاتے کہا۔

فاز آپ نے تیار نہیں ہونا؟ مریم نے فاز کی بانہوں سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

جا رہا ہوں لیکن رات نہیں چھوڑوں گا۔

فاز نے ذو معنی الفاظ میں کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

فاز کے جانے کے بعد مریم نے خود کو آئینے میں دیکھا تھا۔اس کا شوق تھا اس طرح کا فراک پہننے کا اور آج یہ شوق بھی فاز نے پورا کر دیا تھا۔

میں نے سنا ہے آج بیسٹ اور شیر وا ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہونے والے ہیں۔

Urdu Novels Ghar

آفندی نے ارحم کو دیکھتے کرخت لہجے میں کہا۔

مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے ارحم نے سنجیدگی سے کہا۔

کیسے تمہیں کچھ معلوم نہیں ہے ہر بات کا تمہیں علم ہوتا ہے تو اس بات کا کیوں نہیں ہے؟

آفندی نے سامنے ٹیبل پر پڑے کانچ کے گلاس کو زمین پر پھینکتے کہا اسکے ساتھ پڑی وائن کی بوتل بھی زمین بوس ہو گئی تھی۔

لیکن ارحم کے اطمینان میں زرا بھی فرق نہیں آیا۔

ناتو میں تمھارا نوکر ہوں اور ناہی میں تمھارے لیے کام کرتا ہوں تو بہتر ہو گا مجھ پر حکم مت چلاؤ ارحم وہی کرتا ہے جو اُس کا دل کرتا ہے۔

ارحم نے کھڑے ہوتے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے کہا ۔

اور دوسری بات جہاں پر بیسٹ اور شیر واکٹھے ہونگے تمہیں کیا لگتا ہے میں یا تم وہاں آسانی سے جا سکتے ہیں؟

بلکل بھی نہیں

ایک سے بھلے دو ہوتے ہیں اور تم اُن دونوں کو کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا۔

میں تمھاری طرح جذباتی نہیں ہوں میں جو بھی کرتا ہوں ٹھنڈے دماغ سے سوچ کر کرتا ہوں۔

ارحم نے سرد لہجے میں کہا۔

آفندی کھا جانے والی نظروں سے ارحم کو دیکھ رہا تھا۔

تم کچھ نہیں کر سکتے لیکن میں تو کر سکتا ہوں نا؟ آج کی پارٹی سب کے لیے یادگار ہو گی

آفندی نے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لاتے کہا۔

تمھاری مرضی ہے اگر تمہیں ذلیل ہونے کا زیادہ شوق ہے تو جاؤ

ارحم نے کندھے اچکاتے کہا۔

آج تک کسی نے مجھ سے اس لہجے میں بات نہیں کی ارحم

آفندی نے گھورتے ہوئے کہا۔

مجھ سے بھی آج تک کسی نے اونچی آواز میں بات نہیں کی آفندی

ارحم نے دبل گھوری سے آفندی کو نوازتے ہوئے کہا۔

تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا تم بس انسان کو پاگل کرنا جانتے ہو آفندی نے کہا

اور اب آرام سے صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

کیونکہ اب وہ تھوڑا بہت مطمئن تھا جو اس نے سوچا تھا اُس سے ضرور دبیر کی پارٹی خراب ہونے والی تھی۔

حیرت ہے کہ تم ابھی تک ٹھیک ہو پاگل نہیں ہوئے ارحم نے طنزیہ لہجے میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

آفندی بس جاتے ہوئے ارحم کو گھور ہی سکتا تھا۔

میں سوچ رہا ہوں کیوں نا آج اپنا بھی نکاح پڑھوا لوں؟

مصطفیٰ نے رانی کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔

جو ڈر کر اچھل پڑی تھی۔

آپ ہمیشہ مجھے ڈرا کیوں دیتے ہیں؟

رانی نے دانت پیستے مصطفیٰ کو دیکھتے پوچھا جو آج کافی خوش لگ رہا تھا۔

اس نے وائٹ کُرتے کے ساتھ بلیک پینٹ پہنی تھی بالوں کو اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔

آج رانی کو مصطفیٰ کچھ الگ سا لگا تھا۔

پیارا لگ رہا ہوں؟

مصطفیٰ نے رانی کو خود پر نظریں جمائے دیکھا تو شرارتی لہجے میں پوچھا۔

ہاں میرا مطلب ہے نہیں

رانی نے جلدی سے اپنے الفاظ کی درستگی کرتے کہا ۔

اچانک ہی اس کی زبان سے ہاں نکلا تھا۔

جھوٹ نہیں بولنا چاہیے

رانی میڈم جو چیز اچھی لگے دل کھول کر اُس کی تعریف کرنی چاہیے

مصطفی نے کہتے ہی رانی کو بازو سے پکڑ کر خود کے سامنے کھڑا کیا جس نے لانگ وائیٹ کلر کی فراک پہنی تھی ڈوپٹے کو اچھی طرح سر پر سیٹ کیا ہوا تھا۔

اور میک کے نام پر ہلکی سی لپ سٹک لگائی تھی اسے میک اپ کرنا پسند نہیں تھا۔

مصطفی نے رانی کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا ۔

سادگی میں تم زیادہ حسین لگتی ہو ۔

مصطفی نے گہری نظروں سے رانی کو دیکھتے کہا جس نے گھور کر دیکھا تھا۔

تمھارے لیے آج ایک سرپرائز ہے تیار رہنا

مصطفی نے آنکھیں میں چمک لیے کہا اور رانی کا گال تھپتھپاتے وہاں سے چلا گیا۔

رانی نے سر کو جھٹکا تھا اُسے لگا تھا مصطفی پھر سے کچھ فضول ہی کرنے والا ہو گا اس لیے اس کی بات کو زیادہ سیریس نہیں لیا جبکہ اس بار وہ سچ میں کچھ بڑا کرنے والا تھا۔

آج تو میری چشمش قیامت لگ رہی ہے۔

کبیر نے سیٹی بجاتے لوفرانہ انداز میں نور کو دیکھتے کہا۔

حلیہ تو کبیر والا ہے لیکن آپ لگ ٹائیگر رہے ہو

نور نے اپنا چشمہ ٹھیک کرتے کہا۔

چھو کری دل بھی تو تیرا ٹائیگر پر ہی آیا تھا نا

کبیر نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

ہاں کیونکہ وہ آپ سے زیادہ اچھا ہے نور نے اپنی چوڑیاں پہنتے ہوئے ہنس کر کہا۔

وہ کیوں تمہیں زیادہ اچھا لگتا ہے؟

کبیر نے کمر پر ہاتھ رکھتے نور کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں نے یہ کب کہا کہ مجھے ٹائیگر زیادہ اچھا لگتا ہے۔مجھے صرف ٹائیگر اچھا لگتا ہے

نور نے گردن اترا کر کہا۔

وہ ہمیشہ اسی طرح کبیر کو تنگ کرتی تھی

اور کبیر چڑ بھی جاتا تھا جبکہ ٹائیگر اور کبیر دونوں ایک ہی تھے لیکن پھر بھی وہ نور کی باتوں سے جیلس ہو جاتا تھا۔

جانِ من تم مجھ سے پنگے نالیا کرو تمھاری چھوٹی سی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے

کبیر نے نور کے گلاسز اتارتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

کبیر ایک بات پوچھوں

نور نے معصومیت سے پوچھا۔

اللہ تمھاری اس معصومیت پر کون صدقے واری ناجائے

کبیر نے دل پر ہاتھ رکھتے کہا۔

آپ سچ میں پاپا سے ڈرتے ہیں؟

نور نے اس قدر معصومیت سے پوچھا کہ کبیر کو سمجھ نہیں آئی کیا تاثر دے۔

تمھارے اور میرے رومانس میں تمھارا باپ کہاں سے آگیا نور؟

کبیر نے دانت پیستے پوچھا۔

جو کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

ماما آتی ہوں گی آپ بھی تیار ہو جائیں اور آپ نے میری تعریف نہیں کی نور نے چشمہ لگاتے گھور کر پوچھا۔

آہ تعریف ہی تو کرنے والا تھا کبیر نے کہتے ہی بنا نور کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کی بولتی بند کر دی۔

نور نے زور سے آنکھیں میچ لی تھیں

تھوڑی دیر بعد کبیر پیچھے ہٹا تو نور گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

اتنی تعریف ٹھیک ہے یا اور کروں

کبیر نے ایک آنکھ دباتے پوچھا

آپ بہت برے ہیں کبیر نور نے منہ بسوڑتے کہا

ہاں جانتا ہوں۔

کبیر نے مسکرا کر کہا اور چینج کرنے چلا گیا۔

نور اپنی لپ سٹک ٹھیک کرنے لگی تھی جو کبیر خراب کر چکا تھا۔

سر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں سلیم نے آفندی کو دیکھتے پوچھا۔

میں وہاں خود جاؤں گا

آفندی نے سنجیدگی سے کہا۔

لیکن سر ابھی آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اور جہاں آپ جا رہے ہیں وہاں بہت زیادہ خطرہ ہے۔

سلیم نے پریشانی سے کہا۔

تم دیکھو میں کیا کرتا ہوں

آفندی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیم کو اپنے پیچھے آنے ک اشارہ کرتے وہاں سے باہر چلا گیا۔

—

کبیر پاپا اور ماما چلے گئے ہیں آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئے؟

نور نے کمرے میں داخل ہوتے غصے سے کہا۔

تیار تو میں کب کا ہو گیا تھا تم. مجھے بلانے نہیں آئی اس لیے گیم کھیل رہا تھا۔

کبیر نے موبائل کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

تو آپ باہر آجاتے ضروری تو نہیں تھا میرے بلانے پر ہی آپ باہر آتے ؟

نور نے اپنا چشمہ درست کرتے کہا ۔

ہمم. اس بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں کبیر نے سوچنے والے انداز میں نور کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

جس کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

بے بی کول اتنا غصہ نہیں کرتے چلو پہلے ہی تمھاری وجہ سے ہم لیٹ ہو گئے ہیں۔

کبیر نے کہا اور اُٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

میری وجہ سے...

عجیب انسان ہے اپنی غلطی کبھی نہیں مانتے

نور نے غصے سے اپنا چشمہ درست کرتے کہا اور خود بھی کمرے سے باہر چلی گئی۔

دبیر نے وائٹ پیلس کے گارڈن میں ہی سارا انتظام کیا تھا گارڈن کو اچھی طرح سے سجایا گیا تھا۔

زری نے ہادی کو تیار کر دیا تھا جو اس وقت رانی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔

زری نغمہ بیگم کے ساتھ اچھے طریقے سے ملی تھی۔اُن کو بھی زری پسند آئی تھی۔

زری نے گرے کلر کا سوٹ پہنا تھا۔

اس کا ڈوپٹہ کچھ زیادہ ہی بڑا تھا۔جو زری سے سنبھل نہیں رہا تھا۔

دبیر جو موبائل کان سے لگائے باہر کی طرف جا رہا تھا۔زری کو دیکھ کر وہی رک گیا۔

جو چہرہ جھکائے اپنے ڈوپٹے کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

دبیر وہی کھڑا رہا اور زری اس کے سینے سے الگی تھی۔

زری نے ہڑ بڑا کر اوپر دیکھا تو دبیر دلچسپی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پہلی بار کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھا ہے کیا؟

زری نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھتے گھورتے ہوئے پوچھا۔

کہہ سکتی ہو۔

دبیر نے زری کے چہرے پر جھکتے ہوئے کہا۔

زری اچانک دبیر کے قریب آنے پر پیچھے ہٹی تھی۔ لیکن دبیر نے اسے کمر سے پکڑ کر خود کر قریب کیا تھا۔

ڈر کیوں رہی ہو یار میں کون سا تمہیں کھا جاؤں گا

دبیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

تمھارا کیا بھروسہ کچھ بھی کر سکتے ہو زری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

کتنا جان گئی ہو تم مجھے دبیر نے زری کے بالوں میں لگے کیچر کو اتارتے ہوئے کہا۔

آج بالوں کو کھلا رکھنا

دبیر نے سرگوشی کرتے کہا۔

زری نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا تھا لیکن آس پاس کوئی نہیں تھا۔

اگر کوئی دیکھ بھی لیتا ہے تو بھی کچھ نہیں ہو گا بیوی ہو میری

دبیر نے ہاتھ سے زری کے جھمکے کو چھوتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

بیوی ہوں تو کیا کسی بھی جگہ شروع ہو جاؤ گے ؟ زری نے دانت پیستے پوچھا ۔

بلکل مائی ڈارلنگ دبیر نے زری کے ناک میں پہنی بالی کو ہلکا سا اپنے ہونٹوں سے چھوتے کہا۔

اور مسکرا کر وہاں سے چلا گیا۔

ٹھرکی انسان زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دبیر کی پشت کو گھورنے لگی ۔

جس نے بلیک پینٹ کے ساتھ بلیو شرٹ اور ساتھ بلیک کلر کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی بازوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے زری کو کافی پرکشش لگا تھا۔

میر بلیک پیلس کو دیکھ کر کافی متاثر ہوا تھا۔ خان یہ پیلس تع بہت خوبصورت ہے ویسے دبیر کی چوائس کافی اچھی ہے حیا نے بھی دل کھول کر تعریف کی تھی۔

میر بھی حیا کی بات سے متفق تھا۔

میر اور حیا کو دیکھ کر دبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی وہ جلدی سے دونوں کے پاس گیا۔

السلام علیکم بڑے پاپا کیسے ہیں آپ؟

دبیر نے میر کے گلے لگتے پوچھا۔

میں ٹھیک تم کیسے ہو برخوردار میر نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا۔

میں بلکل ٹھیک آپ کیسی ہیں آنٹی میر نے حیا کو دیکھتے پوچھا۔

یہ کیا بات ہوئی اگر یہ تمھارے بڑے پاپا ہیں تو میں بھی تمھاری بڑی ماما ہوئی نا حیا کے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی جی دبیر نے ہنس کر کہا

اتنے میں نور اور کبیر بھی آگئے تھے۔

کبیر دبیر کے گلے لگا نور نے بھی سلام کیا۔

زری بھی یہی آگئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

وہ حیا اور نور سے ملی اور تینوں اندر چلی گئی تھیں۔

دبیر اور کبیر وہی گارڈن میں میر کے ساتھ بیٹھے باتیں کرنے لگے تھے۔کبیر نے بھی سیم دبیر جیسی ڈریسنگ کی تھی۔

میر نے تھری پیس سوٹ پہنا تھا۔

سب لوگ گارڈن میں جمع ہو گئے تھے فاز میر سے ملنے کے بعد سٹیج پر جا کر کھڑا ہو گیا اور اپنی بیوی کا انتظار کرنے لگا۔

جس نے بلیک کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا تھا۔

واؤ آپ تو بہت خوبصورت لگ رہی ہو

نور نے مریم کو دیکھتے کہا زری اسے مریم کے پاس لے آئی تھی۔

مریم نور کو دیکھ کر مسکرا پڑی۔

آپ بھی بہت کیوٹ اور پیاری لگ رہی ہیں مریم نے نور کا گال کھینچتے ہوئے کہا۔

جو اپنا چشمہ ٹھیک کرتے مسکرا پڑی تھی۔

چلیں سب باہر انتظار کر رہیں ہیں رانی کہا جس پر مریم نے اثبات میں سر ہلایا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد رانی اور نور کے ساتھ چلتی ہوئی مریم سٹیج کی طرف جا رہی تھی۔

سب کی نظروں کا مرکز اس وقت مریم بنی ہوئی تھی۔

مریم کنفیوز بھی ہو رہی تھی۔اس کا دھیان زمین پر گرتے پھولوں کی پتیوں نے اپنی طرف مرکوز کیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے پورا گارڈن مختلف قسم کے پھولوں سے بھر گیا تھا۔

نور کی خوشی بھی دیکھنے لائق تھی کبیر تو اپنی بیوی کے معصوم سے چہرے میں کہی کھو سا گیا تھا۔

سٹیج کے پاس جاتے فاز نے مریم کے آگے اپنا ہاتھ بڑھایا جس نے فاز کی طرف مسکرا کر دیکھا اور اپنا ہاتھ فاز کے ہاتھ میں تھما دیا

مصطفی اور کبیر دونوں نے مل کر ہوٹنگ کی تھی۔

فاز مسکرا پڑا۔

Urdu Novels Ghar

میرا اور حیا سٹیج پر گئے اور دونوں کے پاس بیٹھے تھوڑی دیر باتیں کرتے رہے

حیا نے ایک فیملی فوٹو کا کہا تھا

سب لوگ سٹیج پر جمع ہو گئے کیمرا مین نے ایک خوبصورت منظر کو کیمرے قید کر لیا تھا۔

سب لوگ بہت خوش تھے نور کی رانی سے اچھی دوستی ہو گئی تھی۔

میر کے چہرے سے مسکراہٹ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی دبیر نے پرانی یادیں تازہ کر دی تھیں۔

سب کچھ ٹھیک تھا کمی تھی تو صرف احد کی جو ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین....

مصطفیٰ نے سٹیج پر کھڑے ہوتے سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے کہا سب نے مصطفیٰ کی طرف دیکھا تھا۔

رانی جو نور کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔اس نے بھی حیرانگی سے مصطفیٰ کی طرف دیکھا۔

Urdu Novels Ghar

پیچھے فاز اور مریم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

مصطفٰی نے رانی کو دیکھ کر بات کا آغاز کیا جسے کچھ غلط ہونے کا شدید احساس ہوا تھا۔

رانی

مصطفٰی نے رانی کی طرف اشارہ کرتے کہا۔سب کی نظریں رانی کی طرف گئی تھیں۔

رانی میری بہت اچھی دوست اور میری کزن بھی ہے۔اور میں اسے پسند بھی کرتا ہوں

اور اُس سے شادی بھی کرنا چاہتا ہوں لیکن رانی نے ایک شرط رکھ دی اگر میں نے اس کی بات نا مانی تو وہ مجھ سے شادی نہیں کرے گی

تو وہ چاہتی تھی آج کے دن سب لوگوں کے سامنے میں اُسے پرو پوز کروں کیونکہ اُسے لگتا ہے مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے

اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر آج سب کے سامنے میں نے اسے پرو پوز کر دیا تو اُسی وقت مجھ سے نکاح کر لے گی۔

تو میں دبیر بھائی سے کہنا چاہتا ہوں اگر لڑکی ہاں کر دے تو آج ہی میرا نکاح بھی پڑھوادیں غریب کا بھلا ہو جائے گا

بعد میں ہو سکتا ہے وہ اپنی بات سے مکر جائے مصطفٰی نے دبیر کی طرف دیکھتے معصومیت سے کہا۔

میر مصطفٰی کی باتوں پر ہنس پڑا تھا۔ مصطفٰی بھی میر کو عادل جیسا لگا تھا۔

رانی تو شو کڈ سی وہی پھتر کی بن گئی تھی اس نے مصطفٰی سے ایسی ویسی کوئی بات نہیں کی تھی۔

مصطفٰی چلتا ہوا رانی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور ایک گھٹنا زمین پر رکھ کر رانی کی طرف دیکھا۔

سب سے پہلے تو رانی میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ جو بھی میں نے تمھارے ساتھ کیا مجھے پچھتاوا ہے لیکن میں تمھاری ضد میں تمہیں دوبارہ نہیں کھونا چاہتا میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

Urdu Novels Ghar

وِل یُو میری می؟

مصطفیٰ نے ایک امید بھرے لہجے میں رانی کے سامنے ایک گولڈن کلر کا چھلا کرتے ہوئے پوچھا۔

سب لوگوں کی نظر دونوں کی طرف تھی۔نور نے مسکرا کر رانی کو دیکھا جو خود کنفیوز سی لگ رہی تھی۔

ہاں کردو لڑکی کس بات کا انتظار کر رہی ہو

نور نے رانی کے کان کے پاس سرگوشی نما انداز میں کہا۔

ہاں رانی نے ہوش میں آتے نور کو جواب دیا لیکن مصطفیٰ کو لگا اس نے ہاں کردی ہے

اس نے جلدی سے رانی کے ہاتھ میں رنگ پہنادی۔

ہر طرف تالیوں کی آوازیں گونجنے لگی تھی۔

دبیر کو بھی رانی کے جواب کا انتظار تھا اسے لگا تھا کہ رانی منع کردے گی۔

کیونکہ مصطفیٰ کو وہ اچھے سے جانتا تھا کہ جو کچھ اس نے ابھی سٹیج پر کہا وہ سراسر جھوٹ تھا

لیکن حیرت تو اسے رانی کا جواب سن کر ہوئی تھی۔

برخوردار کیا سوچ رہے ہو؟

میر نے دبیر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا

بڑے پاپا مجھے سمجھ نہیں آرہی رانی مان کیسے گئی پتہ نہیں مصطفٰی نے ایسا کیا جادو کیا

دبیر ابھی بھی حیران تھا۔

بیٹا جی وہ دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں اور جو بھی مسئلہ دونوں کے درمیان ہوا

ہو گا دونوں نے آپس میں سلجھا لیا ہو گا۔

تم نکاح کی تیاری کرو نکاح کے چھوارے بھی میں کھا کر ہی جاؤں گا

میر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی بڑے پاپا دبیر نے بھی ہنس کر کہا

اسے بھی میر کی بات ٹھیک لگی تھی

ہوسکتا تھا رانی نے مصطفیٰ کو معاف کر دیا ہو۔

دبیر وہاں سے فاز کے پاس چلا گیا جو اسی کی طرف آ رہا تھا۔

زری تو حیران تھی لیکن خوش بھی تھی۔

مریم جلدی سے رانی کے گلے آ لگی تھی اس کے بعد نور اور زری نے بھی اسے مبارک باد تھی۔

رانی نے ارد گرد دیکھا سب لوگ خوش تھے۔مصطفیٰ کبیر کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اور اس کے چہرے کی خوشی دیکھ کر رانی وہی رک گئی۔

ورنہ وہ دبیر کے پاس جا رہی تھی۔

رانی بھی مصطفیٰ سے محبت کرتی تھی جتنا بھی اُس سے دور بھاگتی لیکن مصطفیٰ اس کی محبت تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی رانی کا دل مصطفیٰ کے لیے نرم ہو گیا تھا۔

لیکن جو اس نے غلط بیانی کی تھی اُس کی سزا تو رانی کے اسے ضرور دینے کا سوچا تھا۔

بھائی میرا آج ولیمہ ہے اور صبح سے میں ہی کام کر رہا ہوں میں کہی نہیں جا رہا خود مولوی صاحب کو لے آ

فاز نے دبیر کو دیکھتے جلدی سے کہا۔

دبیر نے گھور کر فاز کو دیکھا ابھی تو دبیر نے کچھ کہا بھی نہیں تھا اور فاز پہلے ہی بول پڑا تھا۔

بھائی تجھے کہی نہیں بھیج رہا مجھے اُس مولوی صاحب کا نمبر دے جس نے میرا نکاح کروایا تھا

دبیر نے گھورتے ہوئے کہا۔

اچھا پھر ٹھیک ہے

فاز نے مسکرا کر کہا اور دبیر کو نمبر دیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے مصطفیٰ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے جو کچھ کہا کیا وہ سچ تھا؟

دبیر نے نمبر ڈائل کرتے پوچھا۔

بلکل بھی نہیں لیکن اگر رانی کو کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ تم سے آ کر ضرور بات کرتی یا زری بھابھی سے فاز نے بھابھی پر زور دیتے کہا۔

فاز کی بات پر دبیر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

دبیر نے موبائل کان سے لگایا اور وہاں سے چلا گیا۔

حیرت تو خود مصطفیٰ کو بھی ہوئی تھی اسے بھی امید نہیں تھی کہ رانی ہاں بول دے گی۔

تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب آ گئے تھے گواہ میں میر بھی شامل تھا تھوڑی دیر بعد ہی رانی مصطفیٰ کے نام لکھ دی گئی تھی اس نے بہت پہلے مصطفیٰ سے نکاح کا خواب دیکھا تھا لیکن اُسے نہیں معلوم تھا کہ وہ خواب اتنی مشکلات کے بعد اب پورا ہو گا۔

انسان جس سے محبت کرتا ہو اُس سے کبھی چاہ کر بھی نفرت نہیں کر سکتا اور یہاں تو خود رانی کا دل بھی بغاوت پر اتر آیا تھا۔

مصطفیٰ اس سے بہت بار معافی مانگ چکا تھا۔

اور رانی کا دل فاز کی باتیں سننے کے بعد نرم ہوا تھا جب اس نے بتایا کہ مصطفیٰ کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور اسی لیے وہ کچھ ماہ غائب رہا تھا۔

Urdu Novels Ghar

پھر رانی کو یاد آیا کہ اس نے جب کہا کہ اسے فرق نہیں پڑتا کہ مصطفیٰ جیسے یا میرے اور اس بات نے مصطفیٰ کو کتنی تکلیف پہنچائی تھی۔

رانی انہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی جب زری اس کے گلے الگی تھی سب نے اسے مبارک باد دی۔

دوسری طرف مصطفیٰ کی خوشی دیکھنے لائق تھی جو نکاح ہونے کے بعد خود سب میں میٹھائی بانٹ رہا تھا۔

اوو بھائی بریک پر پیر رکھ

کیا ہو گیا ہے تجھے؟ کہی پاگل نا ہو جائی نکاح کی خوشی میں فاز نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے پاس کھڑا کرتے کہا۔

فاز آج میں بہت خوش ہو تم بھی کھاؤ مصطفیٰ نے کہتے ہاتھ میں پکڑا ہوا لٹو پورا فاز کے منہ میں ڈال دیا۔

اوئے کمینے بس کر جا ورنہ اب میں تیرا منہ توڑ دوں گا

Urdu Novels Ghar

فاز نے بڑی مشکل سے لٹو کو نگلتے ہوئے کہا۔

جو بتیسی دیکھا کر ہنس پڑا تھا۔

دبیر بیٹا اب ہم چلتے ہیں کبیر اور نور یہی ہیں لیکن مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے

میر نے دبیر کو دیکھتے کہا۔

اتنی جلدی بڑے پاپا تھوڑی دیر تو آپ مزید رک جاتے

دبیر نے کہا۔

نہیں بیٹا ان کا کام زیادہ ضروری ہے کوئی فائدہ نہیں کرنی انہوں نے اپنی مرضی ہے

حیا نے دبیر کو دیکھتے مسکرا کر کہا۔

جس نے بمشکل میر کے تاثرات دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی.

اور دبیر کو ماننا پڑ گیا تھا بیوی بیوی ہوتی ہے پھر چاہے وہ شیر کی ہی کیوں نا ہو ۔

بیوٹی آپ ہمیں روک لیں ہم رک جائیں گے میر نے گہرے لہجے میں حیا کو دیکھتے کہا۔

میں نے تو ویسے ہی بات کی ہے۔

حیا نے ہڑا بڑا کر جواب دیا۔

دبیر دلچسپی سے دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔

بیٹا میرا جانا ضروری ہے ورنہ ضرور رک جاتا

میر نے پیار سے دبیر کو دیکھتے کہا۔

جی بڑے پاپا

دبیر نے کہا اور میر کے گلے لگ گیا۔

بیٹا جی آپ کی بیوی بہت اچھی ہے اس کی قدر کرنا۔

پچھلی باتوں کو بھول کر اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنا۔اللہ سب بہتر کرے گا۔

حیا نے دبیر کے سر پر پیار دیتے وقت کہا۔

جی دبیر نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

میر اور حیا باقی سے سے ملنے کے بعد وہاں سے چلے گئے تھے۔

آج مجھے ایک بات کی شدید حیرت ہوئی

دبیر نے سامنے سٹیج پر دیکھتے ہوئے کہا۔

سب لوگ وہی ہر موجود تھے۔

نغمہ بیگم، رضیہ اور کلثوم سائیڈ ٹیبل پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں ۔

رضیہ نے جب یہاں آکر اپنی دونوں بیٹیوں کو خوش دیکھا تو ان کا. دل بھی پر سکون ہو گیا تھا۔

ان دونوں کا نکاح کیسے ہوا یہ ساری کہانی کلثوم نے رضیہ کو بتائی تھی جس نے یقین بھی کر لیا تھا۔

دونوں معصوم تھیں کہ دبیر کی بنائی ہوئی کہانی پر یقین کر لیا۔

کبیر نے نا سمجھی سے دبیر کی طرف دیکھا تھا۔

بڑے پاپا نے اپنی بیٹی تم جیسے انسان کو دے کیسے دی؟

دبیر نے گلاس کو لبوں سے لگاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

کیوں مجھ میں کیا کمی ہے جو بڑے پاپا مجھے اپنی بیٹی نا دیتے کبیر نے دانت پیستے پوچھا۔

دبیر نے کبیر کو سر سے پاؤں تک دیکھا تھا۔

اس کا جواب تو تمہیں بہتر پتہ ہوگا۔

دبیر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

بھائی صاحب اگر آپ کو زرتشہ بھابھی جیسی بیوی مل سکتی ہے تو مجھے بھی نور مل سکتی ہے ۔

کبیر نے گھور کر کہا۔

پوائنٹ دبیر نے کبیر کی ہاں میں ہاں ملاتے کہا۔

اتنے میں دبیر کا موبائل رنگ ہوا۔

جس نے کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگایا تھا۔

سر پیلس کے پیچھلے حصے میں آگ لگ گئی ہے جو تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے آپ سب لوگ پیلس سے باہر آ جائے گارڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

کیا لیکن کیسے ؟

دبیر نے اونچی آواز میں کہا۔

کبیر نے دبیر کی طرف دیکھا تھا جو کافی پریشان لگ رہا تھا۔

یہ پیلس بھی سنسان جگہ پر تھا جس کی پیچھلی سائیڈ پر کچھ درخت تھے جو پیلس کی طرف جھکے ہوئے تھے۔

اُن درختوں کو آگ لگی اور ساتھ ہی پیلس تھا تو آگ نے پیلس کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

کیا ہوا؟ کبیر نے پوچھا

پیلس کی پیچھلی طرف آگ لگ گئی ہے دبیر نے پریشانی سے کہا اسے سٹیج سے کے اوپر سے دھواں نظر آیا۔

کبیر سب کو باہر نکالو کبیر نے اونچی آواز میں کہا اور سٹیج کہ طرف بھاگا۔

جہاں فاز اور مصطفیٰ اپنی مسز کے ساتھ موجود گپے لگا رہے تھے۔

پیلس میں آگ لگی ہے جاؤں یہاں سے

فاز اور مصطفیٰ سب کو لے کر جاؤں یہاں سے دبیر نے چلاتے ہوئے کہا آگ کا سن کر مریم اور رانی گھبرا گئی تھیں۔

بھائی زری اوپر کمرے میں گئی ہے ہادی بھی اُس کے پاس تھا۔رانی نے گھبرا کر کہا۔

میں اُسے لے کر آتا ہوں. آپ لوگ جاؤ دبیر نے کہا۔

حیا، نغمہ بیگم، رضیہ اور کلثوم کو کبیر باہر لے گیا تھا۔

کبیر جب واپس آیا تو گارڈن خالی تھا۔ تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟

چلو یہاں سے کبیر نے دبیر کو بازو سے پکڑتے کہا۔

دھواں آہستہ آہستہ پھیلتا جا. رہا تھا میری بیوی اور بیٹا اوپر ہیں۔

کبیر تم. میری فیملی کو کسی سیف جگہ لے جاؤاُ کو کچھ ہونا نہیں چاہیے میں تم سے بعد میں ملتا ہوں دبیر نے کبیر کو دیکھتے کہا تم فکر مت کرو کبیر نے کہا اور وہاں سے چلا گیا دبیر جلدی سے پیلس کے اندر گیا تھا۔

—

زری....

دبیر نے کمرے میں داخل ہوتے زری کو آواز دی۔ لیکن زری کمرے میں نہیں تھی۔

دبیر نے سب کمروں میں دیکھ لیا تھا اب سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوا جو پیچھلی سائیڈ پر تھا۔

دبیر کمرے میں دو بڑی سی کھڑکیاں تھیں جو چوبیس گھنٹے کھلی رہتی تھیں۔

زری جو ڈریسنگ روم میں تھی ہادی کے کپڑے چینج کر رہی تھی

دبیر کی آواز سنتے باہر آئی لیکن کمرے میں پھیلا دھواں اور کھڑکیوں کے پردے کو جلتے دیکھ وہی رک گئی تھی۔

زری نے گھبرا کر ہادی کو اپنے ڈوپٹے سے کور کیا۔ کھڑکی سے کچھ فاصلے پر ہی ڈریسنگ روم تھا زری کے قدموں میں پردے گرے تھے جن میں آگ لگی تھی۔

زری نے اپنے پاؤں سے پردے کو پیچھے کرنا چاہا لیکن زری کر نہیں سکی۔ زری ڈریسنگ روم کے اندر چلی گئی ۔

اور خود میں ہمت پیدا کرتے اس نے سوچا کہ وہ جلدی سے کمرے سے باہر بھاگے گی۔

اس نے ایسا ہی کیا اور بھاگ کر باہر آگئی لیکن اوپر سے پردے کا تھوڑا سا حصہ جلا ہوا زری کے ہاتھ پر گر گیا۔

اتنے میں دبیر بوکھلایا ہو کمرے میں داخل ہوا ہادی رونے لگا تھا۔

دبیر نے جلدی سے زری کو گلے لگایا

تم ٹھیک ہو؟

دبیر نے زری کے چہرے کو اپنے ہاتھ کے پیالے میں بھرتے ہوئے بے چینی سے پوچھا۔

زری نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

اس کا ہاتھ سرخ ہو رہا تھا۔

دبیر نے ہادی کو گود میں لیا اور زری کا ہاتھ پکڑے اسے باہر لے گیا

دبیر نے زری کا وہی ہاتھ پکڑا تھا جو جلا ہوا تھا۔اس کے منہ سے سسکی نکلی جو دبیر کو سنائی نہیں دی وہ بس جلدی سے زری کو یہاں سے لے کر نکلنا چاہتا تھا۔

اس نے باہر آکر زری کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

گاڑی میں بیٹھو دبیر نے اپنی گاڑی کی طرف جاتے کہا۔

خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور ساتھ زری بیٹھ گئ۔

دبیر نے ہادی کو زری کی گود میں بیٹھا دیا تھا۔

اس وقت دبیر کا چہرہ زری کو کافی حد تک خطرناک لگ رہا تھا۔

زری کو اپنے ہاتھ پر جلن ہو محسوس ہو رہی تھی لیکن خاموش رہی۔

ہاں مجھے اپنا گھر پہلے جیسا چاہیے جو بھی کرنا ہے کرو لیکن مجھے پیلس پہلے جیسا چاہیے۔

دبیر نے سرد لہجے میں کہتے ہی بنا اگلے کا جواب سنے کال کاٹ دی۔

دبیر نے کبیر کو کال کی جس نے کچھ سیکنڈ بعد کال اٹھالی تھی۔

سب لوگ ٹھیک ہیں؟

دبیر نے پہلا سوال .یہی کیا تھا۔

ہاں سب ٹھیک ہیں میں سب کو بڑے پاپا کے دوسرے گھر میں لے آیا ہوں۔تم بھی یہی آجاؤ کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

ٹھیک ہے مجھے ایڈریس سینڈ کر دو

میں کچھ دنوں تک وہاں آجاؤ گا۔

دبیر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

Urdu Novels Ghar

زری خاموشی سے سامنے سڑک کو دیکھ رہی تھی۔

دبیر جانتا تھا جس گھر کی کبیر بات کر رہا ہے وہ سیف جگہ پر ہے اور وہاں اس کی فیملی آرام سے رہ سکتی ہے۔ لیکن جانے اس کا سکون برباد کیا تھا اب وہ آرام سے رہنے والا نہیں تھا۔

بابا کیا آپ جانتے ہیں بھائی کو کس نے قتل کیا؟ کرن نے فضیل اعوان سے پوچھا جو کافی کمزور ہو گیا تھا

سارا دن اکیلا کمرے میں بند رہتا تھا۔

تم. جان کر کیا کر لو گی؟

فضیل نے سنجیدگی سے پوچھا

جس نے بھی میرے بھائی کو قتل کیا ہے میں بھی اُس کی جان لے لوں گی

کرن نے سرد لہجے میں کہا۔

فضیل کا چہرہ ایک دم. کھل اٹھا تھا کیا تم سچ میں اُس انسان سے بدلہ لو گی؟

فضیل نے بے تابی سے پوچھا۔

جی بلکل آپ مجھے بس اتنا بتا دیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ بھائی کو کس نے قتل کیا؟

کرن نے دوبارہ پوچھا۔

نہیں میں نہیں جانتا لیکن مجھے خوشی ہے کہ تم اپنے بھائی کا بدلہ لو گی فضیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسے اپنی بیٹی کو روکنا چاہیے تھا لیکن اُسے بدلہ لینے کا کہہ رہا تھا۔

کرن کچھ ماہ خاموش رہی تھی اور اپنے دماغ میں ایک پلان کو ترتیب دیتی رہی تھی کہ کس طرح اس نے اپنے بھائی کے قاتل تک پہنچنا ہے۔

حویلی سے سیدھا کرن اپنے گھر گئی تھی۔اسکا ارادہ شہر جانے کا تھا۔

جب وہ اپنے گھر سے نکلنے لگی تو منیب کی امی نے اسے روکا کہ آج گھر ہی رک جائے آج کچھ مہمان آرہے ہیں ۔

Urdu Novels Ghar

کرن نے کچھ پل منیب کی امی کی طرف دیکھا۔دونوں سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی اور کرن یہ بھی چاہتی تھی کہ منیب اسے چھوڑ دے. سیڑھیوں کو دیکھتے ہی کرن کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔اچانک ہی اس نے اپنے دماغ میں پلان کو ترتیب دیا تھا۔

اس نے منیب کی امی کی طرف اپنے قدم بڑھائے اور بنا اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر پیچھے سیڑھیوں میں دھکا دے دیا۔

منیب کی امی کی چیخ پورے گھر میں گونجی تھی۔

سوری آنٹی اس کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا۔کرن نے مسکراتے ہوئے خود سے کہا۔

منیب جو گھر میں داخل ہو رہا تھا اپنی ماں کو خون میں لت پت دیکھ کر بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا۔

کرن اوپر کھڑی مسکرا رہی تھی۔

منیب نے ایک نظر اوپر کھڑی کرن کو دیکھا اسے ایک سیکنڈ لگا تھا کہ یہ کا کا کام ہے منیب نے اپنی ماں کو اٹھا کر باہر لے گیا۔

ہمم اب مجھے یہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے گا کہ بڈھی مرتی ہے یا نہیں

چلو میں اپنا سامان پیک کر لیتی ہوں

اگر اب بھی منیب نے مجھے نہیں چھوڑا تو میں خود اُس سے طلاق لے لوں گی۔

کرن نے گہرا سانس لیتے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

منیب کی ماں کے سر پر گہری چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ کوما میں چلی گئی تھیں ۔

منیب غصے میں گھر آیا اور زور زور سے کرن کو آوازیں دینے لگا۔

کرن جو کمرے میں بیٹھی نیل پالش لگا رہی تھی منیب کی آواز سن کر مسکرا پڑی اور نیچے آ گئی

تم نے میری ماں کو دھکا دیا؟

Urdu Novels Ghar

منیب نے کرن کو بازو سے دبوچتے غصے میں پوچھا۔

کیوں کیا ہوا مر گئی؟ کرن نے حیرانگی سے پوچھا اور یہاں پر منیب کا صبر جواب دے گیا تھا۔

اس نے ایک. زوردار تھپڑ کرن کے منہ پر دے مارا جو اوندھے منہ زمین پر جا گری تھی۔

میری ہی غلطی ہے جو تم جیسی لڑکی سے محبت کی تم محبت کے قابل نہیں ہو اور جو آج تم نے حرکت کی اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا

منبب نے کرن کو دیکھتے غرا کر کہا۔

مجھے تمھاری معافی کی ضرورت بھی نہیں ہے اور کیوں باندھ کر رکھا ہے تم نے مجھے اپنے نام کے ساتھ چھوڑ کیوں نہیں دیتے

کرن نے اونچی آواز میں منیب کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔

تمھارے جیسے عورت سے محبت کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی اور مجھے بھی شوق نہیں تم جیسی جاہل کو اپنے گھر میں رکھنے کا جو میری فیملی کو جان سے مارنا چاہتی ہو۔

جاؤمیں تمہیں آزاد کرتاہوں

میں تمہیں طلاق دیتاہوں..

طلاق دیتاہوں..

طلاق دیتاہوں

اور ابھی کے ابھی میرے گھر سے دفع ہو جاؤ ورنہ اپنے ہاتھوں سے تمھارا گلہ دبادوں گا۔

منیب نے سرخ آنکھیں کرن کے چہرے پر گاڑھتے کہا۔

جس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

ٹھیک ہے جارہی ہوں میں کرن نے مسکراکر کہااور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

منیب وہی زمین پر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا

یہ وہ لڑکی ہر گز نہیں ہے جس سے میں نے محبت کی تھی یہ تو کوئی اور ہی کرن ہے

منیب نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

کرن میں بہت محبت کرتا تھا تم نے کیا کر دیا؟ کیوں تم بری بن گئی ہو؟

منیب نے اپنے بالوں کو دبوچتے ہوئے کہا۔

ایک طرف ماں کے کوما میں جانے کا دکھ تھا تو دوسری طرف اپنی محبت کے دور جانے کا۔

میں اُسے زبردستی یہاں نہیں رکھ سکتا تھا وہ آزاد ہونے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی ہے۔اور ایسی لڑکی کے ساتھ میں کیسے رہ سکتا ہوں جو میرے والدین کی جان کی دشمن ہو

منیب نے اپنے گال پر بہتے آنسو کو صاف کیا اور خود کو سمجھایا۔ایک نظر سیڑھیوں کی طرف دیکھنے کے بعد گھر سے باہر چلا گیا ۔

وہ. نہیں چاہتا تھا یہاں رک کر کرن کو جاتے ہوئے دیکھے۔شاید اتنا حوصلہ نہیں تھا۔غصے میں اُسے طلاق تو دے چکا تھا اب اس کا کرن پر کوئی حق بھی نہیں تھا۔

Urdu Novels Ghar

کرن نے اپنا بیگ پکڑا اور وہاں سے چلی گئی اسے فضل نے پاشا کے پاس بھیجا تھا جو اس کی مدد کر سکتا تھا شاہ میر کے مرنے کے بعد پاشا ایک بار فضیل سے ملنے آچکا تھا

اور اپنا کارڈ بھی دے کر گیا تھا وہی کارڈ فضیل نے کرن کو دیا تھا۔

کرن نے اب شہر جا کر کارڈ پر درج ایڈریس پر پہنچنا تھا۔کچھ گھنٹوں کی مسافت طے کر کے کرن شہر پہنچ گئی۔

اس نے کچھ لوگوں سے کارڈ پر درج ایڈریس کا معلوم کیا کچھ نے راستہ بھی بتایا لیکن کرن کو سمجھ نہیں آیا۔

اکسکیوزمی کرن نے سامنے کھڑے آدمی کو مخاطب کرتے کہا ۔

جس نے موبائل کان سے لگایا ہوا تھا اس نے مڑ کر کرن کہ طرف دیکھا۔

جی؟آدمی نے پوچھا۔

کیا آپ مجھے اس ایڈریس کا بتا دیں گے ؟

کرن نے کارڈ کو آدمی کے سامنے کرتے پوچھا ۔

Urdu Novels Ghar

جس نے کارڈ کو دیکھ کر دوبارہ کرن کی طرف دیکھا تھا۔

اگر آپ برا نا. منائے تو کیا میں آپ کو اس جگہ پر چھوڑ دو آدمی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

جی جی آپ کا بہت بہت شکریہ کرن نے خوشی سے کہا۔

وہ سامنے میری گاڑی کھڑی ہے آپ بیٹھیے میں آتا ہوں آدمی نے کہا کرن گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔

یہ پاشا کے پاس کیوں جانا چاہتی ہے اور کون ہے یہ؟ اسلم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گاڑی کی طرف چلا گیا۔

اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو ہرگز گاڑی میں نا بیٹھتی لیکن یہاں تو کرن تھی جو پہلے ہی کسی ایسے کی تلاش میں تھی جو اسے گھر تک چھوڑ دے۔

اسلم کرن کو آفندی کے پاس لے گیا تھا۔

گاڑی رکتے ہی کرن نے حیرانگی سے بڑے سے گھر کو دیکھا۔

کرن باہر نکل آئی تو اسلم نے اسے پیچھے آنے کا اشارہ کیا جو اسلم کے پیچھے چل پڑی تھی۔

آفندی نے دروازہ ناک کیااور روم میں داخل ہوا کرن بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔

آفندی سامنے بیٹھا سگریٹ کے گہرے کش لے رہا تھا۔

اس نے اسلم کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھا تو غصے سے اسلم کی طرف آیا۔

کون ہے یہ؟ آفندی نے اسلم کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا۔

وہ پہلے ہی غصے میں بھرا بیٹھا تھا آگ اس نے ہی لگوائی تھی لیکن یہ سن کر اسے غصہ آیا تھا کہ شیرو کی فیملی محفوظ ہے اُن میں سے کسی کو کچھ نہیں ہوا کافی پاپڑ بیلنے کے بعد اسے شیرو کے وائٹ پیلس کا معلوم ہوا تھا۔ لیکن ساری محبت بے کار گئی تھی۔

سر یہ لڑکی پاشا کو تلاش کر رہی تھی

مجھے لگا یہ آپ کے کام آسکتی ہے اسلم نے آہستگی سے کہا۔

اوراس کی بات سن کر آفندی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

تم. جاؤ یہاں سے آفندی نے کہا تو اسلم وہاں سے چلا گیا۔

بیٹھو آفندی نے کرن کو. دیکھتے کہا اس نے اب غور سے کرن کو. دیکھا تھا جس نے بلیو جینز کے ساتھ گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنی تھی اور ڈوپٹہ لینا اس نے گوارہ نہیں کیا۔

کرن صوفے پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔

تم پاشا کو کیوں تلاش کر رہی ہو؟

آفندی نے کرن کے سامنے بیٹھتے پوچھا

وہ میرے بھائی کے دوست تھے اور مجھے اُن کی مدد چاہیے

کرن نے صاف گوئی سے کہا۔

کیسی مدد؟ آفندی نے دلچسپی سے پوچھا

جس نے میرے بھائی کا قتل کیا ہے میں اُسے جان سے مارنا چاہتی ہو اور اس کام میں پاشا میری مدد کر سکتا ہے

کرن نے سنجیدگی سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

پاشا تمھاری مدد نہیں کرے گا کیونکہ اس وقت وہ خود بہت کمزور ہو گیا ہے۔اور کمینہ کسی بھی وقت مر سکتا ہے

آفندی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب؟کرن نے ناسمجھی سے پوچھا

پاشا نے میری گرل فرینڈ کو مار دیا اور میں اُسے کسی بھی وقت مار دوں گا اگر میں نے نہیں مارا تو کوئی اور مار دے گا سالے کے بہت سے دشمن ہیں۔

آفندی نے ہنستے ہوئے کہا۔

تم کون ہو؟اور پاشا کو کیا آسانی سے مار دو گے؟تمھارے لیے آسان ہے؟

کرن نے اپنے ڈر پر قابو پاتے پوچھا کیونکہ آفندی کی باتوں نے اسے ڈرا دیا تھا۔

پاشا میرے سامنے چوہے کے برابر ہے جسے میں کسی بھی وقت اپنے پاؤں سے مسل سکتا ہوں

آفندی نے مسکرا کر کہا۔

توکیاآپ میری مدد کریں گے ؟ کرن نے آفندی کو دیکھتے پوچھا کیونکہ وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی جو پاشا کو مار سکتا ہے وہ پاشا سے زیادہ ہی طاقتور ہو گا اور اسے اپنا مطلب پورا کرنا تھا اب چاہے اس کی مدد پاشا کرے یا سامنے بیٹھا شخص اس سے کرن کو فرق نہیں پڑتا تھا۔

تم مجھ سے کیا چاہتی ہو تم ؟

آفندی نے کرن کو گہری نظروں سے دیکھتے وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

اپنے بھائی کے قاتل کی جان لینا چاہتی ہوں

اور اس کے لیے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں

کرن نے سرد لہجے میں آفندی کو دیکھتے کہا۔

خوبصورت لڑکی کا بدلہ بھی خوبصورت ہی ہو گا میں تمھاری مدد کروں گا

لیکن بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟

آفندی نے کرن کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پوچھا۔

کیا مطلب ؟ کرن نے نا سمجھی سے آفندی کو. دیکھتے کہا۔

دیکھو لڑکی آجکل کے زمانے میں کوئی بھی کام مفت میں نہیں ہوتا بلکہ ایک قیمت ادا کرنے پڑتی ہے اور وہ قیمت کچھ بھی ہو سکتی ہے

آفندی نے وائن کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے میں تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکتی۔

کرن نے پریشانی سے کہا۔

تمھارے پاس بہت کچھ مجھے دینے کے لیے

آفندی نے چہرے پر خباثت لیے مزید کہا۔

کرن کو آفندی کی نظریں عجیب لگ رہی تھیں۔

کیا جو میں چاہتا ہوں وہ تم مجھے دو گی؟

اگر تمھارا جواب ہاں میں ہے تو میں بھی تمھاری مدد کروں گا اگر نا میں تو سوری میں بنا مطلب کے کوئی کام نہیں کرتا۔

آفندی پیچھے صوفے سے ٹیک لگاتے کہا۔

مجھے منظور ہے تم جو بھی مانگو گے میں دینے کے لیے تیار ہوں لیکن میں اُس شخص کی بھی ویسی ہی موت چاہتی ہوں جیسی اُس نے میرے بھائی کو دی تھی ۔

کرن نے سنجیدگی سے کہا۔

آفندی اپنی جگہ سے اٹھ کر کرن کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔روم میں چلے پھر آفندی نے کرن کا چہرہ خود کی طرف کرتے کہا۔

دبیر زری کو اپنے فلیٹ پر لے آیا تھا جہاں پر اس نے پہلے بھی زری کو رکھا تھا۔

زری اُسی کمرے میں چلی گئی تھی جہاں پر اسے دبیر نے بند کیا تھا۔

دبیر نے فاز کو کال کی۔

جس نے تھوڑی دیر بعد فون اٹھالیا۔

کہاں ہو تم ؟اور سب ٹھیک ہے ؟ فاز نے پریشانی سے پوچھا۔

میں اپنے فلیٹ پر ہوں اور سب ٹھیک ہے تم سب کا خیال رکھنا

کچھ دنوں بعد ہم دوبارہ بلیک پیلس چلے جائیں گے کسی کے ڈر سے ہم اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتے۔

اور دبیر تو ایسا کبھی نہیں کرے گا تم پتہ لگاؤ یہ آفندی کا کام ہے یا پاشا کا؟

جتنا جلدی ہو سکے مجھے اُس شخص کا نام بتاؤ۔

دبیر نے سرد لہجے میں کہا۔

کیا تم نہیں جانتے یہ سب کس نے کیا؟

فاز نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

جانتا ہوں بس کنفرم کرنا چاہتا ہوں دبیر نے کہا۔

ٹھیک ہے ویسے یہ کام. مجھ سے زیادہ تم. بہتر طریقے سے کر سکتے ہو

فاز نے دبے چھپے لفظوں میں کہا۔

تم بھی معلوم کرو میں بھی کوشش کرتا ہوں

دبیر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

اس نے گہرا سانس لیتے کمرے کے بند دروازے کی طرف دیکھا۔

اور کمرے کی طرف چلا گیا۔

دبیر روم میں داخل ہوا تو زری ہادی کا کمبل ٹھیک کر رہی تھی جو ابھی سویا تھا۔

اس ک ارادہ واشروم جا کر نل کے نیچے اپنا ہاتھ رکھنے کا تھا۔

زری وہاں سے جانے لگی کہ دبیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا

زری کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی تھی۔

کیا ہوا دبیر نے حیرانگی سے زری کے ہاتھ کی طرف دیکھتے پوچھا۔

لیکن اس کے سرخ ہوتے ہاتھ کو دیکھ کر اسے اپنا جواب مل گیا تھا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تمھارا ہاتھ جلا ہے

دبیر نے دبے دبے غصے میں زری کو دیکھتے کہا۔

میں ٹھیک ہوں میرا ہاتھ چھوڑو زری نے دھیمے لہجے میں کہا۔

دبیر نے زری کے ہاتھ پر گرفت اپنی مضبوط کی تو زری نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلہ گھونٹا تھا۔

اس کی آنکھوں میں نمکین پانی سے بھر گئی تھیں۔

تم نے کہا کہ تم ٹھیک ہو؟ تو اب تکلیف کیوں ہو رہی ہے۔

دبیر نے کہتے ہی سائیڈ ڈرا سے کریم نکالی اور زری کے ہاتھ پر لگانے لگا۔

میں خود کر لوں گی زری نے اپنا ہاتھ دبیر کے ہاتھ سے نکالنا چاہا لیکن دبیر کی گرفت اتنی بھی نرم نہیں تھی۔

تمہیں شوق ہے نا کہ ہر کام میں تمھارے ساتھ زبردستی کروں

دبیر نے دانت پیستے کہا۔

اور زری کے ہاتھ پر. کریم لگانے لگا۔

زری کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔ دبیر نے زری کے چہرے کی طرف دیکھا۔

زیادہ جلن ہو رہی ہے؟ دبیر نے پیار سے پوچھا۔

زری نے اپنے ہاتھ کو دیکھتے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس وقت دبیر کو زری اس قدر معصوم لگی تھی کہ بے ساختہ اس کے ہونٹ مسکرا پڑے تھے۔

دبیر بہت دھیان سے زری کے ہاتھ پر. کریم لگا رہا تھا کریم لگانے کے بعد دبیر نے زری کے اُسے ہاتھ کو کھینچا زری اس جھٹکے کے لیے تیار نہیں تھی اور سیدھا دبیر کے گلے الگی۔

میں نے کتنی بار کہا ہے رو یامت کرو میں بھٹک جاتا ہوں۔

دبیر نے زری کے بالوں پر اپنے لب رکھتے سر گوشی نما انداز میں کہا۔

جس کے آنسو میں روانگی آگئی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کیوں وہ رو رہی ہے۔

ابھی تھوڑی دیر تک جلن ٹھیک ہو جائے گی دبیر نے زری کے آنسو صاف کرتے کہا اسے لگا کہ شاید زری کے ہاتھ پر زیادہ جلن ہو رہی ہے جس کی وجہ سے وہ رو رہی ہے۔

زری جب چپ نہیں کی تو دبیر کے دماغ میں ایک خیال آیا جس پر اس نے فوراً عمل کیا تھا۔

اس نے جھک کر زری کے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چننے لگا۔

اپنی آنکھوں اور گال پر دبیر کے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے زری کے آنسو وہی تھم گئے تھے۔

کیا ہوا اور رونا ہے؟ دبیر نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا

زری کے گال سرخ ہو رہے تھے۔

مجھے چینج کرنا ہے زری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

لیکن اب تو مجھے اچھا لگ رہا تھا۔ دبیر نے گہرے لہجے میں کہا۔

کیا؟ زری نے حیرانگی سے پوچھا۔

بتاتا ہوں دبیر نے کہتے ہی باری باری زری کی دونوں آنکھوں پر پیار سے بوسہ دیا

یہ مجھے اچھا لگ رہا تھا۔

دبیر نے مسکرا کر کہا۔

زری کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

دبیر زری کی حالت اچھے سے سمجھ رہا تھا

جاؤ چینج کر لو اگر یہی رہی تو کھا جاؤں گا تمہیں دبیر نے شرارتی لہجے میں کہا۔

زری ایک سیکنڈ سے پہلے وہاں سے غائب ہوئی تھی۔

اس کے جاتے ہی دبیر مسکرا پڑا۔اسے پتہ ہی نہیں چلا زری کی وجہ سے اس کی ٹینشن کافی حد تک ختم ہو گئی تھی۔

—

یہ کس کا گھر ہے؟

رانی نے مریم کو دیکھتے پوچھا

میرا انکل کا فاز کہہ رہے تھے ہم کچھ دن یہی رہے گے۔

مریم نے بیڈ پر لیٹے والے انداز میں کہا۔

زری،ہادی اور دبیر بھائی ٹھیک ہیں؟

رانی نے مریم کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا

ہاں وہ ٹھیک ہیں۔

تم. پریشان مت ہو کچھ دنوں تک وہ بھی یہی آجائے گے اگر ہمارا گھر ٹھیک ہو گیا تو ہم.

واپس وہی چلے جائیں گے۔

مریم نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

رانی... مریم نے اچانک یاد آنے پر اُٹھ کر رانی کی طرف دیکھا۔

کیا ہوا؟

رانی نے حیرانگی سے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

تم سے جب میں نے مصطفیٰ بھائی کے بارے میں پوچھا تو سیدھے منہ جواب نہیں دیا اور اب نکاح بھی کر لیا۔

مریم نے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا ۔

تو کیا نا کرتی ؟ رانی نے الٹا سوال کیا

نہیں کر لیتی لیکن تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟

مریم کی سوئی ابھی تک وہی اٹکی ہوئی تھی۔

بہن غلطی ہو گئی مجھ سے کیا معافی ملے گی ؟

رانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ہمم بلکل ملے گی مریم نے ہنس کر کہا اور اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

کہاں جا رہی ہو ؟

رانی نے مریم کو ڈوپٹہ سیٹ کرتے دیکھ پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

اپنے کمرے میں اور مصطفیٰ بھائی بھی میرے نکلنے کا انتظار کر رہے ہونگے

مریم نے شرارتی لہجے میں کہا۔

رانی نے گھور کر دیکھا تھا جس پر مریم ہنس پڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

میر سیدھا احد کے پاس آیا تھا یہ اس کی روزانہ کی روٹین تھی رات اپنے کمرے میں جانے سے پہلے وہ احد کے پاس آتا تھا۔

لیکن سامنے خالی بیڈ کو دیکھ کر میر کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

پورا کمرا خالی تھا۔

کبیر، اسد میر نے باہر آتے دونوں کو آواز دیتے بلایا۔

سب اپنے کمروں سے باہر آ گئے تھے۔

کیا ہوا میر؟

Urdu Novels Ghar

زین نے سنجیدگی سے پوچھا حور بھی اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

احد اپنے کمرے میں نہیں ہے کہاں ہے وہ؟ میر نے زین کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پوچھا۔

لیکن زین کے کچھ بولنے سے پہلے ہی پیچھے سے آتی احد کی آواز نے اسے حیران کیا تھا۔

بھائی صاحب تم کیا چاہتے ہو پوری زندگی اُسی بیڈ پر لیٹا رہتا۔

احد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میر نے احد کو دیکھا اور اس کے گلے جا لگا مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں میر نے خوشی اور حیرانگی کے ملے جلے تاثرات میں کہا۔

سرپرائز دینا چاہتے تھے سب لوگ تمہیں

احد نے کہا جو کافی کمزور ہو گا تھا میر اور احد دونوں کی شکلیں سیم تھی لیکن دونوں میں اب زمین آسمان کا فرق تھا۔

میں تم سے ناراض ہوں میر نے احد کی دیکھتے کہا جو ہنس پڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

ہونا بھی چاہیے میں نے واپس آنے میں بہت دیر جو کر دی

احد نے کہا۔

میر کے چہرے کی خوشی دیکھ کر احد کو کو خوشی ہوئی تھی اور وہ خود کو خوش قسمت سمجھتا تھا کہ میر اس کا بھائی ہے۔

تم ابھی کمرے میں چلو پہلے میں تمھارا اچھے سے چیک اپ کرواؤں گا اور جب مجھے تسلی ہو جائے گی کہ تم اب ٹھیک ہو تو پھر تم کمرے سے باہر نکلو گے۔

میر نے سنجیدگی سے کہا اور احد کو کمرے کی طرف لے گیا باقی سب کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

مسز ہم بھی اپنے کمرے میں چلیں زین نے تھوڑا جھک کر حور کے کان کے پاس سرگوشی نما انداز میں کہا۔

حور نے مسکرا کر زین کی طرف دیکھا تھا۔

باقی سب بھی اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔

تم نے جھوٹ کیوں بولا؟

مصطفیٰ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی رانی نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے کمر پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔

مصطفیٰ پہلے تو حیران ہوا پھر مسکرا پڑا۔

چلو میرے جھوٹ کا کچھ تو فائدہ ہوا تم نے نکاح کر لیا۔

مصطفیٰ نے رانی کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے کہا۔

جو اس کے سینے سے الگی تھی۔

پہلے میری بات سن لو رانی

مصطفیٰ نے چہرے پر سنجیدگی لاتے کہا۔

میں تم سے بہت بار معافی مانگ چکا ہوں

Urdu Novels Ghar

اور اگر تم چاہو تو پوری زندگی تم سے معافی مانگ سکتا ہوں کیونکہ میری غلطی سچ میں معافی کے قابل نہیں ہے۔

میں نے تمہیں بہت تکلیف پہنچائی ہے رانی اور میں بھی سکون میں نہیں رہا اور میں جانتا ہوں میں نے تمھارے ساتھ بہت برا کیا لیکن پھر بھی تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں

پلیز مجھے معاف کر دو۔

مصطفیٰ نے رانی کے چہرے کو اوپر کرتے کہا۔ جو اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

کچھ پل مصطفیٰ رانی کے جواب کا انتظار کرتا رہا لیکن جب رانی خاموش رہی تو مصطفیٰ ہلکا سا مسکرا پڑا

میں ہر روز تم سے معافی مانگوں گا رانی

اور اگر تم. مجھے پوری زندگی بھی معاف نہیں کروں گی تو بھی میں تمہیں فورس نہیں کروں گا۔

بس مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اب تم. میری ہو اور کوئی تمہیں مجھ سے دور نہیں کر سکتا۔

اور مصطفیٰ نے گہرا سانس لیتے مزید کہا۔

جب تک تم مجھے اجازت نہیں دو گی میں تمھارے قریب نہیں آؤں گا۔

ہاں کبھی کبھار بھٹک سکتا ہوں چھوٹی موٹی گستاخی تو چلتی رہے گی

آخری بات مصطفیٰ نے شرارتی لہجے میں کہی۔

رانی جو سنجیدگی سے مصطفیٰ کی بات سن رہی تھی آخری بات پر اسے گھوری سے نوازہ اور پیچھے ہٹ گئی۔

مصطفیٰ قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا رانی چینج کرنے چلی گئی تھی۔اور مصطفیٰ بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹ گیا۔

ارحم کیسے ہو یار آفندی نے خوشگوار لہجے میں ارحم کو دیکھتے پوچھا۔

جس نے ایک آبرو اچکاتے آفندی کو دیکھا تھا۔

اس سے پہلے آفندی کچھ کہتا اس کی نظریں کرن کی طرف گئی تھیں۔

ارحم نے بھی آفندی کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو ایک پل کے لیے حیران ضرور ہوا تھا۔

یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟ ارحم نے دل میں سوچا۔

ارحم اس سے ملو یہ ہے کرن

میری نئی گرل فرینڈ آفندی نے ہنستے ہوئے کہا۔

ارحم نے سرد نظروں سے کرن کو. دیکھا تھا۔

کرن یہ ہے ارحم اپنی مرضی کا مالک

جب دل کرتا ہے کام کرتا ہے ورنہ نہیں کرتا آفندی نے کرن. کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مسکرا پڑی تھی۔

یہ تمھاری چوتھی گرل فرینڈ ہے نا اور اس سے پہلے والی تین کو کسی نا کسی نے مار دیا تھا

Urdu Novels Ghar

ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں ارحم نے عام سے لہجے میں آفندی کو. دیکھتے پوچھا ۔

کرن کے چہرے پر ایک سایہ سا آکر گزرا تھا

آفندی نے گھور کر ارحم کو دیکھا۔

آفندی کو. ارحم کچھ ماہ پہلے ملا تھا اس کا مال باہر کے ملک جانا تھا اُس وقت ارحم نے اس کی مدد کی تھی ۔

بعد میں دونوں ایک دوسرے سے

ملنے لگے ارحم آفندی کے چھوٹے موٹے کام کر دیتا تھا۔

اور اُس کے بدلے میں وہ آفندی سے بہت سا پیسہ لیتا تھا۔کام بھی وہ کرتا تھا جو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا تھا۔

ارحم کو مزاح کی عادت ہے آفندی نے کرن کو دیکھتے کہا۔

مزاح... ارحم نے ہنستے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

میں چلتا ہوں لیکن جو تم نے جو کچھ شیر و کے گھر کے ساتھ کیا اب اُس کے رد عمل کے لیے بھی تیار ہو جاؤ تمہیں میں نے منع کیا تھا لیکن تم نے میری بات نہیں مانی

اب دیکھو وہ کیا کرتا ہے ارحم نے ایک نفرت بھری نظر کرن پر ڈالتے کہا جو آفندی کے ساتھ چپک کر بیٹھی ہوئی تھی۔

ارحم کہتے ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

یہ شیر و کون ہے؟ کرن نے ارحم کے جاتے پوچھا

ہے ایک کمینہ جس نے میری زندگی حرام کی ہوئی تھی۔

آفندی نے غصے سے کہا۔

کرن خاموش ہو گئی تھی۔

مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے

زری نے دبیر کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

اس نے رات سوچ لیا تھا۔ کہ وہ دبیر سے پوچھے گی کہ وہ کون ہے؟اور کیا کام کرتا ہے۔

دبیر نے حیرانگی سے زری کی طرف دیکھا

جس نے سادہ سا سکن کرکا سوٹ پہنا تھا۔

مجھے گھورنا نہیں ہے جواب دینا ہے زری نے دبیر کو خود کو گھورتے دیکھ کر دانت پیستے کہا۔

ابھی تو میں نے گھورا نہیں ہے جب گھور کر دیکھوں گا تو تم نے کہنا ہے مجھے کیا کھا جانا ہے تم نے؟ دبیر نے آواز باریک کرتے زری کو دیکھتے کہا۔

بدتمیز...

زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ابھی تم نے میری بدتمیزی دیکھی کہاں ہے میڈم میری بدتمیزی دیکھ کر پکا تم. شرما جاؤ گی۔

دبیر نے زری کے چہرے کی طرف جھکتے ہوئے کہا جو دبیر کے قریب آنے پر توڑا سا پیچھے ہٹ گئی تھی۔

کیا بات کرنی تھی؟

دبیر نے مسکرا کر پوچھا

تم کون ہو؟ اور کیا کام کرتے ہو؟ تمھارا حویلی میں آنے کا مقصد کیا تھا؟

زری نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

ایک ساتھ اتنے سوال؟ دبیر نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

میں کون ہوں؟

میں دبیر عباس ہوں جسے لوگ بے رحم بھی کہتے ہیں۔

میں کیا کام کرتا ہوں؟

ہمم میں لوگوں کو مارتا ہوں

دبیر نے زری کی خوف سے پھیلی ہوئی آنکھوں میں دیکھتے مزید کہا۔

اور میں حویلی میں کا لینے آیا تھا وہ رات تمہیں بتاؤں گا تفصیل سے

Urdu Novels Ghar

کیونکہ ابھی میں اپنے دوسرے دشمن کی جان لینے جارہاہوں

دبیر نے ایک آنکھ دباتے کہا۔

تم لوگوں کو کیوں مارتے ہو؟زری نے اپنے ڈر پر قابو پاتے پوچھا۔

براانسان برے کام ہی کرے گاناتم ایک برے انسان سے اچھے کی امید کیسے رکھ سکتی ہو

دبیر نے زری کے بالوں کی لٹ کو کھینچتے ہوئے کہا۔

میں چلتاہوں باقی کے تمھارے سوالوں کا جواب رات کو دوں گا۔

دبیر نے زری کے چہرے پر پھونک مارتے کہااور وہاں سے چلا گیا۔

زری پیچھے سوچ میں پڑ گئی تھی کیا جو کچھ دبیر نے کہاوہ سچ ہے؟

فاز کوایک ضروری کام کے سلسلے میں گھر سے نکلناپڑا تھااور اُسی کام کو نپٹا کر وہ واپس جارہا تھا

۔

رات کا وقت تھا سڑک سنسان تھی۔

فاز کا موبائل رنگ ہوا اس نے موبائل کی طرف دیکھا اور جب سامنے دیکھتے ہی اس نے جلدی سے بریک پر پاؤں رکھا تھا لیکن مقابل فاز کی گاڑی سے ٹکرا چکا تھا۔

فاز جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا اور بے ہوش پڑے وجود کے پاس گیا۔

اُف یہ کیا ہو گیا فاز نے زمین پر پڑے وجود کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے کہا۔

فاز نے لڑکی کے چہرے سے ڈوپٹہ پیچھے کیا جس کے سر سے خون نکل رہا تھا بے شک وہ لڑکی رات کے اندھیرے میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

فاز نے اس کی نبض چیک کی جو دھیمی دھیمی چل رہی تھی۔

فاز نے اسے اٹھایا اور گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر لیٹا دیا

فاز نے اپنی گاڑی کو ہسپتال کی طرف موڑ لیا تھا۔

—

لڑکی کو ہوش آگیا تھا۔نرس کے بتانے پر فاز کمرے میں داخل ہوا اسے کے چہرے سے ہی تھکن عیاں ہو رہی تھی۔پوری رات وہ سویا نہیں تھا۔

فاز کی نظر سامنے لیٹی تقریباً پچیس سال کی لڑکی کی طرف گئی جس کے سر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

کیسی ہیں آپ اب؟فاز نے سنجیدگی سے پوچھا۔

لڑکی نے آنکھیں کھول کر فاز کو دیکھا۔ایک پل کے لیے وہ حیران رہ گئی تھی۔جس نے بلیو جینز کی پینٹ کے ساتھ وائیٹ شرٹ پہنی تھی بازو کو کہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا سفید شرٹ اب دھول اور خون کی وجہ سے عجیب ہی لگ رہی تھی ماتھے پر بکھرے بال آنکھوں میں نیند کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔

آپ مجھے اپنے گھر میں سے کسی کا نمبر دے دیں میں اُن کو کال کر دیتا ہوں وہ پریشان ہو رہے ہونگے

فاز نے تھوڑی دیر لڑکی کے جواب کا انتظار کیا لیکن جب اُس نے جواب نہیں دیا تو گھر کا پوچھا۔

میرا کوئی گھر نہیں ہے

لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔

فاز کے ماتھے پر بل پڑے تھے

کیا مطلب؟

فاز نے پوچھا۔

میری بھابھی اپنے بھائی سے میرا نکاح کروانا چاہتی تھی جو میرے باپ کی عمر کا تھا۔بھائی بھی خاموش تھے

تو میں گھر سے بھاگ گئی۔

Urdu Novels Ghar

لڑکی کہتے ہی خاموش ہو گئی تھی۔

فاز نے کچھ سیکنڈ لڑکی کو دیکھا اور اس کا نام پوچھا۔

میرا نام مریم ہے

لڑکی نے جواب دیا۔

فاز نے نام سن کر گہرا سانس لیا تھا۔ضروری نہیں کہ دنیا میں صرف ایک لڑکی کا نام ہی مریم ہو

فاز نے دل میں سوچا۔

آپ آرام کریں میں بعد میں آتا ہوں

فاز نے کھڑے ہوتے کہا۔

کہاں جا رہے ہیں آپ مریم نے جلدی سے پوچھا۔

فاز نے ایک آبرو اچکاتے اُس کی طرف دیکھا میرا مطلب ہے میں یہاں کسی کو نہیں جانتی

مریم نے جلدی سے اپنی بات کی درستگی کرتے کہا۔

آپ کو یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا

فاز کہتے ہی وہاں رکا نہیں تھا اور وہاں سے چلا گیا۔

مسئلہ تو اب سچ میں نہیں ہو گا

لڑکی نے مسکرا کر کہا اور اپنی آنکھیں موند لیں تھیں۔

میں سوچ رہا تھا کیوں نا آج اپنی بیگم صاحبہ کو شاپنگ کروادی جائے آج اُس نے بنا میرے کہنے پر کافی بنا کر دی ہے یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے

دبیر نے اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے زری کو دیکھتے کہا۔

میرا موڈ نہیں ہے

زری نے منہ بسورتے کہا۔

بیگم صاحبہ میں نے آپ سے پوچھا نہیں ہے آپ کو بتایا ہے دبیر نے زری کو اپنے سامنے کھڑا کرتے مسکرا کر کہا۔

تم بہت زیادہ بد تمیز ہو زری نے دانت پیستے کہا۔

بہت زیادہ بیگم صاحبہ اور یہ بٹن جوڑ دو دبیر نے اپنی شرٹ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

دوسری شرٹ پہن لو زری نے مشورہ دیتے کہا۔

بہت بہت شکریہ آپ کا لیکن مجھے یہی شرٹ پہنی ہے۔

دبیر نے دل جلا دینے والے انداز میں کہا۔

تو ٹھیک ہے مجھے شرٹ اتار کر دو میں بٹن لگا دیتی ہوں۔

زری نے جان چھڑوانے والے انداز میں کہا۔

سوری شرٹ میں نہیں اتار سکتا وہ سائیڈ ٹیبل میں تمھاری مطلوبہ چیزیں موجود ہیں جلدی سے بٹن لگا دو دبیر نے سائیڈ ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

زری نے کھا جانے والی نظروں سے دبیر کو دیکھا تھا۔

بیگم ایسے مت دیکھو پیار ہو جائے گا۔

دبیر نے زری کے چہرے کی طرف جھکتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔

زری ہڑ بڑا کر جلدی سے پیچھے ہوئی تھی اور سائیڈ ٹیبل سے اس نے سوئی اور دھاگا نکالا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ دبیر کتنا ضدی ہے کرنی اس نے اپنی مرضی ہے۔

زری نے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ دبیر کی شرٹ کی طرف بڑھائے جو اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔

اتنی دور کیوں کھڑی ہو

دبیر نے زری کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے کہا جو کچھ زیادہ ہی قریب آگئی تھی۔

دبیر کے پرفیوم کی خوشبو اتنی تیز تھی کہ زری کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

زری نے غصے سے دبیر کو دیکھا تھا۔

جلدی کرو پھر شاپنگ کے لیے بھی جانا ہے۔

ورنہ پورا دن بھی تم میرے قریب کھڑی رہ سکتی ہو مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے ایک آنکھ دباتے بے باکی سے کہا۔

ٹھرکی انسان زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور جلدی جلدی اپنے ہاتھ چلانے لگی۔

لیکن دبیر کے ہاتھ زری کو اپنی کمر پر گردش کرتے محسوس ہو رہے تھے۔جو اسے کپکپانے پر. مجبور کر گئے تھے۔

دبیرا گر تمھارے ہاتھوں کو سکون نہیں ہے تو مجھے دے دو میں ان کو توڑ دوں گی

زری نے اوپر دیکھتے سنجیدگی سی کہا۔

دبیر زری کی بات سن کر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

یار تم نازک سی جان میرے ہاتھ کیسے توڑ سکتی ہو دبیر نے زری کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھتے کہا۔

تمھارا اس طرح مجھے گھورنا زہر لگتا ہے دبیر

زری نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن مجھے اچھا لگتا ہے دبیر نے کندھے اچکاتے کہا۔

زری نے قینچی کے لیے دائیں جانب نظر دوڑائی دبیر نے جلدی سے جھک کر قینچی کو پکڑ لیا۔

ڈراموں میں اگر قینچی نا ہو تو ہیروئین اپنے دانتوں سے دھاگہ توڑتی ہے دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن میں ڈراموں کی ہیروئین نہیں ہوں زری نے طنزیہ لہجے میں کہتے دھاگے کو زور سے کھنچا جو ٹوٹ گیا تھا۔

واہ کیا بات ہے دھاگا ایسے بھی ٹوٹ جاتا ہے مجھے آج پتہ چلا دبیر نے متاثر ہوتے کہا۔

بیگم صاحبہ میں آپ باہر انتظار کر رہا ہوں جلدی آجاؤ

اور مجھے کسی قسم کا بہانہ نہیں چاہیے ورنہ اپنی گود میں اٹھا کر پوری مارکیٹ کا چکر لگواؤں گا

دبیر نے سنجیدگی سے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

زری نے زور سے اپنا پیر پٹخا تھا۔

نغمہ بیگم نے اپنا سامان پیک کیا اور رضیہ کو اپنے ساتھ آنے کا کہا۔

دونوں جب حویلی سے باہر نکلنے لگی تو سامنے فضیل اعوان کھڑا دونوں کو گھور رہا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم یہاں سے باہر جا سکتی ہو؟

فضیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

نغمہ کو فضیل کی پر سوار سی مسکراہٹ سے ڈر محسوس ہوا تھا۔

تم مجھے روک نہیں سکتے فضیل نغمہ نے سنجیدگی سے کہا۔

روک سکتا ہوں اور میرے ہوتے ہوئے تم یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتی

فضیل نے اپنی ہاتھ میں پکڑی گن کا رخ نغمہ بیگم کی طرف کرتے کہا

اور ایک بھی سیکنڈ ضائع کیے بغیر گن کا ٹریگر دبا دیا۔

Urdu Novels Ghar

گولہ کی آواز پوری حویلی میں گونجی تھی رضیہ نے آنکھیں پھاڑے نغمہ بیگم کی طرف دیکھا۔

زری اور دبیر ایک مال میں شاپنگ کرنے آئے تھے۔

زری نے تو کچھ لینا نہیں تھا بے دلی کے ساتھ جو دبیر لے کر دیتا بنا کچھ کہے لے لیتی

میری بیوی لگتا ہے مال آکر گونگی ہو گئی ہے

دبیر نے زری کی خاموشی پر چوٹ کرتے کہا۔

جب کسی کا دل نا کر رہا ہو اور اُسے زبردستی شاپنگ کرنے لایا جائے تو وہ لڑکی پھر گونگی ہو کر ہی چلتی ہے زری نے دبیر کو ٹکا کر جواب دیتے کہا۔

بھابھی جی... اس سے پہلے دبیر کچھ بولتا

پیچھے سے آتی کرن کی آواز نے دونوں کو حیران کیا تھا۔

کرن آنکھوں میں نفرت لیے دبیر اور زری کو دیکھ رہی تھی

بڑی ہی کوئی بے شرم لڑکی ہو میرے بھائی کو مرے ابھی اتنا وقت بھی نہیں گزرا اور تم کسی دوسرے مرد کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہو۔

تمھاری تو پہلے سے اس پر نظر تھی اور میرے بھائی کو دھوکا دے رہی تھی۔

کرن نے اپنی زبان کے جوہر چلاتے زہر اگلتے کہا۔

اس کے ساتھ کھڑا آفندی تو گہری نظروں سے زری کو دیکھ رہا تھا۔

زبان سنبھال کر بات کرو لڑکی بیوی ہے میری اور اگر میری بیوی کے خلاف کسی نے بھی کچھ کہا تو اپنی جان سے جائے گا۔

دبیر نے کرن کو تنبیہ کرتے کہا۔

زری تو کرن کو اپنے سامنے دیکھتے اور اس کی باتیں سن کر پریشان ہو گئی تھی اسے سمجھ نہیں آئے کیا کہے

شاید ہمت نہیں تھی کچھ بولنے کی۔

بیوی تو شادی بھی کر لی

کرن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تم سے تو بہتر ہے نانکاح کر کے میرے ساتھ رہ رہی ہے ورنہ تم تو بنا نکاح کے ہی لوگوں کی راتیں رنگین کر رہی ہو

دبیر نے تمسخرانہ انداز میں کہتے آفندی کی طرف دیکھا۔

جو حیران ضرور ہوا تھا۔

اپنی بکواس بند کرو کرن نے غصے میں کہتے اپنے قدم زری کی طرف بڑھائے

دبیر خود زری کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔اس پاگل عورت کو یہاں سے لے جاؤ ورنہ آج میرے ہاتھوں اپنی جان کھو دے گی ۔

دبیر نے سرد لہجے میں کرن کو دیکھتے آفندی کو کہا۔

کرن چلو یہاں سے آفندی نے اس کو بازو سے پکڑتے کہا۔

لیکن جانے سے پہلے دبیر کے کان میں کہا۔

تمھاری بیوی بہت خوبصورت ہے۔

آفندی نے خباثت سے کہا۔

آفندی صاحب دبیر نے مسکرا کر آفندی کو دیکھتے کہا جو سوچ رہا تھا دبیر اس کی بات پر غصہ کرے گا۔

تم مجھے یہی مل گئے میرے لیے آسانی ہو گئی تو میں نے تمہیں دو گڈ نیوز دینی تھی۔

پہلی پاشا مر. چکا ہے اور دوسری دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا تم تھوڑی دیر بعد پتہ چل جائے گی جیسے سن کر تمھارے چہرے کی مسکراہٹ ضرور غائب ہو گی۔

دبیر ہنستے ہوئے کہا

آفندی غصے میں کرن کو وہاں سے لے کر چلا گیا تھا۔

تمہیں کیا ہوا اور اُس کے سامنے تمھارے زبان پر تالا کیوں لگ گیا میرے سامنے تو بہت زبان چلتی ہے تمھاری دبیر نے زری کو گھورتے ہوئے کہا۔

جس نے دبیر کو ڈبل گھوری سے نوازہ تھا۔

اب چلو دبیر نے زری کا ہاتھ پکڑتے کہا اور وہاں سے لے گیا۔

—-

فضیل نے جب ٹریگر دبایا تھا تو پیچھے سے آتے فاز نے گن کا رخ آسمان کی طرف کر دیا تھا۔

نغمہ بیگم دبیر کو کال کر کے اپنے آنے کی اطلاع دی تھی اور دبیر نے کہا تھا کہ فازان کو لینے آئے گا فاز ہسپتال سے سیدھا گاؤں آیا تھا لیکن جب اس نے فضیل کو نغمہ بیگم پر گن تانے دیکھا تو جلدی سے فضیل کے پاس آیا تھا۔

آپ ٹھیک ہیں رضیہ نے نغمہ بیگم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا جنھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

آپ دونوں گاڑی میں جا کر بیٹھیں میں آتا ہوں فاز نے فضیل کے ہاتھ سے گن لیتے کہا۔

نغمہ بیگم نے ایک نفرت بھری نظر فضیل پر ڈالی اور وہاں سے چلی گئی تھی جو ان کے جان لینا چاہتا تھا۔

انکل کیسے ہیں آپ؟کافی دنوں بعد ملاقات ہوئی ہے۔

فاز نے گن کو دیکھتے فضیل کو کہا۔

جو فاز کے یہاں آنے پر اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔

فاز نے ایک نظر پیچھے مڑ کر دیکھا نغمہ بیگم اور رضیہ وہاں پر نہیں تھیں

اس نے گن کا رخ فضیل کے ٹانگوں کی طرف کیا۔اس سے پہلے فضیل کچھ سمجھتا

فضا میں گولی کی آواز گونجی تھی۔

فضیل کراہ کر وہی اپنا پاؤں کو پکڑے بیٹھ گیا۔

میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے پوری رات نہیں سویا اور واپس جا کر مجھے سونا ہے ورنہ

آپ کے پاس کچھ وقت ضرور ٹھہر جاتا۔

فاز نے گن کو اپنی پاکٹ میں رکھتے کہا۔

اور اپنے گلاسز لگاتے وہاں سے چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

فضیل وہی اپنی ٹانگ پکڑے بیٹھا کراہ رہا تھا۔

میں نے تمہیں کہا تھا آفندی شیر و سے دور رہو لیکن تم نے میری بات نہیں مانی اب جو نقصان ہوا ہے اسے بھگتو

ارحم نے آفندی کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا

جسے آتے ہی خبر ملی تھی کہ اس کے گودام میں آگ لگ گئی ہے اور اس کا کروڑوں کا مال جل کر راکھ ہو گیا تھا۔

اور اب آفندی کو پتہ چلا کہ شیر و کون سی نیوز کی بات کر رہا تھا۔

میرے اس گودام کے بارے میں سوائے تمھارے یا میرے اور کسی کو معلوم نہیں تھا پھر اُسے کیسے پتہ چلا؟

اُسے کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ میں کیا سوچ رہا ہوں آفندی نے غصے سے دھاڑتے کہا۔

پوچھ کر بتا سکتا ہوں ارحم نے کندھے اچکاتے اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے کہا۔

کیا؟آفندی نے نا سمجھی سے ارحم کو دیکھتے پوچھا۔

کہ شیر و کو سب کیسے پتہ چل جاتا ہے ارحم نے کہا.

مجھے حیرت ہوتی ہے خود پر کہ ابھی تک میں ٹھیک کیسے ہوں ورنہ تم کسی کو بھی پاگل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔

آفندی نے غصے سے گھورتے ہوئے ارحم کو کہا

پاگل انسان کو مزید پاگل نہیں کیا جاسکتا

ارحم نے الٹا آفندی کو جواب دیتے کہا۔

جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ارحم کا سر پھاڑ دے وہ ہمیشہ آفندی کا بلڈ پریشر زیادہ کر کے جاتا تھا۔

تم نے بیسٹ کے ساتھ کون سا پنگا لیا تھا جو وہ بھی تمھاری جان کا دشمن بنا ہوا ہے لیکن حیرت ہے ابھی تک وہ خاموش ہے ورنہ تم تک پہنچنا اُس کے لیے مشکل نہیں ہے۔

ارحم نے آفندی کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

میں نے بیسٹ پر نظر رکھی تھی پل پل کی خبریں بیسٹ کی مجھے ملتی تھیں۔میں اُسے مارنا چاہتا تھا۔کیونکہ سب لوگ اُس سے ڈرتے ہیں جب میں نے اس دنیا میں قدم رکھا تو میرے سامنے صرف ایک نام آیا تھا اور وہ بیسٹ کا تھا کہ اُسے کوئی ختم نہیں کر سکتا۔

اور پھر میں نے سوچا تھا میں بیسٹ کو مار کر اُس کی جگہ لوں گا۔

اور ایک دن میں نے اپنے آدمیوں کو کہہ کر اس کی گاڑی کی بریک فیل کروادی تھیں کیونکہ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

اُس کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

مجھے خبر ملی تھی کہ وہ مر گیا ہے

لیکن بعد میں وہ پتہ نہیں کیسے ٹھیک ہو گیا۔

آفندی نے حیرانگی سے کہا۔

ارحم جو غور سے آفندی کی بات سن رہا تھا ہنس پڑا۔

کس دنیا میں رہتے ہو تم؟

Urdu Novels Ghar

تمہیں کیا لگتا ہے تم آسانی سے بیسٹ پر نظر رکھ سکتے ہو اور اتنے دنوں سے تمھارے آدمیوں نے بیسٹ پر نظر رکھی ہوئی تھی لیکن اُسے معلوم نہیں ہوا؟

ارحم نے طنزیہ لہجے میں ہنستے ہوئے کہا۔

کیا کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو آفندی نے کہا۔

جس آدمی پر تمھارے آدمیوں نے نظر رکھی ہوئی تھی جسے وہ بیسٹ کہہ رہے تھے اگر وہ سچ میں بیسٹ ہوتا تو تمہیں اُسی دن اپنے آدمیوں کی لاشیں مل جاتی جنھوں نے بیسٹ پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ وہ بیسٹ نہیں تھا۔

ارحم کہتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔

تو پھر وہ کون تھا؟ آفندی نے حیرانگی سے پوچھا۔ یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے۔ ارحم نے آفندی کے چہرے کے تاثرات دیکھتے کہا۔ جو کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا تھا۔

کہاں تھے آپ پوری رات؟ فاز نغمہ بیگم اور رضیہ کو گھر لے آیا تھا وہ لوگ نیچے بیٹھے تھے رانی ان کے پاس ہی بیٹھی تھی تو فاز اوپر آگیا۔

آتے ہی مریم نے ماتھے پر تیوری لیے پوچھا۔

میں پوری رات ایک حسین لڑکی کے پاس تھا۔ فاز نے شرارتی لہجے میں کہا۔

تو اب بھی اسی کے پاس رہتے یہاں کیا لینے آئے ہیں آپ بلکہ آپ جائیں اُسے کے پاس

مریم جو پہلے ہی غصے میں بھری بیٹھی تھی فاز کی بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

فاز دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔

مریم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے باہر کی طرف دھکا دیا۔

فاز کمرے سے باہر جا کھڑا ہوا تھا۔

یار میری پوری بات تو سن لو فاز نے احتجاج کرتے کہا لیکن مریم اس کے منہ پر زور سے دروازہ بند کر چکی تھی۔

فاز نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا

Urdu Novels Ghar

فاز نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔

اس نے اپنا موبائل نکالا اور اسد کو کال کی

یار کوئی ایکسٹرا کمرا ہے میری بیوی نے مجھے کمرے سے نکال دیا ہے اور اس وقت مجھے آرام کرنے کے لیے ایک کمرا چاہیے

فاز نے معصومیت سے کہا۔

اسد فاز کی بات سن کر ہنسنے لگا تھا۔

بھائی صاحب ایسے کام ہی نا کیا کرو کہ بھابھی تمہیں کمرے سے نکالے

اسد نے ہنستے ہوئے کہا اور کمرے کے بارے میں بتانے لگا کیونکہ ابھی صرف فاز نے اپنا کمرہ ہی دیکھا تھا ابھی تو ٹھیک طرح اس نے پورا گھر بھی نہیں دیکھا تھا لیکن اس وقت اسے سب سے زیادہ چیز جو اہم لگ رہی تھی وہ اس کہ نیند تھی۔

مریم کو بعد میں منانے کا سوچ کر وہاں سے چلا گیا لیکن وہ نہیں جانتا تھا یہاں سے جا کر اس نے کتنی بڑی غلطی کی ہے مریم بے شک اب فاز کو نہیں چھوڑے گی کیونکہ وہ اندر بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ اب وہ دروازہ کھول دے گی۔

لیکن دوبارہ اسے فاز کی آواز نہیں آئی۔

کرن کیا تمھارے بھائی کا نام شاہ میر تھا؟ آفندی نے کرن کو دیکھتے پوچھا۔

ہاں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ کرن نے حیرانگی سے پوچھا

آفندی کچھ پل سوچتا رہا پھر بولا

تمھارے بھائی کے قاتل کا پتہ چل گیا ہے۔

کون ہے وہ؟

کرن نے بے تابی سے پوچھا

جسے تم آج ملی تھی

آفندی نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا مطلب ؟دبیر نے میرے بھائی کی جان لی لیکن کیوں ؟

کرن کو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

پاشا کا بھائی شیر وہے جسے تم دبیر کہہ کر بلارہی ہو تو خود ہی سوچ لو شیر و کیسا ہو گا۔

آفندی کہتے ہی کرن کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

دبیر... مجھے اُس سے اپنے بھائی کا بدلہ لینا ہے کرن نے دبیر کا نام منہ میں بڑبڑایا اور سامنے آفندی کو دیکھتے کہا۔

حساب تو میرے بھی اُسکی طرف بہت نکلتے ہیں۔

لیکن بس تھوڑا سا صبر کرلو آفندی نے زری کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ آگے کیا کرنا ہے لیکن سب سے پہلے اسے معلوم کرنا تھا کہ کون ہے وہ جو اس کی ساری معلومات شیر و کو دیتا تھا۔

Urdu Novels Ghar

نغمہ بیگم کمرے میں چلی گئی تھیں اور رانی نے سامنے ٹیبل پر پڑے برتن اٹھائے اور کچن کی طرف چلی گئی۔

سنک میں برتن رکھتے ہی رانی جب مڑی تو اپنے بے حد قریب کھڑے مصطفیٰ کو دیکھ کر اس کی چیخ نکلتی رہ گئی۔

تمھاری وجہ سے کسی دن مجھے ہارٹ اٹیک آجائے گا۔

رانی نے مصطفیٰ کو گھورتے ہوئے کہا۔

میرے ساتھ چلو مصطفیٰ نے رانی کی بات کو اگنور کرتے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے کی طرف لے گیا۔

کیا ہو گیا ہے؟ مجھے کچن میں کام ہے رانی نے کہا۔

مجھے بھی تم سے بہت ضروری کام ہے اور میں آپ کا ہی شوہر ہوں کبھی تو مجھ پر بھی اپنی نظر ڈال لیا کرو۔

مصطفیٰ نے کمرے میں آتے رانی کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔

کیا کام تھا؟رانی نے نظریں چراتے پوچھا۔

کام تو بہت سارے ہیں بس کبھی تم مجھے موقع دینا اچھے سے بتادوں گا۔

مصطفیٰ نے شرارتی لہجے میں رانی کو دیکھتے کہا۔

مصطفیٰ فضول گوئی سے پرہیز کریں رانی نے گھورتے ہوئے کہا۔

میں نے کیا کہا؟مصطفیٰ نے معصومیت سے پوچھا۔

میں جارہی ہوں رانی نے کہااور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی۔

روکو یار مصطفیٰ نے جلدی سے کہتے رانی کا ہاتھ پکڑا

میں یہ تمھارے لیے لایا تھا مصطفیٰ نے ایک خوبصورت سی پازیب رانی کے سامنے کرتے

کہا۔وہ جانتا تھا کہ رانی کو پازیب بہت پسند ہیں۔

رانی کی آنکھوں میں چمک دیکھ کر مصطفیٰ کو خوشی ہوئی تھی رانی نے پازیب لینے کے لیے

اپنا ہاتھ آگے بڑھایا لیکن مصطفیٰ نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔

Urdu Novels Ghar

میں خود پہنانا چاہتا ہوں۔ مصطفیٰ نے کہا اور رانی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جو خاموشی سے بیڈ کے کونے میں بیٹھ گئی تھی۔

مصطفیٰ نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے جھک کر رانی کے پاؤں میں پازیب پہنائی تھی۔

پرفیکٹ مصطفیٰ نے پازیب کو دیکھتے کہا۔ لگتا ہے یہ تمھارے پاؤں کے لیے ہی بنی تھی مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رانی کو بھی پازیب پسند آئی تھی اس لیے ہلکا سا مسکرا پڑی ۔

واللہ لڑکی ہنس پڑی اس مطلب ہنسی تو پھنسی مصطفیٰ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ڈرامائی انداز میں کہا۔

رانی مصطفیٰ کی اوور ایکٹنگ دیکھ کر اپنی ہنسی روک نہیں سکی تھی اور کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

ایسے ہی ہنستی رہا کرو اچھی لگی ہو مصطفیٰ نے رانی کے قریب آتے سرگوشی کرتے کہا۔

جس کی ہنسی ایک پل میں غائب ہوئی تھی۔

مصطفیٰ رانی نے آہستگی سے نام پکارا جو رانی کے اس قدر پیار سے پکارنے پر دل و جان سے فدا ہوا تھا۔

بولو میں سن رہا ہوں مصطفیٰ نے رانی کی گردن کو بائیں جانب اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا۔

رانی کی جھکی ہوئی لمبی پلکیں اس وقت مصطفیٰ کو بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

اس سے پہلے مصطفیٰ کچھ اور کہتا اس کا موبائل رنگ ہوا تھا

اس نے بھی ابھی رنگ ہونا تھا مصطفیٰ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور موبائل کان سے لگائے کمرے سے باہر چلا گیا۔

رانی مصطفیٰ کی حالت پر ہنس پڑی تھی۔

ابھی میں ہسپتال میں ہوں لڑکی نے مقابل کو کہا۔

کسی بھی طرح فاز کا اعتماد جیتو

اور جیسا میں نے کہا تھا ویسا ہی کرنا

مجھے کسی بھی حال میں اُس کی بیوی چاہیے اور دبیر کی موت مقابل نے سرد لہجے میں کہتے

فون کاٹ دیا۔

مریم نے چھوٹے سے موبائل کو آف کر کے دوبارہ اپنے پاس چھپا لیا تھا۔

اور آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

زری نغمہ بیگم اور اپنی ماں سے ملنے کے بعد مریم کے سامنے بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

جو منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

کیا ہوا؟ زری نے مریم کو دیکھتے پوچھا۔

کچھ نہیں

مریم نے سنجیدگی سے کہا۔

کچھ تو ضرور ہوا ہے لیکن تم بتا نہیں رہی زری نے مریم کے تاثرات دیکھتے کہا۔

کچھ نہیں زری میں ٹھیک ہوں

تم کیا کل میرے ساتھ مارکیٹ چلو گی؟

مریم نے پوچھا

مارکیٹ؟ کیا لینا ہے تم نے؟

زری نے حیرانگی سے پوچھا۔

مجھے خود کے لیے شاپنگ کرنی ہے اور میں گھر میں بیٹھی بور ہو رہی ہوں۔

مریم نے ناک سکڑے کہا۔

تو بہن اپنے شوہر کے ساتھ جاؤ زری نے مشورہ دیتے کہا۔

نہیں مجھے تمھارے ساتھ جانا ہے۔اُن کے ساتھ میں پھر کبھی چلی جاؤں گی۔

مریم نے کہا۔

زری کچھ پل سوچتی رہی پھر اس نے مریم کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی۔

فاز کو ضروری کام تھا اس لیے وہ بنا مریم سے ملے اگلی صبح گھر سے نکل گیا تھا۔

اور دبیر تو گھر نہیں آیا تھا۔

اگلے دن زری نے دبیر کو میسج کر دیا تھا کہ وہ مریم کے ساتھ مارکیٹ جا رہی ہے اگر دبیر میسج پڑھ لیتا تو کبھی بھی دونوں کو اکیلے گھر سے نکلنے کی اجازت نا دیتا۔

مریم اور زری گھر سے نکل آئی تھیں۔ڈرائیور ان کے ساتھ ہی تھا اور وہ دونوں زیادہ دور بھی نہیں گئی تھیں پاس والی مارکیٹ میں گئی تھیں۔

دونوں نے بہت ساری شاپنگ کی تھی۔

اور اب کچھ کھانے کے لیے کسی ریسٹورنٹ کی تلاش میں ارد گرد نظریں دوڑا رہی تھیں۔

ارحم جو آفندی کے ساتھ ایک میٹنگ کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔

ریسٹورنٹ سے دونوں باہر نکلے تو دونوں کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑی زری اور مریم پر پڑی۔

واہ آج شکار چل کر خود شکاری کے پاس آیا ہے

آفندی نے سامنے کھڑی زری کا ایکسرے کرتے کہا۔

ارحم نے بھی زری کو دیکھا تھا۔

کون ہے وہ؟ارحم نے اپنے لہجے میں لاپرواہی لاتے پوچھا۔

جن کی جس طوطے میں جان پھنسی ہوتی ہے ویسا ہی کچھ سمجھ لو اور میرے ہاتھ خزانہ لگ گیا ہے۔آجاؤ میں بھی مزے کروں گا اور تمہیں بھی کرواؤں گا۔

آفندی نے اپنے قدم زری کی طرف بڑھاتے کمینگی سے کہا۔

ارحم کے چہرے کے تاثرات اگر آفندی دیکھ لیتا تو ضرور حیران ہوتا۔

مریم جو زری کا ہاتھ پکڑے اُسے دائیں جانب بنے ریسٹورنٹ کی طرف جانے لگی تھی

سامنے سے آتے آفندی اور ارحم کو دیکھ کر رک گئیں۔

زری تو آفندی سے زیادہ ارحم کو دیکھ کر ڈری تھی۔پل بھر میں زری کے چہرے کا رنگ پیلا ہوا تھا۔جو ارحم نے بھی محسوس کیا تھا۔

کیسی ہو جانِ من؟آفندی نے چہرے پر خباثت لیے زری کو دیکھتے پوچھا۔

—

یہ کون ہے زری؟

مریم نے آنکھوں میں خوف لیے زری کے بازو پر اپنی طرف مضبوط کرتے پوچھا۔

جو خود حیرت کا پتلا بنے کھڑی تھی۔ناجانے کیوں اسے زیادہ خوف ارحم کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر آرہا تھا جیسے وہ زری کو کچا چبا جائے گا۔

تمھارے شوہر نے میرا بہت زیادہ نقصان کیا ہے جان من اب اُس کا حساب تمہیں دینا ہو گا۔اور میں یہ موقع کسی بھی طور پر کھونا نہیں چاہتا

آفندی نے زری کی طرف تھوڑا جھکتے ہوئے رازداری سے کہا۔

اس نے اپنا ہاتھ زری کی طرف بڑھایا۔لیکن پیچھے سے آتی آواز سن کر وہی اپنا ہاتھ روک لیا۔

آفندی اسے ہاتھ مت لگانا

Urdu Novels Ghar

ارحم کی آواز پر آفندی نے مڑ کر حیرانگی سے پیچھے دیکھا۔

اور میں ایسا کیوں نا کروں ارحم؟

آفندی نے ارحم کو دیکھتے پوچھا۔

یہ لڑکی مجھے چاہیے ارحم نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

تو میں نے کب منع کیا آفندی نے قہقہہ لگائے ہنستے ہوئے کہا۔

نہیں تم سمجھے نہیں میں نے کہا پہلے یہ لڑکی مجھے چاہیے جب میرا دل بھر جائے پھر تم اسے لے سکتے ہو

ارحم نے سرد لہجے میں زری کو دیکھتے کہا۔

اس کی آنکھیں لہو رنگ کی ہو رہی تھیں جیسے ابھی خون نکل آئے گا۔

ٹھیک ہے یار اتنا تو میں تیرے لیے کر ہی سکتا ہوں۔آفندی نے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

اور اپنی نظریں مریم پر گاڑھ دی۔

ارحم کے خیالات سن کر زری کی آنکھیں باہر کو آگئی تھیں۔اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ وہی ارحم ہے جس کے گھر میں وہ رکی تھی۔

آفندی تم گھر جاؤ دوسری لڑکی تمھارے کمرے میں پہنچ جائے گی

ارحم نے اپنے گلاسز لگاتے کہا۔

ٹھیک ہے شہزادے میں جارہا ہوں تم تو میرے کہنے سے پہلے ہی میری بات سمجھ جاتے ہو آفندی نے خوشی سے کہا

اور وہاں سے چلا گیا۔

ارحم چلتا ہوا زری کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

اگر تم چاہتی ہو کہ اس کی جان میں بخش دوں تو اسے کہو یہاں سے بنا کچھ کہے چلی جائے۔

ارحم نے زری کی طرف جھکتے ہوئے مریم کی طرف اشارہ کرتے کہا۔جو سہمی ہوئی نظروں سے ارحم کو۔دیکھ رہی تھی۔

مریم جاؤ یہاں سے زری نے مریم کو دیکھتے کہا۔

میں تمہیں چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں گی مریم نے پختہ لہجے میں کہا۔

تمہیں میری قسم ہے مریم جاؤ یہاں سے مجھے کچھ نہیں ہو گا زری نے مریم کے ہاتھوں کر دباتے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔

لیکن زری..... مریم نے کچھ کہنا چاہا لیکن زری کا چہرہ دیکھ کر کہہ نہیں پائی

ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں مریم نے پریشانی سے ارحم کو دیکھتے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

زری نے اپنے خشک ہوتے لبوں کو تر کرتے ارحم کی طرف دیکھا جو زری کو ایسے گھور رہا تھا جیسے سالم نگل جائے گا۔

ارحم نے زری کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھنچتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف لے گیا۔

جو ارحم کے ساتھ کٹی ہوئی پتنگ کی طرح کھینچتی چلی جا رہی تھی۔

تم کیا چاہتے ہو مجھ سے

جب گاڑی میں کافی دیر خاموشی چھائی رہی تو زری نے ارحم کو دیکھتے پوچھا۔

اندر جا کر تمہیں پتہ چل جائے گا۔

Urdu Novels Ghar

ارحم نے گاڑی روکتے کہا۔اور خود گاڑی سے باہر نکل کر زری کی سائیڈ والا دروازہ کھولا اور اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکالا۔

چھوڑو میرا ہاتھ زری نے ارحم کے ہاتھ سے اپنا بازو الگ کرواتے چیختے کہا۔

جو زری کی بات کو اگنور کرتے اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گیا تھا۔زری نے نوٹ نہیں کیا ورنہ ارحم اسے اُسی گھر میں لے کر آیا تھا جہاں وہ پہلے روکی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے زری کا ہاتھ چھوڑ دیا۔جو اپنا متوازن برقرار نہیں رکھ پائی اور دیوار کے ساتھ جا لگی تھی۔

کس کی اجازت سے تم.نے گھر سے باہر قدم نکالا تھا ارحم نے ماتھے پر سخت تیور لیے زری کی طرف اپنے قدم بڑھاتے پوچھا۔

تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے

میں کہی بھی جاؤں تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے؟زری نے خود میں ہمت پیدا کرتے چلا کر کہا۔

Urdu Novels Ghar

تھوڑی دیر تک تمہیں اچھے سے پتہ چل جائے گا کہ میں کون ہوں اور میں اپنے گھر کی بات کررہاہوں تم مجھے بنابتائے میرے گھر سے کیوں گئی یہ بھی چھوڑو

پہلے مجھے ایک بات بتاؤ مجھ سے نکاح کا کہہ کر کہاں غائب ہو گئی تھی تم؟اور تم نے دبیر سے نکاح بھی کرلیا؟کیوں؟

ارحم نے زری کے چہرے پر جھکتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

جوارحم کے اس قدر قریب آنے پر بوکھلا گئی تھی۔

مجھے معاف کردو میں جانتی ہوں کہ میں نے تمھارے ساتھ غلط کیا لیکن اب میں دبیر کی بیوی ہوں

تو مجھ سے پیچھے ہٹ کر بات کرو

زری نے بناارحم کے چہرے کی طرف دیکھے کہا۔

جس کے ہونٹوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھواتھا۔

Urdu Novels Ghar

تم جانتی ہواس وقت تم. میرے کمرے میں میرے بیڈروم میں موجود ہواور میں تمہیں یہاں کس لیے لایا ہوں؟

نکاح نا سہی تو نکاح کے بغیر ہی میں تمھارے ساتھ رہ سکتا ہوں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

ارحم نے مزید زری کے قریب آتے اس کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔

ارحم کی گرم سانسوں کی تپش سے زری کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

آج رات یہی رک جاؤ مجھے خوش کردو کل صبح اپنے شوہر کے پاس چلی جانا۔

ارحم نے مسکراتے زری کی پھٹی ہوئی آنکھوں میں دیکھتے کہا اور اسے کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا جو سیدھی اس کے چوڑے سینے کے ساتھ جا لگی تھی۔

چھوڑو مجھے زری نے ارحم کی گرفت میں کسمساتے کہا۔

ارحم نے زری کو پیچھے دیوار کی طرف دھکیلتے اس کے دونوں ہاتھ اوپر دیوار کے ساتھ لگا دیے تھے۔

زری نے بے بسی سے ارحم کو دیکھا۔اس کا ہی دماغ خراب تھا جو آج مریم کے ساتھ مارکیٹ کے لیے نکل آئی۔

تمھاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں زری ارحم نے زری کے چہرے پر جھکتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔

زری نے حیرت سے ارحم کی طرف دیکھا اچانک ارحم کی آواز تبدیل ہوئی تھی اور اس آواز کو وہ کیسے بھول سکتی تھی۔

دبیر...

زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے ہوئے کہا۔

لیکن ارحم نے اسے مزید کچھ بولنے نہیں دیا اور زری کے ہونٹوں پر جھکتا چلا گیا وہ ایسا کرنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن زری کے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھ کر بہک گیا تھا۔

زری نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

اس کو جب اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا تو اس نے کسمسانا شروع کر دیا۔

Urdu Novels Ghar

ارحم جو پوری طرح زری میں گم تھا۔اچانک ہوش میں آیا۔

اور زری کے ہونٹوں کو آرام سے آزاد کیا۔جوارحم کی قربت پر پوری سرخ ہو گئی تھی۔اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

اس نے مسکرا کر زری کے سرخ چہرے کو دیکھا اس کی نظریں ابھی بھی زری کے ہونٹوں پر جمی تھیں جو سرخ ہو رہے تھے۔

تم...

زری جب تھوڑی سنبھلی تو اپنے ہاتھ ارحم کی گرفت سے آزاد کرواتے اسے پیچھے دھکا دیتے کہا۔

میرے ہوتے کس کی اتنی ہمت ہے جو تمھارے قریب اسکے مسز دبیر عباس

د

ارحم نے آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اپنے چہرے سے ماسک اتارتے کہا ۔

زری کو لگا کہ ابھی وہ گر جائے گی۔

Urdu Novels Ghar

اس نے دیوار کا سہارا لے کو لے کر خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

دبیر نے مڑ کر زری کو دیکھا جو آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھ رہا تھی جو چلتا ہوا زری کے پاس گیا اور اس کا ہاتھ پکڑتے اور بیڈ کے پاس لاتے اپنے سامنے بیٹھا دیا۔

میرا نام دبیر عباس ہے لوگ مجھے شیر و کے نام سے بھی جانتے ہیں۔

تم نے حویلی میں پاشا کو دیکھا ہو گا جو شاہ میر کا دوست تھا دبیر نے رخصتی کا ذکر نہیں کیا۔

وہ میرا بھائی تھا۔

اور اب میری بات غور سے سنو

میں نے اور پاشا نے بہت برے کام کیے ہیں۔

ہمارا باپ نشہ کرتا تھا۔ایک دن اُس نے میری ماں کی جان لے لی پاشا نے غصے میں اپنے باپ کو مار دیا اور ہم دونوں گھر سے بھاگ گئے۔

اور پھر ہمیں ایک شخص ملا ہمارا مسیحا دانیال جو ہمیں اپنے ساتھ لے گیا اور ہم دونوں کو اپنے بیٹوں کی طرح پالا ۔

Urdu Novels Ghar

میں اُن کو ڈیڈ کہتا تھا وہ مجھے بہت عزیز بھی تھے پھر ایک دن مجھے خبر ملی کہ ڈیڈ کی ڈیتھ ہو گئی ہے میرے لیے یہ خبر کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔

دبیر کہتے ہی سانس لینے کے لیے رکا۔زری سانس روکے دبیر کو سن رہی تھی۔

اور بعد میں مجھے پتہ چلا اُن کو پاشا نے پیسوں کی خاطر مار دیا تھا۔

لیکن اس خبر کے معلوم ہونے سے پہلے میرا دل ایک خوبصورت پری پر آچکا تھا وہ فاز کی بہن تھی۔

اقرا اُس پری کا نام اقرا تھا

اقرا کا ذکر کرتے دبیر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

اقرا سے میں بہت محبت کرتا تھا اور اُسی کی خاطر میں نے سب کچھ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔اور اپنی زندگی ایک نارمل انسان کی طرح گزارنی چاہی لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

نکاح کے کچھ ماہ بعد ہی میری سالگرہ والے دن جب وہ مجھے ایک بہت بڑی خوشخبری دینے والی تھی کہ میں باپ بننے والا ہوں۔ لیکن اُس سے پہلے ہی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

اور جانتی ہو کیا تحفہ ملا مجھے؟

دبیر نے زری کے چہرے کی طرف دیکھتے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

میری بیوی مارکیٹ گئی اور اگلے دن اُس کی لاش میرے گھر پہنچی

شاہ میر اور پاشا نے زیادتی کے بعد اقرا کو جان سے مار دیا۔

دیکھو شاہ میر کو کیا کہتا وہ تو پھر بھی غیر تھا لیکن پاشا وہ تو میرا بھائی تھا۔اور وہی میری خوشیوں کا دشمن نکلا

دبیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی تھیں ہنسی میں بھی اس کے تکلیف اور درد شامل تھا۔

اُس کے بعد عباس کہی گم ہو گیا اور جب وہ واپس آیا تو شیر و بن کر لوٹا تھا۔

پھر شیر و نے کبھی کسی پر رحم نہیں کیا اور ان سب میں ایک معصوم لڑکی بھی پستی چلی گئی۔

میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا مجھے اُسے ان سب چیزوں میں نہیں لگانا چاہیے تھا۔

لیکن جب مجھے احساس ہوا تو بہت دیر ہو چکی تھی۔

زری میں بہت برا انسان ہوں مجھ سے اچھے کی امید مت رکھنا۔ جو آج میرے ساتھ تھا وہ بھی دبیر کا دشمن ہے۔

ارحم بھی دبیر کا ہی ایک روپ ہے۔ جب تم دبیر کے گھر سے بھاگی اور ارحم کی گاڑی سے ٹکرائی تو مجھے تمہیں دیکھ کر غصہ تو بہت آیا اور پہلے میں نے سوچا تمھاری اچھے سے کلاس لوں لیکن پھر میں نے سوچا جیسا چل رہا ہے

ویسا ہی چلنے دیتا ہوں لیکن تمھیں لگتا ہے بھاگنے کی عادت ہے اس لیے ارحم. کے گھر سے بھی بھاگ گئی ۔

دبیر نے گھورتے ہوئے کہا۔

زری کو خود بھی پتہ نہیں چلا اور آنسو اسے کی آنکھوں سے نکل کر گال پر بہنے لگے تھے۔

وہ ابھی بھی شوکڈ تھیں اسے ابھی بھی لگ رہا تھا دبیر نے جو بھی ابھی کہا وہ جھوٹ ہے سچ نہیں ہے۔

اس کا. مطلب میں تمھارے ہاتھ کی کٹ پتلی بنی ہوئی تھی کبھی ارحم. کے پاس تو کبھی دبیر کے پاس زری نے ساری باتوں میں اپنا مطابق ہی مطلب نکالا تھا۔

تم لڑکیاں سچ میں عقل سے پیدل ہوتی ہو تمہیں جو بھی سمجھنا ہے سمجھو مجھے فرق نہیں پڑتا اماں اسی گھر میں ہیں اگر موڈ بنے تو اُن سے باتیں کر لینا اور اگر گھر سے ایک بھی قدم باہر نکالا تو تمھاری ٹانگیں توڑنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاؤں گا دبیر نے زری کو تنبیہ کرتے کہا اور غصے میں تن فن کرتا وہاں سے چلا گیا۔اسے اب آفندی کو بھی ہینڈل کرنا تھا۔

اتنے مجھ سے جھوٹ بولے اور غصہ مجھے کرنا چاہے خود ناراض ہو کر چلا گیا ہے اور پتہ نہیں کون تھی وہ معصوم لڑکی جو میرے ساتھ کیا وہ احساس نہیں پتہ نہیں کتنے روپ ہیں اس شخص کے زری نے اپنے دل کی بھڑاس نکالتے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن اسے اقرا کے بارے میں سن کر بہت دکھ ہوا تھا۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے اماں کو زری کے بارے میں بتایا اور گھر سے نکل گیا۔

اماں وہ عورت تھیں جو دبیر کا بہت خیال رکھتی تھی۔دانیال نے ایک عورت کی جان بچائی تھی اس بارے میں پاشا کو بھی معلوم نہیں تھا۔

دبیر اماں کا بہت خیال رکھتا تھا جب اقرا کا دبیر کے ساتھ نکاح ہوا تو اماں کو دبیر نے الگ گھر میں رکھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ سے اماں کو کوئی مسئلہ ہو۔اور جب بھی دبیر ارحم بتنا تو اسی گھر میں اماں کے پاس آکر رہتا تھا فاز بھی اکثر یہاں آتا رہتا تھا۔

دبیر نے گاڑی میں بیٹھتے فاز کو کال کی ۔

تمھاری بیوی کہاں ہے تمہیں معلوم ہے؟ دبیر کی سنجیدگی سے بھرپور آواز سن کر فاز ٹھٹھکا تھا۔

گھر پر ہو گی اُس نے کہاں جانا ہے ۔

کیا ہوا؟سب خیریت ؟فاز نے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

آفندی کی نظر تمھاری بیوی پرپڑ چکی ہے زری بھی اُس کے ساتھ تھی اب اُسے گھر سے باہر مت نکلنے دینا

دبیر نے کہتے ہی فون بند کردیا۔

فاز جو گاڑی میں بیٹھا تھا تیز ڈرائیونگ کرتے گھر پہنچا۔لیکن اسے کہی بھی مریم نظر نہیں آئی تھی۔

فاز گھر سے باہر نکلا سامنے ہی اسے گاڑی رکتے ہوئی نظر آئی۔

ارے واہ دیکھ کالیا کون آیا ہے اپنے پاس ٹائیگر نے آفندی کو دیکھتے اپنے چہرے پر حیرانگی لاتے کہا۔

آفندی سیدھا ٹائیگر کے پاس آیا تھا اس نے ٹائیگر کے بارے میں بہت سنا تھا اور اب اس سے ملنے آیا تھا اگر ایسا کہا جائے کہ معلوم کرنے آیا تھا کہ ٹائیگر اس کی مدد کرسکتا ہے یا نہیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

آفندی نے اپنے کوٹ کا بٹن کھولا اور ایلکس کو گھور کر دیکھنے لگا

کیا یہ اصلی ہے؟ آفندی نے ٹائیگر کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں چابی سے چلتا ہے ٹائیگر نے اس قدر سنجیدگی سے جواب دیا کہ کچھ پل تو آفندی بھی سوچ میں پڑ گیا تھا کہ کیا سچ میں ایلکس چابی سے چلتا ہے۔

لیکن جب اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھا تو حیرانگی کے مارے اس کی آنکھیں باہر کو آگئی تھیں۔اس کی نظر کمرے میں داخل ہوتے ہی ایلکس پر پڑی تھی اس نے ٹائیگر اور کالیا کو نہیں دیکھا تھا لیکن اب سامنے کھڑے دو لوگ کو دیکھ کر اسے لگا کہ اپنی پوری زندگی میں اس نے سامنے کھڑے دو لوگوں سے زیادہ گندے حلیے والے لوگ کبھی نہیں دیکھے

ایک تو میرے کو سمجھ نہیں آتی لوگ ہمیں دیکھ کر حیران کیوں ہو جاتے ہیں او بھائی صاحب اپنا یہاں آنے کا مقصد بتاؤ میرے کو بہت کام ہے ویلا نہیں ہوں میں ٹائیگر نے گھورتے ہوئے آفندی کو کہا جو ہوش میں آیا تھا۔

تمھارا کافی نام سنا ہے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ تمھارے پاس شیمپو اور صابن تک کے پیسے نہیں ہونگے

آفندی نے اپنی جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

کوئی نہیں کل تیرے گھر آ کر شیمپو اور صابن لے لوں گا کیونکہ تجھے دیکھ کر لگتا ہے تو بہت زیادہ ان چیزوں کا استعمال کرتا ہے

خیر یہاں آنے کا مقصد بتا مجھے

ٹائیگر نے کھڑے ہوتے کہا۔

کیا تم بیسٹ کو مارنے میں میری مدد کرو گے ؟

آفندی نے سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا۔

ٹائیگر آفندی کی بات سن کر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

اور چلتا ہوا آفندی کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر خود گہرے کش لینے لگا۔

ٹائیگر کے اوپر بیسٹ کا بہت بڑا احسان ہے وہ کبھی مر کر بھی بیسٹ کو نقصان پہنچانے کے بارے میں نہیں سوچ سکتا۔

تو جو چاہتا ہے ٹائیگر وہ نہیں کر سکتا۔

ٹائیگر نے اپنی سرمے سے بھری آنکھوں میں سنجیدگی لاتے کہا۔

آفندی ٹائیگر کی بات سن کر ہنس پڑا تھا

ٹھیک سنا تھا تمھارے بارے میں

اب میں چلتا ہوں اور یہ رہا میرا کارڈ اگر تمھارا ارادہ تبدیل ہو جائے تو مجھے کال کر لینا۔آفندی نے کارڈ میز پر رکھتے کہا اور ایک نظر ایلکس پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔

کمینہ مجھے اپنے سسر کو مارنے کی آفر کر رہا تجھے تو میں دیکھ لوں گا۔

ٹائیگر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

مجھے بنا بتائے تم. کہاں گئی تھی؟ فاز نے سختی سے مریم کا بازو دبوچتے غصے سے پوچھا

جو پہلے ہی اپنے آنسو کو روکے گاڑی سے باہر نکلی تھی اور سامنے ہی اس نے فاز کو چہرے پر سنجیدگی لیے کھڑا دیکھا

جو شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

اس سے پہلے فاز مزید کچھ کہتا مریم اس کے سینے سے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

فاز وہ پتہ نہیں کون تھا وہ زری کو اپنے ساتھ لے گیا۔

مریم نے سسکتے ہوئے کہا۔اور اپنی جان سے پیاری بیوی کو روتا دیکھ فاز کا سارا غصہ کہی غائب ہو گیا تھا۔

مریم میری طرف دیکھو وہ محفوظ ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ ہے ابھی مجھے دبیر کی کال آئی تھی وہ کہہ رہا تھا زری اُس کے ساتھ ہے اور بلکل ٹھیک ہے

فاز نے مریم کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے پیار سے کہا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟

مریم نے بے یقینی سے فاز کو دیکھتے پوچھا

Urdu Novels Ghar

بلکل اور میں تم .سے کیوں جھوٹ بولوں گا؟ فاز نے ہلکا سے مسکرا کر کہا اور اپنے انگوٹھے سے مریم کے ہونٹ کے پاس تک کو چھوا

جس نے زور سے فاز کے ہاتھ کو جھٹک دیا تھا۔

فاز نے حیرانگی سے مریم کو دیکھا کہ اسے اچانک کیا ہو گیا۔

میں ابھی بھی آپ سے ناراض ہوں اور خبر دار اگر میرے کمرے میں آنے کی کوشش کی مریم نے اپنے گال پر بہتے آنسو کو رگڑتے فاز کو تنبیہ کرتے کہا اور اندر کی طرف بھاگ گئی۔

عجیب لڑکی ہے فاز نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا اسے ہسپتال جانا تھا اس لیے وہی سے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔

تمہیں آکر اچھی طرح منالوں گا فاز نے دل میں سوچا تھا۔

اب کیسی طبعیت ہے آپ کی؟ فاز نے لڑکی کو دیکھتے پوچھا جواب کافی حد تک ٹھیک لگ رہی تھی۔

میں اب ٹھیک ہوں آپ کا بہت بہت شکریہ لڑکی نے نظریں جھکا کر کہا۔

اب آپ کہاں جائیں گی میرا مطلب ہے اگر آپ نے کسی اپنے جاننے والے کی طرف جانا ہے تو میں آپ کو وہاں چھوڑ دوں گا۔

فاز نے لڑکی کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پوچھا۔

آپ نے میری بہت مدد کی آگے میں خود چلی جاؤں گی آپ کا بہت بہت شکریہ لڑکی نے سنجیدگی سے کہا۔

فاز نے کچھ پل سوچا اور پھر کہا۔

میں آپ کو اپنے گھر لے جاتا ہوں جب تک آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہو جاتی آپ وہاں رہ سکتی ہیں۔

فاز نے کہا۔

Urdu Novels Ghar

لڑکی کے چہرے پر ایک پل کے لیے مسکراہٹ آ کر غائب ہوئی تھی۔

میں ڈاکٹر سے بات کر لوں فاز نے کھڑے ہوتے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

ایک کام تو ہوا آگے میں سنبھال لوں گی ویسے لڑکا تو بہت خوبصورت ہے دلکش ہے

کھے ایسے مرد پسند ہیں ۔

لڑکی نے مسکراتے ہوئے خود سے کہا۔

رانی ایک کپ چائے تو لا دو سر پھٹ رہا میرا مصطفیٰ نے رانی کو دیکھتے کہا

جو اثبات میں سر. ہلاتے وہاں سے چلی گئی۔

جب تھوڑی دیر بعد آئی تو اس کے ہاتھ میں میڈیسن بھی موجود تھی۔

تم نے چینی نہیں ڈالی

مصطفیٰ نے چائے کا ایک گھونٹ لیتے حیرانگی سے رانی کی طرف دیکھتے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

ڈالی ہے اور آپ تو زیادہ میٹھا نہیں کھاتے نا

رانی نے مصطفیٰ لے پاس بیٹھتے کہا۔

لیکن یہ چائے تو میٹھی نہیں ہے

مصطفیٰ نے سنجیدگی سے کہا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے رانی نے کہا اور مصطفیٰ کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے کر لبوں سے لگایا۔

لیکن چائے تو میٹھی تھی۔رانی نے گھور کر مصطفیٰ کی طرف دیکھا۔

جس نے دوبارہ رانی کے ہاتھ سے چائے لے کر لبوں سے لگائی تھی۔

ہمم اب میٹھی ہوگئی ہے مصطفیٰ نے شرارتی لہجے میں کہا۔

رانی کو جب بات سمجھ میں آگئی تو بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گئی۔

مصطفیٰ نے جلدی سے رانی کا ہاتھ پکڑا اور اسے دوبارہ بیڈ پر بیٹھا دیا۔

کیا ہے؟رانی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کچھ نہیں بس میرے سامنے بیٹھی رہو مجھے اچھا لگتا ہے۔

مصطفیٰ نے گہری نظروں سے رانی کو دیکھتے کہا۔ جس نے بوکھلا کر ارد گرد دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ مصطفیٰ کی نظریں اسے کچھ اور پیغام دے رہی تھیں

مجھے کچن میں کام ہے رانی نے اٹھتے کہا۔

مجھے بھی تم سے کام ہی ہے مصطفیٰ نے دانت پیستے کہا۔

تم. مجھ سے ایسے دور بھاگتی ہو جیسے میں تمہیں کچا چبا جاؤں گا۔ مصطفیٰ نے ماتھے پر تیوری چڑھاتے کہا۔

مصطفیٰ اگر آپ کو کوئی کام ہے تو بتادیں ورنہ میرا وقت ضائع مت کریں

رانی نے دوٹوک انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ مصطفیٰ نے لیٹتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

رانی کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ کتنے پیار سے بات کر رہا تھا لیکن اس نے کیا کیا۔

رانی مری ہوئے قدموں کے ساتھ چلتی وہاں سے چلی گئی اسے لگا کہ مصطفیٰ اسے روکے گا
لیکن ایسا نہیں تھا۔وہ شاید ناراض ہو گیا تھا۔

—

ہسپتال سے نکلتے وقت لڑکی نے گرنے کی ایکٹنگ کی فاز جس نے لڑکی کو کچھ کہنے کے لیے
اس کی طرف دیکھا۔

لیکن لڑکی کو گرتے دیکھ اس نے اسے بازو سے پکڑ کر گرنے سے بچایا تھا۔

اور لڑکی نے فاز کو شرٹ سے پکڑا اور اس طرح ظاہر کیا کہ اس نے خود کو گرنے سے بچایا
ہے۔

کچھ فاصلے پر کھڑے آدمی نے دونوں کی کچھ تصاویر کھینچ لی تھیں۔

آپ ٹھیک ہیں؟

فاز نے اپنی شرٹ سے لڑکی کا ہاتھ پیچھے کرتے تحمل سے پوچھا۔

جی وہ۔ سوری میں گرنے لگی تھی لڑکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

کوئی بات نہیں چلیں فاز نے کہا اور دونوں گاڑی کی طرف چلے گئے۔

فاز لڑکی کو گھر لے آیا تھا۔ مریم نغمہ بیگم کے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

اس نے حیرانگی سے فاز اور لڑکی کی طرف دیکھا۔

یہ کون ہے بیٹا؟ نغمہ بیگم نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔

اتنے میں رانی بھی وہاں آگئی تھی۔

میں آپ کو بتاتا ہوں پہلے مریم تم انہیں کمرے میں لے جاؤ فاز نے مریم کو دیکھتے کہا ۔

جس نے آبرو اچکاتے ہوئے فاز کی طرف دیکھا تھا۔

رانی تم انہیں کمرے تک لے جاؤ

فاز نے دانت پیستے کہا۔

نغمہ بیگم اور رانی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

اور فاز کے ساتھ کھڑی تو حیرت میں مبتلا تھی کہ فاز کی بیوی نے اس کی بات نہیں مانی

اسے مریم پر رشک بھی آیا تھا لیکن یہاں وہ جس کام کے لیے آئی تھی اُسکے لیے اسے خود غرض ہونا تھا۔

رانی لڑکی کو وہاں سے لے گئی تھی۔

خالہ جان یہ لڑکی میری گاڑی کے ساتھ ٹکرا گئی تھی۔

اور اس کا کوئی گھر بار بھی نہیں ہے اس لیے میں اسے یہاں لے آیا

فاز کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اُس لڑکی کے بارے میں کیا بولے۔

ایسے تو آپ بہت سے لوگوں کو اٹھا کر گھر لے آسکتے ہیں ۔

کوئی مسئلہ نہیں ہے ویسے بھی ہمیں لوگوں کی مدد کرنی چاہیے مریم نے مسکراتے ہوئے فاز کو دیکھتے کہا۔

لیکن فاز مریم کے طنزیہ لہجے کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

نغمہ بیگم تو خاموش ہی رہی تھیں۔

مریم نے ایک نظر فاز پر ڈالی اور وہاں سے چلی گئی۔

بیٹا تمہیں اس لڑکی کو یہاں نہیں لانا چاہیے تھا مریم کو اچھا نہیں لگا۔

نغمہ بیگم نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے مجھے لڑکی کو یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔

فاز نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

میں دبیر سے بات کرتا ہوں آپ پریشان مت ہوں۔

فاز نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

دبیر جانتا تھا کہ کچھ وقت بعد آفندی کو پتہ چل جائے گا کہ ارحم ہی دبیر ہے۔

اس لیے اس نے اپنے گھر کی سیکورٹی سخت کر دی تھی۔

دبیر نے معاملہ سنبھال لینا تھا لیکن اس کا بھروسے مند آدمی کو آفندی نے پکڑ لیا تھا جس نے بتادیا کہ ارحم ہی دبیر ہے۔

اور اب دبیر اپنی گاڑی میں سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔

جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔

وہ جانتا تھا کس کی کال ہے اس لیے بنا دیکھے موبائل کان سے سے لگایا۔

آگے سے آفندی کی غصے سے بھری آواز نے اس کے کان کے پردے پھاڑ دیے تھے۔

جو دبیر کو دھمکی کے ساتھ گالیاں بھی دے رہا تھا کہ اس نے آفندی کو دھوکا دیا ہے اور وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔

ہو گیا تیرا؟ آفندی جب کافی دیر بولتا رہا تو دبیر نے اکتا کر کہا۔

تیری کب سے بکواس سن رہا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں تو کچھ بھی بولے اور اب میری بات کان کھول کر سن لے مجھے تیری چھوٹی سے لے کر بڑی تک ساری باتیں اور راز معلوم ہے اس لیے سوچ سمجھ کر بات کر

Urdu Novels Ghar

آیابڑامجھے دھمکی دینے والا دبیر نے طنزیہ لہجے میں کہااور کال بند کر دی

دوسری طرف آفندی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ موبائل سے نکل کر دبیر کی جان لے لیں۔

دبیر نے گاڑی اپنے گھر کی طرف موڑلی تھی۔اب جو ہونا. تھاوہ ہو گیا۔لیکن ابھی وہ نہیں چاہتاتھاکہ ارحم کی سچائی کاآفندی کو پتہ چلے۔لیکن زری کی وجہ سے پتہ چل گیا تھا۔

تمہیں ہو کیا گیا ہے مریم؟ فاز نے کمرے میں داخل ہوتے سنجیدگی سے مریم کع دیکھتے پوچھا۔

جس نے جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا۔

تم .سے بات کر رہاہوں

کیاہوا ہے تمہیں؟فاز نے مریم کو بازو سے پکڑ کر خود کے سامنے کھڑا کرتے پوچھا۔

آپ نہیں جانتے کہ مجھے کیاہوا ہے؟ مریم نے الٹا سوال کیا۔

جانتاہوں میری مسز مجھ سے ناراض ہے اور اب مجھے اُسے منانا ہے۔

فاز نے مریم کے ناک کو کھینچتے ہوئے پیار سے کہا۔

مریم نے فاز کو گھور کر دیکھا تھا۔

ایم سوری مجھے اُسی دن تمہیں منانا چاہیے تھا مجھ سے غلطی ہو گئی اپنے معصوم سے شوہر کو معاف کردو فاز نے سر کھجاتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

پہلے تو مریم کچھ پل فاز کو دیکھتی رہی پھر بولی ۔

اوکے کیا یاد کریں گے میں نے آپ کو معاف کیا

مریم نے اترا کر فاز کو دیکھتے کہا۔

جو مسکرا پڑا تھا۔

پورے دو دن تم مجھ سے دور رہی ہو مسز اور اب مجھ سے اچھے کی امید مت رکھنا۔

فاز نے مریم کو. کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے اس کے بالوں میں سر دیے بھاری لہجے میں کہا۔

فاز میں آپ سے دور نہیں تھی بلکہ آپ خود اپنی حرکتوں کی وجہ سے مجھ سے دور تھے۔

مریم نے دانت پیستے کہا اور فاز کو پیچھے کرنے کی کوشش کی جو کہ ناممکن ہی تھا۔

تم .لڑکیاں اپنی غلطی مانتی کب ہو، فاز نے کہتے ہی مریم کی گردن پر بوسہ دیا۔

مریم کی بولتی وہی بند ہو گئی تھی۔

فاز... مریم نے پھر سے فاز کو پکارا

ہمم فاز نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

مجھے وہ لڑکی اچھی نہیں لگی۔

مریم کی بات سن کر فاز بھی ہوش میں آیا تھا۔

کیا مطلب؟ فاز نے پوچھا

پتہ نہیں کیوں لیکن مجھے اُس لڑکی کو دیکھ کر اچھا محسوس نہیں ہو رہا۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ یہاں آئی تو ہے لیکن کچھ بڑا کارنامہ کر کے واپس جائے گی مریم نے اپنے خیالات فاز کو بتاتے کہا۔

تم کچھ زیادہ سوچ رہی ہو وہ کچھ دن یہاں رہے گی پھر یہاں سے چلی جائے گی میں اُس کا بندوبست کرتا ہوں

فاز نے مسکرا کر کہا۔

اتنے میں اس کا موبائل رنگ ہوا جس پر دبیر کالنگ لکھا آرہا تھا۔

میں آتا ہوں اور تم میرے لیے ایک اچھی سی کافی بنا کر لے آؤ

فاز نے کہا اور ٹیرس کی طرف چلا گیا۔مریم کمرے طسے باہر چلی گئی تھی۔

فاز نے کال اٹینڈ کی وہ جانتا تھا دبیر کیا بولے گا۔

کبھی کبھار تم مجھے مصطفیٰ لگتے ہو

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

یار مجھے نہیں معلوم تھا میری بیوی اتنا اوور ریکٹ کرے گی۔

فاز نے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا۔

تمہیں لڑکی کو گھر نہیں لانا چاہیے تھا فاز اور اب تو مجھے بھی ایسا محسوس ہو رہا ہے یہ لڑکی کچھ بڑا کرنا چاہتی ہے جس میں نقصان صرف تمھارا ہی ہو گا اس لیے اُس پر نظر رکھنا۔

اور ہاں میں بڑے پاپا سے ملنے جا رہا ہوں تم ہادی کو زری کے پاس چھوڑ دینا اماں بھی تمھارا پوچھ رہی تھی یا ایسا کرنا مریم کو بھی اپنے ساتھ لے جانا

یہ ٹھیک رہے گا۔

دبیر نے مشورہ دیتے کہا۔

ہمم ٹھیک ہے تم دھیان سے جانا فاز نے کہا دبیر نے ایک دو اور باتیں کرنے کے بعد فون رکھ دیا تھا۔

اس نے گاڑی بیسٹ کے فارم ہاؤس کی طرف موڑلی۔پہلے اس کا ارادہ گھر جانے کا تھا۔ لیکن پھر تبدیل ہو گیا ۔

Urdu Novels Ghar

بڑے پاپا میں آفندی کو مارنا چاہتا ہوں بہت ہو گیا اب اُس کا مزید زندہ رہنے مجھے برداشت نہیں ہے۔

دبیر نے سنجیدگی سے میر کو دیکھتے کہا۔

جو مسکرا پڑا تھا۔

تم .اُسے کیوں مارنا چاہتے ہو؟ میر نے پن کو اپنی ہاتھ کی انگلیوں میں گھوماتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ اُس نے آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کی جس میں نقصان آپ کے بھائی کا ہوا۔

اور آفندی کسی بھی حد تک جا سکتا ہے اور اب تو اُس کی نظر میری بیوی پر بھی پڑ چکی ہے تو میں نہیں چاہتا آفندی کی وجہ سے میں زری کو بھی کھو دوں۔

دبیر نے گہرا سانس لیتے میر کو دیکھتے کہا۔

جو غور سے دبیر کی بات سن رہا تھا۔

کچھ فاصلے پر کبیر بھی کھڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

میر اپنی جگہ سے اٹھا اور دبیر کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

آفندی نے جو کیا اسے میں کبھی معاف نہیں کر سکتا اور میں تمہیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں چاہتا ہوں تم آفندی کو مار دو اگر تم اُسے مارنے میں ناکام رہے تو تمھارے بڑے پاپا ہیں نا

تم. میری ٹینشن مت لو میر نے دبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اور ہاں میں چاہتا ہوں جب تک آفندی والا معاملہ حل نہیں ہو جاتا تم اپنی فیملی کو میرے گھر ہی رکھو اور وہ تمھارا اپنا بھی گھر ہے جتنے دن تم وہاں رہنا چاہو رہ سکتے ہو

میر نے مسکرا کر کہا۔

جی بڑے پاپا اور میں چاہتا ہوں جب سب ٹھیک ہو جائے تو آپ کی پوری فیملی ہمارے گھر آئے

دبیر نے اپنی خواہش ظاہر کرتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

ان شاء اللہ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے میر نے ہنستے ہوئے کہا جس سے اس کے ڈمپل نمایاں ہوئے تھے۔

آج کا ڈنر ہمارے ساتھ ہی کر کے جانا

میر نے اپنے موبائل پر ٹائپنگ کرتے کہا۔

سوری بڑے پاپا اگر میں یہاں رک گیا تو میری بیوی نے پھر پورا ایک ہفتہ مجھے کمرے میں داخل ہونے نہیں دینا۔

دبیر نے معصومیت سے کہا۔

اور یہ سنتے ہی کبیر کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا تھا۔

ویسے بڑے پاپا یہ بات تو اس نے بلکل ٹھیک کہی ہے بیویاں ایک دم چڑیل بن جاتی ہیں اب میرے والی دیکھ.... کبیر نے بات کرتے میر کی طرف دیکھا جو اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے کچا چبا جائے گا۔ کبیر کی زبان کو وہی بریک لگی تھی۔

تمھاری بیوی میری بیٹی ہے کبیر خان میر نے سرد لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

دبیر مزے سے کھڑا کبیر کو دیکھ رہا تھا۔

جی میں جانتا ہوں بڑے پاپا کبیر نے نظریں جھکا کر کہا۔میر کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

بڑے پاپا میں چلتا ہوں بہت جلد ملاقات ہو گی

دبیر نے میر کو دیکھتے کہا۔

میر نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

دبیر کبیر کے پاس گیا۔جو اسے گھور رہا تھا۔

بھائی صاحب سوچ سمجھ کر بولا کرو۔

کیوں؟تم بولتے ہو نا سوچ سمجھ کر وہی کافی ہے۔اور میں ٹائیگر ہوں جو میرے دل میں آتا میں بول دیتا ہوں کبیر نے سینہ چوڑا کرتے کہا۔

ہم اسی لیے ٹائیگر میں عقل کی کمی ہے۔بنا سوچے سمجھے کچھ بھی کر گزرتا ہے۔دبیر نے مسکرا کر کہا۔

ٹائیگر شیر و سے تو زیادہ ہی سمجھدار ہے کبیر نے گھورتے ہوئے کہا۔

میر حیرانگی سے دونوں کی عظیم گفتگو سن رہا ہے اسے دونوں چھوٹے بچے لگ رہے تھے جو خود کو زیادہ اچھا ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

میر نے نفی میں سر ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔

کبیر اور دبیرا ابھی دونوں بحث کر رہے تھے۔

کیا ہوا تم. اتنے غصے میں کیوں ہو؟ کرن نے آفندی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔جو کافی شراب پی چکا تھا۔

ارحم کمینے نے مجھے دھوکا دیا

مجھے؟ آفندی کو

وہ جانتا نہیں ہے کہ میں کیا چیز ہوں میں پاشا ہر گز نہیں ہوں۔

جسے وہ آسانی سے مار دے میں آفندی ہوں اس کی پوری فیملی کو ختم کر دوں گا۔

آفندی نے وائن کا گلاس لبوں سے لگاتے کہا اس کی زبان بھی اب بات کرتے لڑکھڑا رہی تھی۔ لیکن آنکھیں ابھی بھی سرخ تھیں۔

دھوکا مطلب ؟ کرن نے نا سمجھی سے آفندی کو دیکھتے پوچھا۔

وہ کمینہ ارحم ہی دبیر ہے اتنے عرصے سے وہ میرے ساتھ تھا میرے ہر کام کو وہ جانتا ہے اور وہی آستین کا سانپ نکلا۔

آفندی کے اس انکشاف پر کرن کی آنکھیں باہر کو آگئی تھیں۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ دبیر سچ میں بہت طاقتور انسان ہے اگر وہ اپنے دشمن کے ساتھ اپنا حلیہ تبدیل کر کے رہ سکتا ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

تم اب کیا کرو گے ؟ کرن نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں اب وہ کروں گا جس کے بارے میں اُس نے کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا۔

لیکن ابھی مجھے سکون چاہیے جو صرف تم ہی مجھے دے سکتی ہو۔

Urdu Novels Ghar

آفندی نے لڑکھڑاتی زبان میں کرن کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے خود کے قریب کرتے اس کے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے کہا۔

کرن نے آفندی کو روکا نہیں تھا بلکہ اُس کا ساتھ دینے لگی۔

آپ نے کھانا نہیں کھایا لا دوں؟

رانی نے کمرے میں داخل ہوتے مصطفیٰ کو دیکھتے پوچھا

جو صبح سے اسے اگنور کر رہا تھا۔

ضرورت نہیں ہے مجھے بھوک لگی تو میں. خود کھا لوں گا۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مصطفیٰ نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

رانی کو مصطفیٰ کا اگنور کرنا تکلیف دے رہا تھا خود بے شک وہ جتنی مرضی بار کرتی لیکن مصطفیٰ کا کچھ گھنٹے رانی کو اگنور کرنا برداشت نہیں ہو رہا تھا اور اب اسے سمجھ آ رہی تھی کہ جب وہ مصطفیٰ کو اگنور کرتی تھی تو اُسے کیسا محسوس ہوتا ہو گا۔

Urdu Novels Ghar

رانی کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے تھے۔

مصطفیٰ جو موبائل پر نظریں گاڑھے بیٹھا تھا اور لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جب اسے محسوس ہوا کہ رانی ابھی بھی وہی کھڑی ہے اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا اور کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے لیکن رانی کو روتا دیکھ کچھ بول نہیں پایا۔

مصطفیٰ نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ رانی اس کی وجہ سے روئے

مصطفیٰ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور رانی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو؟ مصطفیٰ نے بے تاب سے رانی کے آنسو صاف کرتے پوچھا۔

آپ مجھ سے ناراض ہیں ۔

رانی نے ہچکی لیتے کہا۔

مصطفیٰ کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا یعنی اسے مصطفیٰ کی پرواہ تھی۔

تمہیں میرے ناراض ہونے سے فرق پڑتا ہے؟

مصطفیٰ نے الٹا سوال کیا۔

کیوں نہیں پڑے گا آپ میرے شوہر ہیں محبت کرتی ہوں میں آپ سے آپ کی بے رو خی برداشت نہیں کر سکتی۔

رانی کے آنسوؤں میں مزید روانگی آگئی تھی۔

واللہ یہ کیا میں سن رہا ہوں کہی میں خواب تو نہیں دیکھ رہا مصطفیٰ نے خود کو چٹکی کاٹتے کہا۔

نہیں یہ تو سچ ہے مصطفیٰ نے خوشی سے کہا۔

یار اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اس طرح مان جاؤ گی تو یہ حربہ میں کب کا استعمال کر لیتا۔ مصطفیٰ نے شرارتی لہجے میں کہا۔

رانی مصطفیٰ کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

یار مزاح کر رہا ہوں تم رونا بند کرو۔

مصطفیٰ نے رانی کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

آپ مجھ سے وعدہ کریں کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہونگے رانی نے مصطفیٰ کی طرف دیکھتے کہا۔

میں وعدہ کرلوں اور تم جتنی مرضی بار مجھ سے ناراض ہو جاؤ مصطفیٰ نے گھورتے ہوئے کہا۔

رانی کی آنکھوں میں پھر سے آنسو جمع ہو گئے تھے۔

اچھا ٹھیک ہے وعدہ کرتا ہوں مصطفیٰ نے جلدی سے کہا۔ایک تو لڑکیوں کے پاس آنسوؤں کا بہت اچھا ہتھیار ہے کہی بھی استعمال کر لیتی ہیں۔ مصطفیٰ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

میں وعدہ کرتا ہوں رانی ہمیشہ تمہیں خوش رکھوں گا

جو غلطی میں نے پہلے کی اس سے پہلے مصطفیٰ اپنی بات مکمل کرتا رانی نے اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر خاموش کروایا تھا جو کچھ پیچھے ہوا وہ میرا ماضی تھا اور اُسے میں بھولنا چاہتی ہوں۔

میں نہیں چاہتی کہ آپ بھی اُس بارے میں کوئی بات کریں۔

اگر ہمیں اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنی ہے تو پچھلی باتوں کو بھولنا ہو گا۔رانی نے مصطفیٰ کی طرف دیکھتے کہا۔

جو چہرے پر خوشگوار حیرت لیے رانی کو دیکھ رہا تھا۔

تھینک یو سوچ رانی مصطفیٰ نے پہلے اپنے ہونٹوں پر رکھے رانی کے ہاتھ اور پھر ماتھے پر پیار سے بوسہ دیتے کہا۔

جس نے آنکھیں بند کرلیں تھیں اور مصطفیٰ کے لمس کو محسوس کرنے لگی۔

ایک بات تو اس کی سمجھ میں آگئ تھی کہ وہ مصطفیٰ کے بغیر نہیں رہ سکتی اس کا کچھ گھنٹے اگنور کرنا رانی کو تکلیف میں مبتلا کر گیا تھا۔اگر زیادہ وقت مصطفیٰ اسے اگنور کرتا تو تو پتہ نہیں اس کا کیا ہوتا۔

دبیر گھر آیا تو زری کے ساتھ ہی مریم اور اماں کو بیٹھے باتیں کرتے دیکھا۔

ہادی زری کی گود میں بیٹھا کھیل رہا تھا۔

زری نے اماں سے بھی معافی مانگی تھی۔اور زیادہ اس نے پیچھلی باتیں نہیں دہرائی

اماں نے بھی کہا تھا کہ جو تمہیں ٹھیک لگا تم نے وہی کیا اس میں معافی مانگنے والی کوئی بات نہیں ہے۔

دبیر نے وہاں بیٹھے سب لوگوں کو سلام کیا اور زری کو کمرے میں آنے کا کہا۔

جس نے منہ بسوڑتے دبیر کو دیکھا تھا۔

مریم نے ہادی کو زری سے لیا اور اسے کمرے میں بھیجا جس کا ارادہ تو نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کمرے میں جائے گی۔

زری اُٹھ کر کمرے کی طرف چلی گئی تھوڑی دیر بعد فاز بھی اماں کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔

اماں نے اس کی بھی اچھے سے کلاس لی تھی کہ وہ یہاں کیوں نہیں آتا لیکن فاز نے اماں کو منا لیا تھا۔

کیا ہے؟

زری نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا۔

تمیز سے بات کرو شوہر ہوں میں تمھارا دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

اور اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

جی شوہر صاحب کیا کام ہے آپ کو مجھ سے ؟زری نے دانت پیستے دبیر کو. دیکھتے کہا جواب

اپنی شرٹ اتار کر بیڈ پر رکھ چکا تھا۔

گڈ اب اچھی لگ رہی ہو۔ایسے ہی میری ساری باتیں مانا کرو۔

اور میرے لیے ایک اچھی سی شرٹ نکالو

دبیر نے بیڈ پر بیٹھتے کہا۔

زری نے جلدی سے اپنی نظریں دوسری جانب پھیر لیں تھیں۔

خود نکال لو

زری نے کہتے ہی وہاں سے بھاگنا چاہا لیکن دبیر نے پھرتی سے اسے بازو سے دبوچتے خود

کے قریب کیا۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے زری کو خود کے قریب کیا اور اسے الماری کی طرف لے گیا

اس کے کندھے پر تھوڑی رکھے زری کو شرٹ نکالنے کا کہا۔

جو دبیر کے قریب آنے پر بوکھلا گئی تھی دبیر کے پرفیوم کی خوشبو سے اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

بھلا اتنی تیز خوشبو کون لگاتا ہے زری نے دل میں سوچا۔

تم ایک نمبر کے لوفر انسان ہو زری نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔

ایک نمبر نہیں بلکہ دو نمبر کہو دبیر نے زری کے کان پر اپنے لب رکھتے کہا۔

زری جلدی جلدی اپنے ہاتھ چلانے لگی تھی کیونکہ وہ اتنا تو جان گئی تھی کہ اگر اس نے شرٹ نہیں نکالی تو دبیر اسے نہیں چھوڑے گا۔

اس نے ایک بلیو کلر کی شرٹ نکالی۔

یہ لو اور مجھ سے دور رہ کر بات کیا کرو

زری نے دبیر کو شرٹ پکڑاتے نظریں چراتے کہا۔

جو شرٹ پہنے لگا تھا۔

کیوں. میرے قریب آنے پر تمہیں پیار ہو جائے گا؟ دبیر نے ایک آنکھ دباتے بے باکی سے پوچھا۔

کبھی نہیں زری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

پیار تو تمہیں کب کا ہو چکا ہے زری میڈم بس تم بتانا نہیں چاہتی لیکن ایک دن تم خود اپنے ان خوبصورت لبوں سے اظہار کرو گی۔

دبیر نے زری کے پاس آتے اس کے ہونٹ کو سہلاتے گہرے لہجے میں کہا۔

آج میرا ارادہ باہر جا کر اپنی بیوی کے ساتھ ڈنر کرنے کا ہے تیار ہو جاؤ

دبیر نے مسکرا کر کہا اور کمرے سے باہر جانے لگا۔

یہ میرا حکم ہے دبیر نے مڑ کر کہا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔

یہ میرا حکم ہے زری نے دبیر کی نقل اتارتے کہا۔ پتہ نہیں کیا کچھ سوچتا رہتا ہے۔

زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیار ہونے چلی گئی۔

مجھے تمھاری سمجھ نہیں آتی پل میں تم تولہ ہوتے ہو تو اگلے پل ماشہ زری نے دبیر کو دیکھتے کہا۔

جو آڈر دینے کے بعد زری کو گھور رہا تھا ایسا زری کو لگا تھا ورنہ وہ دیکھتا ہی ایسے تھا۔

آہستہ آہستہ تم مجھے سمجھ جاؤ گی لیکن مجھے لگتا ہے کہ مجھے سمجھنا بہت مشکل ہے۔

لیکن آج تمہیں میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں

دبیر نے اپنے سامنے پڑے پانی کے گلاس کو سائیڈ پر کرتے ٹیبل پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے کہا۔

میں نے پاشا اور شاہ میر کو مار دیا میں نے اپنی بیوی کا بدلہ لے لیا۔

اب جس کو میں مارنا چاہتا ہوں وہ پاشا یا شاہ میر جیسا بلکل بھی نہیں ہے اور میں نہیں جانتا کہ میں زندہ رہوں گا یا نہیں

میں بس کچھ وقت تمھارے ساتھ گزرنا چاہتا تھا۔اور آج تمہیں میں اس بات کا حق دیتا ہوں کہ اگر تم مجھے چھوڑ کر جانا چاہو تو جا سکتی ہو میں وعدہ کرتا ہوں زری میں تمہیں ہر گز نہیں روکوں گا۔

لیکن اگلے کچھ گھنٹے اپنے مجھے دے دوں جو میں تمھارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں کچھ یادیں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں ۔

میں تم سے معافی نہیں مانگو گا کیونکہ میں تمھاری معافی کے قابل نہیں ہوں میں خود چاہتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ

دبیر نے گہرا سانس لیتے اپنی بات کو مکمل کرتے کہا۔

اور زری کی طرف دیکھا جو سرخ آنکھوں سے دبیر کو دیکھ اور سن رہی تھی یا شاہد اپنے آنسو کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

Urdu Novels Ghar

اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ دبیر اتنی آسانی سے اسے چھوڑنے کی بات کرے گا۔

تم خوش تو ہو گی۔ ہونا بھی چاہیے لیکن بس کچھ گھنٹے میں چاہتا ہوں تمھارے اور ہادی کے ساتھ گزار لوں اُس کے بعد جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم کیا اتنی آسانی سے مجھے چھوڑ دو گے دبیر؟

زری نے سنجیدگی سے پوچھا

دبیر پہلے تو ہنس پڑا پھر زری کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا

جانتی ہو زری پہلے میری سوچ کیسی تھی؟

پہلے میں سوچتا تھا کہ اکثر اوقات انسان بے بس نہیں ہوتا بس تھک جاتا ہے, خود سے لوگوں سے اور اُن سب چیزوں سے جو اس کے ارد گرد موجود ہوتی ہیں۔ وہ کہی دور جانا چاہتا ہے۔

اس لیے میں بھی بھاگ جاتا تھا تاکہ سکون کی زندگی گزار سکوں۔

لیکن اب میں نے ایک بات سیکھ لی ہے بھاگنا ہر مشکل کا حل نہیں ہوتا۔

میں اقرا کو لے کر اس دنیا سے دور بھاگا تھا تو دیکھو کیا نتیجہ نکلا

میرے پاس اقرا نہیں ہے بلکہ وہ مجھ سے بہت دور جا چکی ہے۔

لیکن اب تمہیں میں زبردستی اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ مجھے لگتا ہے اگر میں نے ایسا کچھ کیا تو پھر کچھ نا کچھ برا ہو جائے گا۔ دبیر نے بچکانہ دلیل پیش کرتے کہا۔

تم. میری ذمہ داری سے فرار ہونا چاہتے ہو دبیر کیونکہ جو تم نے دلیل دی وہ میرے نزدیک زرا بھی اہمیت نہیں رکھتی۔

زری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

تمھاری ذمہ داری سے میں کبھی فرار نہیں ہو سکتا زری بس اتنا سمجھ لو اس بار دبیر ڈر رہا ہے وہ نہیں چاہتا اقرا کی طرح زرتشہ کو بھی کھو دے

دبیر نے زری سے نظریں چراتے صاف الفاظ میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

اس لیے دبیر عباس اپنی بیوی کو کہہ رہا ہے اُس سے دور چلی جائے کیونکہ وہ اُس کی حفاظت نہیں کر سکتا؟

زری نے اپنے لہجے میں حیرانگی لاتے پوچھا۔

دبیر زری کی بات سن کر مسکرا پڑا تھا۔

انسان ہمیشہ اپنے پسندیدہ انسان کو کھونے سے ڈرتا ہے زری میں بھی اب ڈرتا ہوں اور جو میں نے تمھارے ساتھ کیا تم میرے ساتھ رہنا بھی نہیں چاہو گی دبیر کہتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔مزید کچھ کہنے کو نہیں تھا۔

کھانا آچکا تھا۔

لیکن زری کی بھوک تو کہی مر گئی تھی اسے خود بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیوں اُسے برا لگ رہا ہے۔اُسے تو خوش ہونا چاہیے تھا۔

جو کچھ دبیر نے اس کے ساتھ کیا وہ کیسے اس کے ساتھ رہ سکتی ہے؟

لیکن ان سب باتوں میں اس کے دل کی آواز تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھی جسے وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔

کھانا کھاؤ دبیر نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے زری کو کہا جس نے اثبات میں سر ہلایا اور بے دلی سے کھانا کھانے لگی۔

دبیر اس کے بعد نارملی اس سے بات کر رہا تھا جس کا جواب وہ ہوں یا ہاں میں دے رہی تھی۔

کچھ دن پہلے...

رانا اپنی بیٹی اور بیٹے کو ملک سے باہر تو لے آیا تھا لیکن ذیشان کو کسی بھی طرح سکون نہیں مل رہا تھا۔

وہ دبیر اور فاز سے بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس میں اس نے اپنی گرل فرینڈ ایما سے مدد لی تھی جو مان بھی گئی تھی۔

ذیشان نے رانا کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔

اس نے فاز پر نظر رکھی اور ایما کو اپنے پلان کے بارے میں بتایا۔

وہ فاز کی گاڑی کے سامنے خود آئی تھی۔

ذیشان نے اسے کہا تھا کہ اپنا نام مریم بتائے۔ایما ویسا ہی کر رہی تھی جیسا ذیشان نے کرنے کو کہا تھا۔

اور اب اس نے وہ تمام تصاویر فاز کے کمرے میں رکھنی تھی۔جو ذیشان نے دبیر کے گھر پارسل کروائی تھیں ایما ذیشان کو گھر کا ایڈریس بتا چکی تھی۔

ایما کی قسمت اچھی تھی کہ نا گھر پر فاز تھا اور نا ہی دبیر مصطفیٰ بھی رانی کے ساتھ باہر گیا تھا۔

ایما اور ذیشان کو لگا تھا یہ سب اُن کا پلان ہے لیکن ابھی شاید وہ دونوں دبیر کو جانتے نہیں تھے کہ وہ کیا چیز ہے اُس کے گھر تک پہنچنا اتنا آسان نہیں تھا۔

ایما نے وہ تمام تصاویر فاز کے کمرے کی سائیڈ ڈرا میں رکھ دی تھیں۔

اب اسے مریم اور فاز کے واپس آنے کا انتظار کرنا تھا۔

وہ پورے گھر کو دیکھ چکی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ یہاں پر ہر جگہ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔

ایما دوبارہ اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گئی تھی۔

فاز اور مریم گھر آئے تو مریم اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔فاز نے نغمہ بیگم سے اُس لڑکی کے بارے میں پوچھا جنہوں نے بتایا کہ وہ اپنے کمرے میں ہے اور تمھارے بارے میں پوچھ رہی تھی شاید کوئی بات کرنی ہے۔

فاز نے نغمہ بیگم کی بات سنی اور ایما کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

فاز نے دروازہ ناک کیا اور کمرے میں داخل ہوا۔لیکن کمرے میں کوئی نہیں تھا واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

فاز نے ایک نظر واشروم کے دروازے کی طرف ڈالی اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گیا۔

Urdu Novels Ghar

ایماجو فاز کا ہی انتظار کر رہی تھی جلدی سے باہر آئی کیونکہ وہ نغمہ بیگم کے پاس بیٹھی کافی دیر تک باتیں کرتے رہی تھی اور اس نے کہا تھا کہ جب فاز آئے تو اُسے کہہ دینا آپ کہ میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

روکیں ایما نے پیچھے سے فاز کو آواز دیتے کہا۔ جس نے مڑ کر ایما کی طرف دیکھا جو اس وقت باتھ روب میں موجود تھی۔

جو اس کے ٹخنوں سے کافی اونچا تھا۔

فاز نے ایک نظر دیکھ کر اپنی نظریں دوسری جانب پھیر لیں تھیں۔

میں بعد میں آتا ہوں فاز نے کہا اور وہاں سے جانے لگا۔

نہیں مجھے آپ سے ابھی ایک ضروری بات کرنی ہے ایما نے کہتے ہی کچھ قدموں کا فاصلہ طے کیا اور فاز کو بازو سے پکڑ لیا۔

فاز نے غصے سے ایما کے بازو جھٹکا جو اپنا متوازن برقرار نہیں رکھ پائی اور گرنے لگی گرتے وقت اس نے فاز کی شرٹ کو کالر سے تھام لیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

ناچاہتے ہوئے بھی فاز نے اسے کمرے سے پکڑ کر گرنے سے بچایا۔اور اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

فاز نے سامنے دیکھا تو مریم کھڑی تھی

جو اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور سائیڈ ڈرا سے اپنے موبائل کا چارجر نکالنے لگی اور اچانک اس کی نظر تصاویر پر پڑی۔

مریم نے اُن تصاویر کو دیکھا تو حیران رہ گئی کیونکہ وہ تصاویر کچھ اس طرح کا نظارہ پیش کر رہی تھیں کہ کسی کو بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے تھی۔

مریم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور اُن میں سے ایک تصویر کو لے کر کمرے سے باہر گئی۔

نغمہ بیگم سے معلوم ہوا کہ فاز اُسی لڑکی کے کمرے میں گیا ہے۔

مریم کو غصے کے ساتھ رونا بھی آرہا تھا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے ایما اور فاز کو جس حالت میں دیکھا وہ ناچاہتے ہوئے بھی مریم کے دل میں شک پیدا کر گیا تھا۔

یہ سب کیا ہے فاز؟ مریم نے آنکھوں میں بے یقینی لیے سامنے کھڑے فاز کی بانہوں میں کھڑی لڑکی کو دیکھتے پوچھا۔

جو خود صورتحال سے ایک دم بوکھلا گیا تھا۔

اس نے جلدی سے لڑکی کی کمر سے ہاتھ ہٹائے جو سیدھی کھڑی ہوگئی تھی۔

مریم جیسا تم سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے۔

فاز نے مریم کی طرف اپنے قدم بڑھاتے اسے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔

جس نے فاز کو ہاتھ کے اشارے سے وہی رکنے کا اشارہ کیا تھا اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو فاز کو تکلیف سے دوچار کر رہے تھے۔

وہ جانتا تھا کہ جو مریم نے دیکھا وہ سب دیکھ کر غلط سمجھ رہی ہے۔

پیچھے کھڑی ایما اپنے منصوبے میں کامیاب ہوتے اب تماشا دیکھ رہی تھی۔

کیا یہ بھی میری نظروں کا دھوکہ ہے؟

مریم نے ہاتھ میں پکڑی تصویر کو فاز کی طرف اچھالتے بے بسی سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

فاز نے ایک نظر تصویر پر ڈالی جس میں فاز نے اُسی لڑکی کو کمر سے پکڑا ہوا تھا اور تصویر کچھ اس انداز میں لی ہوئی تھی کہ کوئی بھی ان دونوں کو دیکھ کر غلط سمجھ سکتا تھا۔

فاز نے جھک کر تصویر کو اٹھایا۔

مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی فاز اور مجھے اب پتہ چلا اُس دن آپ سچ بول رہے تھے کہ اُس رات آپ کسی لڑکی کے ساتھ ہی تھے۔

میں ہی کم عقل تھی جو سمجھ نہیں پائی

مریم نے اپنی گال پر بہتے آنسو کو رگڑتے کپکپاتے لہجے میں کہا۔

فاز جانتا تھا مریم اس سے بہت زیادہ بدگمان ہو گئی ہے اس وقت اسے کچھ بھی کہنا بے کار تھا اس لیے خاموش رہا۔

مریم پھر وہاں رکی نہیں تھی اور وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے کھڑی ایمان نے فاز کے سامنے آتے کچھ کہنا چاہا لیکن فاز نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

بہت برا ہوا ایمانے افسردگی سے کہا اور کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

دبیر اور زری ریسٹورنٹ سے باہر نکل رہے تھے جب سامنے سے آتے کبیر کو دیکھ کر وہی رک گئے۔

السلام علیکم بھابھی جی کیسی ہیں آپ؟

کبیر نے شرافت سے زری کو سلام کیا۔

جس کا جواب زری نے خوشدلی سے دیا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

دبیر نے کبیر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

ڈیٹ مارنے آیا تھا۔کبیر نے سنجیدگی سے کہا

زری کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا تھا۔

کبیر بھائی ویسے آپ کو شرم آنی چاہیے اتنی پیاری بیوی ہے آپ کی پھر بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں آپ مجھے جان کر بہت افسوس ہوا

زری نے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

پہلے ہی اس کا دل اداس تھا اب نور کو سوچ کر مزید اداس ہو گیا تھا۔

کبیر نے حیرانگی سے دبیر کو دیکھا جو مزے سے کھڑا ہنس رہا تھا۔

ابھی گھر جاتے ہی. میری بیوی نے تمھاری بیوی کو کال کرنی ہے اور تمھاری اس عظیم ڈیٹ کے بارے میں اُسے بتا دینا ہے پھر تم ہو گے اور بڑے پاپا

آہ کیا منظر ہو گا میں مس کر دوں گا۔

دبیر نے کبیر کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

بھابھی میں مزاح کر رہا تھا یار تو سمجھانا اپنی بیوی کو میں ایک کام کے سلسلے میں یہاں آیا تھا۔

کبیر نے دبیر کو دیکھتے دانت پیستے کہا۔

جس نے کندھے آچکا دیے تھے جیسے کہہ رہا ہو میں کچھ نہیں کر سکتا۔

کبیر نے کھا جانے والی نظروں سے دبیر کو دیکھا تھا۔

آپ سچ بول رہے ہیں؟ زری نے کنفرم کرنا چاہا

جی بلکل میں اپنی بہن سے کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں کبیر نے جلدی سے میٹھے لہجے میں کہا۔

ہاں وہی میں سوچ رہی تھی کہ آپ شکل سے ایسے لگتے تو نہیں ہیں

زری نے کہا۔

شکریہ کبیر نے سینہ چوڑا کرتے کہا۔

زری وہ سامنے ہماری گاڑی کھڑی ہے تم جا کر بیٹھو میں آتا ہوں دبیر نے زری کو دیکھتے کہا۔ جس نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے چلی گئی۔

تم جانتے ہو ذیشان واپس آگیا ہے اور وہ تم سے اور فاز سے بدلہ لینا چاہتا ہے اُس نے آفندی کے ساتھ ہاتھ ملا لیا ہے کبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

Urdu Novels Ghar

ہاں جانتا ہوں مجھے بھی تھوڑی دیر پہلے پتہ چل گیا تھا۔

مجھے بس اُس لڑکی کے بارے میں معلوم کروانا تھا کہ اُسے آفندی نے بھیجا ہے یا کسی اور نے اور مجھے اب پتہ چل گیا ہے کہ اُسے ذیشان نے بھیجا ہے۔

دبیر نے سامنے گاڑی میں بیٹھی زری کو دیکھتے کہا اور اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔

لیکن فاز کو اُسے گھر میں نہیں لانا چاہیے تھا میں تمہیں کال ہی کرنے والا تھا اُس لڑکی کو ایک پارسل ملا ہے۔

میں نے گارڈز کو کہہ دیا تھا کہ پارسل والے سے کسی قسم کی کوئی بات نا پوچھی جائے۔

اور وہ آدمی اُس لڑکی کو پارسل دے کر چلا گیا۔

لیکن مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ذیشان میاں بیوی میں لڑائی کیوں کروانا چاہتا ہے؟

کبیر نے حیرانگی سے پوچھا۔

مجھے بھی معلوم ہے کہ اُس نے ایک پارسل رسیو کیا ہے میری نظر اُسی پر ہے۔

اور جہاں تک بات ہے میاں بیوی کے جھگڑے کی تو ذیشان جانتا ہے کس طرح فاز کو کمزور کرنا ہے۔

بہر حال ابھی تھوڑی دیر تک مجھے فاز کی کال آئے گی

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ تم تو سب کچھ جانتے ہو کبیر نے متاثر ہوتے کہا۔

جانا پڑتا ہے اب میں چلتا ہوں تم اپنی ڈیٹ انجوائے کرو دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کبیر نے اسے گھور کر دیکھا اور دبیر کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر اندر چلا گیا۔

دبیر اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔

—

تم نے میرے ساتھ ہاتھ ملا کر بہت اچھا کیا ذیشان ورنہ تم بھی جانتے تھے کہ اکیلے تم کچھ نہیں کر سکتے۔

آفندی نے وائن کے گلاس کی طرف اشارہ کرتے کہا جسے ذیشان نے اٹھالیا تھا۔

اب مجھے بتاؤ تم نے کیا سوچا ہے؟

آفندی نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ذیشان نے اب تک جو کچھ بھی کیا تھا سب کچھ آفندی کو بتانے لگا۔

جیسے جیسے آفندی ذیشان کی بات سنتا جارہا تھا اس کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوتے جارہے تھے۔

تمہیں کیا لگتا ہے ذیشان؟

بازی تمہارے ہاتھ میں ہے؟

کیا دبیر تک یا اُس کی فیملی تک پہنچنا اتنا آسان ہے؟ تم اتنی بڑی بیوقوفی کیسے کر سکتے ہو؟

Urdu Novels Ghar

اگر آج تمھاری گرل فرینڈ دبیر کے گھر میں ہے تو اس میں بھی دبیر کا کوئی نا کوئی مطلب چھپا ہو گا۔

اُسے میں بہت اچھی طرح جان گیا ہوں اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔

اب تمھاری گرل فرینڈ کو کوئی نہیں بچا سکتا اور جس دن وہ فاز کی گاڑی سے ٹکرائی ہو گی اُسی دن دبیر کو پتہ چل گیا ہو گا کہ وہ لڑکی کسی سازش کے تحت بھیجی گئی ہے۔

آفندی نے سرد لہجے میں کہا۔

ہوائیاں تو ذیشان کے چہرے کی بھی اڑ گئی تھیں۔

اُسے نہیں معلوم تھا کہ دبیر اس سے چار قدم آگے ہو گا۔

اب مجھے کیا کرنا چاہیے ؟ ذیشان نے پریشانی سے منہ پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔

جیسا میں کہتا ہوں ویسا کرتے جاؤ اب تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

آفندی نے چہرے مسکراہٹ لاتے کہا۔

جو شاید دبیر کا بڑا نقصان کرنے والی تھی۔

دبیر نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا ابھی وہ گاڑی میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ اس کا موبائل رنگ ہوا۔

نمبر دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔

کال اٹینڈ کرنے کے بعد اس نے تحمل سے فاز کی ساری بات سننے کے بعد کہا کہ وہ گھر آکر بات کرتا ہے۔

زری کو اماں کے پاس چھوڑ کر خود دبیر میر کے گھر چلا گیا تھا۔

فاز کو پریشان دیکھ کر دبیر کو ہنسی آرہی تھی جو انسان کسی کی پرواہ نہیں کرتا تھا آج اپنی بیوی کے خفا ہونے پر بے چینی سے چکر لگا رہا تھا۔

کہا تھا میں نے کہ اُس لڑکی کو گھر مت لے کر آنا لیکن تم میری بات کہاں سننے ہو اپنی مرضی کرنی ہوتی ہے۔

اب جاؤ اور مناؤ اپنی بیوی کو دبیر نے چہرے پر سنجیدگی لاتے غصے سے فاز کو دیکھتے کہا۔

جان نا نکال لے وہ میری فاز نے سنجیدگی سے دبیر کے سامنے بیٹھتے کہا۔

اس وقت اُس کے پاس جانا مطلب بھوکے شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے برابر ہے فاز دبیر کو دیکھتے کہا۔

خیال رکھنا اُس کا کہی باہر نا چلی جائے ورنہ مصیبت میں پھنس سکتی ہے دبیر نے گہرا سانس لیتے کہا۔

ہاں میں خیال رکھوں گا لیکن ابھی وہ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتی

فاز نے معصومیت سے کہا۔

تم مریم سے ڈر رہے ہو؟ دبیر نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا۔

ڈرتا نہیں ہوں میں فاز بھلا کسی سے ڈر سکتا ہے۔

فاز نے اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتے سیدھا ہوتے کہا۔

شکل دیکھ کر تو تمھاری مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے دبیر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

بھائی صاحب کیا سننا چاہتے ہو تم؟ صاف صاف کہہ دو

فاز نے دبیر کو گھورتے ہوئے کہا۔

جو ناچاہتے ہوئے بھی فاز کی بات سن کر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

ان سب باتوں کو چھوڑوں فاز اور میری بات غور سے سنو۔

دبیر نے چہرے کے تاثرات سخت کرتے کہا۔

فاز بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

اُس لڑکی کو صبح ہوتے ہی یہاں سے لے جاؤ اُس لڑکی کو ابھی معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہمیں سب کچھ پتہ چل گیا ہے ۔

وہ ہمارے گھر والوں کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے اور میں نہیں چاہتا اُس لڑکی کی وجہ سے میری فیملی کو کچھ بھی ہو۔

ذیشان اور آفندی کو میں دیکھ لوں گا۔اور تمہیں معلوم ہے نا اُس لڑکی کو کہاں رکھنا ہے؟

دبیر نے فاز کو دیکھتے پوچھا جس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

اور کسی کو بھی گھر سے مت نکلنے دینا مصطفیٰ کو بھی بتا دینا اور اب میں چلتا ہوں

دبیر نے کھڑے ہوتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

اچھا سنو

فاز نے کچھ یاد آنے پر دبیر کو پیچھے سے آواز دیتے کہا۔

تمھاری بیوی کی کل سالگرہ ہے مریم نے مجھے کہا تھا کہ آج واپسی پر زری کے لیے کوئی گفٹ لے لیں گے لیکن کافی رات ہو چکی تھی۔

تو لے نہیں پائے۔

تمہیں تو یاد ہی ہو گا آفٹرال تمھاری بیوی جو ہے۔

فاز نے آخری بات طنزیہ لہجے میں کہی۔اس کا مقصد دبیر کو زری کی سالگرہ یاد کروانا تھا وہ جانتا تھا کہ دبیر کو معلوم نہیں ہے۔اس لیے اس نے بات کی۔

دبیر ہلکا سا مسکرا پڑا اور چلتا ہوا فاز کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

پہلی بات بھابھی کہو

اور دوسری بات جا کر اپنی بیوی کو مناؤ کیونکہ جتنا تم. آسان سمجھ رہے ہو اتنا آسان بلکل بھی نہیں ہے۔

دبیر نے میٹھے لہجے میں فاز کو گھورتے ہوئے کہا۔

جس نے آنکھیں سکڑ کر دبیر کو دیکھا تھا۔

میں اُسے سارا سچ بتادوں گا کہ یہ ہمارا ہی پلان تھا پھر تو وہ میری بات پر یقین کر ہی لے گی اگر نا بھی کیا تو تم اُسے سچ بتا دینا اپنے بھائی پر مجھ سے زیادہ یقین جو کرتی ہے۔

فاز نے تیکھے لہجے میں کہا۔

جس پر دبیر ہنس پڑا تھا۔

جتنا جلدی ہو سکے اُسے حقیقت سے آگاہ کر دو۔ تمہیں میں نے کہا تھا کہ اُس لڑکی سے احتیاط کرنا لیکن فاز تو اپنے دل کی کرتا ہے۔

اب بھی اپنے دل کی سنو اور جاؤ آج پھر دوسرے کمرے میں تمہیں سونا پڑے گا کیونکہ میرا نہیں خیال مریم دروازہ کھولے گی۔

دبیر نے فاز کے کندھے پر نظر نا آنے والی دھول کو صاف کرتے کہا۔

تمہیں کس نے بتایا؟ فاز نے دانت پیستے پوچھا۔

میں سب جانتا ہوں ہر چیز پر. میری نظر ہوتی ہے۔

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

کمینہ انسان فاز نے غصے سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ویسے ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا اگر اس کی بات سن لیتا تو آج یہ سب نا ہوتا بس یہی معلوم کرنا تھا نا کہ لڑکی کو کس نے بھجیا ہے اس کے لیے سارا ڈرامہ کرنا پڑا

اُسے یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔

اور اُس لڑکی کو تو میں چھوڑوں گا نہیں

فاز نے پریشانی سے سوچتے خود سے کہا۔

جس دن ایما اس کی گاڑی کے ساتھ ٹکرائی تھی فاز اُسی دن سمجھ گیا تھا کہ کوئی نا کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔

کیونکہ اسے لڑکی کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

اوراس نے جب ایما کی سٹوری سنی اوراس کے بارے میں سب معلوم کروایا تو پتہ چلا وہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے پھراس نے دبیر سے بات کی تھی۔

دبیر کمرے میں داخل ہوا توزری سو چکی تھی ساتھ ہی اس کے ہادی لیٹا ہوا تھا۔

دبیر ہادی کو دیکھ کر مسکرا پڑا۔زری ہادی سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔اور یہ چیز دبیر کو بہت پسند آئی تھی۔

دبیر نے چینج کیااور آرام سے آکر زری کے دائیں جانب لیٹ گیا۔

ہادی کو دیکھتے ہوئے دبیر نے اپنے دماغ میں صبح کے پلان کو ترتیب دیا۔

اس نے آگے بڑھ کر ہادی کے گال کو پیار سے چھوااور ایک نظر سوئی ہوئی زری پر ڈال کر اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھااور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

صبح ہوتے ہی دبیر بنا زری کو کچھ بتائے گھر سے نکل گیا تھا۔

زری کی جب آنکھ کھلی تو اس کی نظر دائیں جانب گئی۔

وہاں دبیر تو نہیں تھا لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ رات آیا ضرور تھا۔

کیونکہ دبیر کب آتا ہے اور کب جاتا ہے اسے معلوم نہیں ہوتا تھا۔

زری نے ہادی کو دیکھا اور مسکرا پڑی جس نے سوتے ہوئے بھی ماتھے پر دبیر کی طرح گھوری ڈالی ہوئی تھی۔

زری نے جھک کر ہادی کے ماتھے پر بوسہ دیا اور فریش ہونے چلی گئی۔

واپس آئی تو ہادی ابھی بھی سو رہا تھا۔زری نے پرپل کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی۔اور اب آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر زری نے مڑ کر دیکھا تو دبیر کمرے میں داخل ہوا تھا۔

جسکا موڈ آج زری کو کافی خوشگوار لگا تھا۔

تیار ہو جاؤ ہمیں کہی جانا ہے۔

دبیر نے زری کے لمبے بالوں کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

جس نے حیرانگی سے مڑ کر دبیر کو دیکھا تھا۔

دبیر صاحب... زری نے اپنے ہیر برش کا رخ سامنے کھڑے دبیر کی طرف کرتے کہا۔

میں کہی نہیں جارہی تمہیں جہاں جانا ہے جاؤ زری نے سنجیدگی سے کہا۔

دبیر بنا کچھ کہے چلتا ہوا زری کے قریب آیا اتنا قریب آیا کہ زری نے اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھا لیے تھے اور پیچھے آئینے کے ساتھ جا لگی۔

دبیر نے اس کے دائیں اور بائیں جانب اپنی بانہوں کا گھیرا بنایا۔

زری آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

دبیر کا چہرہ زری کے چہرے کے اس قدر قریب تھا کہ اسے دبیر کی گرم سانسوں کی تھپڑ اپنے چہرے پر پڑتے محسوس ہو رہے تھے۔

جب تمہیں معلوم ہے کہ تمھاری مرضی نہیں چلے گی اور آخر میں تمہیں میری بات ہی ماننی پڑے گی تو پھر کیوں فضول میں بحث کرتی ہو۔

دبیر کے گہرے لہجے میں کہتے زری کے ناک میں پہنی چھوٹی سی بالی کو چھیڑتے کہا۔

زری سانس روکے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا اب ڈر کیوں رہی ہو؟ تھوڑی سے میری قربت تم برداشت نہیں کر سکتی تو میرے سامنے زبان چلانے سے بھی گریز کیا کرو۔

دبیر نے زری کے چہرے پر پھونک مارتے کہا جس نے آنکھیں بند کر کے اپنے خشک ہوتے لب کو تر کیا تھا۔

آہ میرے سامنے یہ حرکت مت کیا کرو مسز بندہ بشر بھٹک بھی سکتا ہے۔

دبیر نے اپنے انگوٹھے سے زری کے ہونٹ کو سہلاتے ذومعنی لہجے میں کہا۔

تم..زری تم کہتے خاموش ہو گئی تھی۔

کیا تم؟

دبیر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

بہت بد تمیز ہو۔زری نے ہمت کرتے دبیر کو پیچھے دھکا دیتے کہا۔

ہاں جانتا ہوں اب چلو میرے ساتھ ہادی کو میں امان کے پاس چھوڑ دیتا ہوں دبیر نے ہادی کو گود میں اٹھاتے کہا۔

دبیر وہ اُٹھ جائے گا۔

زری نے جلدی سے کہا۔

نہیں اٹھے گا اس کی نیند بھی تمھارے جیسی ہے۔

دبیر نے کہا اور زری کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گیا۔

ہادی کو اماں کے پاس چھوڑنے کے بعد اب دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے۔

ہم ناشتہ تو گھر میں کر سکتے تھے نا زری نے منہ پھلائے باہر دیکھتے کہا۔

دبیر زری کی بات سن کر خاموش رہا تھا۔اس نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روکی اور دوسری جانب آ کر زری کی سائیڈ کا دروازے کھولا جو دبیر کو گھورتے ہوئے باہر نکل آئی تھی۔

دونوں ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے وہاں زیادہ رش نہیں تھا۔

دونوں نے وہاں بیٹھ کر ناشتہ کیا۔دونوں میں کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

زری کا پیٹ بھرا تو اس کا دماغ میں چلنے لگا تھا۔

اب ہم نے کہاں جانا ہے؟زری نے گاڑی میں بیٹھتے پوچھا۔

یاد آگیا آپ کو؟

مجھے تو لگا آپ کے منہ سے زبان اچانک کہی غائب ہو گئی ہے۔

دبیر نے گاڑی ڈرائیور کرتے اس کی خاموشی پر چوٹ کرتے کہا۔

نہیں بتانا تو نا بتاؤزری نے بھی کندھے اچکاتے کہا اور باہر دیکھنے لگی۔

دبیر نے ایک نظر زری کو دیکھا۔

تمہیں یاد ہے کل میں نے کیا کہا تھا؟دبیر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ہاں یاد ہے زری نے عام سے لہجے میں کہا۔

لیکن جیسے ہی اسے کل کی ساری باتیں یاد آئی تو اس نے حیرانگی سے دبیر کی طرف دیکھا تھا۔

اس نے کہا تھا کہ وہ زری کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا ہے کچھ اچھی یادیں بنانا چاہتا ہے۔زری کو پھر سے یاد آگیا کہ دبیر نے اسے کہا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر جا سکتی ہے۔اس کا دل پھر سے اداس ہو گیا تھا۔

لیکن اسے میری سالگرہ تو یاد نہیں ہے۔

زری نے آخری بات سوچتے افسردگی سے دل میں کہا۔وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا۔

میرے ساتھ تو بدلہ لینے کے چکر میں نکاح کیا تھا میری سالگرہ کیسے یاد ہو سکتی ہے۔

زری خود ہی اسے سوالوں کے جواب دیتی جا رہی تھی۔

کیا ہوا بیگم صاحبہ نظر لگانا چاہتی ہو؟

دبیر نے زری کو خود پر نظریں جمائے دیکھا تو شرارتی لہجے میں کہا۔

لگ ہی نا جائے نظر زری نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے ایک بڑے سے مال کے آگے گاڑی روکی تھی۔

زری اب خود ہی دروازہ کھول کر باہر آگئی تھی اس نے اب یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے کیونکہ دبیر نء کون سا اسے بتا دینا تھا۔

دبیر نے زری کا ہاتھ پکڑا اور اسے مال کے اندر لے گیا۔زری حیرانگی سے کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھتے تو کبھی دبیر کو آجکل کچھ زیادہ ہی دبیر اس کا ہاتھ پکڑ رہا تھا۔

دبیر اسے ایک شاپ میں لے گیا تھا۔

زری حیرانگی سے سامنے لگے فراک کو دیکھ رہی تھی۔

دبیر نے ایک وائٹ کلر کا فراک پسند کیا جس کے ساتھ وائٹ ہی ڈوپٹہ تھا۔

اسے لینے کے بعد دبیر نے زری کی جوتی اور ایک دو اور چیزیں لیں۔

زری تو خاموشی سے دبیر کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

دبیر مال سے نکلنے کے بعد زری کو اپنے فارم ہاؤس میں لے آیا تھا۔

جاؤ تیار ہو جاؤ دبیر نے شاپنگ بیگ زری کے سامنے کرتے کہا۔

جس نے خاموشی سے بیگ پکڑے اور چینج کرنے چلی گئی۔

دبیر بھی چینج کرنے چلا گیا تھا۔جب وہ چینج کر کے کے آیا تو باہر زری کا انتظار کرنے لگا تھا۔

اس نے خود وائیٹ شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنی تھی آگے کے تین بٹن کھلے تھے جس سے اس کا چوڑا سینہ نمایا ہو رہا تھا۔

شرٹ کے بازوں کو کہنیوں تک فولڈ کیا ہوا تھا۔

ماتھے پر بال بکھرے تھے۔

اسکا حلیہ رف سا تھا لیکن پھر بھی دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ہنر دبیر میں موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد زری باہر آئی تو دبیر کی اٹھتی نظریں وہی جم گئیں۔

زری نے دبیر کو دیکھا جو اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے لانگ فراک پہنا تھا ایک کندھے پر. ڈوپٹے کو رکھے اور بالوں کو کھولا چھوڑا ہوا تھا۔ گلہ اس کا کافی گہرا تھا۔

سرخ لپ سٹ لگائے سیدھی دبیر کے دل میں اتر رہی تھی۔

زری نے ایک نظر دبیر کے حلیے پر ڈالی اور آج پھر اس کے دل نے کہا تھا کہ سفید رنگ اس پر بہت جچتا ہے اور یہ اس نے اُس وقت بھی سوچا تھا جب دبیر نے بلیک کرکی شرٹ پہنی تھی۔ سارے رنگ دبیر پر زری کو بہت پیارے لگتے تھے۔

دبیر مجھے یہ نہیں پہننا اس کا گلہ بہت بڑا ہے زری نے دبیر سے نظریں چراتے کہا۔

تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے

ایک منٹ میں آتا ہوں دبیر نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں. سوئی دھاگا تھا۔

اس نے زری کے دائیں جانب کھڑے ہوتے اس کے بال دوسری طرف کیے۔

زری تو دبیر کے ہاتھ میں سوئی دھاگا دیکھ کر حیران تھی۔

دبیر نے ایک چھوٹا سا ٹانکہ اس کی فراک کے گلے کے دائیں اور بائیں جانب لگا دیا اور اس طرح سے لگائے کہ زری کی شرٹ کا گھر اگلہ اب ٹھیک ہو گیا تھا۔

دبیر کی انگلیوں کے لمس اپنے کندھے پر محسوس کرتے زری خود میں سمٹ سی گئی تھی۔

اب ٹھیک ہے؟ دبیر نے زری کا رخ خود کی طرف کرتے پوچھا۔

یہ تم نے کیسے کیا؟

زری نے حیرانگی سے پوچھا۔

یہ ایک ٹیکنیک ہے جو تمہیں سمجھ نہیں آئے گی۔

دبیر نے فخریہ انداز میں کہتے زری کے بال پیچھے کمر پر ڈالتے کہا۔

چلیں؟ دبیر نے اپنا ہاتھ زری کے آگے پھیلاتے کہا۔

زری نے ایک نظر دبیر کے ہاتھ کو دیکھا اور گہرا سانس لیتے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

دبیر نے زری کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی اور اسے وہاں سے باہر لے گیا۔

دبیر نے ایک خوبصورت گھر کے سامنے گاڑی روکی جو ناتو زیادہ بڑا تھا اور ناہی زیادہ چھوٹا تھا۔

پورا گھر روشنی میں جگمگا رہا تھا۔ شام کا وقت تھا اندھیرا چھا رہا تھا۔

زری نے آنکھوں میں چمک لیے گھر کو بغور دیکھا جو شاید اسے پسند آیا تھا۔

دبیر نے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔

زری جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی اس پر سفید گلاب کی بارش ہوئی ہونے لگی تھی پہلے تو زری ڈر گئی لیکن بعد میں جب اس کی نظر پھولوں پر پڑی تو خوشی سے اس نے جھک کر زمین سے پھولوں کی کچھ پتیاں اپنے ہاتھوں میں پکڑی اور اُن کی خوشبو کو سونگھنے لگی۔

یہ کس کا گھر ہے دبیر؟

زری نے آگے قدم بڑھاتے اشتیاق سے پوچھا۔

تمھارا دبیر نے کہا

اور زری کو کندھے سے پکڑتے اندر لے گیا۔ جس کے نا سمجھی سے دبیر کو دیکھا تھا۔

یہ گھر میں نے بہت پہلے تمھارے لیے بنوایا تھا میں چاہتا تھا کہ جب شاہ میر تمہیں چھوڑ دے تو تم یہاں آکر اپنی زندگی سکون سے گزار سکو لیکن شاید ابھی تمھاری زندگی میں سکون نہیں لکھا تھا اس لیے میں نے تم سے نکاح کر لیا۔اور میں تمھاری زندگی میں آگیا۔

لیکن اب تم یہاں رہ سکتی ہو اب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

دبیر نے ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوتے کہا۔

دبیر کی بات سنتے زری کی آنکھیں پانی سے بھر گئی تھیں۔

یار آج پلیز اپنی ان خوبصورت آنکھوں پر ظلم مت کرو۔

دبیر نے زری کے آنسو صاف کرتے کہا اور جھک کر باری باری دونوں آنکھوں پر بوسہ دیا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ آنسو دبیر کے دور جانے کا سن کر آئے ہیں۔

اگر دوبارہ تمھاری آنکھوں میں آنسو آئے تو پھر جو میں کروں گا وہ تمہیں پسند نہیں آئے گا اس لیے اب میں تمھاری آنکھوں میں آنسو نا دیکھوں دبیر نے زری کو تنبیہ کرتے مزید کہا۔

جس نے سرخ چہرہ جلدی سے اثبات میں ہلایا تھا۔

وہ دیکھو دبیر نے سامنے کیک کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

زری نے مڑ کر سامنے دیکھا تو اُس سائیڈ کی لائٹ اچانک اون ہوئی تھیں۔

زری نے حیرانگی سے کیک کی طرف دیکھا جو کافی بڑا تھا۔

آنکھیں تو اس کی پیچھے دیوار پر بڑی سی اپنی اور دبیر کی تصویر کو دیکھ کر کھلی تھیں۔

یہ تصویر فاز کے ولیمے پر لی گئی تھی جس میں دونوں نے اچانک ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور مصطفیٰ نے اپنے کمرے میں اس لمحے کو سیو کر لیا تھا۔

دبیر زری کو کیک کے پاس لے کر گیا اور اس کے ہاتھ میں چھری پکڑا دی اور خود کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے اسے کیک کاٹنے کا کہا۔

اچانک ساری لائٹس بند ہو گئی تھیں

صرف ٹیبل پر پڑی موم بتیاں جل رہی تھیں۔

زری نے دبیر کی طرف دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر خود کے قریب کیا دبیر کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

اپنے ہاتھ کے اوپر اس نے دبیر کا ہاتھ رکھا تھا اور پھر دونوں نے کیک کاٹا۔

زری نے کیک کا ٹکڑا دبیر کے طرف کیا جس نے زری کا ہاتھ پکڑتے کیک کھا لیا اور کھاتے وقت دبیر کے ہونٹ زری کی انگلیوں کی پوروں سے ٹچ ہوئے تھے۔

زری نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔

دبیر نے چھوٹا سا پیس پکڑا اور زری کو کھلایا اور اپنے ہاتھ پر لگی کریم کو زری کی ناک پر لگا دیا۔

زری نے پہلے دبیر کو گھور کر دیکھا پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

Urdu Novels Ghar

دبیر نے زری کو ہنستے ہوئے دیکھا تو جلدی سے زری کے چہرے سے اپنی نظریں چرائی تھیں۔

آؤ تمہیں گھر دکھادوں دبیر نے کہا اور بنا زری کا جواب سنے اسے وہاں سے لے گیا۔

دبیر باقی کا سارا کیک کیا ضائع جائے گا؟

زری دبیر کے ساتھ چلتے معصومیت سے پوچھا۔

اور اس کی بات سن کر دبیر ہنس پڑا تھا۔

تم فکر مت کرو ضائع نہیں ہو گا۔

دبیر نے مسکراتے کہا اور زری کو گھر دکھانے لگا۔

پورا گھر دیکھنے کے بعد دونوں چھوٹے سے گارڈن میں داخل ہوئے۔

جہاں پر ٹیبل پر ڈنر لگ چکا تھا درمیان میں کینڈل جل رہی تھیں۔

بھوک لگی ہے؟ دبیر نے زری کو دیکھتے پوچھا لیکن اس کے ناک پر لگی کریم کو دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔

دبیر نے زری کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا جو اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی اور سیدھا دبیر کے چوڑے سینے سے جا لگی۔

بے ساختہ اس کے ہونٹ دبیر کے سینے سے ٹکرائے تھے اور وہاں لپ سٹک کا نشان چھوڑ گئے۔

زری نے بوکھلا کر دبیر کو دیکھا تھا۔

جس نے جھک کر ٹشو اٹھایا اور زری کے ناک پر لگی کریم کو صاف کرنے لگا۔

زری دبیر کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اس طرح مت دیکھو زری کہ مجھے اپنا فیصلہ تبدیل کرنا پڑے۔

دبیر نے زری کے کان کے پاس سرگوشی کرتے کہا۔اور اس کے کان کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔

زری ایک دم ہوش میں آئی تھی اور اس نے دبیر کو پیچھے کیا۔جو اپنے سینے پر لپ سٹک کے نشان کو دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔

اس سے پہلے دبیر کچھ کہتا اس کا موبائل رنگ ہوا۔

فاز کا نام دیکھ کر اس نے کال اٹینڈ کی اور زری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

لیکن فاز کی جگہ آفندی کی آواز سن کر دبیر کے پاؤں وہی منجمد ہو گئے تھے۔

—

اگلے دن فاز ایما کو وہاں سے لے گیا تھا

لیکن مریم نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھ لیا اور بنا سوچے سمجھے اُس کے پیچھے نکل پڑی تھی۔

اس نے ڈرائیور کو فاز کی گاڑی کا پیچھا کرنے کا کہا تھا۔ یہ ڈرائیور بیسٹ کا وفادار تھا۔

فاز کی گاڑی سامنے ہی تھی لیکن اچانک کہی غائب ہو گئی۔

کیاہواانکل؟مریم نے ڈرائیور کو گاڑی روکتے دیکھاتو پوچھا۔

بیٹا فاز صاحب کی گاڑی تو پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئی ہے لیکن مجھے لگتا ہے آپ ہو گھر واپس جاناچاہیے

ڈرائیور نے کہا۔

جی آپ ایسا کریں گاڑی گھر کی طرف موڑلیں

مریم نے افسردگی سے کہا۔

پوری رات وہ روتی رہی تھی۔اسے لگا فاز اپنی غلطی پر شرمندہ ہو گا لیکن وہ تو مریم کو منانے کی بجائے اُس لڑکی کو گھر سے لے گیا تھا مریم کے دل میں فاز کے لیے مزید بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔

مریم سیٹ سے ٹیک لگائے انہی سوچوں میں گم تھی کہ اچانک جھٹکے سے گاڑی روکنے پر اس نے سامنے دیکھا۔

جہاں دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔

مریم نے ارد گرد دیکھا تو آس پاس اسے کوئی گاڑی چلتی ہوئی نظر نہیں آئی تھی۔

انکل یہ کون سا راستہ ہے اور آپ نے گاڑی کیوں روک دی؟

مریم نے پریشانی سے پوچھا۔

بیٹا اس راستے سے ہم نے جلدی گھر پہنچ جانا تھا۔اس لیے میں نے گاڑی کو اس راستے پر موڑ لیا تھا۔ لیکن سامنے دو گاڑیاں راستہ بند کیے کھڑی ہیں۔

ڈرائیور نے بھی پریشانی سے کہا۔

اتنے میں گاڑی سے کچھ آدمی باہر نکلے جنہوں نے کالے رنگ کے سوٹ پہنے تھے۔

اور ڈرائیور کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

مریم آنکھوں میں خوف لیے اُن آدمیوں کو دیکھ رہی تھی۔

بیٹا آپ باہر مت آنا۔

ڈرائیور کہتے ہی گاڑی سے باہر نکلا

مریم ڈرائیور اور کالے سوٹ میں ملبوس آدمی کو بات کرتے دیکھ رہی تھی۔

اس کی چھٹی حس نے کچھ غلط ہونے کا احساس دلایا تھا اسے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے تھا۔

ڈرائیور اور اُن آدمیوں میں کوئی بحث شروع ہوئی تھی۔

مریم آنکھیں پھاڑے دونوں کو بات کرتا دیکھ رہی تھی۔

ایما آفندی کو ایک ایک پل کی خبر دے رہی تھی۔

جب فاز نے اسے کہا کہ وہ اسے کسی سیف جگہ لے کر جانا چاہتا ہے تو ایما نے آفندی کو کال کر کے بتا دیا تھا۔

اور اس کے آدمی فاز کی گاڑی پر نظر رکھ رہے تھے۔ان کے ساتھ ذیشان بھی تھا لیکن جب اس نے مریم کو گھر سے نکلتے دیکھا تو آفندی کو بکال کر کے کہا۔

Urdu Novels Ghar

اگر ہم فاز کی بیوی کو پکڑ لیں گے وہ خود ہمارے پاس آئے گا۔آفندی کو بھی اس کی بات ٹھیک لگی تھی اس لیے اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ فاز کا پیچھا مت کریں اور اُس لڑکی کو میرے پاس لے کر آئیں۔

جب آدمی گاڑی سے باہر آئے تو ذیشان اندر ہی بیٹھا تھا۔

ڈرائیور نے غصے سے آدمی کو کچھ کہا جس کے جواب میں اُس آدمی نے اپنی گن نکالی اور فضا میں گولی کی آواز گونجی۔

مریم نے ڈرائیور کو زمین بوس ہوتے دیکھا تو جلدی سے گاڑی سے باہر نکل آئی۔

اس کے قدموں سے کچھ فاصلے پر ڈرائیور کی لاش پڑی تھی جس کے دل کے مقام پر گولی لگی تھی۔

مریم اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے آنکھیں پھاڑے ڈرائیور کو دیکھ رہی تھی۔

خوف سے اسکا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

زمین کچھ پل میں خون سے رنگین ہو گئی تھی۔

کیسی ہو ڈارلنگ؟

ذیشان نے مریم کو دیکھتے کمینگی سے کہا۔

مریم نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔

اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا اچانک اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہی بے ہوش ہو کر زمین پر. گر گئی۔

ذیشان نے مریم کو دیکھا اور ہنس پڑا۔

فاز جب گھر آیا تو اسے گاڑی کہی نظر نہیں آئی جو پہلے کھڑی ہوئی تھی۔

دبیر تو یہاں نہیں تھا اور مصطفی ہو سکتا ہے وہ کہی گیا ہو لیکن اسے منع کیا تھا کہ کہی باہر مت جائے۔

فاز یہی اب سوچتے ہوئے گھر میں داخل ہوا تو اسے سامنے رانی اور مصطفی نظر آ گئے تھے۔

Urdu Novels Ghar

اگر تم یہاں ہو تو گاڑی کون لے کر گیا ہے؟ فاز نے مصطفیٰ کو دیکھتے پوچھا جو رانی سے کچھ بات کر رہا تھا۔

میں نہیں جانتا مصطفیٰ نے لاعلمی ظاہر کرتے کہا۔

مریم کہاں ہے؟ فاز نے رانی سے پوچھا۔

پتہ نہیں مجھے صبح سے نظر نہیں آئی۔ کل سے اپنے کمرے میں بند ہے وہی ہو گی رانی نے کہا۔

فاز بھاگتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف گیا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا اس کا دل جو کہہ رہا تھا اُس بات پر وہ یقین نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہی سچ تھا۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟ مصطفیٰ نے فاز کو دیکھتے پوچھا جو دو دو سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے آرہا تھا۔

ہاں سب ٹھیک ہے تم دونوں گھر ہی رہنا باہر مت نکلنا۔

فاز نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

سب خیریت ہے؟ یہ اتنے بوکھلائے ہوئے کیوں تھے؟

رانی نے باہر کی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔ جہاں سے ابھی فاز گیا تھا۔

رانی جی میں بھی آپ کے ساتھ کمرے سے ہی آرہا ہوں تع مجھے کیسے معلوم ہوگا؟ مصطفی نے گھورتے ہوئے کہا۔

رانی نے اسے ڈبل گھوری سے نوازہ اور کچن کی طرف چلی گئی۔ لیکن مصطفی کو لگ رہا تھا کہ کوئی بڑا مسئلہ ہوا ہے۔ اس لیے اوپر مریم کو دیکھنے گیا۔

مریم کو اپنے چہرے پر پانی گرتا ہوا محسوس ہوا تو اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔

تو سامنے کرن اور ذیشان کھڑے مسکرا رہے تھے۔

آفندی کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

مریم نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دینی چاہی لیکن اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

مریم نے سہمی ہوئی نظروں سے سامنے دیکھا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اس کہ تو آواز ہی کہی گم ہو گئی تھی۔

کرن کو سامنے دیکھ کر اسے حیرت ضرور ہوئی تھی۔

آفندی چلتا ہوا مریم کے پاس آیا اور گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا۔

جو پیچھے کو کھسک گئی اور دیوار کے ساتھ جا لگی۔

آفندی مریم کو اسے دیکھ رہا تھا جیسے سالم نگل جائے گا مریم کو آفندی کی نظریں اپنے جسم کے آر پار جاتی محسوس ہو رہی تھیں۔

تو تمھاری بہن دبیر کی بیوی ہے۔

ویسے تم بھی کسی سے کم نہیں ہو آفندی نے اپنا ہاتھ مریم کے چہرے کی طرف بڑھاتے کمینگی سے کہا۔

جس نے اپنا چہرہ پیچھے کر لیا تھا۔

آفندی نے مسکرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔اور کھڑا ہو گیا۔

اس کا شوہر بھی یہی آئے گا۔اپنی بیوی کو بچانے اب دیکھو وہ کب تک یہاں آتا ہے۔ لیکن آئے گا ضرور

اور اگر فاز ہمارے ہاتھ لگ گیا تو دبیر کو اپنے قابو میں کرنا مشکل نہیں ہو گا۔

اور ہاں تمہیں زرتشہ پر بہت غصہ تھا نا تو یہی سمجھو کہ یہ زرتشہ ہے جس نے تمھارے بھائی کو دھوکہ دیا۔

بس یہ مرنی نہیں چاہیے باقی جو تمہیں اس کے ساتھ کرنا ہے کر سکتی ہو۔

آفندی نے کرن کو دیکھتے کہا جو آفندی کی بات سن کر مسکرا پڑی تھی۔

آفندی نے کمرے سے نکلنے سے پہلے ذیشان کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا جو آفندی کے پیچھے ہی باہر نکل گیا۔

تمھاری بہن کی وجہ سے میرے بھائی کی جان گئی۔

کرن چلتی ہوئی مریم کے پاس گئی اور اس نے مریم کو بالوں سے دبوچتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

مریم کے منہ سے بے ساختہ سسکی نکلی تھی۔

زری اور اُس دبیر نے مل کر میرے بھائی کو. مارا ہے۔اور اب سکون سے دونوں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

کرن نے کہتے ہی ایک زوردار طمانچہ مریم کی گال پر رسید کیا۔

جو بے بسی کا پتلا بنے کرن کا ظلم برداشت کر رہی تھی۔

کرن نے ایک تھپڑ پر ہی بس نہیں کیا تھا بلکہ اُس وقت تک مریم کو مارتی رہی تھی جب تک اسکا دل نہیں بھر گیا تھا۔

مریم کے چہرے پر کرن کی انگلیوں کے نشان صاف واضع ہع رہے تھے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔

اور ہونٹ پھٹنے کی وجہ سے اس میں سے خون بھی نکل رہا تھا۔

آگے تمھارا کیا حال ہونے والا ہے میں خود بھی نہیں جانتی لیکن تمہیں ایک سچ بتانا چاہتی ہوں۔

کرن نے تمسخرانہ انداز میں کرن کے ڈھلکتے سر کو اوپر کرتے کہا۔

جس لڑکی پر تم شک کر رہی تھی وہ ذیشان کی گرل فرینڈ ہے اُسی کے کہنے پر اُس نے سب ڈرامہ کیا تھا۔

کرن کہتے ہی ہنسنے لگی تھی۔

مریم نے بے بسی سے کرن کی طرف دیکھا۔

جس نے وہاں سے جاتے ہوئے ایک حقارت بھری نظر اس پر ڈالی اور وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے مریم کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے۔ کتنی بیوقوف تھی وہ کہ اس نے فاز پر شک کیا اور اب اس کی وجہ سے فاز بھی مصیبت میں پھنسنے والا تھا۔

فاز نے اپنے موبائل سے مریم کی لوکیشن معلوم کی اس نے جو مریم کو. لاکٹ دیا تھا اُس میں ٹریسر موجود تھا۔

فاز نے اپنی گاڑی سٹارٹ کی اور وہاں سے چلا گیا۔

اس سے ایک بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اسے دبیر کو بتادیناچاہیے تھا۔ لیکن اس نے نہیں بتایا۔

فاز اُس جگہ پر پہنچا جہاں پر مریم کی لوکیشن شو ہورہی تھی۔

وہ ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ فاز گاڑی سے باہر نکلا اور بھاگتے ہوئے اندر گیا۔

ابھی اس نے ایک قدم ہی گھر کے اندر رکھا تھا کہ اسے اپنی گردن پر ایک سوئی چبھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

آفندی گھر کے باہر لگے کیمرے میں فاز کو آتے دیکھ چکا تھا۔

ذیشان دروازے کے پیچھے ہی کھڑا تھا اس نے فاز کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کی گردن پر انجیکشن لگادیا تھا۔

فاز نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھا اچانک ہی اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

فاز نے لڑکھڑاتے قدموں سے مڑ کر ذیشان کی طرف دیکھا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

فاز کو ذیشان کا چہرہ بھی دھندلا سا نظر آرہا تھا وہ سامنے کھڑے انسان کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ وہی زمین پر گر گیا۔

ذیشان نے آدمیوں کو اشارہ کیا کہ وہ فاز کو اٹھا کر اندر لے جائیں آج بازی ہمارے ہاتھ میں ہے ذیشان نے مسکراتے ہوئے خود سے کہا۔

فاز نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولی۔ لیکن ابھی بھی اسے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اس کے سر میں ہتھوڑے مار رہا ہے۔

آوازیں اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی لیکن وہ اپنے جسم کو حرکت نہیں دے پا رہا تھا۔

آفندی نے فاز کو آنکھیں کھولتے دیکھا تو چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

تجھے کیا لگا؟ صرف دبیر ہی عقل مند ہے؟

آفندی نے ہاتھ میں پکڑے لوہے کے راڈ کو فاز کے جبڑے پر زور سے مارتے کہا۔

جو پہلے ہی بے ہوشی کا انجیکشن لگنے کی وجہ سے بے سدھ پڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

آفندی نے راڈ اتنی زور سے مارا کہ فاز کے جبڑے سے گوشت باہر نکل آیا اور اُس میں سے خون رسنے لگا۔

مریم سامنے کرسی پر بندھی بیٹھی تھی منہ پر بھی ٹیپ لگی تھی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔بہت کوشش کے بعد اب بے بسی سے بیٹھی فاز کو تڑپتا ہوا دیکھ رہی تھی۔اور خود کو فاز کی اس حالت کا قصوروار سمجھ رہی تھی اور یہ سچ بھی تھا۔

دبیر نے ارحم بن کر مجھے دھوکا دیا۔اُسے لگا مجھے پتہ نہیں چلے گا۔

آفندی نے زور سے فاز کے پیٹ میں ٹھوکر مارتے غصے سے کہا۔

فاز کو تو ہوش نہیں تھا وہ آفندی کی آواز تو سن سکتا تھا لیکن اپنے جسم کو حرکت نہیں دے پا رہا تھا۔

جانتا ہے تیری خوبصورت بیوی کے ساتھ میں کیا کروں گا؟

آفندی نے فاز کو. بالوں سے پکڑتے اس کا منہ اوپر کرتے آنکھوں میں کمینگی لیے کہا۔

جس کا چہرہ پورا خون سے بھر گیا تھا۔

وہ دیکھ

آفندی نے مریم کے پیچھے کھڑے کچھ آدمیوں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ سب تیری نظروں کے سامنے تیری بیوی پر ٹوٹ پڑے گے

میرے صرف ایک اشارہ کرنے کی دیر ہے۔ تم لائیو شو دیکھو گے۔

لیکن پہلا حق تو ذیشان کا ہے اُس کے بعد میرے آدمیوں کا

اور دیکھو تو سب کچھ تمھاری آنکھوں کو سامنے ہو گا لیکن تم کچھ کر نہیں سکو گے

آفندی نے افسردگی سے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

پھر خود ہی اپنی بات پر قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

پھر جانتا ہے میں کیا کروں گا؟ تیری بیوی کی ویڈیو بنا کر میں کمینے دبیر کو سینڈ کروں گا۔

آج اُس کا طریقہ اُسی پر آزماتے ہیں۔

بہت شوق ہے نا اُسے ویڈیو بنانے کا آج وہ بھی پورا ہو جائے گا۔

Urdu Novels Ghar

آفندی نے جھٹکے سے فاز کے بالوں کو چھوڑتے ہوئے کہا۔

جو دوبارہ زمین پر جا گرا تھا۔

فاز نے کبھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا جتنا آج خود کو کر رہا تھا

فاز کی پاکٹ سے موبائل لینے کے بعد وہاں سے اٹھ گیا تھا۔اس نے دبیر کو کال کی۔

جس نے پہلی ہی بیل پر کال اٹینڈ کر لی تھی۔

حیران ہو رہے ہو؟ ویسے ہونا بھی چاہیے۔آفندی نے کال اٹھاتے ہی دبیر کو تیکھے لہجے میں کہا۔

دبیر سچ میں حیران ہوا تھا۔

زری نے مڑ کر دبیر کو دیکھا جو بت بنا کھڑا تھا۔

دیکھ آج تیرا دوست اور اُس کی بیوی میرے قبضے میں ہیں اور فاز کی تو میں گارنٹی دے سکتا ہوں کہ وہ زندہ ہے ابھی بھی اُس کی سانسیں چل رہی ہیں لیکن اُس کی بیوی کا کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ زندہ ہے یا مر گئی۔

آفندی نے عام سے لہجے میں کہا۔اس نے دبیر سے جھوٹ بولا تھا مریم ابھی بھی وہی فاز کے سامنے بندھی بیٹھی ہوئی تھی۔

ایک بار تو میرے ہاتھ آ جا پھر دیکھ شیرو کیا کرتا ہے تیرا اور میری ایک بات کان کھول کر سن لے۔

اگر فاز یا مریم کو کچھ بھی ہوا تو کمینے تو نہیں جانتا کہ میں پھر کیا کروں گا دبیر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور بنا آفندی کی سنے موبائل بند کر دیا۔

کیا ہوا؟زری نے دبیر کے سامنے آتے پوچھا۔

کچھ نہیں تمہیں کبیر لینے آئے گا اُس کے ساتھ گھر چلی جانا اور گھر سے باہر مت نکلنا گھر والوں کا خیال رکھنا۔

دبیر زری کا چہرہ ہاتھ کے پیالے میں لیتی کہا۔

اور اس کے ماتھے پر لب رکھ دیے۔

زری کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

تم کہاں جا رہے ہو؟ مجھ سے جھوٹ مت بولنا زری نے دبیر کے چہرے کی طرف دیکھتے پوچھا۔

اگر میں واپس آگیا تو خود تمہیں دوبارہ اس گھر میں چھوڑنے آؤں گا پھر جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا اگر تم مجھ سے طلاق بھی مانگو گی تو میں دے دوں گا۔

لیکن اگر واپس نا آیا تو سمجھ جانا کہ دبیر نہیں رہا۔

اداس بلکل بھی مت ہونا۔اور تھینک یو میری بات ماننے کے لیے اور مجھے اپنا وقت دینے کے لیے دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر ایک سانس میں بات مکمل کرتے کہا۔

تم کہاں جارہے ہو؟

زری نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

ایک ضروری کام سے جارہا ہوں اور یہ میں نے تمھارے لیے خریدا تھا۔

میرے پاس وقت نہیں ہے ورنہ خود تمہیں پہناتا۔

دبیر نے ایک لاکٹ زری کی ہتھیلی پر رکھتے کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گیا۔

لیکن زری نے دبیر کا بازو پکڑ کر روک لیا تھا۔

دبیر نے مڑ کر حیرانگی سے زری کو دیکھا۔

میں چاہتی ہوں تم مجھے یہ لاکٹ پہنادو زری نے لاکٹ کو دبیر کے سامنے کرتے کہا جو ایک چھوٹا سا ہارٹ بنا تھا۔

اسے زری نے کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ورنہ دیکھ لیتی کہ اس میں زری اور دبیر کی تصویر موجود ہے۔

دبیر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے لیکن زری کی شکل دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

اور زری کے ہاتھ سے لاکٹ لے کر اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے زری کے بال کندھے پر ڈالے اور اسے لاکٹ پہنانے لگا۔

دبیر کی انگلیوں کا لمس اسے اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا۔

دبیر نے لاکٹ پہنانے کے بعد زری کا رخ خود کی طرف کیا اور جھک کر لاکٹ پر بوسہ دیا۔

زری دبیر کے قریب آنے پر ایک دم بوکھلا گئی تھی۔

دبیر نے ہلکا سا مسکرا کر زری کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا اور اس کے گال کو تھپتھپا کر وہاں سے چلا گیا۔

اس نے گھر سے نکلتے ہی کبیر کو کال کی اور اسے زری کو گھر چھوڑنے کا کہا۔

لیکن وہ بھی شاید دبیر کی طرح ڈھیٹ تھا اس لیے جب تک پوری بات معلوم نہیں کر لی اسے سکون نہیں ملا۔

دبیر اس لیے بھی کبیر کو کچھ نہیں بتا رہا تھا کہ اس نے بیسٹ کو بتا دینا ہے اور وہی ہوا اسے تھوڑی دیر بعد میر کی کال آ گئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

کمینے انسان تجھے میں نہیں چھوڑوں گا دبیر نے موبائل پر نمبر دیکھتے کبیر کو مخاطب کرتے کہا

اور کال اٹینڈ کی۔

ابھی اور اسی وقت میرے پاس آؤ اور یہ میرا حکم ہے دبیر

میر کے سرد لہجے میں کہا۔

لیکن بڑے پاپا آفندی، مریم اور فاز کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے میں وقت ضائع نہیں کر

سکتا۔

دبیر نے بے بسی سے کہا۔

دبیر اس وقت جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینے کا وقت ہے۔آفندی یہی چاہتا تھا کہ

تم. غصے میں کوئی ایسا قدم اٹھاؤ تاکہ وہ تم پر آسانی سے قابو پا سکے اس لیے میرے پاس آؤ۔

فاز اور اُس کی بیوی کو کچھ نہیں ہو گا

میر نے سنجیدگی سے کہا۔

اور بیسٹ کے لہجے کی پختگی کو دیکھتے ہوئے اس نے گاڑی میر کے فارم ہاؤس کی طرف موڑ لی تھی۔

ٹھیک ہے بڑے پاپا میں آرہا ہوں دبیر نے کہا۔

میں انتظار کر رہا ہوں میر نے کہتے فون بند کر دیا۔

کیا ہوا؟ رانی نے مصطفی کے چہرے کے تاثرات دیکھتے پوچھا جس نے ابھی بھی موبائل کان سے لگایا ہوا تھا۔

حویلی سے کال آئی تھی تایا کی لاش ملی ہے۔ کسی نے اُن کو مار دیا ہے۔

مصطفی نے گہرا سانس فضا میں خارج کرتے کہا۔

کیا؟ لیکن کس نے مارا ہے؟ رانی نے بے یقینی سے پوچھا۔

مجھے نہیں معلوم مار دیا ہو گا کسی نے اور یہ بات تم تائی جان کو نہیں بتاؤ گی۔

مصطفیٰ نے رانی کو دیکھتے کہا۔

جس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

فضیل کے ساتھ والے گاؤں کے ساتھ ایک زمین کو لے کر لڑائی چل رہی تھی۔

اور موقع دیکھتے ہی اُس نے فضیل کے گھر میں گھس کر اسے مار دیا تھا۔

مصطفیٰ یہ بات جانتا تھا لیکن اس نے رانی کو نہیں بتائی تھی۔

مریم کہاں ہیں؟

رانی نے یاد آنے پر پوچھا۔

اسے فضیل کی موت کا دکھ ضرور تھا لیکن جیسی اُس کی حرکتیں تھیں وہ سوچ کر رانی نء زیادہ اُس کے بارے میں نہیں سوچا۔

یہ تو اُس کے شوہر کو معلوم ہو گا پتہ نہیں کہاں پر گیا ہے؟ مجھے تو کسی نے کچھ نہیں بتایا۔

مصطفیٰ نے غصے سے کہا۔

وہ فاز کے کمرے میں گیا تھا لیکن وہاں پر مریم کو نا پا کر تھوڑی بہت صورتحال کو سمجھ گیا تھا۔

اس نے فاز کو کال کی لیکن اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔ اسے غصہ اس بات کا تھا کہ کوئی بھی اسے کچھ نہیں بتاتا تھا۔

آپ کو کچھ معلوم بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ رانی نے گھورتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

اور وہاں سے جانے کے لیے مڑنے لگی۔

لیکن مصطفیٰ نے اسے بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔

میرے جو دو بھائی ہیں نا؟ دبیر اور فاز وہ مجھے کچھ نہیں بتاتے اگر میں ایسا کہوں کہ مجھے ہر قسم کی مصیبت سے دور رکھتے ہیں تو بہتر ہو گا۔

مصطفیٰ نے رانی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

اور ابھی بھی میں جانتا ہوں کچھ بہت بڑا اور برا ہوا ہے یا ہونے والا ہے جس کے بارے میں دونوں نے مجھے نہیں بتایا

اب بس دعا کرو سب کچھ ٹھیک ہو مصطفیٰ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

رانی بنا پلکیں جھپکائے مصطفیٰ کو سن رہی تھی۔دبیر بھائی سب سنبھال لیں گے مجھے پورا یقین ہے۔سب ٹھیک ہو گا آپ اچھا سوچو۔

رانی نے مصطفیٰ کو دیکھتے کہا۔

ان شاءاللہ ایسا ہی ہو مصطفیٰ نے گہرا سانس لیتے کہا۔

وہ خود نہیں جانتا تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے بس اللہ سے یہی دعا تھی کہ اس کے بھائیوں کو کچھ نا ہو۔

کبیر تم زرتشہ اور اماں کو لینے جاؤ دونوں کو مصطفیٰ کے پاس چھوڑ آنا اور کسی کو کچھ بھی مت بتانا

میں تمھاراانتظار کر رہاہوں تم دبیر کے ساتھ جاؤ گے۔

میر نے دبیر سے کچھ فاصلے پر کھڑے کبیر کو دیکھتے کہا۔ جس نے اثبات میں سر ہلایااور وہاں سے چلا گیا۔

بڑے پاپا آفندی بہت بڑا کمینہ ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

اگر میں نے زرا سی بھی دیر کر دی تو وہ کچھ ایسا نقصان نا کر دے کہ جسے میں پورا نا کر سکو۔

دبیر نے پریشانی سے میر کو دیکھتے کہا۔

دبیر تمہیں کیا لگتا ہے اُس نے کوئی انتظام نہیں کیا ہو گا؟

اگر وہ فاز کو قابو کر سکتا ہے تو اُس نے تمھارے لیے بھی کچھ نا کچھ ضرور سوچا ہو گا۔

اور تمھارا اکیلے وہاں جانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

میر نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

بڑے پاپا مجھے مریم کی زیادہ فکر ہے اگر اُس کے ساتھ کچھ غلط ہو گیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔

دبیر نے بے بسی سے کہا۔

اچھا سوچو گے تو اچھا ہی ہو گا۔

کبیر کے آتے ہی تم دونوں نکل جانا اسد بھی تمھارے ساتھ ہو گا اور تم دونوں کو اچھے سے معلوم ہے کہ کیا کرنا ہے۔

میر نے دبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

دوسری جانب کبیر اماں اور زری کو گھر چھوڑ آیا تھا مصطفیٰ کو اس نے کچھ ہدایات دی اور وہاں سے آگیا تھا۔

اور اس وقت دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے کبیر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔دبیر کسی سوچ میں گم تھا۔

اس نے موبائل نکالا اور وہاں پر آفندی کی بھیجی ہوئی لوکیشن دیکھ کر کبیر کو بتائی اس کے بعد گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی۔

جس لوکیشن پر انہوں نے پہنچنا تھا وہ کچھ فاصلے پر ہی تھی۔

تیار ہو؟کبیر نے گاڑی روکتے پوچھا۔

جس کا جواب دبیر نے سر کو خم دیتے دیا تھا۔

آفندی نے جب دبیر کو کال کی تو اسے پورا یقین تھا کہ دبیر دوڑتا ہوا افاز اور مریم کو بچانے آئے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا

ابھی تک دبیر نہیں آیا تھا۔

دبیر آیا کیوں نہیں؟ لگتا ہے اُسے تیری اور تیری بیوی کی پرواہ نہیں ہے۔

آفندی نے زمین پر پڑے فاز کے پیٹ میں ٹھوکر مارتے غصے سے کہا۔

اور چلتا ہوا مریم کے پاس گیا۔

ذیشان کیا کرنا چاہتے ہو تم؟

آفندی نے مریم کو دیکھتے ذیشان سے پوچھا

جو مسکراتا ہوا آفندی کے پاس آیا تھا۔

اسے میرے حوالے کردو

ذیشان نے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ لیے مریم پر اپنی نظریں گاڑھتے کہا۔

ٹھیک ہے لے جاؤ اسے لگتا ہے دبیر کو تم دونوں کی پرواہ نہیں ہے۔ کاہل کہی کا

میں تو اسے کافی طاقتور سمجھتا تھا لیکن وہ تو ڈرپوک نکلا۔

آفندی نے طنزیہ لہجے میں کہتے مریم کے ہونٹوں پر لگی ٹیپ کو زور سے اتارا۔

جو درد کے مارے بلبلا اٹھی تھی۔

اس کا ہونٹ بھی پھٹا ہوا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اس سے پہلے ذیشان اپنے قدم مریم کی طرف بڑھاتا آفندی کے آدمی نے دبیر کے آنے کی اطلاع دی تھی۔

آفندی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

جاؤ بھئی اُسے اندر لے کر آؤ

آفندی نے مسکراتے ہوئے اپنے آدمی کو کہا۔

کرن کچھ فاصلے پر کھڑی اپنی ناخنوں کو دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد دبیر چلتا ہوا اندر آیا۔جسے دیکھتے ہی آفندی کے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے۔

Urdu Novels Ghar

ارحم میاں کیسے ہیں آپ؟آفندی نے تیکھے لہجے میں دبیر کو دیکھتے پوچھا لیکن اس کا دھیان تو زمین پر بے سدھ پڑے فاز کی طرف تھا۔

اور فاز کی حالت دیکھ کر دبیر نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بناتے اپنے غصے کو کنٹرول کیا تھا۔

مریم کو ایک نظر دیکھنے کے بعد دبیر نے آفندی کی طرف دیکھا۔

تو جانتا ہے کہ آج تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ آفندی نے دبیر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے سنجیدگی سے کہا۔

مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے آفندی لیکن میرا سوال بھی تیرے سے یہی ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

اور جو تو نے کیا ہے دبیر کا اشارہ فاز کی حالت کی طرف تھا۔تجھے کیا لگتا ہے میں تجھے آسانی سے جانے دوں گا؟

اور تجھے تو یہ بھی لگ رہا ہو گا کہ دبیر ڈر گیا اور اب کہی چھپ کر بیٹھا ہو گا.

کیا سچ میں تجھے لگتا ہے کہ دبیر تیرے جیسے نالی کے کیڑے سے ڈر سکتا ہے؟

دبیر نے عام سے لہجے میں کہتے ہوئے آفندی کو طیش دلا دیا تھا۔

میرے اڈے پر کھڑے ہوتے تو مجھے دھمکی دے رہا ہے آفندی نے غصے سے اپنے ہاتھ دبیر کے کالر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جس نے آدھے راستے میں ہی آفندی کے بازوں کو پکڑ کر زور سے جھٹکا تھا۔

اس کے دائیں جانب کرن اور بائیں جانب ذیشان کھڑے تھے۔

پیچھے کھڑے کچھ آدمیوں کو اسد اور کبیر بے ہوش کر چکے تھے۔

یہ اڈا تھوڑی دیر بعد میرا ہونے والا ہے اور مجھے بلکل بھی پسند نہیں ہے کہ کوئی بھی میرے گریبان تک پہنچے

کیونکہ جو بھی ایسی حرکت کرتا ہے میں اُس کے ہاتھ توڑ دیتا ہوں۔

دبیر نے کہتے ہی اپنے سر کو خم دیا کبیر اور اسد اس کے اشارے کے انتظار میں ہی کھڑے تھے دبیر کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی اسد وہاں آ گیا تھا۔

ان دونوں نے مل کر گھر کا پچھلا حصہ اچھے سے دیکھ لیا تھا۔

اسد نے ذیشان کے سر کے پیچھے گن رکھ دی اور دوسری جانب کبیر نے آفندی کی کن پٹی پر گن رکھ دی تھی۔

کچھ پل کا کھیل تھا پہلے بازی آفندی کے ہاتھ میں تھی لیکن اب دبیر کے ہاتھ میں تھی۔

آفندی نے حیرانگی سے دبیر کو دیکھا۔

میں نے کہا نا یہ جگہ تھوڑی دیر بعد میری ہو جائے گی تم نے شیر و کو کچھ زیادہ ہی ہلکے میں لے لیا تھا۔

دبیر نے آفندی کے ہاتھ سے گن لیتے کہا اور گن کی پیچھلی سائیڈ آفندی کے جبڑے پر ماری

Urdu Novels Ghar

دبیر نے گن اتنی زور سے ماری کہ جس طرح فاز کا جبڑا پھٹ گیا تھا ویسے ہی آفندی کا جبڑا پھٹ گیا اور وہاں سے خون نکلنے لگا تھا۔

آفندی نے اپنے جبڑے پر ہاتھ رکھا۔

تم بہت پچھتاؤ گے دبیر

آفندی نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

مجھے انتظار رہے گا

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کرن آنکھوں میں خوف لیے دبیر کو دیکھ رہی تھی۔اسے کہاں معلوم تھا کہ پل بھر میں بازی بدل جائے گی۔

Urdu Novels Ghar

میری تمھاری ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے ذیشان تم نے بس ایک غلطی کی ہے اور وہ واپس آکر اس کمینے کا ساتھ دے کر تو تجھے میں آسان موت دوں گا۔

دبیر نے ذیشان کو دیکھتے کہا اور اسے بنا سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اپنے ہاتھ میں پکڑی آفندی کی گن کا رخ ذیشان کی طرف کیا

اور ٹریگر کو دبا دیا۔

فضامیں گولی کی آواز گونجی تھی۔

ذیشان وہی کھڑا تھا آنکھیں اس کی باہر کو آگئی تھی۔ گولی کی آواز کے ساتھ کرن کی چیخ بھی گونجی تھی۔ جو اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ذیشان کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی گردن پر گولی لگی تھی۔

ذیشان مریم کے قدموں میں جا گرا تھا۔خون کی چھینٹے مریم کے پیروں پر بھی پڑی تھیں۔

تم دونوں مریم اور فاز کو یہاں سے لے کر جاؤ میں یہاں سنبھال لوں گا۔

دبیر نے کبیر کو دیکھتے کہا جس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

کبیر جاؤ دبیر نے تھوڑا سرد لہجے میں کہا۔

کبیر نے گھور کر دبیر کو دیکھا۔

کبیر اور اسد مریم اور فاز کو وہاں سے لے گئے تھے۔لیکن کبیر نے وہاں سے نکلتے ہی میر کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ دبیر نے ان دونوں کو وہاں سے بھیج دیا ہے۔

میر جانتا تھا کہ دبیر سب سنبھال لے گا لیکن پھر بھی اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اسے بھی وہاں ہونا چاہیے اس لیے اپنے دل کی سنتے ہوئے اس نے وہاں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

تم میری جان لینا چاہتے ہو تو لے لو انتظار کس بات کا کر رہے ہو؟

آفندی نے دبیر کو دیکھتے کہا۔

جو ہنس پڑا تھا۔

یہی سوال مرنے سے پہلے تمھارے پالتو کتے نے بھی کیا تھا۔اور جانتے ہو اُسے میں نے کیا کہا تھا۔

دبیر نے آنکھوں میں چمک لیے ایک قدم آفندی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

آفندی جانتا تھا کہ دبیر کس پالتو کتے کی بات کر رہا ہے۔

Urdu Novels Ghar

میں نے کہا تھا کہ اتنی آسان موت تو میں تمہیں ہر گز نہیں دوں گا۔

کبیر نے کہتے ہی آفندی کے ہاتھ پر گولی چلائی جو تڑپ کر زمین پر گر پڑا تھا۔

کرن جو تھوڑا کھسک کر دبیر کے پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی اس نے جھک کر لوہے کا راڈ پکڑا اور ڈرتے ہوئے دبیر کے پیچھے جا کھڑی ہو گئی اور اپنا پورا زور لگاتے دبیر کے سر کے پیچھے دے مارا۔

کرن کو دیکھتے ہی آفندی کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ مسکراہٹ بھی آگئی تھی۔

دبیر نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لیں تھیں۔

اس نے ماتھے پر سخت تیور لیے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

جہاں کرن ہاتھ میں راڈ لیے کھڑی تھی۔ویسے رشتے میں تم. میری کزن لگتی ہو لیکن تمہیں مارنے میں مجھے زرا بھی دکھ نہیں ہو گا

دبیر نے کہتے ہی کرن کے ماتھے کے بیچوں بیچ گولی چلادی۔

دبیر کی شرٹ سر سے نکلتے خون کی وجہ سے بھر گئی تھی۔

اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔دبیر نے زور سے اپنا سر جھٹکا تھا۔

آج قسمت مجھ پر بہت مہربان ہے دبیر عباس آج ہار تمھارا مقدر ہو گی۔

آج دبیر نہیں بلکہ آفندی جیتے گا۔آفندی نے گن کا رخ دبیر کی طرف کرتے ہوئے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور جس راڈ کے ساتھ کرن نے تم. پر وار کیا اُس پر بے ہوشی کی دوائی لگی ہوئی تھی جس کی وجہ سے تم بے ہوش ہو جاؤ گے اور میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

آفندی نے دبیر کو دیکھتے کہا جس کو آفندی ایک کی بجائے دو نظر آرہے تھے۔

آفندی نے گن دبیر کے دل کے مقام کی طرف کرتے گولی چلادی

دبیر کے قدم بھی لڑکھڑا رہے تھے جس کی وجہ سے گولی دبیر کے کندھے سے تھوڑا نیچے لگ گئی تھی۔

دبیر وہی اپنے سینے پر ہاتھ رکھے زمین پر گر گیا۔

آفندی نے ایک نظر دبیر پر ڈالی اور وہاں سے بھاگ گیا۔

Urdu Novels Ghar

آفندی کے وہاں سے نکلتے ہی میر کی گاڑی وہاں آ کر رکی تھی۔

میر جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔

میر گھر کے اندر داخل ہوا اس نے چاروں اور نظر دوڑائی اور آگے بڑھتا گیا۔

لیکن زمین پر گرے دبیر کو دیکھتے ہی اس نے اپنی گن کو پینٹ کی پاکٹ میں رکھا اور بھاگتا ہوا دبیر کے پاس گیا۔

دبیر....

میر نے دبیر کے سر کو اپنے ٹانگ پر رکھتے ہوئے اسے پکارا

جس نے آنکھیں کھول کر میر کو دیکھا تھا۔

Urdu Novels Ghar

بڑے پاپا میری فیملی کا دھیان رکھیے گا۔

دبیر نے میر کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط آہستگی سے کہا۔

سینے میں اُٹھتا درد بڑھتا جا رہا تھا۔

دبیر کو سانس لینے میں بھی مشکل پیدا ہو رہی تھی۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا تم خود اپنی فیملی کا دھیان رکھو گے سمجھے۔

میر نے بے بسی سے دبیر کے سینے پر رومال رکھتے اسے ڈپٹتے ہوئے کہا۔جہاں سے خون نکل رہا تھا۔

سینے میں اُٹھتے درد نے مزید دبیر کو بولنے کا موقع نہیں دیا تھا۔کچھ زہر کا اثر تھا۔

دبیر کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات دیکھ کر آج پہلی بار میر کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

اس سے پہلے مزید دیر ہو جاتی میر نے دبیر کو اٹھایا اور وہاں سے باہر لا کر اسے اپنے گاڑی میں لیٹا دیا۔

میر تیز ڈرائیو کرتے دبیر کو ہسپتال لے آیا تھا

نزدیک یہی ہسپتال پڑتا تھا اس لیے کبیر بھی فاز کو اسی ہسپتال لے کر آیا تھا۔

دبیر کو جلدی ہی آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تھا۔

کبیر نے میر کو ہسپتال میں دیکھا تو حیرانگی سے اس کے پاس آیا۔

بڑے پاپا آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ کبیر نے حیرانگی سے پوچھا۔

میر کی شرٹ پر لگے خون کو دیکھتے ہوئے کبیر کو کافی حد تک بات سمجھ میں آگئی تھی۔

پھر بھی دل یہی کہہ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا نا ہو۔

دبیر کی حالت بہت خراب ہے اُسے گولی لگی ہے۔فاز کیسا ہے؟میر نے پوچھا

ڈاکٹر نے کہا ہے اُس کی سرجری ہو گی۔وہی ہو رہی ہے۔

کبیر نے آہستگی سے کہا۔

ایسا کرو مصطفیٰ کو کال کرو اور اُسے کہو زرتشہ کو لے کر ہسپتال آجائے اس وقت دبیر کہ بیوی کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔

میر کہتے ہی وہاں سے چلا گیا۔

کبیر نے موبائل نکالا اور مصطفیٰ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

کبیر نے مصطفیٰ کو فون کر کے ساری صورتحال کا بتا دیا تھا اور مصطفیٰ نے جب دبیر کے بارے میں سنا تو اسے یقین نہیں آیا تھا۔اس نے زری کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا۔

زری نے پوچھا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ تو مصطفیٰ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ راستے میں بتا دے گا۔

شاید اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔

ہسپتال کے سامنے گاڑی روکی تو زری نے ناسمجھی سے مصطفیٰ کی طرف دیکھا۔

بھابھی وہ دبیر بھائی کو گولی لگی ہے فاز کو بھی کافی چوٹ آئی ہے اُس کی سرجری ہو رہی ہے۔

Urdu Novels Ghar

مصطفٰی نے بنا زری کی طرف دیکھے ایک ہی سانس میں بول دیا۔

زری کا دروازے کی طرف جاتا ہوا ہاتھ وہی رک گیا تھا۔

دبیر کیسا ہے؟ زری نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا۔

وہ تو اندر جا کر پتہ چلے گا۔ مصطفٰی کہتے ہی گاڑی سے باہر نکل گیا۔

زری نے گہرا سانس لیتے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکلی۔

وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ اس کے آنسو باہر نا آئیں لیکن آنسوؤں پر اس کا اختیار نہیں تھا۔

زری مصطفی کے ساتھ چل رہی تھی جب اسے سامنے کبیر نظر آیا۔

بھائی دبیر کیسا ہے؟

زری نے کبیر کے سامنے کھڑے ہوتے بھاری آواز میں پوچھا۔

یہ وہی جانتی ہے کہ یہ خبر سننے کے بعد اس کی کیا حالت ہوئی ہے۔

آپریشن چل رہا ہے آپ دعا کریں کبیر نے آہستگی سے کہا۔

مریم اور فاز؟زری نے دوبارہ کبیر کی طرف دیکھتے پوچھا

وہ بھابھی ٹھیک ہیں لیکن اور فاز کی سرجری ہو رہی ہے۔کبیر نے گہرا سانس لیتے کہا۔

زری وہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی تھی اسے دبیر کے ساتھ گزارا ہوا ایک ایک پل یاد آنے لگا تھا جب وہ پہلی بار حویلی آیا تھا۔

میر چہرے پر سنجیدگی لیے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا اس نے موبائل نکالا اور زین کو کال کی۔

جس نے پہلی بیل پر ہی کال اٹھالی تھی۔

زین آفندی کو جانتے ہو نا؟ میر نے سید حامد ے کی بات پر آتے پوچھا۔

ہاں لیکن کیا ہوا؟ زین نے حیرانگی سے پوچھا زین وہ کمینہ مجھے کسی بھی حال میں اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر چاہیے تمہیں جو کرنا ہے کرو کہی سے بھی اُسے تلاش کر کے میرے پاس لاؤ اور ہاں اُس کی سانسیں چلتی ہوں

میر نے کرخت لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں زین نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

کوشش نہیں کرنی زین اُسے میرے پاس لانا ہے میر نے اپنی بات پر زور دیتے کہا اور موبائل بند کر دیا۔

زین نے گھور کر موبائل فون کو دیکھا تھا

چوبیس گھنٹے یہ انسان لگتا ہے غصے میں ہی رہتا ہے اب کہاں سے اُس آفندی کو ڈھونڈ کر لاؤ کچھ وقت بھی تو لگے گا نا تلاش کرنے میں زین نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر باہر آیا تو سامنے ہی میر کھڑا تھا۔زری اور کبیر بھی ڈاکٹر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔

ڈاکٹر دبیر کیسا ہے؟

کبیر نے بے تابی سے پوچھا۔

دیکھیے ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے پیشنٹ کا خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا۔

اور سر کے پیچھے چوٹ لگنے کی وجہ سے وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔

آپ لوگ دعا کریں کے آگے چوبیس گھنٹے میں پیشنٹ کو ہوش آجائے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہتے کبیر کے کندھے کو تھپتھپایا اور وہاں سے چلا گیا۔

زری نے بے بسی سے میر کی طرف دیکھا تھا۔

میر نے زری کے سر پر ہاتھ رکھا۔

دعا کرو

دعا میں بہت اثر ہوتا ہے۔

میر نے کہا اور کبیر کو اشارہ کرتے وہاں سے چلا گیا۔

💕💕💕💕💕

زری کافی دیر باہر بیٹھی منہ میں کچھ نا کچھ پڑھتی گئی تھی پورا دن گزر گیا تھا۔ ابھی تک دبیر کو ہوش نہیں آیا تھا

اور اب وہ دبیر کے کمرے میں داخل ہوئی تھی تو سامنے دبیر کو پیٹوں میں جکڑے لیٹے ہوا دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے دبیر کو اس حالت میں بھی دیکھنا پڑے گا۔

Urdu Novels Ghar

کافی گھنٹے گزر گئے تھے لیکن ابھی تک دبیر کو ہوش نہیں آیا تھا۔

زری چلتی ہوئی دبیر کے پاس گئی اور کچھ فاصلے پر ہی بیٹھ گئی اس نے ہاتھ بڑھا کر دبیر کے ماتھے سے بال ہٹائے تھے۔

کچھ پل دبیر کی بند آنکھوں کو دیکھتی رہی پھر اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے جھک کر دبیر کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

جانتے ہو تم نے مجھے اپنی عادت ڈال دی ہے اور عادت ڈال کر تم. مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔

میں جانتی ہوں کہ تم نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے لیکن تم نے ہر بار میری مدد بھی کی ہے سائے کی طرح تم میرے ساتھ رہتے تھے۔

تم سے دور بھاگ کر میں ارحم کے گھر پہنچ گئی مجھے لگا میں نے تم سے پیچھا چھڑوا لیا ہے زری نے ہلکا سا ہنس کر کہا۔

لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میں دبیر سے بھاگ کر دبیر کے پاس ہی آگئی تھی۔

پتہ نہیں تمھاری کتنی پہچان ہیں۔

لیکن تم نے کہا تھا کہ تم مجھ سے معافی نہیں مانگو گے لیکن جانتے ہو میں کیا چاہتی ہوں

زری نے دبیر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

میں چاہتی ہوں تم مجھ سے معافی مانگو جانتی ہوں تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے

لیکن میں چاہتی ہوں تم. ٹھیک ہو کر مجھ سے معافی مانگو

اور میں بھی پھر تمہیں ترسا ترسا کر معاف کروں پلیز ٹھیک ہو جاؤ

زری نے نظریں جھکا کر بے بسی سے کہا۔

سر جھکائے زری کافی دیر وہاں بیٹھی آنسو بہاتی رہی تھی۔

وہ مزید بھی بہت کچھ کہنا چاہتی تھی گلے شکوے کرنا چاہتی تھی لیکن پھر خاموش ہو گئی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔اس کے دل کی دھڑکن بھرتی جا رہی تھی۔

زری جب دبیر کے پاس سے اٹھ کر باہر گئی تو اس نے آنکھیں کھول لیں تھیں۔

ہوش تو اسے اُس وقت اچکا تھا جب زری نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

دبیر کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی اسے نہیں معلوم تھا کہ زری کے لیے وہ اتنا اہم تھا۔

نرس جو کمرے میں داخل ہوئی تھی اس نے دبیر کو ہوش میں دیکھا تو ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی۔

اور باہر جا کر اس نے کبیر اور زری کو بھی بتادیا تھا۔

زری نے جب دبیر کے ہوش میں آنے کا سنا تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

اور وہاں سے چلی گئی تاکہ شکرانے کے نوافل ادا کر سکے۔

Urdu Novels Ghar

مصطفیٰ تو بھاگتا ہوا اندر آیا تھا۔

کبیر نے میر کو کال کر کے دبیر کے ہوش میں آنے کا بتا دیا تھا۔

اور خود بھی روم میں چلا گیا۔

ڈاکٹر چیک اپ کرنے کے بعد وہاں سے چلا گیا تھا۔

مصطفیٰ نے تو دبیر کو لیٹے ہوئے ہی زور سے ہگ کیا تھا۔

مصطفیٰ ابھی میرا زخم ٹھیک نہیں ہوا۔

دبیر کے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

اوہ سوری بھائی مصطفیٰ نے پیچھے ہٹتے کہا۔

تم رو رہے ہو؟

دبیر نے مشکوک نظروں سے مصطفٰی کو دیکھتے پوچھا۔

نہیں تو یہ خوشی کے آنسو ہیں

مصطفٰی نے اپنے آنسو صاف کرتے کہا۔

آپ اور فاز ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہی کرتے ہو مجھے کچھ نہیں بتاتے اور اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو؟

مصطفٰی نے معصومیت سے شکوا کرتے کہا۔

مجھے کچھ نہیں ہوا نا کبھی ہو گا پریشان مت ہو۔

دبیر نے مصطفٰی کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

کیسے ہو بھائی صاحب؟

کبیر نے دبیر کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

زندہ ہوں دبیر نے بھی شرارتی لہجے میں کہا۔

زندہ ہی رہنا ورنہ تمھاری وجہ سے ہماری جان حلق کو آئی ہوئی تھی۔ تمہیں اتنی جلدی تو کوئی بھی اوپر جانے نہیں دے گا۔

کبیر نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی پھل کی ٹوکری میں سے سیب کو پکڑتے کہا۔

دبیر ہنس پڑا تھا اسے زری کا انتظار تھا لیکن ابھی تک وہ آئی نہیں تھی۔

مصطفیٰ گھر چلا گیا تھا تاکہ گھر کے لوگوں کو دبیر اور فاز کا بتا سکے۔

فاز کیسا ہے؟ دبیر نے دروازے پر نظریں گاڑھتے دبیر سے پوچھا۔

وہ ٹھیک ہے اُس کی سرجری ہو گئی ہے اور تم جس کا انتظار کر رہے ہو وہ ابھی نہیں آئے گی بے چاری بس روتی ہی جا رہی تھی۔

مجھے تو حیرت ہوئی کہ بھابھی تمھارے لیے انتا رو رہی ہیں کبیر نے افسردگی سے کہا۔

تو کمینے انسان اور کس کے لیے روتی شوہر ہوں میں اُس کا دبیر نے دانت پیستے کہا۔

ہاں تم تو شوہر ہو اُس کے میں کیسے بھول سکتا ہوں۔

کبیر نے ہلکی سی چپٹ اپنے سر پر لگاتے ہوئے کہا۔

ڈرامے باز دبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں میر اندر آیا تھا۔

دبیر نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن میر نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا۔

تم نے ہم سب کو ڈرا دیا تھا دبیر میں کبھی کسی چیز سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا جتنا تمہیں تکلیف میں دیکھ کر ہوا تھا۔

دبیر ہم سب کے لیے بہت اہم ہے اس لیے اپنی حفاظت کیا کرو۔

میر نے مسکرا کر دبیر کے ماتھے سے بال پیچھے کرتے کہا۔

جی دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر تمہیں دوں گا

میر نے کبیر کو دیکھتے کہا۔

جو جل بھن کر سرخ ہو رہا تھا۔

مجھے انتظار رہے گا۔دبیر نے کہا۔

میر نے اشارے سے کبیر کو اپنے پاس بلایا

اور اسے گلے لگایا۔

تم سب بچے میرے لیے برابر ہو کبھی یہ مت سمجھنا کہ بڑے پاپا اُس سے زیادہ پیار کرتے ہیں تم سے نہیں

میر نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

جانتا ہوں بڑے پاپا وہ تو بس میں اپنی اداکاری دکھا رہا ہوتا ہوں ماحول کو تھوڑا ہلکا پھلکا کرنے کے لیے

کبیر نے بتیسی دکھاتے ہوئے کہا۔

جس کی بات سن کر میر اور دبیر دونوں ہنس پڑے تھے۔

میر دبیر اور کبیر سے ارد گرد کی باتیں کرنے لگا تھا۔

Urdu Novels Ghar

مصطفیٰ گھر آیا تو اس نے رانی کو آواز دی

رانی کے ساتھ اماں اور نغمہ بیگم بھی آ گئی تھیں۔

مصطفیٰ نے گہرا سانس لیتے ہوئے بات کا آغاز کیا اور ساری بات وہاں کھڑے نفوس کو بتا دی۔

رانی نے غصے مصطفیٰ کو دیکھا تھا۔

مجھے اُسی وقت ہی شک ہو گیا تھا جب آپ زری کو اپنے ساتھ لے کر گئے تھے لیکن ابھی بھی ہمیں کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہیں تھی اور آپ اب ہمیں کیوں بتا رہے ہیں؟

رانی نے تیکھے لہجے میں مصطفیٰ کو دیکھتے پوچھا۔

Urdu Novels Ghar

یار میں بہت پریشان تھا تو بھول گیا

مصطفیٰ نے اپنا سر کھجاتے ہوئے کہا۔

بیٹا رانی بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے کم از کم تمہیں ہم سب کو بتایا چاہیے تھا۔ شکر ہے کہ میرے دونوں بچے ٹھیک ہیں

نغمہ بیگم نے پریشانی سے کہا۔

اچھا نا سوری غلطی ہو گئی اب چلیں آپ سب لوگ رضیہ آنٹی کہاں ہیں؟

مصطفیٰ نے پوچھا۔

وہ آگئی ہیں رانی نے رضیہ کو دیکھتے کہا

اور پھر سب لوگ ہسپتال کے لیے نکل گئے تھے۔

💕💕💕💕

مریم فاز کے پاس ہی بیٹھی تھی اس کے آدھے چہرے پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ابھی تک فاز بے ہوش تھا ڈاکٹر نے کہا تھا کہ رات تک اُسے ہوش آجائے گا۔

لیکن تھوڑی دیر بعد ہی اسے ہوش آگیا تھا۔اس نے آنکھیں کھولی تو مریم کو دیکھتے ہی اس نے اپنے چہرے کا رخ تبدیل کر لیا تھا۔

مریم جو فاز کے ہوش میں آنے پر خوش ہوئی تھی لیکن اس کی بے رخی دیکھ کر تڑپ گئی تھی۔

فاز پلیز ایسا مت کریں میرے ساتھ

مریم نے بے بسی سے روتے ہوئے فاز کو کہا۔

اور مریم کا رونا ہی تو فاز کی کمزوری تھی۔

رو کیوں رہی ہو؟ فاز نے مریم کو دیکھتے پوچھا۔

جو اس کے سینے پر اپنا منہ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

فاز نے اسے رونے دیا تھا۔اور اس کے بالوں کو سہلانے لگا تھا۔

مجھے معاف کر دو فاز یہ سب کچھ میرے وجہ سے ہوا ہے

مریم نے روتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

مریم میری طرف دیکھو فاز نے سنجیدگی سے کہا۔

مریم نے فاز کی طرف دیکھا تھا۔

غلطی ہم دونوں کی ہے اور تم مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی مجھ پر شک نہیں کرو گی جانتا ہو جو صورتحال بن گئی تھی تمھارا شک کرنا بھی جائز تھا لیکن مریم میں بہت ڈر گیا تھا۔

تمھاری بیوقوفی کی وجہ سے تمھارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا تھا جانتی ہو میں اُس وقت خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا جب وہ کمینہ آفندی تمھارے لیے بکواس کر رہا تھا اگر دبیر وہاں نا آتا تو جانتی ہو کیا ہو سکتا تھا؟

فاز نے مریم کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے دھیمے لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

ایم سوری مریم نے سوں سوں کرتے نظریں جھکا کر کہا۔

فاز نے مریم کی سرخ ہوتی ناک کو کھینچا کو دیکھا تو مسکرا پڑا۔

اب رونا بند کرو تمھارا رونا مجھے پسند نہیں ہے اور کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی

فاز نے مریم کے حلیے پر چوٹ کرتے کہا۔

میرا شوہر ہسپتال میں بے ہوش پڑا تھا تو کیا میں تیار ہو کر چل پھر رہی ہوتی؟

مریم نے الٹا سوال کیا جس پر فاز مسکرا پڑا تھا۔اس سے ابھی ہنسا بھی نہیں جا رہا تھا۔

دبیر کہاں ہے؟ فاز نے مریم سے پوچھا

وہ بھی اسی ہسپتال میں ہیں اُن کو گولی لگی تھی لیکن اب وہ ٹھیک ہیں۔

Urdu Novels Ghar

مریم کے جلدی سے بتا دیا۔

کیا اُسے گولی لگی تھی؟ مجھے اُس کے پاس جانا چاہیے

فاز نے پریشانی سے کہا۔

فاز اب وہ ٹھیک ہے اور ڈاکٹر نے آپ کو آرام کرنے کا کہا ہے آپ ابھی کہی نہیں جائیں گے

مریم نے فاز کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

اُس کے بعد فاز نے بھی دوبارہ اُٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

مصطفی باقی سب لوگوں کو بھی ہسپتال لے آیا تھا پہلے فاز کے پاس سے ہو کر اب دبیر کے کمرے میں موجود تھے۔

لیکن زری ابھی بھی نہیں آئی تھی پتہ نہیں کہاں غائب تھی۔

لیکن بعد میں دبیر کو رانی سے معلوم ہوا وہ نفل ادا کر رہی ہے دبیر کو اپنی قسمت پر رشک آیا تھا۔

اماں اور نغمہ بیگم کافی نصیحتیں کرنے کے بعد وہاں سے چلی گئی تھیں۔رانی زری اور مریم سے ملنے کے بعد مصطفی کے ساتھ گھر واپس آگئی تھی کیونکہ ہسپتال میں زیادہ لوگوں کو رکنے کی اجازت نہیں تھی۔

مصطفی اماں لوگوں کو گھر چھوڑ کر آنے کے بعد دوبارہ ہسپتال آگیا تھا۔

زری جب نفل ادا کر کے کے باہر آئی تو اُس وقت سب لوگ جا چکے تھے۔

پہلے وہ مریم کے پاس گئی تھوڑی دیر وہاں رکنے کے بعد اس کا رخ دبیر کے کمرے کی طرف تھا۔

اس نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔

کہاں تھی تم؟

دبیر کی سنجیدگی سے بھرپور آواز کمرے میں گونجی تھی۔

تمہیں کچھ چاہیے؟

زری نے جلدی سے پوچھا اسے لگا شاید اسے کسی چیز کی ضرورت ہے۔

Urdu Novels Ghar

ہاں..دبیر نے ایک لفظی جواب دیا۔

کیا چاہیے ؟زری نے دبیر کے پاس جاتے پوچھا

تم...

دبیر کہتے ہی خاموش ہو گیا تھا۔

زری نے نا سمجھی سے دبیر کو دیکھا تھا۔

میں کب سے تمھارا انتظار کر رہا تھا لیکن تم اب آ رہی ہو نا چاہتے ہوئے بھی دبیر کے منہ سے شکوہ نکلا تھا۔

وہ میں نوافل ادا کر رہی تھی۔

Urdu Novels Ghar

زری ن ء نظریں جھکا کر کہا۔

وہ دیکھو ابھی تک میں نے کھانا نہیں کھایا

دبیر نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

کیوں؟ تم نے ابھی تک کھانا کیوں نہیں کھایا؟ زری کے حیرانگی سے پوچھا۔

کیونکہ میں نے نرس کو کہا تھا میں اپنی بیوی کے ہاتھ سے کھانا کھاؤں گا دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے لگتا ہے اس کے سر پر گہری چوٹ آئی ہے اس لیے بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔

Urdu Novels Ghar

زری نے کھانے کی ٹرے کو بیڈ پر رکھتے دل میں سوچا۔

اور دبیر کو سہارا دیتے اٹھا کر اسے سوپ پلانے لگی۔

دبیر کی نظریں زری کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

تم نے اگر مجھے گھورنا بند نہیں کیا تو یہ باؤل تمھارے سر ہر مار دوں گی۔

زری نے تنگ آکر دبیر کو دھمکی دیتے کہا۔

جو ہنس پڑا تھا۔

جانتی ہو زری مجھے ہوش کب آیا

دبیر نے زری کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

جب تم نے یہاں پر بوسہ دیا تھا اُس وقت

دبیر نے اپنے ماتھے پر انگلی رکھتے مسکرا کر کہا۔

زری آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھ رہی تھی اس کا مطلب جو کچھ اس نے کہا تھا وہ سب دبیر نے سن لیا تھا۔

تم چاہتی ہو کہ دبیر تم سے معافی مانگے

دبیر نے زری کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے مزید کہا۔

تو میری جان میں ایک ایک سیکنڈ بعد تم سے معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔

Urdu Novels Ghar

تم مجھے جتنا تڑپانا چاہو تڑپا سکتی ہو میں اُف تک نہیں کروں گا۔

اور اس کی شروعات میں آج سے ہی کرتا ہوں

دبیر کہتے ہی سانس لینے کے لئے رکا۔

زری میں جانتا ہوں میں نے تمھارے ساتھ بہت بڑا کیا ہے میں معافی کے قابل نہیں ہوں لیکن پھر بھی تم سے معافی مانگتا ہوں۔

پلیز مجھے معاف کردو۔

میں جانتا ہوں تمہیں دی ہوئی تکلیف کا ازالہ نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی تم سے معافی مانگتا ہوں مجھے معاف کردو۔

Urdu Novels Ghar

جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہہ رہا ہوں میں تمھاری مرضی پر تمہیں چھوڑنے کے لیے تیار ہوں

میں جانتا ہوں تم بھی ایسا ہی چاہتی ہو اور دبیر مزید کچھ کہتا کہ زری نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

میں نے کب کہا میں تم سے علیحدگی چاہتی ہوں؟ زری کے سوال پر دبیر نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

تو کیا میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟ دبیر کے سوال پر زری کچھ سیکنڈ خاموش ہو گئی تھی۔

بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہتی لیکن میں نے ابھی تک تمہیں معاف نہیں کیا۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا میں تمہیں ترسا ترسا کر معاف کروں گی میں ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں۔

زری نے وہاں سے اٹھتے ناک سکوڑتے کہا۔

زری کی بات پر دبیر ہنستا چلا گیا تھا اتنا ہنسا کے اس کی آنکھوں میں پانی آگیا۔

دبیر کو ہنستا دیکھ زری غصے سے کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

دبیر جان گیا تھا کہ زری اس سے علیحدگی نہیں چاہتی تھی لیکن وہ چاہتا تھا کہ زری اپنے منہ سے بولے اس لیے ابھی اس نے دوبارہ بات کی

وہ جانتا تھا کہ ایک دن زری اسے معاف ضرور کرے گی لیکن وہ دن پتہ نہیں کب آنا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اگلے دن میر کی فیملی بھی دبیر اور فاز سے ملنے کے لیے آئی تھی۔

کچھ دن فاز اور دبیر ہسپتال میں ہی رکے تھے

اور پھر جب ڈاکٹر نے گھر آنے کی اجازت دے دی تو آج وہ دونوں گھر واپس آ گئے تھے۔

دونوں بھی ایک دوسرے سے ابھی نہیں ملے تھے۔

دونوں کا سب لوگوں نے بہت اچھے سے استقبال کیا تھا لیکن دونوں کو بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

رات کو جب دبیر فری ہوا تو اس نے سوچا فاز سے بات کرلے۔

دبیر خود کو کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔اس لیے فاز کے کمرے کی طرف گیا۔

کیونکہ فاز کی سرجری کی وجہ سے ڈاکٹر نے اسے آرام کرنے کا کہا تھا۔

مریم اور زری کے علاوہ گھر والے بھی دبیر اور فاز کا بہت خیال رکھ رہے تھے۔

دبیر نے دروازہ ناک کیا اور کمرے میں داخل ہوا۔

فاز لیٹا ہوا تھا اور دبیر کو دیکھ کر اُٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

مریم نے دبیر کو دیکھا تو دونوں کو اکیلا چھوڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

کیسی طبیعت ہے اب تمھاری؟

دبیر نے فاز کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا اس کی گال پر ابھی بھی پٹی بندی ہوئی تھی۔

فاز نے کچھ پل دبیر کو دیکھا جو اسے کچھ کمزور لگا تھا۔اور دبیر کے گلے لگ گیا۔

تھینک یو دبیر کچھ مت بولنا

بس میں تجھے کہنا چاہتا ہوں دبیر تھینک یو تیرے بغیر فاز کچھ بھی نہیں ہے

فاز نے اداسی سے کہا۔

دبیر نے مسکرا کر فاز کے کندھے کو تھپتھپایا تھا۔

میں بھی تجھے کچھ کہنا چاہتا ہوں

دبیر نے سنجیدگی سے فاز کو دیکھتے کہا۔

Urdu Novels Ghar

جس نے نا سمجھی سے دبیر کو دیکھا تھا۔جب تو سیڈ ہوتا ہے تو مجھے تیری شکل کاٹون جیسی لگتی ہے اور سیریس صورتحال میں بھی مجھے ہنسی آجاتی ہے اس لیے سیڈ نا ہوا کر دبیر نے مسکراہٹ دباتے کہا۔

فاز نے گھور کر دبیر کو دیکھا تھا پھر خود بھی ہنس پڑا۔

دونوں ایسے ہی تھے ایک دوسرے کا سہارا

دبیر فاز سے ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا تھا۔

کافی ٹائم تک وہ دونوں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔

ایک ماہ بعد

Urdu Novels Ghar

رانا کو اپنے بیٹے کی موت کا پتہ چل گیا تھا لیکن وہ خاموش تھا کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔اُس نے اپنے بیٹے کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن ذیشان باز نہیں آیا تھا۔

دبیر نے نغمہ بیگم کو کرن کی موت کا نہیں بتایا تھا بلکہ یہ کہا تھا وہ وہاں سے بھاگ گئی تھی کرن جیسی بھی تھی نغمہ کی بیٹی تھی۔اور دبیر نغمہ بیگم کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

مصطفیٰ نے فضیل اعوان کے مرنے کی خبر دبیر کو دے دی تھی جس نے اپنے طریقے سے نغمہ بیگم کو بتادیا تھا۔

پہلے تو وہ خاموش رہی تھی اُس کے بعد انہوں نے ایک بات ہی کہی اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی کہ برے کاموں کا انجام بھی برا ہی ہوتا ہے۔

دن پر لگا کر اڑ گئے تھے گھر والوں کی بھرپور توجہ کی وجہ سے دبیر اور فاز ٹھیک ہو گئے تھے۔

اس ایک ماہ میں دبیر بہت بار زری کو سوری بول چکا تھا۔

اور ہمیشہ وہ مسکرا کر وہاں سے چلی جاتی تھی رانی اور مصطفیٰ بھی دونوں اپنی لائف میں خوش تھے۔

فاز کو خوشخبری سننے کو ملی تھی کہ وہ باپ بننے والا ہے اور یہ خوشخبری سب گھر والوں کے لیے بہت بڑی تھی۔

دبیر نے سوچا تھا وہ اس خوشی کو اچھے سے منائے گئے اور ساتھ ہادی کی سالگرہ کو بھی لیکن

اُس سے پہلے اُسے آفندی کو مارنا تھا۔

دبیر لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا جب اسے میر کی کال آئی۔

جو اسے کہہ رہا تھا تیار رہنا میں تمہیں لینے آرہا ہوں تمہیں ایک سرپرائز دینا ہے۔

دبیر نے میر کو اوکے بول کر فون بند کر دیا۔

اور اپنے شوز پہنے لگا۔

کہاں جا رہے ہو؟

زری نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

ایک ضروری کام ہے بڑے پاپا کے ساتھ جارہا ہوں۔

ٹھیک ہے۔

زری نے مایوسی سے کہا۔

اس نے آج خاص کچھ ڈیشنز دبیر کے لیے بنائی تھیں لیکن اب وہ اگر میر کے ساتھ جارہا تھا

تو اُن کے ساتھ ہی اس نے کھانا بھی کھا کر واپس آنا تھا۔

دبیر نے زری کے پریشان سے چہرے کو دیکھا تو چلتا ہوا اُس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

کھانا میں گھر آکر تمھارے ان خوبصورت ہاتھوں سے ہی کھاؤں گا

دبیر نے جھک کر زری کے دونوں ہاتھوں پر بوسہ دیتے مسکرا کر کہا۔

زری کے چہرے پر شرمیلی سے مسکراہٹ چھاگئی تھی۔

دبیر نے زری کے ناک میں پہنی بالی پر بوسہ دیااور وہاں سے چلا گیا۔

میر باہر گاڑی میں اس کاانتظار کررہاتھا۔

کون ہو تم لوگ؟کاہلوں کی طرح چھپ کیوں رہے ہو؟اپنی شکل کیوں نہیں دکھارہے؟

آفندی نے چیختے ہوئے کہا۔

آنکھوں پرپٹی بندھی ہوئی تھی۔

آفندی وہاں سے بھاگ تو گیا تھا لیکن اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کہاں جائے

اس نے جس آدمی سے مدد لینے کا سوچا تھا وہ زین اور بیسٹ کا آدمی تھا زین نے جب اپنے آدمیوں کو آفندی کی تلاش میں لگایا تو اُس آدمی نے بتادیا کہ آفندی اُس کے پاس ہے

زین نے آفندی کو بیسٹ کے تہہ خانے میں لے آیا تھا۔

آفندی کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی اس کا چہرہ بھی عجیب ہوا پڑا تھا۔

زین نے بیسٹ کو کال کر کے آفندی کا بتادیا تھا

بیسٹ کو بس دبیر کے ٹھیک ہونے کا انتظار تھا۔

اور آج ایک ماہ بعد جب دبیر ٹھیک ہوا تو دبیر میر کے ساتھ تہہ خانے میں آیا تھا۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں بڑے پاپا؟

دبیر کے تہہ خانے میں داخل ہوتے پوچھا۔لیکن آفندی کی آواز سنتے ہی اسے ساری بات سمجھ میں آگئی تھی۔

تمہیں کہا تھا نا کہ تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے میر نے آفندی کی آنکھوں سے پٹی ہٹانے کا کہتے دبیر کو کہا۔

جب سے آفندی یہاں آیا تھا اندھیرے میں ہی قید تھا میر کے آدمی اس کا ایک ہاتھ کھول دیتے جس سے وہ کھانا کھاتا تھا لیکن آنکھوں پر بندھی پٹی کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔

اب چاروں اور پھیلی روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

اس نے کچھ سیکنڈ اپنی آنکھیں بند رکھی اور جب کھولی تو سامنے دبیر کو صحیح سلامت دیکھ کر وہی منجمد ہو گیا۔

ابھی اس کی نظر بیسٹ پر نہیں پڑی تھی جو رخ موڑے اپنا سگریٹ سلگا رہا تھا۔

تم بچ کیسے گئے؟ کچھ سیکنڈ بعد جب آفندی کا صدمہ تھوڑا کم ہوئی تو لہجے میں بے یقینی لیے دبیر سے پوچھا۔

تیرے جیسے کیڑے کو مارنے سے پہلے میں کیسے مر سکتا ہوں

دبیر نے طنزیہ لہجے میں کہتے آفندی سے کچھ فاصلے پر پڑے ٹیبل پر اوزار میں سے ایک تیز دھار چاقو کو پکڑتے کہا۔

یہ بیسٹ کا تہہ خانہ تھا یہاں پر ہر طرح کا ہتھیار موجود تھا جس سے وہ لوگوں کو سزا دیتا تھا۔

ویسے بڑے پڑا یہ چاقو اچھا ہے دبیر نے بیسٹ کی طرف دیکھتے کہا۔ جس نے مڑ کر دیکھا

تمہیں پسند ہے تو تم لے سکتے ہو میر نے سگریٹ کا دھواں فضا میں چھوڑتے ہوئے کہا۔

بیسٹ.... آفندی نے بیسٹ کو دیکھتے منہ میں بڑبڑایا اس کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔

ایک طرف شیر و تھا جو پہلے سے زیادہ خطرناک ہو گیا تھا اور دوسری طرف بیسٹ تھا جس سے بچنا ناممکن تھا۔

تو اتنے دن وہ بیسٹ کی قید میں تھا۔

لیکن بیسٹ نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں آفندی اسی کشمکش میں تھا۔

میں بتاتا ہوں کہ ابھی تک میں نے تمہیں صحیح سلامت کیوں رکھا ہوا ہے۔

میر نے آفندی کے چہرے کے تاثرات دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔

آفندی کو حیرت ضرور ہوئی تھی کہ بیسٹ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔

تونے میرے بھائی کی جان لینے کی کوشش کی چونکہ اب تو مرنے والا ہے تو حقیقت جاننا تیرا حق ہے۔

جس بیسٹ کو تونے مروانے کی کوشش کی تھی وہ میرا بھائی تھا۔

شکر ہے اب وہ ٹھیک ہے ورنہ اُسی دن تیرے ٹکرے ٹکرے کر کے اپنے بھیڑیے کو کھیلا دیتا

لیکن تو میرا نہیں دبیر کا شکار ہے تو اب تک تجھے میں نے اسی لیے زندہ رکھا تھا کہ شیر و تجھے مار سکے اور آج وہ وقت آ چکا ہے

میر نے آفندی کے سامنے پڑی کچھ فاصلے پر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

آفندی نے اپنا حلق تر کیا تھا۔

دبیر اس کمینے کو ایسی موت دینا کہ اسے اپنے پیدا ہونے پر بھی افسوس ہو۔

مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں جانا ہے۔میں چلتا ہوں

میر نے کھڑے ہوتے کہا۔

میرے آدمی باہر کھڑے ہیں جو تم.مانگو گے تمہیں مل جائے گا میر نے دبیر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

میر کے جاتے ہی دبیر نے آنکھوں میں چمک لیے آفندی کی طرف دیکھا تھا۔

Urdu Novels Ghar

تو کیسا لگ رہا ہے خود کو بے بس دیکھ کر؟

دبیر نے سائیڈ پر پڑا ٹیبل کھینچ کر آفندی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا جو خاموش رہا تھا۔

جانتے ہو میں کیا کرنے والا ہوں؟ دبیر نے کہتے ہی آفندی کا ایک ہاتھ کھولا اور اس کے ہاتھ کو ٹیبل پر رکھ دیا دوسرے ہاتھ میں اس کے چاقو موجود تھا۔

آفندی نے نفی میں سر ہلایا شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ دبیر کیا کرنے جا رہا ہے۔

دبیر نے مسکرا کر آفندی کو دیکھا اور چاقو کو آفندی کی کلائی میں زور سے مار دیا۔

آفندی نے ہونٹوں کو آپس میں پیوست کر کے اپنی چیخ گلا گھونٹا تھا۔

دبیر نے اس پر ہی بس نہیں نہیں کیا تھا اس نے آفندی کی دو انگلیاں اتار کر زمین پر پھینک دی تھی۔

اور اس بار آفندی تکلیف برداشت نہیں کر سکا اور پورے تہہ خانے میں اس کی چیخ گونجی تھیں۔

دبیر مجھ مجھے معاف کر دو آفندی نے دبیر کو دیکھتے تکلیف دہ لہجے میں کہا جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے آفندی کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

کس کس بات پر تمہیں معاف کرو؟

اور تم تو اچھے سے جانتے ہو شیر و کسی کو معاف نہیں کرتا۔

اور اب میں سوچ رہا ہوں تمہیں کس طرح کی موت دی جائے؟ پھر مجھے گھر بھی جانا ہے

دبیر نے پریشانی سے سوچنے والے انداز میں آفندی کو دیکھتے کہا۔

جو آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھ رہا تھا۔

چلو تم. رہنے دو تھوڑی دیر بعد تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ تمھارے ساتھ کیا ہونے

والا ہے۔

دبیر نے کہتے ہی باہر کھڑے آدمیوں کو آواز دی جو اندر آ گئے اور دبیر نے پیچھے پڑے ایک

لوہے کے تابوت کو لانے کا کہا۔

آدمیوں نے دبیر کے کہنے پر تابوت کو آفندی سے کچھ فاصلے پر لا کر رکھ دیا۔

اُس ڈم میں کیا ہے؟

دبیر نے پیچھے پڑے ڈرم کی طرف اشارہ کرتے پوچھا

سر اُس میں تیل موجود ہے آدمی نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

کیا سرسوں کا تیل ہے؟

دبیر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

جی سر آدمی نے جواب دیا۔

ہمم ٹھیک ہے تم. ایسا کرو اُس ڈرم کے نیچے آگ لگادو مجھے وہ تیل فل گرم چاہیے۔

دبیر نے آدمی کو حکم دیتے آفندی کی طرف دیکھا۔

تم سوچ رہے ہو گئے کہ یہاں پر سرسوں کے تیل کا کیا کام؟

تو تھوڑا سا انتظار کرو تمہیں پتہ چل جائے گا

دبیر نے اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے کہا۔

دبیر پلیز مجھے ایک موقع دے دو میں اچھا انسان بن جاؤں گا۔

میں تم سے وعدہ کرتا ہوں آفندی نے پھڑ پھڑاتے ہوئے کہا۔

سامنے موت کو دیکھ کر وہ بچنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔

میری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو تیری بات پر یقین بھی کر لیتا لیکن مجھے معلوم ہے تیرے جیسا گھٹیا انسان کبھی نہیں سدھر سکتا

دبیر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

Urdu Novels Ghar

اس تابوت کو اُس ڈرم کے نل کے نیچے رکھ دو اور اُس میں اسے لیٹا دو۔

ہاتھ اور پاؤں بندھے رہنے چاہیے دبیر نے دائیں جانب کھڑے آدمی کو دیکھتے کہا۔

ڈرم کے آگے ایک چھوٹا سا نل لگا تھا اور اسے ایک سٹینڈ پر رکھا گیا تھا۔

جیسا دبیر نے کہا تھا دونوں آدمیوں نے ویسا ہی کیا۔

آفندی بار بار دبیر سے معافی مانگ رہا تھا لیکن دبیر نے اس کی بات کو اگنور کیا اور چلتا ہوا ڈرم کے پاس آیا اس نے ہلکا سا نل کو چھوا جو شدید گرم تھا۔

اس کے نیچے چل رہی آگ کی وجہ سے لوہے کا تابوت بھی گرم ہو گیا تھا کیونکہ دونوں میں کچھ زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

آج تم مرو گے تو ضرور لیکن سسک سسک کے دبیر نے کہتے ہی اپنے ہاتھ میں پکڑے رومال سے ڈرم کا نل کھول دیا۔

اُس میں سے ابلتا ہوا گرم تیل باہر نکلا تھا آفندی پر پڑتے ہی اس کی دلخراش چیخیں پورے تہہ خانے میں گھونجنے لگی تھی۔

میر کے آدمیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا ڈر ان کے چہرے پر بھی صاف نظر آرہا تھا۔

جس طرح تابوت میں آفندی تڑپ رہا تھا اگر کوئی اور دیکھ لیتا تو اس دنیا فانی سے کوچ کر جاتا۔

تیل اتنا گرم تھا کہ آفندی کی سکن ساری جل گئی تھی لیکن ابھی بھی اس کی سانسیں چل رہی تھی۔

دبیر بنا کسی تاثر کے وہاں کھڑا آفندی کو تڑپتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

آفندی کی چیخیں اب کم ہو گئی تھیں۔

ایک آدمی نے آگے بڑھ کر آفندی کو دیکھا تو اس کی چیخ نکل گئی ڈر کے مارے پیچھے جا گرا تھا۔

دبیر نے ایک گھوری اُس آدمی پر ڈالی تھی۔

آفندی کی سکن ساری چل چکی تھی اور اب ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔

تابوت کو بند کرواور اس کی لاش کو کہی بھی پھینک آنا۔

دبیر نے ڈرم کا نل بند کرتے سنجید گی سے کہا۔آج آفندی بھی اپنے انجام تک پہنچ گیا تھا۔

اس کا آخری دشمن بھی مر چکا تھا۔بے شک دبیر نے آفندی کو بہت بھیانک موت دی تھی۔اس نے کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا کہ دبیر اسے اتنی تکلیف دہ موت دے گا۔

Urdu Novels Ghar

اگلے دن دبیر نے سب کو اکٹھا کیا اور ہادی کی سالگرہ اور پارٹی کے بارے میں بتایا جس میں زیادہ وقت نہیں تھا بلکہ کل ہی پارٹی تھی۔

دبیر کا بلیک پیلس ٹھیک ہو چکا تھا اور سب لوگ وہاں شفٹ ہو گئے تھے پارٹی بھی وہی پر تھی میر کی فیملی بھی آ رہی تھی اس بار زین اور حور نے بھی آنا تھا۔

دبیر فاز کو زیادہ کام کرنے نہیں دے رہا تھا اس کے ساتھ مصطفٰی کام میں لگا ہوا تھا

یہ ایک تھیم پارٹی تھی

جس کا کلر بلیک تھا۔

💞💞💞💞💞

بلیک پیلس کو اچھے سے سجایا گیا تھا۔

رانی نے فل بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی ساتھ ڈوپٹہ اپنے کندھے پر لٹکایا ہوا تھا۔

اور اب آئینے کے سامنے کھڑی جھمکے پہن رہی تھی آج رانی نے میک اپ بھی کیا تھا جو اس پر کافی سوٹ کر رہا تھا۔

جھمکے پہن کر جب رانی پیچھے کو مڑی تو مصطفیٰ کے ساتھ جا ٹکرائی جو پتہ نہیں کب یہاں آ کر کھڑا ہوا تھا۔

آپ کب آئے؟رانی نے مصطفی کو دیکھتے مسکرا کر پوچھا

بس ابھی آیا ہوں

لیکن مجھے لگتا ہے مجھے نہیں آنا چاہیے تھا

مصطفی نے رانی کو. دیکھتے دھیمے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب؟رانی نے حیرانگی سے پوچھا

مطلب تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو؟آج تو میرے سامنے ایک الگ ہی رانی کھڑی ہے

ویسے میک اپ بھی کیا چیز ہے۔انسان کو ایسا بدلتا ہے کہ وہ پہچانا نہیں جاتا

مصطفی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ تعریف تھی؟رانی نے مشکوک نظروں سے مصطفی کو دیکھتے پوچھا۔

جو قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

بلکل یہ تعریف تھی ویسے تو تم ہمیشہ مجھے اچھی لگتی ہو لیکن آج کچھ الگ ہی لگ رہی ہو۔

دیکھو لگ رہے ہیں نا ایک دم. پرفیکٹ کپل

مصطفیٰ نے رانی کا رخ آئینے کی طرف کرتے کہا۔

خود بھی اس نے تھری پیس بلیک کلر کا سوٹ پہنا تھا۔

پارٹی کا تھیم بلیک تھا اس لیے سب نے بلیک کلر پہنا تھا۔

رانی نے مصطفیٰ کو دیکھتے دل میں ماشاءاللہ کہا تھا۔

بے شک اس کا شوہر صورت کے ساتھ سیرت کا بھی بہت اچھا تھا رانی اللہ کا جتنا شکر کرتی اتنا کم تھا۔

مجھے مریم کے پاس جانا ہے رانی نے مصطفیٰ سے پیچھے ہٹتے کہا۔

تو جاؤ میں نے کب روکا ہے مصطفیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رانی نے نفی میں سر ہلایا اور وہاں سے باہر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد مصطفیٰ بھی کمرے سے نکل گیا تھا۔

Urdu Novels Ghar

فاز مجھے بھوک لگی ہے مریم نے چوڑیاں پہنتے فاز کو کہا جو فون پر بات کر رہا تھا۔

مریم نے لانگ بلیک کر کا فراک پہنا تھا اور فاز نے تھری پیس سوٹ پہنا تھا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تم نے کھانا کھایا ہے فاز نے حیرانگی سے کہا۔

تو آپ میرے کھانے پر نظر رکھ رہے ہیں؟ مریم نے غصے سے کہا۔

یار ایسا تو میں نے نہیں کہا۔

ٹھیک ہے میں کچھ لاتا ہوں فاز نے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

Urdu Novels Ghar

جب تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فروٹ موجود تھا۔

یہ کیا ہے مجھے یہ نہیں کھانا

مریم نے منہ بسوڑتے کہا۔

ابھی تو یہی کھانا پڑے گا۔

فاز نے سیب کاٹتے ہوئے اس کا ٹکرا مریم کے ہونٹوں کے قریب کرتے کہا۔ جس نے
پہلے فاز کو دیکھا پھر سیب کھالیا

گڈ گرل فاز نے مسکرا کر کہا۔

فاز آپ لڑکا چاہتے ہیں یا لڑکی؟ مریم نے فاز کو دیکھتے پوچھا۔

ویسے تو میں چاہتا ہوں ہماری بیٹی ہو بلکل تمھارے جیسی آگے اللہ کی مرضی

فاز نے مسکرا کر کہا۔

اور فاز کی بات سن کر مریم بھی ہنس پڑی تھی۔ کتنی خوش قسمت تھی مریم کہ اللہ نے اسے

فاز جیسا شوہر دیا تھا۔

بیگم کیا نظر لگانی ہے؟ فاز نے مریم کو خود کو تکتے دیکھا تو شرارتی لہجے میں کہا۔

لگ بھی سکتی ہے میرا شوہر لگ ہی اتنا ہینڈسم رہا ہے۔

مریم نے فخریہ انداز میں کہا۔

واللہ میری بیوی نے میری تعریف کی ہے کہی میں بے ہوش نا ہو جاؤں

فاز نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

مریم ہنس پڑی تھی اسے ہنستا دیکھ فاز بھی مسکرا پڑا اور دونوں باتیں کرنے لگے۔

زری نے بلیک کلر کی ساڑھی پہنی تھی۔دبیر نے اپنا کوٹ اتار دیا تھا اور بازو کو کہنیوں تک فولڈ کر لیا تھا۔وہ بہت کم لوٹ پہنتا تھا۔

بالوں کو اچھے سے سیٹ کیا سب کی نظروں کا مرکز بنا ہوا تھا۔

زری نے ساڑھی پہن تو لی تھی لیکن اس کا پچھلا گلا کافی گہرا تھا۔

یہ کیا پہنا ہے تم نے؟ دبیر جو کمرے میں داخل ہوا تھا زری کی ساڑی کا گہرا گلا دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا۔

ساڑھی ہے زری نے عام سے لہجے میں جواب دیا۔

وہ تو مجھے بھی نظر آرہا ہے لیکن تم یہ نہیں پہنو گی۔

دبیر نے دوٹوک انداز میں کہا

اور میں کیوں نہیں پہنو گی؟

زری نے الٹا سوال کیا۔

Urdu Novels Ghar

کیونکہ میں کہہ رہاہوں

دبیر نے سنجیدگی سے کہا۔

میں تو یہی پہنوگی تمہیں جو کرنا ہے کرلو

زری زری نے چڑانے والے انداز میں کہا۔

توٹھیک ہے پھر دبیر نے کہتے ہی زری کی ساڑی کا پلو پکڑا

کپڑا کافی نازک تھا اس نے پلو کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

زری نے آنکھیں پھاڑے دبیر کو دیکھا تھا۔

تم.... زری نے غصے سے دبیر کی طرف دیکھتے کہا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کیا کہے

ہاں میں نے پھاڑ دی اب جاؤں اور کوئی دوسرا ڈریس پہنو

دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں تمہیں جان سے مار دوں گی دبیر

زری نے دبیر کو دیکھتے غصے سے کہا جس نے زری کو بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔

پارٹی میں سب لوگ ہونگے زری اور اگر تم بال بھی کھولے چھوڑ دیتی ہو تو پھر بھی تمھاری بیک کور نہیں ہونی تھی۔

دبیر نے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

لیکن میرے پاس کوئی دوسرا سوٹ نہیں ہے

زری نے اپنا مسئلہ بیان کرتے کہا۔

الماری کھول کر دیکھو مل جائے گا۔

دبیر نے جھک کر زری کی ناک پر لب رکھتے پیار سے کہا۔

جوہر بڑا کر دبیر سے پیچھے ہٹی اور الماری کھول کر سوٹ دیکھنے لگی۔

اور اسے حیرت ہوئی تھی کہ اُس میں سیم ویسی ہی ساڑی موجود تھی جس طرح کی اس نے پہنی ہوئی تھی لیکن اس کا گلہ ڈیپ نہیں تھا۔

یہ تم کب لائے؟

زری نے دبیر کی طرف دیکھتے حیرانگی سے پوچھا۔

بس لے آیا تھا جاؤ چینج کر کے آؤ

دبیر نے بیڈ پر ہادی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

زری چینج کرنے چلی گئی تھی۔

میرا بیٹا تو مجھے منہ ہی نہیں لگاتا دبیر نے ہادی کو گود میں لیتے اس کی گال کو چومتے کہا۔

جو دبیر کی ہلکی بڑھی داڑھی کے چبھنے پر کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا۔

ہادی نے بھی سیم دبیر جیسی ڈریسنگ کی تھی۔ جس میں وہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا.

منے آپ جانتے ہو پرسوں رات آپ کی ماما نے میری سوری کو آخر کار قبول کر لیا۔

بھئی بہت ضدی ہے آپ کی ماما لیکن آپ کے پاپا بہت خوش ہیں۔

دبیر نے ہادی کو دیکھتے کہا جو دبیر کی بات ایسے غور سے سن رہا تھا جیسے سب کچھ سمجھ رہا ہو۔

پرسوں جب دبیر گھر آیا تو اس نے زری کو کمرے میں کھانا لانے کا کہا تھا۔

اور دبیر نے سوچ لیا تھا آج آخری فیصلہ کرے گا اور زری سے پوچھے گا کہ وہ کیا چاہتی ہے

دونوں نے آرام سے کھانا کھایا اُس کے بعد زری کھانے کے برتن باہر رکھ آئی تھی۔

تم چائے پیو گے ؟ زری نے دبیر کو دیکھتے پوچھا۔

نہیں میرے پاس بیٹھو مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

دبیر نے زری کو بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے کہا۔

پہلی بات کھانا بہت اچھا تھا میں جانتا ہوں یہ سب میری فیورٹ ڈیشز ہیں اور تم نے خاص میرے لیے بنائی ہیں تو کھانا کھاتے وقت میں نے سوچا ان کو بنانے والی کے ہاتھ چھوم لوں۔

دبیر نے کہتے ہی باری باری زری کے دونوں ہاتھوں پر بوسہ دیا تھا۔

جو سچ میں دبیر کی تعریف سن کر خوش ہو گئی تھی۔

اور دوسری بات میں تم سے معافی اس سے پہلے دبیر اپنی بات مکمل کرتا زری نے اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

دبیر میں بہت پہلے تمہیں معاف کر چکی ہوں

اور میں نہیں چاہتی کہ تم دوبارہ مجھ سے معافی مانگو جو کچھ بھی ہوا وہ میری قسمت میں لکھا تھا۔اب میں تمھاری اور ہادی کے ساتھ اپنی زندگی گزرنا چاہتی ہوں.

زری نے نظریں جھکا کر کہا۔

دبیر نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔

تم بے شک مجھے معاف کر دو زری لیکن جو کچھ میں نے تمھارے ساتھ کیا اُس کا پچھتاوا مجھے ساری زندگی رہے گا۔

لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب میرے ہوتے ہوئے تمہیں کوئی بھی غم چھو کر بھی نہیں گزرے گا۔

دبیر نے زری کے ہاتھ کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا۔

زری مسکرا پڑی تھی۔

اور اب جاؤ میرے لیے کافی بنا کر لاؤ

دبیر نے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک ہے میں ابھی لاتی ہوں زری نے کہتے ہی وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی۔

دبیر کے دل سے بہت بڑا بوجھ کم ہو گیا تھا

اسے امید نہیں تھی کہ زری اسے اتنی جلدی معاف کر دے گی۔

جلدی بھی نہیں کیا تھا کافی وقت لیا تھا۔

اور دبیر کے دل کی حالت کیا تھی وہ تو صرف اسے ہی پتہ تھا۔

لیکن سب سے پہلے اس نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔

ہادی نے زور سے دبیر کے منہ پر ہاتھ مارا تو وہ ہوش میں آیا تھا۔

بھائی صاحب باپ ہوں میں آپ کا دبیر نے ہادی کی گال کو زور سے کھینچتے ہوئے کہا۔

جو رونے کی پوری تیاری کر چکا تھا۔ دبیر نے اس کی شکل دیکھی تو جلدی سے اسے اپنے کندھے کے ساتھ لگاتے تھپتھپانے لگا تھا۔

یار مزاح کر رہا تھا۔

رونا نہیں دبیر نے مسکراتے ہوئے کہا.

اتنے میں زری بھی باہر آگئی تھی.

Urdu Novels Ghar

دبیر نے اس دیکھا تو مکسرا پڑا۔

اب ایک دم پرفیکٹ لگ رہی ہو دبیر چلتا ہوا زری کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

باہر چلیں؟ دبیر نے زری کو دیکھتے پوچھا

ہاں چلو زری نے مسکرا کر کہا۔

دبیر نے پہلے زری کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر ہادی کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ بہت پیاری لگ رہی ہو۔ دبیر نے مسکرا کر زری کی تعریف کی

اور اس کا ہاتھ پکڑے تینوں کمرے سے باہر چلے گئے۔

Urdu Novels Ghar

پارٹی میں سب لوگ آچکے تھے میر بھی اپنی فیملی کے ساتھ آگیا تھا۔

نور دوبارہ رانی اور مریم سے مل کر خوش ہوئی تھی اس نے بھی بلیک میکسی پہنی ہوئی تھی۔

حیا اور حور اماں لوگ سے مل کر اُن کے پاس ہی بیٹھ گئی تھیں۔

دبیر نے سب لوگوں کو سٹیج کی طرف متوجہ کیا۔

تاکہ کیک کاٹ لیا جائے۔

دبیر نے کیک پر ڈورے مون بنوایا تھا۔

سب کی بھرپور تالیوں میں دبیر اور زری نے ہادی کا ہاتھ پکڑ کر کیک کاٹا تھا۔

Urdu Novels Ghar

ہادی تو ڈورے مون کو اپنے ہاتھ سے پکڑنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔

سب لوگ ہادی کی بے تابی دیکھ کر ہنس پڑے تھے۔دبیر نے ٹیبل پر ہادی کو کھڑا کر دیا تھا اور چھوٹا سا کیک کا ٹکڑا ہادی کے منہ میں ڈالا تھا۔

ہادی کو جب فل آزادی مل گئی تو اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے کیک کا ستیاناس کیا تھا۔

مصطفیٰ اور فاز نے اپنے موبائل میں ہادی کی ویڈیو بنائی تھی جس کا بلیک کلر کا سوٹ اب کریم کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا۔

کیک کی حالت دیکھ کر نور اور کبیر ہنس پڑے تھے۔

Urdu Novels Ghar

مجھے بھی اس طرح کا گول مٹول سا بے بی چاہیے کبیر نے نور کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرگوشی نما انداز میں کہا۔

نور نے چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ لیے کبیر کو گھور کر دیکھا تھا۔

جو قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا۔

ہادی نے جب اچھی طرح کیک کے ساتھ کھیل لیا تو زری اس کے کپڑے چینج کرنے کے لیے اسے اندر لے گئی تھی۔

سب لوگ باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

اور برخوردار کیسے ہو تم دونوں ؟زین نے مصطفیٰ اور فاز کو دیکھتے پوچھا زین کے ساتھ میر کھڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

اسد کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا تھا اس لیے وہ نہیں آیا تھا۔

کبیر اور دبیر الگ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

بلکل ٹھیک انکل مصطفیٰ نے مسکرا کر جواب دیا۔

بھئی تمہیں بہت بہت مبارک ہو باپ بننے جا رہے ہو زین نے فاز کو دیکھتے مسکرا کر کہا۔

تھینک یو انکل فاز نے خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

زین فاز اور مصطفی کے ساتھ بزنس کی باتیں کرنے لگا تھا۔میر کو کال آگئی تھی اس لیے وہ وہاں سے کچھ فاصلے پر جا کر کال سننے لگا۔

ویسے یہ پارٹی کس خوشی میں دی ہے تم نے؟کبیر نے جوس کا گلاس لبوں سے لگاتے دبیر سے پوچھا۔

کبیر خان کے بے شرم ہونے پر دبیر نے مسکرا کر کہا۔

بھائی صاحب تجھے اب پتہ چلا کہ میں بے شرم ہوں؟میں تو پیدائشی ایسا ہوں کبیر نے فخریہ انداز میں کہا۔

ٹھیک کہہ رہے ہو نظر بھی آتا ہے۔

دبیر نے کہا۔

Urdu Novels Ghar

چلو بیٹا کھانا لگ گیا ہے آجاؤ اماں نے کبیر اور دبیر دونوں کو دیکھتے کہا۔

آہ شکریہ آنٹی سچ میں مجھے بہت بھوک لگ رہی تھی کبیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

کبیر بھی اندر چلا گیا تھا سب لوگ ٹیبل پر موجود تھے۔

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا۔

کھانے کے بعد سب لوگوں نے مریم کو مبارک باد دی تھی۔

بیوی تم. یہاں آتے ہی مجھے بھول جاتی ہو

کبیر نے نور کے کان کے پاس سرگوشی کرتے کہا۔

اس وقت سب لوگ ہال میں موجود خوش گپوں میں مصروف تھے۔

تو آپ کیا چاہتے ہیں میں یہاں آکر بھی آپ کے کندھے سے کندھا ملا کر چلتی رہوں؟

نور نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

بلکل تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے کبیر نے نور کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا جس نے فوراً جھٹک دیا تھا۔

کیا کر رہے ہیں سامنے ڈیڈ بیٹھے ہیں سب لوگ یہاں موجود ہیں وہ کیا سوچے گے

Urdu Novels Ghar

نور نے دبی آواز میں کہا۔

ہاں لوگوں کی پرواہ ہے بس شوہر کی پرواہ نہیں ہے۔

کبیر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

نور کو مریم نے بلایا تھا وہ اُس کے ساتھ باتوں میں لگ گئی۔

سب کتنے اچھے لگ رہے ہیں۔

دبیر نے زری کو دیکھتے کہا جو ہلکا سا مسکرا پڑی تھی۔

ہاں اللہ ہماری فیملی کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے زری نے بھی دل سے دعا دی تھی۔

آمین دبیر نے کہا۔

بڑے پاپا ایک فیملی فوٹو ہو جائے دبیر نے میر کو دیکھتے پوچھا۔

ضرور بیٹا میر نے مسکرا کر کہا۔

بڑے سب پیچھے کھڑے ہو گئے تھے اور بچے سارے آگے بیٹھ گئے تھے۔

کیمرا مین نے اس خوبصورت منظر کو اپنے کمرے میں قید کر لیا تھا۔

ان سب کی زندگیوں میں اب خوشیاں ہی خوشیاں تھیں سب نے بہت سارے غم دیکھے تھے۔ لیکن آگے کی زندگی ان کی خوشیوں کی منتظر تھی۔

ختم شُد۔۔۔